بعون کن مکین زمین و زمان و نور افزای مہر و دین احتشام

یہ نسخہ برکت اقتران بفضل خالق کون و مکان کتاب فیض انتساب مجموعہ معارف و نعم

معروف بہ ترجمہ اردو سے

فصوص الحکم

بار دوم بحفظ حق تالیف

باہتمام خاکسار محمد عبد اللہ صدیقی تاجر کتب لکھنؤ بازار چوک و مالک مطبع مجتبائی

طبع ۱۳۲۸

از انجلائے بہجت مطبع مجتبائی نور علیٰ نور گردید

فہرست اسباب شے خست لکھنؤ

یہ وہ مشہور کارخانہ ہے جو مدت سے صدہا بیوپاریوں کو اپنا نفیس مال واجبی قیمت سے بھیجکر نفع پہونچاتا ہے اب عام خریدارونکی نفع رسانی کیلئے یہ فہرست مختصر مشتہر کیجاتی ہے کہ وہ اپنی فرمائشات طلب کرکے اسکی عمدگی مال و کفایت قیمت کی قدردانی فرمائیں ہر فرمائش بذریعہ ویلو روانہ ہوگی۔ زیادہ قیمتی فرمائش کیلیے عہ فیصدی پیشگی آنا چاہیئے کیونکہ واپسی مین خرابی مال اور نقصان محصول ہوتا ہے۔ صاحب فرمائش اپنا نام مع ڈاکخانہ و ضلع صاف تحریر فرمائیں۔ فہرست کارخانہ جو صاحب طلب فرمائیں۔ آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیجیں ورنہ بیرنگ روانہ کیجائیگی۔

فہرست اسباب چکن و کامدانی وغیرہ

نام جنس مع وضع	[illegible]	[illegible]
تھان کامدانی بیچ بوٹیدار سنہری بیچ کام کے	عــہ	ســہ
تھان چکن جسکے گل بوٹوں مین کامدانی کا کام	للعہ ر	عــہ
،، بیلدار و بوٹیدار اعلیٰ درجہ کو عریض و کم عریض	ســے	عــے
تھان شبرتی ساخت لکھنؤ یا ریاست لکھنؤ کیلیے	ســے ر	عــہ
تھان گلبدن و مشروع ہر رنگ ہر وضع کے	عہ ر	عــہ
ایضاً بنارسی مع بوٹی زری بیچ ہر رنگ کارخانہ	ســے	للعــہ
چکن قابل تیاری ایک چکن یا انگرکھا ہر قسم کا	ســے	عــہ
دوپٹہ کامدانی سادے و رنگین بیچ قابل	للعہ ر	عــہ
چکن جسکے گل بوٹوں مین نہایت پُربہار کامدانی	عہ ر	عــہ
،، چکن بیلدار و بوٹے دار بہت عمدہ۔	عہ ر	صہ ر
ساری کامدانی برائے عورات سفید و رنگین	ســے	عــہ
ساری چکن گل بوٹوں پُربہار کامدانی	عہ ر	صعہ ر
عبا یعنی جبہ سوتی و ریشمی برائے اہل علم	ســے	عــہ
پائجامہ سوتی و ریشمی ڈھیلے و تنگ مہری۔	۱۲ ر	عا ر
کرتے بیلدار و بوٹیدار سلے ہوئے تیار	۱۲ ر	صہ ر
کلاہ چکن چوگوشیہ دوپلڑی و گول ساخت لکھنؤ	۲ ر	صہ ر
،، سوزنی و ریشمی و کلابتونی گول ساخت شہر لکھنؤ	۴ ر	صہ ر
،، گول مخملی سبز و سیاہ و سرخ و کارچوبی بیچا		
کامدار مندیل ہر قسم کی نہایت عمدہ۔	ســے ر	عــہ
کلاہ کشتی نما ساخت امروہہ و دہلی و لکھنؤ		
ریشمی و کلابتونی و زردوزی بہت عمدہ۔	صہ ر	عــہ

فہرست اسباب مائی و متفرقات

نام جنس مع وضع

فرد رضائی مین چکہ بوٹیدار و جالدار سفید و رنگین
بچھونے لحاف مین چکہ و بوٹیدار و بیلدار بنا ہے للعہ تک
پلنگپوش جھاڑی دار و جالدار عا ر و ســے ر
الائچی مسی کی نہایت عمدہ ایک الائچی کھانے سے
لب مسی آلودہ ہو جاتے ہین فیصدی عہ ر
کیلین ناک کی طلائی و مرصع ہر قسم فی ۱۲ ہے للعہ تک
ساز قلمدان جالی دار کام کے نہایت عمدہ ۸ ر سے
۱۴ ر تک کنٹھا گلوریونکا طمع کیا ہوا مع زنجیر جسمین
گلوریان لگاتے ہین ۶ ر سے ۹ ر تک
کنگھی سینگ زنانہ و مردانہ ۱ ر سے ۴ ر تک
انگوٹھی و چھلہ سادہ کاری ۲ ر سے عہ ر تک
حلوا سوہن ۱۲ ر سیر سے عہ ر تک علاوہ اسکے
ہر قسم کا مال عمدہ اور بکفایت مل سکتا ہے۔

نوٹ واضح ہو کہ عرض تھان شبرتی کا ۴۴ گرہ
اور طول نمبری ۹ گز ہوتا ہے اور تھان عریض
جو ولایتی ململ پر تیار ہوتے ہین انکا عرض
ایک گز سوا گز ہوتا ہے اور طول ۹ و ۱۰ گز ہے

ناظرین ہر شی کی قیمت جو تحریر ہے کہ اس قیمت سے
اس قیمت تک اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ شئے
ان دونون قیمتونکے درمیان جس قیمت کی مطلوب
ہو مل سکتی ہے مثلاً تھان چکن مبیل ۱۰ ر ۴۰

فہرست عطر ہر قسم مع قیمت

نام عطر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
عطر مع گلاب	لــہ	•	•	•
عطر گلاب	عــہ	ســہ	عــہ	عا ر
عطر حنا	للعہ ر	ســے	عا ر	عہ ر
عطر موتیا	ســے ر	عا ر	عہ ر	۱۲ ر
عطر کیوڑہ	عا ر	عہ ر	۱۲ ر	•
عطر کیوڑہ	عا ر	عہ ر	۱۲ ر	•
عطر چنبیلی	ســے	عا ر	عہ ر	۱۲ ر
روح خس اصلی	صہ ر	•	•	•
روح پاتری	ســے ر	•	•	•
عطر جوہی	عا ر	عہ ر	۱۲ ر	[illegible]
عطر عروس	عا ر	عہ ر	•	عہ ر
عطر شہانہ	عا ر	عہ ر	•	•
عطر مجموعہ	عا ر	عہ ر	عہ ر	۱۲ ر
عطر سہاگ	عا ر	عہ ر	عہ ر	۱۲ ر
عطر چمپا	عہ ر	عہ ر	۱۲ ر	•
عطر اگر کہنہ	ســے	للعہ ر	•	•
عطر ناگیسر	ســے	عا ر	•	•
عطر سنگترہ	عا ر	عہ ر	•	•
عطر فتنہ	ســے	عا ر	عہ ر	۱۲ ر
عطر شمامۃ العنبر	صہ ر	•	•	•
عطر برگ حنا	عا ر	•	•	•

مر یا بوٹیدار جسکی قیمت ہمارے عہ تک ہے وہ ہے۔ للعہ ر صہ ر۔ اسی طرح عہ تک کے موجود ہین۔ مگر جسقدر قیمت زیادہ ہوتی ہے اسی قدر اسکی عمدگی بھی زیادہ ہے چکن اور کامدانی کے تھان جو ہمارے کارخانہ مین تیار کرائے جاتے ہین انمین کام برابر کا ہوتا ہے اور بازار کے تھانون مین اوپر کام زیادہ اور اندر کم ہوتا ہے جو صاحب ایکبار منگوا کر ملاحظہ فرمائینگے اور انصاف کو دخل دینگے وہ ضرور دوبارہ طلب فرمائین

خاکسار محمد عبداللہ تاجر کتب لکھنؤ چوک دمالک مطبع مجتبائی

کتاب الله اسمی عجائب القصص

حسب فرمائش قاضی عبدالکریم صاحب تاجر کتب مالک مطبع کریمی بھنڈی بازار بمبئی

ترجمہ قصص الانبیاء

۱۹۰۹ء

۱۳۲۷ھ

باہتمام حاجی حشمت قومی محمد عبداللہ صدیقی تاجر کتب چوک لکھنؤ مالک مطبع مجتبائی

در مطبع مجتبائی لکھنؤ مطبوع گردید

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی آتانا الکتاب الحکیم، ومنّ علینا وهدانا
الی صراط المستقیم، وثبّتنا علی سواء السبیل والنهج القویم،
وافهمنا دقائق القرآن العظیم، والقی فی قلوبنا ما اطمئنّ
به روعنا من اعجازه الفخیم، ونصلی صلوة لا غایة و
لا انتهاء، ونسلم تسلیمات لا امد لها ولا انقضاء علی
خلیله وحبیبه الکریم، ذی المجد والخلق
العظیم، وهو نور لمن نور لا، فمظهر الحق مظهره
سیدنا محمد الذی جاء بحیوة الارواح والمهج وانزل
الله علیه قرانا عربیا غیر ذی عوج، وعلی آله
واصحابه الحائزین غایات السبق فی مضمار البیان،
المنعوتین بمحاسن الفضائل فی محکم البیان اما بعد

عبده الاواه الراجی نعمة الله ورضاه محمد برکت الله لکهنوی فرنگی محلی ستر الله عیوبه اسلمه واخي

صاحبان دانش وبینش کی خدمت مین عرض پیرا ہوکہ مین نے اس ترجمہ فصوص الحکم کی عبارت کو جو سراسر ترجمہ لفظی تھا حسب فرمایش جناب شیخ محمد عبد اللہ صاحب تاجر کتب چوک لکھنؤ و مالک مطبع مجتبائی جا بجا سے درست اور بامحاورہ حتی الامکان کردیا ہو اور بعض مقامات پر مفید حواشی درج کردیے ہین اور اسکا بھی خیال رکھا ہو کہ مطالب اصل کتاب کا فوت نہو پس ناظرین باتمکین سے التماس ہو کہ اگر اس مین کسی مقام پر کوئی غلطی لبشریت سے ہوگئی ہو تو بمقتضاے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان معاف فرمائین۔ وما علینا الا البلاغ

چونکہ حالات مصنف درج کرنا ضروری تھا اسلیے اوائل کتاب مین لکھے جاتے ہین۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ کا اصلی نام محمد ہو اور اونکے والد کا اسم مبارک علی بن محمد ہو حضرت شیخ محی الدین ابن عربی سنہ ۵٦٠ھ مین دوشنبہ کی رات کو جو سترھوین رمضان کی تھی شہر مرسیہ مین پیدا ہوے اور مرسیہ اندلس کے علاقہ مین ایک ملک ہو۔ الغرض اٹھتر سال سات مہینہ نو دن آپ نے اس دار فانی مین قیام فرماکر انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور مناقب غوثیہ مین آپ کی ولادت کا واقعہ اسطور پر لکھا ہے کہ جب آپ کے والد کا سن پچاس برس کا ہوا اور کوئی اولاد نہین ہوئی تو آپ نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوکر دعا کے واسطے عرض کیا حضرت نے دعا فرمائی الہام ہوا کہ ان کے اولاد نہین ہوسکتی ہان کوئی دوسرا شخص اپنی اولاد ان کو ہبہ کردے تو ممکن ہے حضرت غوث الاعظم نے حضرت علی بن محمد سے فرمایا کہ میرے صلب مین ایک لڑکا ہے مین نے تمکو دیا انشاء اللہ تعالی وہ امت محمدیہ مین جلیل القدر ولی ہوگا اور جب وہ پیدا ہو تو اوس کا نام محمد رکھنا حضرت علی بن محمد اپنے گھر واپس آئے اوسی شب کو اون کی زوجہ حاملہ ہوئین ایام حمل گذرنے کے بعد حضرت محی الدین ابن عربی پیدا ہوے آپکے والد حضرت غوث الاعظم کے پاس آپ کو لیگئے حضرت غوث الاعظم نے فرمایا یہ میرا لڑکا ہے اور انشاء اللہ ولی ہوگا اور ویسا ہی ظہور مین آیا۔ حضرت محی الدین ابن عربی اپنے وقت کے علما مین یکتا تھے شروع زمانہ مین آپ کو علم حدیث اور تفسیر سے بہت شوق تھا ایک بڑی تفسیر آپنے لکھی ہے جسکی ۹۵ جلدین ہین اور اوس مین سولھوین پارہ کی اس آیت سے آگے نہین وعلمناہ من لدنا علما علاوہ اس تفسیر کے اور کئی تفسیرین آپ کی ہین فن حدیث مین بھی آپ کے تصانیف بکثرت ہین شریعت ظاہرہ کے آپ بہت بڑے پابند تھے چنانچہ فصوص الحکم کے مقدمہ مین آپ نے اسکو اپنے قول سے ثابت فرمادیا ہے۔

عبد الوہاب شعرانی لکھتے ہین کہ شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ کتاب وسنت کی پابند تھے اور یہ فرماتے تھے کہ جس نے ایک لحظہ بھی شریعت چھوڑدی وہ ہلاک ہوگیا

نقل ہے کہ ایکبار حضرت محی الدین ابن عربی اور شہاب الدین سہروردی علیہما الرحمۃ سے پہلی
پہلی ملاقات ہوئی۔ اور بغیر تکلم تکلیم کے دونون حضرات علیحدہ ہو گئے اور مجرد دیکھنے ہی سے دونون
مین رابطہ قلبی بہت بڑھگیا لوگون نے حضرت شہاب الدین سہروردی سے پوچھا کہ حضرت یہ کیسے ہے
آپ نے فرمایا کہ یہ علم حقائق کے دریاے ناپیدا کنار ہین اور انکا علم وفضل انکے بشرہ اور انکی آنکھون سے
ظاہر ہے زبان سے کہنے کی حاجت نہین ہے اور جب شیخ اکبر سے لوگون نے حضرت شہاب الدین سہروردی
کا حال پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ از سر تا پا سنت نبوی اور عادات احمدی سے بھرے ہوئے ہین۔
حضرت شیخ اکبر وحدت الوجود کہنے والون کے امام اور مقتدا ہین اور فقہا ظاہر اور علما ظاہر پرست نے
انپر بہت کچھ طعن وتشنیع کی ہے اور فقیہون کی تھوڑی جماعت نے انکو مانا ہے اور صوفیون نے آپکی بہت
کچھ تعظیم وتکریم کی ہے اور آپکے کلام کی بہت مدحین کی ہین اور آپ کو علو مرتبہ سے لوگون نے بالاتفاق
موصوف کیا ہے اور اسقدر آپ کے کرامات اور خرق عادات ہین کہ انکے لکھنے سے کتاب حجیم اور ضخیم ہو جائی
آپ کے عربی زبان مین بہت پر مغز اور پاکیزہ اشعار ہین اور آپکے حالات عجیب وغریب ہین اور آپ کے
تصنیفات بہت ہین بغداد کے ایک مشائخ نے آپ کے حالات کو ضبط کیا ہے اوسمین مذکور ہے کہ آپکے
تصانیف ۵۰۰ سے زیادہ ہین مشائخ صوفیہ انکو امام الموحدین لکھتے ہین آپ حضرت شیخ صدر الدین کے
بڑے جان نثار تھے اور ان سے اس طور سے ملے کہ ایکبار شیخ اکبر عنفوان شباب مین گھوڑے پر سوار
چلے جاتے تھے اور اوس طرف سے شیخ صدر الدین چلے آتے تھے جب انھون نے اون کو پہلی بار دیکھا
تو کچھ پریشان ہو گئے پھر شیخ نے باگ روک لی شیخ صدر الدین نے پوچھا کہ من آین الی آین وما
الحاصل فی البین یعنی کہان سے آتے ہو اور کہان جاؤ گے اور درمیان مین کیا حاصل ہے شیخ اکبر نے
فی البدیہ کہا کہ من العلم الی العین لتحصیل الطرفین یعنی علم سے آتا ہون اور عین تک جاتا ہون
دونون طرف حاصل ہو۔ جب حاسدین آپکی شان مین طعن وتشنیع کرتے تو حضرت صدر الدین علیہ الرحمۃ
فرماتے تھے کہ آپ کے طعن وتشنیع سے مین نہایت ہی شرمندہ ہوتا ہون شیخ اکبر فرماتے ہین کہ تم شرم
نکرو بلکہ تم بھی کوشش کرو کہ انسے قطع تعلق ہو اور اپنے معدن سے ملو۔
عبد الوہاب شعرانی آپ کے تذکرہ مین لکھتے ہین کہ ملک مغرب مین بادشاہ کے نزدیک یہ نہایت معزز
اور صاحب وقعت تھے یکبیک توفیق الٰہی انکو آئی اور اوسیوقت آپ جنگل کی طرف روانہ ہوئے اور
قبر مین مدتون ٹھہرے رہے جب قبر سے آپ نکلے تو علوم آپ کی زبان سے جاری تھے پھر برابر سیاحت
کرتے رہے اور ہر شہر مین حکم الٰہی سے چندے مقیم ہوتے تھے اور جب وہان سے کوچ کرتے

وہان کے تصنیفات کو وہین چھوڑتے فتوحات مکی سے معلوم ہوتا ہیکہ آپ کا مکان حلب مین بھی تھا اور اور فصوص کے ایک فقرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرطبہ مین آپ بہت رہے ہاور انبیا علیہم السلام سے اونکو وہین ملاقات ہوئی اور حضرت صالح علیہ السلام سے علمی استفادہ اسی مقام مین حاصل کیا۔ اور شریعت کے مخالفین سے کبھی آپ بخوشی نہین ملتے تھے۔ اور جس کلام کو انکا لوگ نہین سمجھتے ہین تو وہ اونکی رفعت و منزلت کے سبب سے ہے ہر شخص اون کے برابر کہان ہوسکتا ہے اور جو کلام کہ شریعت اور مذہب جمہور کے خلاف ہو تو وہ جعلی اور بنائی ہوئی باتین ہین۔ حساد نے رشک سے بڑھایا ہے تاکہ لوگون کو ان سے فسخ عقیدت ہو

عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہین کہ جب مین ابوطاہر مغربی نزیل مکہ سے ملا تو اونھون نے مجھسے ایسی ہی کہا اور مجکو فتوحات مکی کا وہ نسخہ دکھایا جس کا مقابلہ خود شیخ کے ہاتھ لکھے ہوے نسخہ سے ہوا تھا۔ اور شیخ اکبر نے اوسکو شہر قونیہ مین لکھا تھا تو مین نے اوسمین اون عبارتون کو نہین دیکھا جن مین توقف کرتا تھا پھر مین نے اپنے فتوحات سے اون سب عبارتون کو نکالدیا ایسی ملحدون نے حضرت احمد حنبل کے مرض الموت مین اون کے تکیہ کے نیچے جھوٹے عقائد لکھکر رکھدیے تھے لیکن لوگون کو آپکے عقائد معلوم ہو گئے تھے اسواسطے اوس سے فتنہ مین نہ پڑے اور اوسکے جعلی ہونے پر یقین کر لیے ایسی لوگون نے شیخ الاسلام مجدالدین فیروزآبادی صاحب قاموس کی نام سے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ پر طعن و تشنیع لکھکر حضرت ابوبکر خیاط یمنی بنوی کے پاس بھیجدیے جب اونھون نے اسکو دیکھا تو ایک خط فیروزآبادی کے پاس ملامت سے بھرا ہوا لکھا جب یہ خط فیروزآبادی کو پہونچا تو اونھون نے نہایت تعجب کیا اور جواب مین لکھا کہ اگر وہ کتاب تمھارے ہاتھ مین ہو تو فوراً اوسے جلاڈالو کیونکہ وہ میرے نام سے جعلی لکھی گئی ہے اور دشمنون کا یہ افترا ہے کیا آپ نہین جانتے ہین کہ مین امام صاحب کا بڑا معتقد ہون اور مینے اونکے مناقب مین ایک کتاب لکھی ہے۔

ایسی لوگون نے امام غزالی رحمۃ اللہ کے احیاء العلوم مین چند جھوٹے مسئلے لکھدیے جب اوس نسخہ کو قاضی عیاض نے پایا تو سب کے جلانے کا حکم دیا۔

عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہین کہ ایسی لوگون نے میری کتاب بحرالورود مین جھوٹے مسائل لکھکر تین سال تک مصر اور مکہ مین اشاعت کرتے رہے اور مین واللہ اون سب سے بری تھا پھر جب مین نے مصر اور مکہ کے علما کے پاس اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب بھیجی تو یہ فتنہ فرو ہوا۔ اللھم اعوذ بك من شر حاسد اذا حسد۔

ان واقعات کے لکھنے سے مطلب یہ ہے کہ دشمن ہمیشہ درپے ہوتے ہین چنانچہ ہمارا ہی واقعہ ایسا ہوا ہے
اور مین نے اپنے معاصرین کو بچشم خود دیکھا ہے کہ اونہون نے میرے ساتھ کیا کیا ہی ایسے ہی ممکن ہے
کہ دشمنون نے شیخ کی کتاب مین جھوٹی عبارتین لکھدی ہون جو شیخ اکبر سے نہون تاکہ لوگون پر ثابت
ہوجاوے کہ شیخ اکبر شریعت کی مخالفت کرتے تھے۔ واللہ اعلم بما تصفون۔
اور فضلا اکابر ظاہر و باطن اسکے بہت ہی ثناخوان ہین شیخ مجد الدین فیروزآبادی اپنی کتاب مین لکھتے
ہین کہ مجکو آجتک نہین معلوم ہوا کہ کوئی شخص علم شریعت اور حقیقت مین محی الدین ابن عربی شیخ اکبر
کے مبلغ علم کو پہونچا ہی اور یہ اونکے نہایت معتقد تھے اور اونکے منکرون سے ہمیشہ انکار کرتے تھے اور
یہ کہتے ہین کہ فضلا شیخ کے عقائد پر جوق جوق چلے آتے ہین اور شیخ کی تصانیف کے لکھوانے مین
لوگ بیدریغ اشرفیان خرچ کرتے ہین اور یہ حالت جیسے کہ شیخ کی حیات مین تھی ویسی ہی بعد ممات کے بھی جاری ہے
ایک شخص نامی جمال الدین ابن الخیاط یمن کا رہنے والا نے چند مسائل کو لکھکر بلاد اسلام مین بھیجا اور کہا کہ یہ
عقائد محی الدین ابن عربی کے ہین اسمین آپ لوگون کی کیا راے ہی اور اسمین اوسنے بہت لغو مسائل
لکھے تھے جسکے نص کا قرآن یا حدیث یا اجماع مسلمین سے کہین پتا نہ تھا۔ علما نے لکھا کہ معلوم نہین کہ
یہ کسکے عقائد ہین شیخ کے ہین یا کسی دوسرے کے خیر جو اوسکا کہنے والا ہو اچھا نہین ہی اور یہ عقائد
برے اور بے اصل ہین اور اوسکے کہنے والے پر علما نے بہت ہی طعن و تشنیع کی فیروزآبادی فرماتے
ہین کہ شیخ اکبر ان لغو عقائد سے پاک ہین مجکو نہین معلوم کہ ابن الخیاط نے شیخ کے نام سے کسی جعلی کتاب
مین ان عقائد کو پایا تھا۔ یا اوسنے شیخ کے کلام سے اونکے خلاف سمجھا تھا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال
لیکن میری تحقیق اور میرا دین اور میرا قول یہ ہی کہ محی الدین ابن عربی طریقت کے علما اور حالاً امام تھے
اور عرفاً اور اصلاً تحقیقات مین شیخ تھے اور عارفون کے علم کو یہ فعلاً اور اسماً زندہ کرنیوالے تھے اور جب
کسی شخص کی فکر انکی بزرگی اور بلند پایگی مین اگرچہ تھوڑی ہی پس و پیش کرے تو وہ ڈوب گیا کیونکہ وہ
ایک ایسے دریا ہین جسمین ڈول کبھی مکدر نہین ہوتا ہی اور ایسے ابر ہین کہ کسی ستارہ کے طلوع و غروب
سے وہ رک نہین سکتے اور اونکی بددعا یا دعا ساتوین آسمان و زمین کو پھاڑ کر اثر کرسکتی ہے اور تمام
آفاق کے موجودات اونکی برکات سے مستفیض اور معترف ہین اور وہ بیشک ہماری تعریف سے
بڑھے ہوے ہین اور ہمارے قلم سے اونکے اوصاف کبھی نہین لکھے جاسکتے ہین اور میرا گمان غالب
یہ ہے کہ مین نے اس تعریف لکھنے اونکے بارہ مین کچھ بھی انصاف نہین کیا۔
وَمَا عَلَیَّ اذا ما قلت معتقدی اور مجکو نہین ضرر او ہر گز مین اون کو اپنا ہم عقیدہ یا ہمپایہ خیال کرون

دع الجهول یظن بالجهل عدوانا	ان جاہلون کو چھوڑ دے جو جہل سے اونکو مخاصم گمان کرتے ہین۔
والله والله العظیم ومن	قسم ہے اللہ کی قسم ہے اللہ کی قسم ہے اللہ بزرگ کی اور اوس ذات کی جسنے
اقامه حجة للدین برهانا	محی الدین عربی کو دین کا حجت اور برہان بنایا ہے۔
ان الذی قلت بعض من مناقبه	کہ جو کچھ کہ مین نے اونکی مدح وثنا بیان کی ہے۔
ما زدت الا لعلی زدت نقصانا	اس سے بینہ اونکی عظمت بڑہائی شاید میری تعریف اونکی منقصت ہو گئی ہو

اور بھی فیروزآبادی فرماتے ہین کہ حضرت شیخ اکبر کی تصنیفات دریاے ذخار ہین کسی نے ایسے رموز اور دقیق معانی نہین بیان کیے ہین اور آپکی تصنیفات کا خاصہ یہ ہی کہ جس کسیکو آپ کی کتابون کا زیادہ مشغلہ رہتا ہے اوس سے علم کے دقیق مسئلہ اور فنون کے مشکل سوالات حل ہو جاتے ہین اور یہ بات کبھی کسی دوسرے کی تصنیفات مین نہین پائی جاتی ہی حضرت مجدالدین فرماتے ہین کہ یہ کہنا کہ شیخ رضی اللہ عنہ کی تصنیفات کا پڑھنا اور پڑھانا جائز نہین ہے کفر ہے کیونکہ وہ اپنے فہم ناقص سے کتاب وسنت کے مطالب کا انکار کرتے ہین ایکبار لوگون نے میرے سامنے ایک سوال پیش کیا اوسکی صورت یہ تھی کہ وہ کتاب جو شیخ محی الدین ابن عربی کی طرف منسوب ہین جیسے فصوص اور فتوحات وغیرہ ہین۔ کیا اونکا پڑھنا پڑھانا صحیح ہے یا نہین؟ اور کیا یہ کتابین شیخ سے سُنی اور پڑھی گیئن ہین یا نہین یہ جواب دیا کہ ہان یہ کتابین شیخ سے پڑھی بھی گیئن ہین اور سُنی بھی گیئن ہین اور حافظ برزلی وغیرہ نے انکو خود شیخ اکبر سے پڑھا ہی اور مین نے شہر غلبیہ مین فتوحات کیہ پر خود شیخ کے ہاتھ سے اجازت لکھی ہوئی دیکھی ہی اور علما اور محدثین سے ہر طبقہ مین شیخ کی کتابون کو پڑھتے آئے ہین اور شیخ اکبر کی کتابون کا مطالعہ کرنا اللہ تعالی سے قربت حاصل کرنا ہی اور جو کوئی اور کچھ کہتے ہین تو وہ نادان ہین راہ راست سے بھٹکے ہوے ہین کیونکہ شیخ اکبر اپنے زمانہ مین ولایت عظمیٰ اور صدیقیت کبریٰ کے مالک تھے اور شیخ اکبر کے بارہ مین میرا دین اور میرا عقیدہ مخالفون کے خلاف ہین ہی ان مخالفون سے اللہ ناخوش ہی اسواسطے اتنے بڑے فائدہ سے اون کو محروم رکھتا ہی اور ان لوگون کا یہ بہتان اور افترا ہی کہ شیخ کے کلام کو خلاف شریعت کہتے ہین۔ ورنہ آپکا مرتبہ اور تبحر علمی مخالفت کی کبھی مقتضی نہین ہی حاشا کلا کبھی یہ بات نہین ہی اور محی الدین ابن عربی کبھی اوس رسول کی مخالفت نہین کرسکتے ہین جنہون نے اپنی شریعت عزا کا آپکو امین اور رازدار بنایا ہی اور جسنے شیخ کی انکار کی تو وہ نہایت پرخطر واقعات اور عبرتناک حالات مین مبتلا ہوا۔ انتہے حضرت شیخ ابوبکر خوافی رحمۃ اللہ سے منقول ہی کہ اوائل مین فصوص کا مین بہت مشغلہ رکھتا تھا ایکبار مین رسول اللہ کی زیارت سے مشرف ہوا مینے نہایت ادب سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ فصوص کے بارہ مین

کیا فرماتے ہین زبان حق ترجمان سے ارشاد ہوکہ جو اسمین لکھا ہی وہی کہو۔ پھر مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وجود مین آپکی کیا راے ہی ارشاد ہوا کہ قدیم مین قدیم ہے اور حادث مین حادث ہی اور سراج الدین مخزومی جو شام مین تھے اکثر کہا کرتے کہ دیکھو شیخ محی الدین بن عربی کے کسی کلام کا انکار نکرو کیونکہ اولیاء اللہ کا لحم مسموم ہوتا ہے اور اونسے بغض رکھنے والون کے دین وایمان کی ہلاکت لوگون پر ظاہر ہی کیونکہ اونسے بغض رکھنے والے اکثر نصرانی ہوکر مر گئے۔ اور جو کوئی انکی شان مین زبان درازی کریگا تو وہ دلکی موت مین مبتلا ہوگا۔

ابو عبد اللہ قرشی کہتے ہین کہ جو کوئی کسی ولی اللہ سے بغض رکھتا ہے اوسکے دلمین زہریلی تیر لگتی ہی اور عقیدہ بگڑنے کے بعد وہ بری موت سے مرتا ہے۔

شیخ مجد الدین دوسری جگہ فرماتے ہین کہ مینے بچشم خود شیخ کے ہاتھ کا ایک اجازت نامہ جسکو شاہ بیبرس صاحب حلب کیواسطے لکھا تھا اوسکے آخر مین یہ بھی لکھا کہ مینے اپنے کل تصنیفات کے روایت کی انکو اجازت دی اور وہ کتابین فلان فلان ہین جب مینے اوسے گنا تو اجازت نامہ مین چارسو کتابین تھین اوسمین اونکے چند تفسیرین تھین ایک نصف قرآن کی تفسیر ۹۵ جلدین مین تھی اور دوسری پوری تفسیر آٹھ جلدون مین تھی اور اوسی مین ریاض الفردوسیہ فی الاحادیث القدسیہ بھی تھی۔

اور حضرت کمال الدین زملکانی رحمۃ اللہ انکے بڑے مداح ہین اور وہ شام کے جلیل القدر علما سے ہین

اور حضرت قطب الدین حموی بھی انکے بڑے مداح ہین جب یہ شام سے گھر کو آئے تو لوگون نے انسے کہا کہ محی الدین ابن عربی کو تمنے کیسا پایا بولے کہ مینے انکو علم اور زہد اور معارف مین بحر زاخر پایا جسکا کنارہ نہین

اور حضرت صلاح الدین صفدی علماء مصر کی تاریخ مین فرماتے ہین کہ جس کسی کو علم لدنی والے کے کلام کو دیکھنا منظور ہو تو وہ محی الدین ابن عربی کے تصانیف کو دیکھے۔

اور حافظ ابو عبد اللہ ذہبی اور ابن تیمیہ انکے نہایت مخالف تھے ایکبار لوگون نے ابو عبد اللہ ذہبی سے پوچھا کہ کیا سچ ہی کہ محی الدین ابن عربی نے فصوص الحکم کو رسول اللہ کی اجازت سے لکھا ہے تو اونہون نے جواب دیا کہ ایسا علامہ کبھی جھوٹ نہین کہ سکتا ہے۔

قطب الدین شیرازی فرماتے ہین کہ محی الدین ابن عربی علم شریعت اور حقیقت دونون مین کامل اور بینظیر فرد تھے جو لوگ انکے کلام پر طعن کرتے ہین وہ کیا کرین اوسکو سمجھ نہین سکتے۔ اور جو کوئی انکو برا کہتے ہین تو اونکو اون لوگون سے ایسا جانو جو نبیون کو برا کہتے ہین

اور شیخ موید الدین جندی کہتے ہین کہ مین نے کسی اہل طریق کو نہین سنا ہی کہ محی الدین بن عربی کے ایسے

اوسکے معلومات ہون اور شہاب الدین سہروردی اور کمال الدین کاشی فرماتے ہین کہ یہ کامل اور محقق اور صاحب کرامات اور کمالات تھے حالانکہ یہ حضرات مخالفین شرع کو کبھی ایسے کلمات سے نہین یاد کرتے ہین کیونکہ اون لوگون کی یہ عادت ہو اور فخر الدین رازی نے کہا ہو کہ محی الدین بن عربی بہت بڑے جلیل القدر ولی تھے۔

امام نووی سے لوگون نے پوچھا کہ شیخ اکبر ابن عربی کیسے تھے فرمایا کہ تلک امة قد خلت یعنی اس طبقے کے لوگ گزر چکے اور میرے نزدیک صحیح یہ ہو کہ کسی عقلمند کو اولیاء اللہ کے ساتھ بدگمانی نچاہیے اور عقلمند پر واجب ہے کہ اونکے اقوال و افعال کی تاویل کرے اور جب تک اُنکے درجہ مین کوئی نہ پہونچے اونکے کلام کو غلط نہ کہے اور جسکو اللہ نے تھوڑی توفیق دی ہو وہی اس سے عاجز ہے۔ اور مہذب کی شرح مین امام نووی فرماتے ہین کہ جب کوئی انکے کلام کی تاویل کرے تو ستر طریقون سے تاویل کرے اور مین اونکے کلام کی ایک تاویل کبھی نہین قبول کرتا ہون۔

اور امام ابن اسعد یافعی ان کے بڑے مداح ہین اور اونھون نے تصریح کی ہو کہ ولایت عظمی اونکو حاصل تھا چنانچہ شیخ الاسلام ذکریا سے روض کی شرح مین منقول ہو کہ امام یافعی محی الدین ابن عربی کی کتابون کے پڑھنے پڑھانے کی اجازت دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جو جہال اہل طریق سے انکار کرتے ہین تو گویا وہ چاہتے ہین کہ پہاڑ کو پھونک کر اپنی جگہ سے ہٹا دیوین۔ اور جو کوئی اولیاء اللہ سے عداوت رکھتا ہے تو گویا وہ اللہ سے عداوت رکھتا ہو اگرچہ اس سے اوس کفر تک نہین پہونچتے ہین جو اونکے غلو نہ کا سبب ہو لیکن کفر سے خالی نہین ہو۔ اور ہمارے مشائخ صاحب سے محمد مغربی شاذلی بھی انکے مداح ہین اور شیخ جلال الدین سیوطی نے انکے بارہ مین لکھا ہو کہ محی الدین ابن عربی عارفون کے مربی ہین اور یہی فرمایا ہو کہ یہ تنزلات کی روح ہین اور نبی عربی کے قدم بقدم چلنے والے ہین۔ انتہی۔

عبد الوہاب شعرانی کہتے ہین کہ شیخ سراج الدین مخزومی علیہ الرحمۃ نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جسمین محی الدین ابن عربی کی طرف سے مخالفون کو جواب دیے ہین۔ اور کہتے ہین کہ ہم لوگون کے ایسے کو صحیح نہین ہو کہ فتوحات وغیرہ کے کسی عبارت کا نا سمجھی سے انکار کرین کیونکہ عنقریب ہزار علماے جلیل القدر اور فحول نے اسمین توقف کیا ہے اور بالاتفاق سبھون نے اسکو قبول کیا ہو۔ اور کہتے ہین کہ شافعی علماء سے نامی لوگون نے فصوص الحکم کی شرح لکھی ہو اور اونکے سواے اور لوگ بھی اوسکی شرح لکھنے مین کوشش بلیغ کیے ہین اونمین نامی شارحون سے شیخ بدر الدین ابن جماعۃ ہین اور اونکے تصانیف ہر شہرون مین شائع ہین اور متن اور شرح دونون اکثر بلاد عرب مین

ابو بہاء الدین عاملی نے اپنے کشکول مین ابن عربی کا ایک شعر نقل کیا ہے جسمین فخر الدین رازی کا نام ہے وہ قابل دیکھنے کے ہے اور فتوحات مین ایک قصہ لکھا ہے ... ...

پڑھے جاتے ہین اور ہین نے ظاہری قرات سے جامع اموی وغیرہ مین بالاسناد روایت کی ہے اور قدیم اور جدید دونون زمانون کے لوگ گران قیمتون سے اونکے تصانیف کو خریدتے ہین اور اونکی کتابون کو برکت کا ذریعہ جانتے ہین کیونکہ وہ زاہد عالم اور متخلق باخلاق الٰہی تھے اور اونکے ہمعصر علما جو شام اور مکہ مین تھے وہ سب اونکے معتقد تھے اور یہ سب ادنی استفادہ کرتے تھے اور اپنے کو اونکے دریاے علم مین لاشی محض جانتے تھے اور شیخ کا وہی انکار کریگا جو جاہل یا معاند ہوگا۔

فیروزآبادی نے انکے محامد کے بعد بیان کیا ہے کہ انکا مکان شام مین تھا اور ان سب علوم کو شیخ نے شام ہی مین ظاہر کیا اور وہان کے عالمون سے کسی نے انکا انکار نکیا جامع التذکرہ لکھتا ہے کہ شام وہ ملک ہے جسکے بارہ مین وارد ہوا ہے کہ لا تسبوا اھل الشام فان فیھم الابدال پھر جب مطلقاً اہل شام سے عناد منع ہوا تو محی الدین بن عربی سے بدرجہ اولی ہونا چاہیے۔

فیروزآبادی فرماتے ہین کہ قاضی القضاۃ شیخ شمس الدین خونجی شامی علیہ الرحمۃ غلامون کی ایسی اونکی خدمت کرتے تھے۔ اور قاضی القضاۃ مالکی پر جب شیخ اکبر کی ایک نظر پڑی تو انھون نے قضا کو چھوڑ دیا اور شیخ کے قدم پر چلنے لگے اور اپنی صاحبزادی کو اونکے نکاح مین دیا۔ پھر فیروزآبادی کہتے ہین کہ حاصل یہ ہے کہ شیخ اکبر کے وہی لوگ منکر ہین جو نرے ملا ہین اور محققین کے مشرب مین اونکو کوئی حصہ نہین ہے ورنہ جمہور علما اور صوفیہ نے اقرار کیا ہے کہ وہ اہل تحقیق و توحید کے امام ہین اور علوم ظاہری مین یکتا اور بینظیر ہین۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام کہتے ہین کہ بعض لوگ بیچارہ غریب کم سمجھ ملاؤن نے شیخ اکبر کا انکار کیا ہے کیونکہ ان لوگون کو فقیرون کی اصطلاح سے خبر نہین ہے پھر ایسا ہو کہ شیخ کی کتابون کو وہ دیکھین اور خلاف شرع معانی اوس سے سمجھکر بھناٹ جائین۔ کاشکے وہ لوگ فقیرون سے صحبت رکھتے تو وہ شریعت پر ایمان لاتے۔

شیخ الاسلام مخزومی کہتے ہین کہ جب محی الدین بن عربی شام مین تھے تو وہان کے علما اون سے آمد و رفت رکھتے تھے اور اونکے جلیل القدر ہونے کا اقرار کرتے تھے اور اسمین شک نہین ہے کہ وہ محققین کے استاد تھے۔ اور شیخ اکبر انہین تیس سال تک رہے اور لوگ برابر آپ کے تصنیفات کو لکھتے تھے اور بادشاہ اوسکی داد وستد رکھنے تھے۔ انتہی۔

شیخ مجدالدین کہتے ہین کہ محی الدین بن عربی دریاے ناپیدا کنار تھے جس زمانہ مین یہ مکہ معظمہ مین آکر معتکف ہو گئے تھے تو اوسوقت مین وہ علما اور محدثین کا معدن تھا لیکن ان لوگون مین سب

علمون مین شیخ ہی علیہ الرحمۃ مشارالیہ تھے - اور کل لوگ اونکی مجلس مین آنے کو تبرک قدمی کرتے تھے اور شیخ کے سامنے حاضر ہونے کو برکت کا ذریعہ جانتے تھے اور اونسے اونکی تصانیف پڑھتے تھے اور مکہ معظمہ کے خزانہ مین ابتک انکے تصنیفات ہمارے قول پر بڑے شاہد ہین اور مکہ معظمہ مین آپ کا اکثر مشغلہ حدیث کا سننا اور سنانا رہتا تھا - اور مکہ ہی مین انھون نے فتوحات مکیہ قلم برداشتہ بغیر استعانت کتاب کے ایک شاگرد کے جواب مین لکھا ہے اسکا نام بدر حبشی تھا اور جب اوس سے فارغ ہو چکے تو بیت اللہ کی چھت پر اوسے رکھدیا اور پورے ایکسال اوسپر رکھی رہی پھر جب اوسے اوتارا تو ویسی پایا جیسا انھون نے رکھا تھا اور نہ پانی نے اوسے بھگویا اور نہ ہوا نے اوسے اوڑایا حالانکہ مکہ مین بہت پانی پڑا اور وہ بہت ہوا چلی - پھر اسکے بعد شیخ نے لوگون کو اسکے لکھنے اور پڑھنے کی اجازت دی -

اور منکرون نے یہ خبر جھوٹھ اوڑائی ہے کہ عزالدین بن عبدالسلام اور سراج الدین بلقینی نے شیخ کی کل کتابون کے جلانے کا حکم دیا کیونکہ وہ کتابین اگر جلی ہوتین تو مصر اور شام مین کوئی نسخہ نہین پایا جاتا اور نہ کوئی اونکو بعد ان دونون بزرگون کے حکم کے لکھ سکتا - حاشا وکلا - وہ کبھی ایسا نہین کر سکتے ہین اور اگر یہ بات ہوتی تو کبھی نہین چھپتی کیونکہ یہ اون بڑے واقعات سے ہے جن کے واسطے جہان مین سوار دوڑ جاتے ہین اور اگر یہ بات ہوتی تو اہل تاریخ کبھی چپکے نہین رہتے اور شیخ سراج الدین بلقینی اور سراج الدین مخزومی اور تقی الدین سبکی ابتدا مین شیخ سے انکار رکھتے تھے اور تحقیقات کے بعد ان لوگون نے اپنے کلام سے رجوع کیا - اور شیخ کے بارہ مین ان لوگون نے جو کچھ تقریظ کی تھی اوسپر سخت نادم ہوئے اور اخیر مین یہ لوگ شیخ کے حال کو مان گئے تھے - اور پھر بہت کچھ اونکے مناقب لکھے چنانچہ بعض بیان ہوتے ہین -

امام سبکی نے یہ کہا ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی آیۃ من ایات اللہ تھے اور اوس زمانہ مین علم وفضل کی کنجی اونھین کے ہاتھ مین تھی - اور مین سوائے اونکے کسیکو نہین پہچانتا ہون - اور سراج الدین بلقینی سے لوگون نے پوچھا کہ محی الدین ابن عربی کیسے تھے اونھون نے فرمایا کہ خبردار ان کے کسی کلام کا انکار نہ کرو کیونکہ جب محی الدین ابن عربی نے اوائل عمر مین معرفت اور حقایق کے علم کی دریا مین غوطہ مارا ہے تو اخیر مین فصوص اور فتوحات اور تنزلات موصلیہ کے ساحل پر نکلے ہین اور سوا انکے اور بہت انکے ساحل ہین وہ اہل اشارت پر جو اونکے درجہ مین ہون مخفی نہین ہے لیکن اخیر زمانہ مین انکے بعد ایک قوم اس طریق سے اندھی آئی پھر ان لوگون نے اونکے کلام کو غلط بتایا بلکہ اُن عبارتون سے اونکی تکفیر کی حالانکہ اونکو اونکی اصطلاح سے جہل تھی اور نہ اُن لوگون نے اُن اصطلاحات کو کسی جاننے

والے سے پوچھا کیونکہ شیخ اکبر کے کلام کے ضمن مین بہت سے رموز و غوامض مخفی ہوتے ہین اور
اونکے عبارات مین روابط اور اشارات ہوتے ہین اور اونکے طرز تحریر مین اکثر مضاف محذوف ہوتا ہے
اوسکو خود شیخ یا اونکے ایسے لوگ جانتے ہین اور اونکے سوا جاہلون کے نزدیک وہ نامعلوم ہین۔
اگر وہ لوگ اونکے کلمات کو دلائل اور تطبیقات سے دیکھین اور اسکے مقدمات اور نتائج پر غور کرین تو
ثمرات مراد کو پہنچ جاتے اور انکا عقیدہ شیخ کے عقیدہ سے کبھی مخالف نہین ہوتا۔
پھر یہ کہتے ہین کہ واللہ ان لوگون نے جھوٹ اور افترا کیا ہے جنھون نے حلول اور اتحاد کے قول سے
انکو منسوب کیا ہے اور مین اکثر عقائد وغیرہ مین اونکے کلام کا تجسس کرتا رہا اور اونکے اسرار اور روابط مین
اکثر نظر کرتا رہا اب مین اوس صحیح مطلب کو پہنچ گیا جسپر شیخ اکبر رحمۃ اللہ تھے اور شیخ کے جم غفیر معتقدان
مین بھی شریک ہوگیا شکر ہے اللہ کا کہ میرا نام غافلین کے دفتر مین نہ لکھا گیا اور شیخ اکبر کے فضائل اور
کرامات کے منکرون سے میرا نام علیحدہ ہوگیا الحمد للہ علی ذلک حمدا کثیرا انتہی سراج الدین
بلقینی کے شاگرد شیخ الاسلام مخزومی رحمۃ اللہ فرماتے ہین کہ جب مین قاہرہ ۷۹۷ھ مین اپنے اوستاد کی وفات
کے سال مین پہونچا تو مینے جیسا سنا تھا شیخ سے بیان کیا کہ محی الدین ابن عربی حلول اور اتحاد کے قائل ہین
شیخ نے فرمایا کہ معاذ اللہ معاذ اللہ حاشا کبھی اونھون نے ایسا نہین کہا ہے کیونکہ وہ بڑے امام تھے
اور کتاب و سنت کے دریا مین وہ بے نظیر شناور تھے اور اللہ کے معزز بندہ تھے اور قوم مین صاحب وجاہت
تھے مخزومی فرماتے ہین کہ اسوقت سے شیخ کے ساتھ میرا عقیدہ بڑھ گیا اور مجکو اونسے خلوص پیدا ہوگیا
اور مینے جانا تھا کہ وہ اہل سنت والجماعت مین شیخ رئیس تھے مخزومی کہتے ہین کہ شیخ تقی الدین سبکی
نے محی الدین ابن عربی کی شان مین منہاج کی شرح مین سخت کلمے لکھے تھے پھر اونھون نے توبہ کی
اور اون عبارتون کو کاٹ دیا اب چاہیے کہ جسکے پاس وہ کتابین ہون مصنف کی اتباع سے وہ بھی
اون عبارتونکو مار دین حالانکہ امام سبکی نے مجسمہ اور رافضیہ کی رد مین اور ابن تیمیہ کے جواب مین کتابین
لکھی ہین اور شیخ اکبر کی رد مین کچھ نہین لکھا۔ اور اسوقت شیخ کی کتاب جامع اموی اور شام وغیرہ مین
پڑھائی جاتی تھی بلکہ وہ کہتے تھے کہ صوفیون کا رد کرنا ہمارا مذہب نہین ہر چند کہ اونکی شان عالی ہے
اور تاج الدین فرکاج بھی یہی کہتے تھے۔
شیخ مخزومی کہتے ہین کہ اب جو کوئی کہے کہ سراج الدین بلقینی اور تقی الدین سبکی اوسی انکار پر ہے تو
غلط ہے کبھی اعتبار نہ کرو۔
اور جب بدر الدین سبکی شیخ الاسلام شام نے شیخ اکبر پر فصوص کے دو مقام پر اعتراض کیا تھا اور

سراج الدین بلقینی کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اونھون نے انکو اس مضمون کا خط لکھا کہ یا قاضی القضاۃ اولیاء اللہ کے انکار سے الحذر ثم الحذر کرو اور اگر تمکو رد و قدح کا شوق ضرور ہے تو اون کے منکرون کی رد لکھو ورنہ باز آؤ۔

عماد ابن کثیر سے لوگون نے پوچھا کہ شیخ محی الدین بن عربی کی غلطی پکڑنے والون مین آپکی کیا رائے ہو فرمایا کہ میرا خیال یہ ہی کہ اونکی غلطی پکڑنے والے خود غلطی مین ہین اور جن لوگون نے اونکا انکار کیا ہے مصیبت مین پڑتے گئے ہین۔

شیخ بدر الدین ابن جماعت سے لوگون نے ابن عربی کا حال پوچھا فرمایا کہ تمکو کیا ہوا ہی کہ ایسے شخص کے بارہ مین مذبذب ہو جسکے فضل و کمال اور جلالت قدر پر تمام عالم نے اتفاق کیا ہی شیخ مخزومی فرماتے ہین کہ یہ جو مشہور ہی کہ حضرت عز الدین بن عبد السلام نے انکو زندیق کہا ہی تو یہ محض جھوٹ ہی کیونکہ صلاح الدین قلانسی صاحب فوائد مشائخ کے ایک جماعت سے بیان کرتے ہین جو عز الدین بن عبد السلام کے خادم تھے کہ ایکبار ہم لوگ شیخ عز الدین کے مجلس درس مین شریک تھے اور ردت کے بیان مین درس جاری تھا قاری نے زندیق کے لفظ کو پڑھا ایک نے کہا کہ یہ لفظ عربی ہی دوسرے نے کہا نہین عجمی ہی تب ایک عالم نے کہا کہ یہ فارسی سے معرب ہی اسکا اصل زن دین تھا اور یہ وہ شخص ہی جو کفر کو چھپاتا ہو اور ایمان کو ظاہر کرتا ہو تب ایک طالب علم نے کہا کہ کیسی کوئی مثال فرمایئے؟ اسپر ایک شخص نے عز الدین بن عبد السلام کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ جیسے محی الدین ابن عربی ہین۔ شیخ عز الدین چپکے رہے اور کچھ نہ بولے حضرت صلاح الدین فرماتے ہین کہ حضرت او سدن روزہ تھے جب مینے شام کو دسترخوان بچھایا تو مینے پوچھا کہ حضرت آجکل قطب کون ہی آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ مین اس زمانہ مین سوا محی الدین بن عربی کے کسی دوسرے کو قطب کو نہین دیکھتا ہون پھر مین سر نیچے کر کے تھوڑی دیر حیرت کرتا رہا ہون مینے کہا کہ اسوقت آپنے سکوت سے اوسکے کہنے پر رضا کیون ظاہر فرمائی؟ ارشاد ہوا کہ وہ عالمون کی مجلس تھی۔ وہان سوا سکوت کے مجکو کوئی چارہ نہین تھا انتہی۔ حضرت شیخ مخزومی علیہ الرحمۃ نے ایک کتاب لکھی ہی جسمین محی الدین بن عربی کے کلام کے اسرار کو ظاہر کیا ہی اوسکا نام کشف الغطا ہی۔

اور جلال الدین سیوطی نے بھی شیخ اکبر ابن عربی کے منکرون کے جواب مین ایک کتاب لکھی ہی اوسکا نام تنبیہ الغبی بتبرئۃ ابن العربی ہی اور ایک کتاب اور بھی لکھی ہی اوسکا نام قمع المعارض فی نصرۃ ابن الفارض ہی اور یہ کتاب اوسوقت لکھی گئی ہی جب مصر مین شیخ برہان الدین بقاعی کے بارہ مین فتنہ برپا ہوا تھا۔ ان دونون کو دیکھو حضرت امام عربی رحمۃ اللہ فرماتے ہین کہ میرے نزدیک یہ بھی گناہ کبیرہ ہی۔

کہ عالمون کی خطائین مخالین اور اوسکے اصلی مطالب کو نہ سمجھین شیخ اکبر فتوحات مکی کے ۳۶۷ باب مین فرماتے ہین کہ ایک واقعہ مین ادریس علیہ السلام کے ساتھ ملا مینے اونسے اس خواب کا قصہ بیان کیا حضرت ادریس فرماتے ہین کہ اونسے سچ کہا کیونکہ مین اللہ کا نبی ہون اور مجکو مدت عالم کی ابتدائی تاریخ نہین معلوم ہوا ورنہ یہ جانتا ہون کہ مخلوقات کس حد تک پیدا ہوتے رہینگے۔ کیونکہ ہر نفس کے ساتھ ایک نئی خلقت پیدا ہوتی ہے اور اللہ ہمیشہ خالق ہے اور دنیا اور آخرت ہمیشہ رہیگی۔ مینے کہا کہ یا نبی اللہ قیامت کی کوئی علامت مجھے فرمائیے۔ ارشاد ہوا کہ تمھارے جد آدم قریب کا وجود اوسکی بڑی علامت تھی۔ مینے کہا کہ حضرت دنیا کے بعد بھی کوئی دار اسکے سوا ہے فرمایا کہ ہان ایک ہی دار دار وجود ہے اور دنیا تمھین لوگون کے سبب سے دنیا ہوئی۔

فتوحات کے ساتوین باب مین فرماتے ہین کہ عالم کا عمر کروڑون برس سے بھی قلنا ہی نہین ہوسکتا ہے پھر اوسی باب مین فرماتے ہین کہ جب عالم طبیعی کی عمر اکہتر ہزار برس گذر چکے تب اللہ نے موالید ثلثہ کو پیدا کیا اور جب عالم طبیعی پیدا ہو چکا اور چون ہزار برس گذر چکے تب اللہ نے اس دنیا کو پیدا کیا اور جب دنیا کو تریسٹھ ہزار برس گذر چکے تب اللہ نے جنت اور نار کو بنایا پس دنیا اور آخرت مین نو ہزار برس کا تفاوت ہے اسی واسطے اوسکا نام آخرت ہوا کیونکہ وہ اوس سے پیچھے ہے اور دنیا کا اولی نام ہے کیونکہ اول ہے اور آخرت کی کوئی انتہا نہین ہے جہان وہ ٹھہر سکے بلکہ اوسکو ہمیشہ بقا ہے اور جب دنیا کی عمر سترہ ہزار برس اور آخرت کی عمر آٹھ ہزار برس گذر چکے تب اللہ نے آدم کی مٹی کی خمیر کی اور اسوقت تری اور خشکی کے جانور اور پرندہ اور زمین کی عفونات سے حشرات الارض کو پیدا کیا تاکہ ہوا عفونات سے پاک رہے واللہ اعلم۔

عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب یواقیت الجواہر کے مسائل مین اکثر فتوحات کا حوالہ دیتے ہین اوس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ شیخ کا علم کہان تک وسیع تھا۔ یہان چند ضروری باتین جس سے عوام کو فائدہ اور ابن عربی کی تبحر علمی معلوم ہو لکھی جاتی ہین۔

تجدید عالم کے باب مین شیخ فتوحات مکی کے ۳۹۰ باب مین فرماتے ہین کہ مجکو نہین معلوم ہوا کہ کسی نے خلق عالم کے ابتدائی حد جانی ہو اور ممکن نہین ہے کیونکہ اکثر ستارے فلک اطلس مین ہین جس مین کواکب ثابتہ نہین ہین اور انسان کی عمر انکی حرکت کو نہین پہچان سکتی ہے کیونکہ وہ دیکھنے مین ثابت معلوم ہوتے ہین حالانکہ وہ حرکت بطی سے سیر مین ہین اور انسان کی عمر اوسکے ادراک سے ہول سے عاجز ہے کیونکہ وہ چھوٹی ہوتی ہے اور اوسکا ہر ستارہ فلک اقصی کے ایک درجہ کو سو برس مین پورا کرتا ہے

پھر جس درجہ سے اوسکی سیر شروع ہوئی وہان تک پہونچے ہین جسقدر سال کہ جمع ہوتے ہین وہی ان کواکب ثانیہ کا ایکدن ہوتا ہے جو اصل مین سیارہ ہین لیکن دیکھنے مین نظر کو ثابت معلوم ہوتے ہین۔ اب تم حساب کر لو کہ اس فلک مین تین سو ساٹھ درجے ہین اور ہر درجہ کو سو برس مین ایک ستارہ طے کرتا ہے۔ پھر شیخ اکبر فرماتے ہین کہ مین اوپر تاریخ مین لکھ چکا ہون کہ منارہ مصر کا اوسوقت بنا ہے جس وقت ستارہ نسر برج اسد مین تھا اور بعض نسخون مین ہے کہ وہ برج حمل مین تھا۔ اور وہ ستارہ آج ہمارے وقت مین برج جدی مین ہے۔

شیخ اکبر فرماتے ہین کہ اب تم اسکا حساب کر کے منارہ اہرام مصر کی تاریخ پہچان لو۔ اور نہ معلوم ہوا کہ اسکا بنانے والا کون شخص تھا اور نہ اوسکی حالت معلوم ہوتی ہے اور ہم قطعاً اور یقیناً یہ نہین کہہ سکتے ہین کہ اوسکے بنانے والے انسان تھے۔

عبدالکریم جیلی صاحب انسان کامل ابن عربی کے کلام کی شرح مین لکھتے ہین۔ کہ یہ ظاہر ہو کہ نسر طائر سیارہ ایک برج سے دوسرے برج تک تیس ہزار سال مین منتقل ہوتا ہے۔ عبدالکریم جیلی کہتے ہین کہ وہ آج ہمارے زمانہ مین برج دلو مین ہے۔ پس اوس نے دس برجون کو تین لاکھ برس مین طے کیا۔ انتہی۔

اب تم دونون بزرگون کے کلام کو دیکھو اور غور کرو۔

حضرت محی الدین بن عربی فرماتے ہین کہ ایکبار مین درمیان نوم اور یقظہ کے بیت اللہ کا چند لوگون کے ساتھ طواف کر رہا تھا لیکن اونکو مین پہچانتا نہ تھا اونھون نے دو شعر مجھسے فرمائے ایک مجھے یاد ہے اور دوسرا مین بھول گیا ہون۔ لقد طفنا کما طفتم سنینا ٭ بھذا البیت طراً اجمعینا یعنی ہم نے بھی برسون اس گھر کی طواف کی ہے جیسے کہ تم لوگ طواف کرتے ہو۔ پھر مین نے اونکے ایک شخص سے کلام کیا اوسنے کہا کہ تم مجکو پہچانتے ہو مینے کہا نہین وہ بولے کہ مین تمھارے اول اجداد سے ہون مینے کہا کہ آپ کی موت کو کتنا زمانہ گذرا ہوگا فرمایا کہ کچھ اوپر چالیس ہزار سال۔ مین نے کہا کہ ہمارے جد آدم کو اسقدر زمانہ نہین گذرا ہے تب اونھون نے کہا کہ تم کس آدم کو پوچھتے ہو اس قریب کے آدم کو یا کسی دوسرے آدم کو۔ پھر مینے اوس حدیث کو اوسوقت یاد کیا جو ابن عباس سے مروی ہے کہ ان اللہ تعالیٰ خلق مائۃ الف ادم یعنی اللہ نے دو لاکھ آدم کو پیدا کیا ہے۔ اور مینے اپنے دل مین کہا۔ کہ شاید اونہین اجداد سے ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مین پایا جاتا ہے۔ ابن عربی فرماتے ہین کہ عالم یقیناً حادث ہے لیکن اسکی تاریخ کا پتہ نہین ملتا ہے۔ انتہی۔

اور شیخ اکبر کو تصوف مین ایک واسطے سے عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ سے خرقہ ملا ہے اور حضرت خضر سے

بھی ایک واسطے سے اون کو خرقہ ملا ہے چنانچہ وہ خود فرماتے ہین کہ مین نے اس خرقہ کو شہر موصل کے باہر سنہ ۶۰۱ھ مین ابوالحسن علی بن عبداللہ بن جامع کے ہاتھ سے پہنا ہے اور ابن جامع نے خضر علیہ السلام سے خرقہ پہنا ہے اور جس مقام پر جس طرح سے ابن جامع کو حضر نے خرقہ پہنایا اوسی مقام اوسی طرح سے بغیر زیادت ونقصان کے ابن جامع نے مجکو خرقہ پہنایا اور دوسری نسبت بے واسطہ کے بھی شیخ کو خضر سے حاصل ہے چنانچہ خود کہتے ہین کہ مین ایکبار خضر علیہ السلام کے ساتھ ہوا اور مین اونکا ہمیشہ ادب کرتا تھا اور اپنے اوستاد شیوخ کی باتون وغیرہ کو اکثر وصیتین لی اور مین نے اونکے تین خرق عادات دیکھی ایک یہ کہ وہ پانی پر چلتے تھے دوسرے یہ کہ وہ زمین کو طے کرتے تھے تیسرے یہ کہ وہ ہوا پر نماز پڑھتے تھے۔

بعض مورخین فرماتے ہین کہ جب فصوص الحکم دشمنون کی نظرون مین مثل کانٹے کے چبھنے لگی تو اونھون نے شیخ اکبر پر زبان درازی شروع کی انکی عداوت کا سبب تین باتون سے خالی نہین ہے یا تقلیداً طعن کرتے ہونگے یا تعصباً اونکو برا کہتے ہین یا اونکے مصطلحات سے اونکو خبر نہو گی اور جسقدر حقایق ومعارف کہ انکی تصنیفات مین ہین اسقدر کسی مین نہین ہے خاصکر فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ معارف سے مملو درج ہین اور اور کسی سے اسقدر معارف وحقائق آجتک نہین ظاہر ہوے ہین۔

مولانا عبدالرحمن جامی کہتے ہین کہ مینے خواجہ برہان الدین ابوالنصر پارسا قدس اللہ سرہ کو کہتے سنا کہ ہمارے والد ماجد فرماتے تھے کہ فصوص الحکم معارف کی جان اور فتوحات اوسکا دل ہے اور جہان کہین اون کے والد فصل الخطاب مین یہ لفظ فرماتے ہین کہ قال بعض الکبراء العارفین تو اوس سے ابن عربی ہی مراد ہے۔

حضرت شیخ موید الدین جندی فصوص الحکم کی شرح مین شیخ صدرالدین قونیوی سے نقل کرتے ہین کہ جب ابن عربی شہر اندلس سے بحر روم پر پہونچے تو اونھون نے عزم کیا کہ جب تک اللہ تعالی مجکو میرے اعیان ثابتہ کے تفصیلی علم پر مطلع نکریگا کبھی کشتی پر سوار نہ ہونگا پھر اونھون نے اللہ تعالی کی طرف توجہ تام اور مراقبہ کامل شروع کیا پس اللہ نے اونکی اخیر عمر تک اونکو اعیان ثابتہ سے پوری اطلاع بخشی۔ پھر وہ کشتی پر بصارت اور یقین کے ساتھ سوار ہوے۔

شیخ اکبر فتوحات کے ۴۹۳ مین فرماتے ہین کہ صنف انسانی سے کل ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر گذرے ہین چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہے اور ضرور ہے کہ ہر زمانہ مین اسیقدر اولیاء اللہ بھی ہون اور کبھی اس سے بھی زائد ہوتے ہین اور اللہ تعالی نے مجکو ایک واقعہ صحیحہ مین کل نبیون سے ملایا اور ہر ایک کو پہچانا ایسے ہی اللہ نے مجکو اون ولیون سے بھی ملایا جو انبیا علیہم السلام کے قدم بقدم تھے پھر مینے سبکو دیکھا اور سبکو پہچانا

فرماتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے سواے اور الوا لعزم انبیا سے بھی مین ملا اون مین سے
حضرت ابراہیم خلیل اللہ بھی تھے جب مین حضرت خلیل کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپنے فرمایا کہ تم مجھسے
قرآن پڑھو مینے آپ سے قرآن پڑھا اور قرآن مین جہان جہان حضرت خلیل اللہ کا تذکرہ تھا وہان پر
حضرت خلیل اللہ بہت روئے اور مجکو اوس سے بہت خشوع اور خضوع حاصل ہوا تھا۔
اور موسیٰ علیہ السلام نے مجکو کشف بتلایا اور ہر امور کی وسعت سے اور رات دن کی گردش کے علم سے واقف کیا
اور عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر مینے توبہ کی اور قوم کے راستہ مین پہلے بار میرا گذر اونھین سے ہوا اور ہود علیہ السلام
نے مجکو وہ مسئلہ بتایا جو وجود مین واقع ہے اور مینے اوس مسئلہ کو اونھین سے جانا ہے مینے اس واقعہ مین
بہت سے امور دیکھے جس سے مجکو یقین ہوا کہ اللہ نے مجکو اہل شقاوت کے زمرہ سے بچا یا ہی اور مینے اوس واقعہ مین
اپنے کو آدم علیہ السلام کی جانب یمین سعداو کے زمرہ مین پایا پھر مین اسپر اللہ کا بہت شکر بجالایا۔
فتوحات کے ۳۶ باب مین فرماتے ہین کہ مین کسی نبی سے باعتبار عیسیٰ علیہ السلام کے زیادہ نہین ملا
اور جب مین اونسے ملتا تو وہ ہمیشہ میرے لیے دعا کرتے کہ باریتعالیٰ تو اسکو موت اور حیات دونون مین ثبات
فی الدین عطا کر۔ اور جب تک وہ میرے لیے دعا نکرتے تھے کبھی مجھسے آپ علیحدہ نہوتے تھے۔
شیخ اکبر فرماتے تھے کہ مجکو پہلی ملاقات اونسے زہد اور تجرد کے سبب سے ہوئی اور حضرت عیسیٰ زہاد و رسل
علیہم السلام سے ہین اور یہ کل نبیون سے سیر و سیاحت مین بڑھے ہوے ہین اور امانت کی پوری حفاظت
کرتے تھے اور امر الٰہی کی تعمیل مین ملامت کرنے والونکا کچھ بھی انکو خیال نہ ہوتا تھا اس سبب سے یہود نے
انسے عداوت رکھی۔ اور فتوحات کے ۳۶۵ باب مین فرماتے ہین کہ مینے ایک واقعہ مین خیر الرسل اپنے نبی
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مشاہدہ کیا اور حضرت آدم سے رسول اللہ تک جتنے انبیا گذرے ہین ان سبکو مینے
دیکھا۔ اور کل اہل ایمان عام اور خاص کو مینے معائنہ کیا اور جتنے لوگ ہو گئے اور ہونگے سبکو مینے پہچانا اور
پشت آدم مین جتنے اہل سعادت تھے اون سبکی معرفت اور شمار اللہ نے اس بندہ کو عنایت کی اور اسوقت
تفصیل اہل جنت اور اونکے عدد اور اہل نار مجھسے مخفی نہین ہین لیکن اہل نار کے عدد مجکو نہین معلوم ہین کیونکہ اونکی
کثرت کے سبب ہے اللہ ہی اونکے عدد کو جانتا ہے اور مینے اس کشف مین ہر نبیون کے مرتبہ کو جانا اور جنپر میرا مجملاً
ایمان تھا اونکو مینے بالمشافہہ معائنہ کیا اور اس معائنہ کے سبب سے مین ایمان سے نہین نکلا اور ہمیشہ میرا قول اور
فعل یہی ہے جواب کہہ رہا ہون کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھسے فرماتے ہین کہ تو ایسا کر اور ایسا کہہ۔
اور مین اپنے علم اور معائنہ اور مشاہدہ سے کوئی بات سواے حکم رسول کے نہین کہتا ہون الحمد للہ کہ میرے
مشاہدہ سے ایمان نے موافقت کیا اور ایمان کا ثواب زائل نہین ہوا۔ اور یہ ایسا مقام تھا کہ اوسکے

مزہ سے مین ابھی تک متلذذ ہون اور مین سمجھتا ہون کہ اللہ کے بندون سے بہت لوگ اس مرتبہ سے مشرف ہوے ہونگے لیکن مین اون سے ابھی تک بالمشافہہ عالم بیداری مین نہین ملا ہون۔

فرماتے ہین کہ ان سب کا سبب یہ ہو کہ مینے اپنے دلکو اوس چیز کے حاصل کرنے مین کبھی آمادہ نہین کیا جس سے اب اکوان پر مجکو اطلاع حاصل ہو بلکہ مینے کوشش کی کہ اللہ تعالی کی مرضی کی موافق ہو اگرچہ وہ میری خواہش کے مخالف ہو۔ اور مینے تمنا کی کہ اللہ تعالی مجکو اون چیزون سے باز رکھے جو اوس سے اور اوسکے منازل سے مجکو دور رکھین۔ اور مین اللہ کا ناچیز بندہ ہون اور بندگان خدا پر شفیق ہون مین تمنا کرتا ہون کہ تمام عالم اللہ کے معرفت پر یک قدم ہوجاوین۔ اور مین ان باتون کو تمسے فقط واما بنعمۃ ربك فحدث کے امر کی تعمیل سے ذکر کرتا ہون اور تاکہ برادران اہل معرفت پر خرمی اور نشاط کا دروازہ کھلے اور وہ بڑے بڑے مقامات کے حاصل کرنے مین کوشش کرین۔

شیخ رحمۃ اللہ فرماتے ہین کہ مینے دیکھا ہو کہ جب کوئی قطب ہوتا ہو تو پہلے عقل اول اوسکی بیعت کرتی ہو پھر ساکنان آسمان وزمین اور ہوا اور جن اور مولدات ثلثہ درجہ بدرجہ اوسکی بیعت کرتے ہین اور جب ارواح اس سے بیعت کرنے آتی ہین تو ہر ایک علم الٰہی سے ایک ایک سوال کرتی ہین۔

اور شیخ رحمۃ اللہ نے مستقل ایک کتاب لکھی ہو جسمین قطب کے سوالات مذکور ہین اور اوس طرز کی کتاب اوس سے پیشتر کسی نے نہین لکھی ہو اور فرماتے ہین کہ افراد قطب کے زیر حکومت نہین رہتے اور نہ قطب کو ان لوگون مین کسی قسم کی تصرف ہو کیونکہ افراد بھی اونھین کے ایسے مستحق قطبیت ہوتے ہین لیکن قطب ایک ہی ہوتا ہے اسواسطے وہ بالفعل قطب نہین ہین ورنہ وہ بھی اسی درجہ مین ہوتے ہین اور فرشتہ علیہ بھی اوسکی بیعت نہین کرتے ہین۔ فتوحات کے ۴۶۲ باب مین فرماتے ہین کہ قطب سے کوئی زمانہ خالی نہین ہوتا ہے اور عہد آدم سے زمانہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کل پچیس قطب گذرے ہین حقتعالی نے عالم برزخ شہد قدس مین مجکو ان سب سے ملایا اور اسوقت مین شہر قرطبہ مین مقیم تھا اور حقتعالی نے ان سب کا نام بھی مجکو بتلایا اور اصل مین ابتداے آدم سے زمانہ ختم نبوت تک ایک ہی قطب ہوا ہو اور وہی تمام انبیا اور مرسلین اور اقطاب کی مدد کرتا تھا۔ اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس تھی۔

۴۶۳ باب مین فتوحات کے فرماتے ہین کہ ہر ایک ملک اور ہر شہر مین سوا غوث کے ایک قطب بھی ہوتا ہو اوسکے سبب سے اللہ تعالی اوس ملک کو محفوظ رکھتا ہو خواہ اس ملک کے رہنے والے مومن ہون یا کافر ہون اسیطرح ہر صنف زہاد اور عباد اور متوکلین مین ایک ایک قطب ہوتا ہو اُسی پر اُن لوگونکا مدار ہوتا ہو شیخ رحمۃ اللہ فرماتے ہین کہ مین ایکبار قطب المتوکلین سے ملا اور وہ اندلس کے شہرون مین عبداللہ

ابن الاستاد تھے اور مین انکی صحبت مین بہت زمانہ دراز تک رہا۔
ایساہی مین قطب الزمان سے سنہ ۵۹۳ھ ہجری شہر فاش مین ملا تھا اور وہ مشلول الید ہے پھر مینے مجلس مین قطبیت کے باب مین اُنسے کلام کرنا شروع کیا تب اونھون نے مجکو اشارہ سے فرمایا کہ براہ خدا حاضرین مجلس سے تم مجھے چھپاؤ پھر مینے ایساہی کیا۔
فرماتے ہین کہ ہر قطب اپنے عالم مین اوس زمانہ تک رہتا ہی جبتک خدا چاہتا ہی پھر دوسرے قطب کے آنے سے اسکی دعوت اور حکومت منسوخ ہوجاتی جیسے کہ پہلے نبی کی شریعت دوسرے نبی کی شریعت سے منسوخ ہوجاتی ہی اور قطب کے دعوت سے مراد یہ ہی کہ جو کچھ حکم یا تاثیر اوسکی ہوتی ہی وہ سب منسوخ ہوجاتی اور مدت قطبیت مختلف ہے کیونکہ تینتیس ۳۳ برس چار مہینے ٹھہرتے ہین اور اقل مدت تین سال ہی اور اسکی تائید صحابہ کے زمانہ خلافت سے ہوتی ہی یعنے مدت خلافت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ سے معلوم ہوتا ہی کہ اکثر اقطاب تین سال تک رہتے ہین اور یہ لوگ بیشک قطب تھے۔
شیخ کا مذہب مالکی تھا فرماتے ہین کہ ایک بار مین حضرت خضرؑ سے ملا مینے اونسے امام شافعی کا حال پوچھا بولے کہ وہ چار اوتاد مین سے ایک اوتاد یہ بھی تھے پھر مینے پوچھا کہ امام احمد کیسے تھے فرمایئے کہ وہ صدیق تھے پھر دیر تک کلام ہوتا رہا اور فرمایا کہ اس آیت یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم مین اولوا الامر سے اقطاب اور خلفا اور اولیا اللہ مراد ہین اور انکی اطاعت اسوقت تک واجب ہی جبتک کہ خلاف شرع حکم نفرمائین۔
فتوحات کے ۳۰ باب مین فرماتے ہین کہ عالم کبھی قطب سے خالی نہین ہوتا ہی جیسے کہ کبھی رسل علیہم السلام سے خالی ہی اور اسیواسطے اللہ نے چار نبیون کو زندہ رکھا ہی تین اونسے نبی مشرع ہین یعنی ادریسؑ اور الیاس اور عیسیٰ علیہ السلام ہین اور ایک اونسے علم لدنی کا حامل ہے وہ حضرت خضر علیہ السلام ہین اور اسکی توضیح یہ ہے کہ دین حنفی کے چار رکن ہین جیسے کہ گھر کے چار رکن ہوتے ہین اور وہ رسل اور انبیا اور اولیا اور مومنین ہین۔
فتوحات کے ۳۸۳ باب مین فرماتے ہین کہ جاننا چاہیئے کہ قطب سے تمام دائرہ وجود عالم کون وفساد کی محافظت ہوتی ہے اور دو اامون سے عالم غیب وشہادت کی حفاظت ہوتی ہے اور اوتاد سے حق تعالے جنوب وشمال ومشرق ومغرب کو محفوظ رکھتا ہے اور ابدالون سے حق تعالیٰ ہفت اقلیم کی محافظت فرماتا ہے اور قطب ان سب کا محافظ اور نگہبان افسر ہے کیونکہ عالم کون وفساد کے امر کا اُسی پر دارومدار ہے عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہین کہ ابدال سات ہوتے ہین

جیسے کہ اللہ تعالی کے امہات صفات سات ہین اور جہات کی حفاظت اوتاد ہی سے ہوتی ہے
اور انھین سے امام شافعی رحمۃ اللہ بھی تھے شیخ اکبر فرماتے ہین کہ ہر ابدال کو مدد انبیاء کی روحون سے
پہونچتی ہے جو ایک ایک آسمان مین ہین - ۱۹۸ باب مین فرماتے ہین کہ اے برادر تمکو جاننا چاہیے
کہ اللہ تعالی نے اس زمین کو جسپر ہم رہتے ہین سات اقلیم بنایا ہے - اور اپنے اہل ایمان و ایقان
بندون سے سات شخصون کو برگزیدہ کیا ہی اور انکا ابدال نام رکھا ہی اور ہر ابدال کے حصہ مین ایک ایک ملک
دیا ہی کہ اس ملک کی حفاظت اونھین سے متعلق ہے پس اقلیم اول مین ساتوین آسمان سے امر وارد
ہوتا ہی اور یہی سماء اولی ہے اور اس آسمان کی روحانیات سے وہ ملک متعلق ہے اور اس ملک کا
ابدال حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ہمقدم ہوتا ہے - اور دوسری اقلیم مین چھٹے آسمان سے امر وارد
ہوتا ہے اور اسی کو دوسرا آسمان بھی کہتے ہین اور اس آسمان کے کواکب کے روحانیات سے دان
کا انتظام اور خواص متعلق ہے - اور یہان کا ابدال موسی علیہ السلام کے ہمقلب ہوتا ہی اور تیسرے
اقلیم مین تیسرے آسمان سے امر وارد ہوتا ہے اور وہ اوسی کے ستارہ سے متعلق ہی اور یہان کا ابدال
ہارون علیہ السلام کے تابع ہوتا ہے اور تائید محمدی سے وہ زندگی کرتا ہے اور چوتھے اقلیم چوتھے آسمان
اور اوسکے ستارون کے روحانیات سے متعلق ہی اور یہان کا ابدال ادریس علیہ السلام کے تابع ہوتا ہے
اور حضرت ادریس قطب ہین اور چوتھے آسمان مین جو قلب الافلاک ہی وہ رہتے ہین -
اور ہمارے اقطاب اونھین کے نائب ہین چنانچہ گذر چکا ہے اور پانچوین اقلیم پانچوین آسمان سے
متعلق ہے اور اسمین اسی کے ستارہ کی روحانیات کا خواص ظاہر ہوتا ہی اور یہان کا ابدال حضرت
یوسف علیہ السلام کے ہمقدم ہوتا ہے اور چھٹی اقلیم چھٹے آسمان سے متعلق ہے اور اسی کے ستارہ کی
روحانیات سے اوسپر اثر پڑتا ہے اور یہان کا ابدال عیسی اور یحیی علیہ السلام کے تابع ہوتا ہے اور ساتوین
اقلیم ساتوین آسمان یعنے آسمان دنیا سے متعلق ہے اور اوسی کے ستارہ سے وہ مخصوص ہے اور یہان
کا ابدال آدم علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے -
اور مین ان ساتون ابدالون سے مکہ مین حطیم حنابلہ کے پیچھے ملا اور مین نے اون سب کو رکوع مین پایا
پھر مینے اونکو سلام کیا اور اونھون نے میرے سلام کا جواب دیا پھر مین نے اون سے باتین کین
اور مین نے کسی کو اونسے زیادہ خوش رو اور خوش خلق نہ پایا اور نہ کسی کا شغل اون سے اچھا دیکھا
اور مین نے اون کا مثل سقیط رفرف ابن ساقط العرش کو شہر قونیہ مین دیکھا تھا - اور وہ فارسی
تھے رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین -

فتوحات کے ۷۳ باب مین فرماتے ہین کہ بڑی وراثت ختم ولایت ہے اور ختم کی دو قسم ہین ایک اعلی اور دوسرا ادنی ہے اعلی یہ ہو کہ مطلق ولایت کا وہ خاتم ہو اور ادنی یہ ہے کہ ولایت مقیدہ محمدیہ کا وہ خاتم ہو پس مطلق ولایت کے خاتم حضرت عیسی علیہ السلام ہین اخیر زمانہ مین وہ نزول فرمائین گے اور ولایت مطلقہ کے آپ خاتم ہونگے - اور ولایت مقیدہ محمدیہ کے خاتم ایک شخص ملک مغرب کے ہون گے - اور وہ خاندان اور ملک دونون اشرف قوم ہونگے - اور وہ آج ہمارے زمانہ مین موجود ہین اور مین سنہ ۵۹۵ھ مین اون سے ملا تھا اور مینے اونمین ختم کی مہر کو بھی دیکھا جسکو حق تعالی نے اپنے بندون کی آنکھون سے مخفی رکھا ہو اور اونھون نے اوس مہر کو مجھے جسد کھول کر بتلایا اور مینے دیکھا کہ جو اسرار و علوم ربانی کے وہ بیان کرتے ہین اوسکو لوگ انکار کرتے ہین - انکار خلائق مین وہ مبتلا ہین شیخ اکبر فتوحات کے ۷۳ باب مین ۵۷ جواب مین فرماتے ہین کہ مینے بعض حدیثون کو جو اون کے نزدیک ضعیف تھی جب ثابت کیا اور صحیح کہا تو ہمارے ہمعصر عالمون نے مجھپر تکفیر کی ہو - مین اونکو اس بارہ مین معذور سمجھتا ہون کیونکہ اس طائفہ کے راستی پر اونکے نزدیک کوئی حجت و برہان نہین قائم ہوتی ہو بلکہ وہ غالب گمان سے خطاب کرتے ہین اور اگر وہ پوری نظر سے دیکھتے تو اونکو اور اونکے حالات کو مانتے - جیسے کہ شافعی حنفی کے حکم کو مانتے ہین اور حنفی احکام کے حکم کو وہ باطل نہین کہتے ہین اور ہمارے ہمعصر علما یہ عذر کرتے ہین کہ اگر ہر شخص کا دعوے صحیح ہو تو دین مین رخنہ پڑجاوے کیونکہ کوئی معصوم نہین ہو اسواسطے مین اس باب کو روک دیتا ہون - محی الدین ابن عربی فرماتے ہین کہ مین اونکے فعل کو پسند کرتا ہون اور اونکے قول کو بھی تسلیم کرتا ہون اور مین انکو مصیب سمجھتا ہون اور پورے اجر کا مین اونپر حکم کرتا ہون لیکن یہ ضرور ہے کہ وہ اس ولی کو یقینا خاطی نہ سمجھین ورنہ اُنکے پاس کوئی عذر نہ ہیگا کیونکہ اونکا مرتبہ یہ ہے کہ اونکو اہل کتاب سمجھکر صادق اور کاذب کچھ نہین کہین -

اور ۳۰۹ باب کے اخیر مین فرماتے ہین کہ یہ لوگون کی کیسی بے انصافی ہے کہ جبکہ صفات الٰہی کو نبیا کہین اوسپر ایمان لاوین اور جب اوسی کو کوئی عالم ولی مقرب پیرو رسول کہے تو انکار کرین - کیونکہ دریا ایک ہی ہے اوسی سے دونون بہتے ہین - اوپر بہت افسوس ہے کہ اولیاء اللہ کے کہنے پر ایمان نہین لاتے ہین بلکہ جھٹلاتا اوسکو سُنتے ہین - بلکہ اون کو کوشش کرنا چاہیے کہ وہ خود اس درجہ سے مشرف ہون اور برای العین اسکو مشاہدہ کرین اور دوسرون کے کہنے پر جزم نکرین حضرت ابویزید جب کسیکو کہتے سُنتے کہ فلان نے فلان سے نقل کیا ہے تو وہ فرماتے کہ تم مجھکو سوکھا گوشت نہ کھلاؤ بلکہ تازہ تازہ گوشت کھلاؤ - اس جملہ سے وہ اپنے رفیقون کی ہمت کو بڑھاتے تھے

اور انکا مطلب یہ تھا کہ دوسرے کے فتوح اور تحقیق کو مجھسے نہ بیان کرو بلکہ اپنی تازی تحقیق اور نیا مکاشفہ سناؤ۔

حضرت ابن عربی فتوحات کے باب الوصایا مین فرماتے ہین کہ تم ائمہ مجتہدین پر طعن کرنے سے بچو اور یہ کبھی نہ کہو کہ حضرات مجتہدین معارف اور اسرار سے محجوب تھے جیسا کہ بعض جاہل اور بے علم صوفی کہا کرتے ہین کیونکہ یہ کلمات شان امت سے کے نہ پہچانے جانے سے کہے جاتے ہین اور ائمہ مجتہدین کا علوم غیب مین راسخ قدم تھا اگرچہ وہ بغلبۂ ظن حکم کرتے تھے لیکن اونکا ظن علم یقینی تھا اور اُن مین اور اہل مکاشفہ مین فقط راستہ کا اختلاف ہے اور یہ لوگ تشریع کے جہت سے رسولون کے مرتبہ مین ہین۔

فتوحات کے ۶۹ سو باب مین بعد مدح وثنا مجتہدین کے فرماتے ہین کہ اصل مین مجتہدین ہی وارث انبیا ہین کیونکہ اجتہاد کے جہت سے انبیا اور رسل کے مرتبہ مین وہی لوگ ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجتہاد کو اونپر مباح کیا ہو اور ہر نبی جیسے معصوم ہے ویسے ہی ہر مجتہد بھی مصیب ہو اور قیامت کے دن علماے مجتہدین انبیا کی صفون مین ہونگے اور امت کی صفون مین نہوسنگے اور ہر رسول کی جانب مین ایک عالم اس امت محمدیہ کا ہوگا اور یہ وہ علما ہونگے جن کو احکام اور حالات اور مقامات اور منازل مین استادیت کا درجہ ہوگا اور اخیر مین خاتم ائمہ مجتہدین مہدی مین کے ہونگے اور وہ امام مہدی علیہ السلام ہین۔

اور فتوحات کے باب الجنائز مین فرماتے ہین کہ ہمارے شارع محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگون کو حکم کیا ہے کہ ہم اوس آل پر درود بھیجین جو علما ہین کیونکہ حدیث مین ہے کہ قولوا اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم یعنے یہ درود پڑھو یعنی اُس آل پر رحمت ہو جو وحی مین مجتہد ہین۔ جیسے اسحاق اور یعقوب اور یوسف آل ابراہیم شریعت ابراہیمی مین اجتہاد کرتے تھے اور اللہ نے اونپر رحمت فرمائی حضرت ابن عربی فتوحات کی کتاب الجنائز مین فرماتے ہین کہ جب مرید اجتہاد مطلق کے درجہ کو پہونچ جاوے تو اسکو شیخ کے قول کی طرف اپنے قول سے رجوع کرنا حرام ہو مگر اوسوقت صحیح ہو جب شیخ کا قول مدلل اور صاف ہو ابن عربی فتوحات کے ۸۵ باب مین فرماتے ہین کہ اولیا کے وحی کے طریقے مختلف ہین کبھی وہ خیال مین پاتے ہین اور کبھی وہ حس مین دیکھتے ہین اور کبھی اپنے دل مین پاتے ہین اور کبھی لکھی ہوئی عبارت پاتے ہین اور یہ اکثر اولیاء اللہ کو واقع ہوتا ہو اور ابو عبد اللہ قضیب البان اور تقی ابن مخلد شاگرد امام احمد رضی اللہ کو

کتابت ہی کے ذریعہ سے ملک الالہام کی زبان سے وحی آتی تھی۔ اور جب وہ خواب سے بیدار ہوتے تھے تو ایک کاغذ پر کچھ لکھا ہوا پاتے تھے حضرت شیخ فرماتے ہین کہ اسکی علامت یہ ہے کہ وہ ہر طرف سے برابر پڑھا جاتا ہے اور جب ورق اولٹتے ہین تو اوسکے ساتھ کتابت بھی اولٹتی ہے شیخ فرماتے ہین کہ مینے خود اوس کتابت کو دیکھا ہے وہ ایک فقیر پر مطاف مین اسی صفت پر اوترا تھا اوس مین دوزخ سے اوسکی نجات لکھی ہوئی تھی جب عام لوگون نے اوسکو دیکھا تو سبھون نے یقین کیا کہ وہ مخلوق کی کتابت نہین ہے۔ اگر تم کبھی اوس کتابت کو اسی صفت پر پاؤ تو جان لو کہ وہ حق تعالی سے ہے اور جب اوسکا مضمون مخالف شریعت کے ہو تو کبھی اوسپر عمل صحیح ہے۔ یہی واقعہ ایک عورت فقیرہ پر ہوا جو میرے شاگردون سے تھی اوسنے خواب مین دیکھا کہ حق تعالی نے اوسکو ایک ورق دیا جب وہ بیدار ہوئی تو اوسکا ہاتھ بند ہوگیا اور کوئی اوسے کھول نہ سکا مجھے الہام ہوا کہ مین اسکو یہ کہون کہ جب تیرا ہاتھ کھلے تو فوراً اوسکو نگل جا پھر اوسنے یہ نیت کرکے ہاتھ کو منھ کے پاس لیگئی پھر فوراً اوسکا ہاتھ کھل گیا اور فوراً نگل گئی۔ لوگون نے مجھسے کہا کہ تمنے اسے کیونکر جانا مین نے کہا کہ اللہ نے مجھپر الہام کیا کہ کوئی شخص اسکو نہ پڑھے اور اللہ تعالے نے مجکو الٰہی کتابت اور مخلوقی کتابت کا فرق لوح محفوظ وغیرہ مین دیا ہے اور یہ عجیب وغریب علم ہے مین نے اسکو دیکھا ہے اور مشاہدہ کیا ہے۔ انتہی۔

اور کبھی بندہ کو خاص طریقہ سے الہام ہوتا ہے اور وہ جہت ہر انسان مین حق تعالی سے ہے اور اس سے ملک الالہام کو بھی خبر نہین ہوتی ہے لیکن لوگ اسکی انکار کی جہت مین تیز قدمی کرتے ہین اور اسی سبب سے موسی علیہ السلام نے حضرت خضر کے الہامات کا انکار کیا حضرت موسیٰ ؑ اس بارہ مین معذور تھے کیونکہ وہ نبی تھے اور ہمیشہ فرشتہ سے بالمشافہ لینے کے عادی ہوتے ہین اور جب انبیا صاحب شریعت ہوے تو اون کو فرشتہ کا واسطہ ضرور ہے تاکہ اونکی حقیقت مین وہم کو کچھ بھی جاے انکار باقی نہ رہے۔

اور ملک انبیا اور اولیا دونون پر نزول کرتا ہے لیکن ان دونون مین فرق یہ ہے کہ انبیا اور رسول اوسکو وحی کے وقت حس بصر سے دیکھتے ہین اور غیر رسول یعنے اولیاء اللہ آثار سے اوسکو معلوم کرتے ہین اور حس بصر سے اوسکو نہین دیکھتے ہین۔ لیکن اس مسئلہ مین حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کا اختلاف ہے وہ فرماتے ہین کہ انبیا اور اولیاء کے قلب پر وحی کے نازل ہونے مین فرق اسیقدر ہے کہ انبیاء کی وحی مین فرشتے نازل ہوتے ہین اور ولی کی وحی مین فقط

الہام ہوتا ہے اور فرشتہ کبھی نہیں نازل ہوتا ہے ابن عربی فتوحات کے ۳۶۴ باب میں فرماتے
ہین کہ یہ غلطی ہے ملک دونون مین نازل ہوتا ہے لیکن کیفیت نزول سے دونون مین فرق ہے
اور نزول اور عدم نزول سے دونون مین فرق نہین ہے اور کیفیت نزول یہ ہے کہ انبیا و اور
مرسلین پر بالذات وہ نزول کرتے ہین اور اولیا ء اللہ پر بالتبع نبی کے تابع ہونے سے نزول کرتے ہین
اور اون امور کے سمجھانے کو نزول کرتے ہین جسکو نبی نے لایا ہے لیکن اسکے فہم وادراک
مین نہین آتی ہین مثلا وہ حدیث ہے جسکو عالمون نے ضعیف کہا ہے پھر ملک الالہام اس کو
اوسکی صحت سے خبر دیتا ہے اور اس ولی پر اپنے نفس کے سیے اوسکا عمل اون شروط سے
صحیح ہوتا ہے جسکو اہل اللہ جانتے ہین اگرچہ مطلقاً عوام اوس کو نہ جانین اور کبھی فرشتہ ولی اللہ
پر بشارت کے ساتھ نزول کرتا ہے چنانچہ خود قرآن پاک مین اللہ فرماتا ہے الذین قالوا ربنا
اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملئکۃ اور یہ اکثر موت کے وقت واقع ہوتا ہے ابن عربی
فرماتے ہین کہ امام غزالی رحمۃ اللہ وغیرہ کی غلطی کا سبب یہ ہے کہ اون لوگون نے اسکا ذوق
نہ حاصل کیا اور وہ لوگ جان گئے کہ ہمنے سلوک سے کل مقامات کو طے کر لیا پھر جب اونھون
نے یہ سمجھا اور ملک الالہام کو انھون نے نہین دیکھا تو وہ لوگ اسکا انکار کر گئے اور انبیا ہی
کے ساتھ اسکو مخصوص کر دیے اور ان لوگون کا ذوق صحیح تھا لیکن انکا یہ حکم باطل ہے اور
یہ لوگ کہہ چکے ہین کہ جب کوئی ثقہ کوئی بات زیادہ کہے تو وہ مقبول ہے پس کل اہل اللہ ثقات
ہین ابن عربی فرماتے ہین کہ اگر ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ کو اون کے زمانہ مین کسی کامل اہل اللہ سے
ملاقات ہوتی اور وہ اون کو خبر دیتے کہ فرشتہ اولیاء اللہ پر بھی وارد ہوتے ہین تو وہ قبول کر لیتے
اور کبھی انکار نہ کرتے فرماتے ہین کہ پچھر ملک الالہام نے غیر متناہی علوم لیکر نزول کیا ہے اور
اس واقعہ سے مجکو بہتیرے ایسے لوگون نے خبر دی جو ہمارے اس قول کو نہ کہتے تھے پھر اونھون
نے ہمارے ہی قول کی طرف رجوع کیا۔ الحمد للہ علی ذالک انتہی۔ کل لوگ متفق ہین کہ امت
محمدیہ مین افضل الاولیا حضرت ابوبکر صدیق ہین۔
ابن عربی فتوحات کے ۹۰ باب مین فرماتے ہین کہ جاننا چاہیے کہ امت محمدیہ مین کوئی ایسا شخص
نہین ہے جو ابوبکر صدیق سے سوائے عیسی علیہ السلام کے افضل ہو کیونکہ جب عیسی علیہ السلام
فرود ہون گے تو اسی شریعت محمدی سے حکم کرین گے۔ اور قیامت مین اونکے دو حشر ہونگے ایک
حشر انبیا کے زمرہ مین ہوگا اور دوسرا حشر اولیا کے زمرہ مین ہوگا۔ ایسا ہی حضرت ابوبکر

سوائے خضر علیہ السلام کے سب سے افضل ہین کیونکہ اونکا مقام برزخ ہے وہ ولایت اور نبوت کے بیچ مین ہین ابن عربی فرماتے ہین کہ خضر علیہ السلام نے بالمشافہہ مجھسے فرمایا ہے کہ میرا مقام صدیقیت سے اوپر اور نبوت سے نیچے اور اسکا نام مقام قربت ہے لیکن امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکا بھی انکار کیا ہے انتہیٰ۔

محی الدین ابن عربی ۳۰۳ باب مین فرماتے ہین کہ وہ سر جو ابوبکر صدیق کے سینہ مین بھاری اور گران تھی وہ ایک قوت تھی جو رسول اللہ کے وصال کے دن مین ظاہر ہوئی اور اوسی سے وہ دوسرون پر فضیلت رکھتے تھے اس سبب سے ہی مستحق خلافت کے تھے اور بعضون کی ناخوشی سے اس مین کوئی قباحت نہین لازم آتی ہے کیونکہ یہ مرتبہ الٰہی ہے۔ وللہ یسجد من فی السموٰت والارض طوعا وکرھا اور آسمان اور زمین والے اللہ ہی کا خوشی اور ناخوشی سے سجدہ کرتے ہین پھر ابوبکرؓ وغیرہ کے بارہ مین ناخوشی کا کیا حال پوچھتے ہو ہر امر مین خوشی اور ناخوشی ضرور ہے اور ہر ایک بترتیب خلافت فضیلت ہے کیونکہ یہ علم اللہ مین سابق تھا اور ہر ایک کی قطعی اور یقینی فضیلت اللہ ہی جانتا ہے کیونکہ وہی ہر ایک کی منزلت کو جانتا ہے اور حق تعالیٰ نے ہم لوگون کو اپنے نفس کی باتون پر خبر نہین دی ہے حق تعالیٰ ہم لوگون کو فضول باتون اور اہل سنت والجماعت کے مخالفت سے بچاوے آمین۔

محی الدین ابن عربی ۳۶۴ باب مین فرماتے ہین کہ ابوبکر کی فضیلت پر بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ رسول اللہ کے ساتھ مرید صادق کے ایسے تھے جب ان کے فتوحات پورے ہوچکے تو رسول اللہ نے وصال فرمایا اور اس سے وہ خلافت کے قابل ہوئے اور جب ابوبکر حق تعالیٰ کی طرف اکیلے متوجہ ہوگئے تو رسول اللہ نے ابوبکر کو خاص خدا کا بندہ پایا جن مین کوئی حرکت یا سکون بغیر حکم خدا کے نہوتا۔

حضرت ابوسعود بن شبلی فرماتے ہین کہ جب ابوبکر کا تعلق خدا سے ہوگیا اور کل چیزون کو وہ اللہ سے رسول کے واسطے سے لینے لگے تو اوسوقت رسول اللہ نے قضا کی اور اسیواسطے دوسرے صحابہ کی طرح وہ زیادہ متاثر اور پریشان نہوئے کیونکہ وہ حقائق امور کے واقف تھے اور اسی واسطے وہ منبر پر چڑھکر اس آیت کو زور سے پڑھنے لگے وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل یعنے محمد بھی رسول تھے جیسے اور رسول تھے جو گذر گئے۔ اوسوقت لوگون نے ابوبکر کو پہچانا اور اون کی بیعت کی۔ انتہیٰ۔

حضرت محی الدین بن عربی فرماتے ہین کہ ابوبکر اولیاء ملامتی کے سردار تھے۔ انتہی۔ اور ملامتی سے مطلب یہ ہے کہ سوائے صلوات خمسہ کے اور کچھ نہ پڑھتا ہو اور عام مومنین فرض ادا کرنے والون سے کسی زائد عبادت سے ممتاز نہو اور بازارین لوگون کی طرح آمدورفت کرتا ہو اور سب سے معمولی باتین کرتا ہو اور دل سے حق تعالی کی طرف متوجہ ہو اور ایک چشم زدن بھی مالک سے غافل نہو اور ریاست کی طمع اور سلطنت کی ہوس نہ رکھتا ہو اور یہی وجہ ہے کہ نوافل وغیرہ ان سے زیادہ منقول نہین کیونکہ اونکے کل اعمال قلبی ہوتے تھے محی الدین ابن عربی اپنے بعض تصنیفات مین فرماتے ہین کہ بعد رسول اللہ کے باجماع امت ابوبکر امام تھے۔

ان کے بعد عمر ابوبکر کی تصریح سے امام ہوئے اور انکے بعد عثمان عمر کی تصریح سے امام ہوئے پھر انکے بعد علی جماعت کی تصریح سے امام ہوئے پس یہی چار خلفاء راشدین ہین پھر حضرت امام حسن رضؓ اور حضرت معاویہ مین مخالفت واقع ہوئی لیکن جب حضرت امام حسنؓ نے مصالحہ کر لیا تو خلافت حضرت معاویہ کو ہوئے پھر ان کے بعد بنی امیہ اور بنی امیہ مروان خلیفہ رہے پھر ان کے بعد بنی عباس کو خلافت ملی اور بعض رافضی جو کہتے ہین کہ ابوبکر نے خلافت مین غضب کیا ہے یہ بالکل جھوٹ ہے حضرت ابن عربی فرماتے ہین کہ حضرت ابوبکر کو حضرت عمر پر قطعاً اور یقیناً تقدم ہے اور حضرت عمر کو اورون پر ایسی تقدم نہین ہے۔

شیخ اکبر ۳۴۴ باب مین فرماتے ہین کہ قرن اول والون کو صرف قوت ایمان سے فضیلت ہے ورنہ تابعین اکثر صحابہ سے علم مین زائد تھے اور تبع تابعین اکثر تابعین سے عمل مین بڑھے ہوئے تھے۔ انتہی۔

شیخ اکبر رضی اللہ عنہ فتوحات مکی کے ۳۱۲ باب مین فرماتے ہین کہ مجکو یہ حدیث رسول اللہ سے تین واسطے سے پہونچی ہے من تصور فی غیر صورتہ فقتل فلا عقل فیہ فلا قود[له] اسکا قصہ یہ ہے کہ ایک مرد ہیزم فروش متقی اور پرہیزگار تھا اوسکے مکان مین ایکبار سانپ ظاہر ہوا اوسنے مارڈالا۔ اسکے بعد چند جن آئے اور اوسکو اوٹھا کر ایک بزرگ کے پاس لے گئے اور کہا کہ اسنے میرے چچا زاد بھائی کو مارڈالا ہے شیخ نے اوس سے قصہ پوچھا اوس نے کہا کہ مینے کسی آدمی کو نہین مارا ہے بلکہ مینے ایک سانپ کو مارا ہے جنون نے کہا یہی میرا چچا زاد بھائی تھا تب شیخ نے کہا کہ یہ شخص بری ہے کیونکہ مینے خود رسول اللہ صلعم کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ من تصور فی غیر صورتہ فقتل فلا عقل فیہ ولا قود اوس بیچارہ غریب کو نہایت تعجب ہوا

له یعنی جو شخص اپنی صورت بدلکر دوسری صورت بنالیوے اور وہ مارا جاوے تو اوسکا خون رایگان ہوا اور قصاص بھی نہیں ۱۲ منہ

کہ انھون نے رسول اللہ سے کیونکر سُنا اسنے پوچھا کہ حضرت کیا آپ رسول اللہ کی خدمت مین حاضر
تھے اونھون نے کہا کہ ہان تعجب نہ کرو کیونکہ مین نصیبین کا جن ہون ہم چند لوگ رسول اللہ کے
پاس گئے تھے اور اونسے اس حدیث کو سنا تھا اب اون لوگون سے سوائے ہمارے کوئی زندہ نہین
ہے پھر جب وہ ہیزم فروش گھر کو آیا تو اوس نے ضریر ابن ابراہیم بن سلیمان سے اس حدیث کو بیان
کیا اور ضریر بن ابراہیم بن سلیمان نے مجھسے میرے گھر مین شہر حلب مین اس حدیث کو بیان کیا
شیخ اکبر فرماتے ہین کہ جب مین دوسرے بار حلب کو گیا تو مینے اس حدیث کو شمس الدین بن محمد بن
مرتقش المعطی اور برہان الدین بن اسمٰعیل بن محمد الآمدی سے روایت کی اور ان دونون کو ضریر بن ابراہیم
کی خدمت مین بھیجا تا کہ اونکو بھی اس حدیث مین رسول اللہ سے تین واسطہ حاصل ہو۔
محی الدین بن عربی فتوحات مین فرماتے ہین کہ مینے سالہا سال فاطمہ بنت ولیہ کی خدمت کی ہے
اور اوسوقت اونکا سن پچانوے سال کا تھا لیکن اونکے چہرہ پر رونق اور تازگی ویسے ہی تھی جیسے کہ
عالم شباب مین ہوتی ہے مین اونکو دیکھنے سے اکثر شرم کرتا تھا اور حق تعالیٰ کے ساتھ اونکا عجیب
وغریب حال تھا اور ہمارے ابنائے جنس سے جو لوگ کہ اون کے خدمت مین آتے تھے
اون سب سے مجھسے زیادہ خوش رہتین اور مجکو خدمت مین رہنے کو اکثر فرماتین اور میرا نام لیکر کے
فرماتین کہ مین فلان کے سوا ایسا کسی کو نہین دیکھتی ہون اور جب مین اونکے سامنے جاتا تو ہمہ تن میری
طرف متوجہ ہوتی تھین اور وہ اکثر کہا کرتی تھین کہ مین اون لوگون سے نہایت تعجب کرتی ہون
جو حق تعالیٰ کی محبت کا دعوی کرتے ہین اور اوسکے دیکھنے سے خوشی نہین کرتے حالانکہ حق تعالیٰ
ہمیشہ اون کو مشہود ہے اور ہمیشہ لوگون کی نظر اوسی پر پڑتی ہے اور وہ ایک چشم زدن بھی
لوگون سے غائب نہین ہوتا ہے پھر اونھون نے فرمایا کہ اے میرے فرزند تمھاری آئین
کیا رائے ہے۔ مین نے کہا کہ جیسا آپ فرماتی ہین ویسے ہی ہے اور اکثر آپ سورۂ فاتحہ سے
لوگون کی حاجت برآری کرتی تھین اور کہتی تھین کہ میرے دوست نے فاتحہ کو میری خدمت
کے لیے فرمایا ہے اور قسم ہے اللہ پاک کی کہ فاتحہ نے کبھی مجکو دوست کے مشاہدہ سے نہین
روکا ہے ایک دن مین اون کی خدمت مین بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بڑھیا عورت آئی اور ایک
شہر کا نام لیا کہ میرا شوہر وہان چلا گیا ہے اور دوسری عورت کرنا چاہتا ہے مین نے کہا
کہ کیا تم چاہتی ہو کہ تمھارا شوہر واپس آئے؟ وہ بولین کہ ہان یہی چاہتی ہون۔ تب مین
حضرت ولیہ فاطمہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ حضرت مادر آپ سُنتی ہین یہ کیا کہتی ہین سو فرمائین تو کیا

کہتا ہے مین نے کہا کہ انکا کام نکل آئے مینے انکا شوہر واپس آئے بولین کہ اچھا ابھی مین سورۂ فاتحہ کو بھیجتی ہون اور اوسکو وصیت کرتی ہون کہ جہان کہین اسکا شوہر ہو پکڑ لاوے پھر وہ سورۂ فاتحہ پڑھنے لگین اور مین بھی اون کے ساتھ فاتحۃ الکتاب پڑھنے لگا مجکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے سامنے سورۂ فاتحہ جسد انسانی کی صورت مین ظاہر ہوتی ہے جب پڑھ چکین تو کہنے لگین کہ اے فاتحۃ الکتاب فلان شہر مین جا مین اسکے شوہر کو دیکھ رہی ہون اوسکو پکڑ لا۔ پھر اوسکے شوہر کے آنے مین اتنی ہی دیر ہوئی جتنے مین وہ مسافت طے کر سکے۔

ابن عربی فتوحات کے ۲۰ باب مین فرماتے ہین کہ اولیا اللہ مین ہمیشہ ایک مرد یا ایک عورت صاحب مقامات ہوتے ہین اور انسے بہتیری کرامات ظاہر ہوتی ہین جس سے بندگان خدا کو نفع پہونچتا ہے اور اوسکو ہر شئے پر قدرت تامہ حاصل رہتی ہے اور وہ سب کا سردار اور مقدم ہوتا ہے ہمیشہ وہ حق کے ساتھ رہتا ہے اور اوسی کے حکم سے ہر کام کو کرتا ہے اور بغداد مین ہمارے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مقام حاصل تھا اور خلق اللہ پر حق تعالیٰ سے اونکو صولت اور دبدبہ بہت تھا۔ اور اوسکے حالات اور اخبار مشہور ہین۔ مین اون سے نہین ملا ہون لیکن اوس شخص سے ملا ہون جو اون کے زمانہ مین اونھین کے ہمپایہ تھے لیکن بعض چیز و نہین ہمارے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اونسے بڑھے ہوے تھے اور اونکے درجہ پر جو شخص متعین تھا اوس سے بھی مین ملا لیکن اب اوس نے بھی وفات پائی اب مجکو نہین معلوم کہ اونکی جگہ پر کون شخص معین ہے۔

اور فتوحات کے ۳۰ باب مین اقطاب کے طبقہ مین فرماتے ہین کہ مجکو تحقیق معلوم ہوا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ قطب وقت تھے اور تصرفات کی اون کو اجازت تھی اسیواسطے بیحساب کرامات اوسنے ظاہر ہوے ہین۔ انتہی۔

جب کوئی صفت علم سے متصف ہوتا ہے تو اوسکے مخالفین بہت پیدا ہوجاتے ہین۔ یہ اسرار اور علوم جنکو محی الدین بن عربی نے ظاہر کیا ہے وہ ہین جنکے بارہ مین ابوہریرہ سے مروی ہے کہ مجکو رسول اللہ نے علم کی دو دعائین دی ہین ایک کو مین نے ظاہر کیا ہے اور اگر دوسرے کو ظاہر کرون تو لقطع ھذا البلعوم یہ حلقوم کاٹ دیے جائین۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم مین حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے ان دو شعرون کو اسی مطلب مین نقل کیا ہے۔

یارب جوھر علم لو ابوح بہ	اے میرے خدا اگر مین جوہر علم کو ظاہر کرون۔
لقیل لی انت ممن یعبد الوثنا	تو لوگ مجکو بت پرست کہین گے۔
ولاستحل رجال المسلمین دمی	اور مسلمان لوگ ہماری خونریزی کو جائز کرین گے۔
یرون اقبح ما یاتونہ حسنا	اور اپنے برے افعال کو وہ اچھا سمجھین گے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ فرماتے ہین کہ اس علم سے علم لدنی مراد ہین اور یہ ایسے علوم اور اسرار ہین جس کو غول و نصب کرنے والے خلیفہ نہین جانتے ہین اگر منکرین کو انکار پر اصرار ہو تو موسےٰ اور خضر علیہما السلام کے قصہ مین تامل کرین۔ ابن عربی کی تاریخ مین جلال الدین سیوطی کی تصنیفات کو دیکھو یہ اپنی کتاب مین فرماتے ہین کہ جب کوئی بڑا شخص ہوتا ہے تو اوسکے مقابل مین اوسکا دشمن بھی ظاہر ہوتا ہے اور اشراف اور اہل علوم ہمیشہ بلا مین مبتلا رہتے ہین حضرت آدمؑ کے زمانہ مین ابلیس اونکا دشمن تھا اور حضرت نوحؑ کے زمانہ مین عام وغیرہ اونکے مخالف تھے اور حضرت داودؑ کے مقابلہ مین جالوت وغیرہ اونکے منکر تھے اور حضرت سلیمانؑ کے مقابلہ مین صخر وغیرہ مخالف تھے اور حضرت عیسیٰؑ کی اول حیات مین بخت نصر اور دوسری حیات مین دجال مخالف اور منکر ہین اور ابراہیم خلیل اللہ کے مقابلہ مین نمرود تھا اور حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ مین فرعون تھا اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ مین ابوجہل وغیرہ آپ کے مخالف تھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بھی ایک دشمن تھا جب وہ نکلتے تھے تو وہ آپ کو ستایا کرتا تھا۔ اور عبداللہ بن امیر کو مرائی اور منافق دشمن کہا کرتے تھے اور ایک بار جب وہ نماز مین مشغول تھے تو کمبختون نے آپ کے سر پر جلتا ہوا گرم پانی ڈال دیا اور آپ کے چہرہ اور سر کا پوست اس سے گر گیا اور آپ کو خبر نہین۔ جب اونھون نے سلام پھیرا تب فرمایا کہ ہمین تکلیف کیونکر پہونچی لوگون نے قصہ بیان کیا۔ آپنے فرمایا حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور بہت زمانہ تک آپ اس سے رنج اوٹھاتے رہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نافع بن ارزق بڑا دشمن تھا وہ ہمیشہ آپ کو ستاتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ بے جانے بوجھے قرآن کی تفسیر کرتے ہین۔ اور حضرت سعد ابن وقاص کو اکثر جہال کوفہ مین ستایا کرتے تھے حالانکہ یہ عشرہ مبشرہ سے تھے۔ اور انکی لوگون نے حضرت عمرؓ سے شکایت کی یہ نماز اچھی طرح نہین پڑھتے ہین۔ اور آئمہ مجتہدین کے مصائب مخفی نہین ہین حضرت ابو حنیفہؓ نے کیا کچھ مصیبت اوٹھائی ہے اور امام مالک نے کیا صدمات اوٹھائے ہین اور اونکی لوگون نے کہانتک خفت کی ہے پچیس سال تک دشمنون کے خوف سے جمعہ و جماعت مین یہ حاضر نہین ہوسکے

اور امام شافعی نے اہل عراق اور اہل مصر سے کس قدر خون جگر پی کر زندگی بسر کی ہے انکے حالات بھی لوگون پر مخفی نہین ہین حضرت امام احمد بن حنبل کو دشمن نے کسقدر صدمہ پہونچایا کتنے زمانے تک قید رکھا بخاری کو لوگون نے کسقدر ایذا پہونچا کر شہر تنگ مین نکال دیا۔

ابو عبد الرحمن سلمی اور احمد بن خلکان اور شیخ عبد الغفار قوصی وغیرہ ثقات لوگ بیان کرتے ہین کہ حضرت ابو یزید بسطامی کو لوگون نے سترہ بار بسطام سے چند ناسمجھ عالمون کے ذریعہ سے نکلوا دیا۔ اور ذو النون مصری کو لوگون نے ہاتھ پیر باندھ کر کے مصر کے کوچہ مین پھروایا اور زندیق زندیق کہتے ہوے لوگ انکے پیچھے جاتے تھے۔

اور سمنون محب ایک بزرگ تستری کو لوگون نے بدنام کیا اور ایک زانیہ عورت کو کچھ روپیہ دیکر کہلایا کہ یہ اور اس کے ساتھی میرے پاس روز آیا کرتے ہین۔ اور وہ ایک سال تک لوگون سے مخفی رہے۔

اور سہل بن عبد اللہ تستری کو لوگون نے اونکے شہر سے بصرہ مین نکالدیا اور امامت اور بزرگی کے ساتھ اونکو سبھون نے کافر بنایا۔ اور پھر برابر بصرہ ہی مین رہے اور وہین انتقال ہوا۔

اور ابو سعید خراز علیہ الرحمۃ کو بڑے بڑے گناہون سے لوگون نے بدنام کیا اور چند الفاظ کے سبب سے جسکو لوگون نے اونکی کتاب مین پایا تھا کفر کا فتوی اونپر دیا۔

اور حضرت جنید علیہ الرحمۃ پر لوگون نے اکثر کفر کی گواہی دی جب وہ علم توحید مین کلام کرتے تھے پھر وہ گھر کے تنگ و تاریک خانون مین اسکو بیان کرتے تھے اور اسی حالت مین اونکا انتقال ہوا

اور حضرت جنید اور رویم اور سمنون اور ابن عطا اور مشائخ عراق علیہم الرحمۃ کا ابن دانیال سخت مخالف تھا اور یہ اون لوگون پر بڑے بڑے بہتان اور افترا باندھا کرتا تھا اور جب وہ اون لوگون کا کسی سے تذکرہ سنتا تو اوسکا چہرہ غصہ سے سُرخ اور متغیر ہوجاتا تھا۔

اور حضرت محمد بن الفضل بلخی کو لوگون نے بلخ سے نکالدیا کیونکہ اونکا مذہب اہل حدیث کا تھا از آیت صفات اور اخبار الٰہی کو وہ ظاہر معنے پر بلا تاویل کے رکھتے تھے اور جو معنے اوسکا علم اللہ مین ہو وہ اوسپر ایمان لاتے تھے جب لوگون نے اون کو نکالنا چاہا تب اونھون نے کہا کہ جب تک کہ تم میری گردن مین رسی ڈالکر بازارون مین نہ پھراؤگے مین کبھی نہ نکلونگا اور تم بازارون مین پکارو کہ یہ بدعتی ہے ہم لوگ اسکو اپنے شہر سے نکالنا چاہتے ہین پھر سبھون نے ایسا ہی کیا جب بازار مین ان کو تذلیل کی حالت سے نکالا تب اونھون نے اونکی طرف

متوجہ ہو کر کہا کہ اے اہل بلخ اللہ نے تمہارے دلون سے اپنی معرفت نکال لی ہے اور بلخ ایک زمانے مین صوفیون کا مخزن تھا اور سب یہی کہتے تھے جو مین کہتا ہون اور کوئی انسے نہین نکالا گیا ہے مگر آج مین نکالا جاتا ہون اور ابو عثمان مغربی کو لوگون نے مکہ سے نکالدیا حالانکہ وہ بڑے مجاہد اور علامہ اور صاحب حال تھے اور اونکے جسم کو لوگون نے تازیانہ وغیرہ سے بہت مجروح کیا اور اونٹ پر سوار کرکے اونکو شہر مین پھرایا پھر وہ بغداد مین آکر رہے اور وہین وفات پائی۔

اور حضرت شبلی پر لوگون نے کفر کی گواہی دی حالانکہ وہ بڑے مجاہد اور علامہ تھے اور شفاخانہ مین لوگون نے انکو بھیجوادیا تاکہ لوگ انسے نہ ملین۔

اور امام ابوبکر نابلسی کو باوجود فضل و کمال و استقامت فی الدین جو ملک مغرب سے مصر تک مشہور ہے زندیق کہکر بدنام اور بادشاہ سے کہکر اولٹا ٹانگ کر اونکا پوست کھنچوادیا جب لوگ انکا پوست کھینچتے تھے تو یہ خشوع اور خضوع سے اوس حالت مین تدبر و تفکر قرآن پڑھتے تھے یہانتک کہ قریب تھا کہ لوگون کا دل اس صدمہ سے پاش پاش ہوجائے اور خلق مین ہنگامہ برپا ہوجائے۔

ایسے ہی شیخ نسیمی کا لوگون نے پوست کھنچوادیا اور جب اونھون نے مخالفون کے دعوے کو حجت اور برہان سے کاٹ ڈالا تب دشمنون نے انکے ساتھ مکر کیا یعنے موچی کو کچھ پیسا دیکر انکے جوتہ میں سورۂ اخلاص سلوادیا اور وہ اس سے بیخبر تھے جب نائب حلب کو خبر ملی کہ یہ جوتہ مین سورۂ اخلاص کو پامال کرتے ہین اور اونکے جوتہ سے لوگون نے سورۂ اخلاص کو نکال کر دکھلایا تو شیخ نے مان لیا اور کچھ جواب نہ دیا کیونکہ سمجھ لیا تھا کہ لوگ مجکو قتل کرینگے اور اونکے شاگردون کے شاگرد نے مجکو بہ تحقیق کہا ہے کہ جب لوگ اونکا پوست کھینچتے تھے تو وہ توحید کے اشعار پڑھتے تھے اور اوسی حالت مین اونھون نے پانچسو اشعار تصنیف کیا اور پوست کھینچنے والے کو دیکھ دیکھکر مسکراتے تھے۔

اور حضرت ابو مدین کو بھی لوگون نے بدنام کیا اور زندیق کہا اور بجایہ سے شہر تلمسان مین اونکو نکالدیا اور وہین اونھون نے قضا کی۔

ایسے ہی ابوالحسن شاذلی کو بھی لوگون نے ملک مغرب سے مصر مین نکالدیا اور سبھون نے بالاتفاق انکے زندیق ہونے پر گواہی دے لیکن اللہ تعالی نے اونسے اونکو بچایا۔

اور عزالدین بن عبد السلام کو سب لوگون نے کافر کہا اور اوس کلمہ کے باب مین ایک مجلس منعقد کی گئی تھی جسکو اونھون نے اپنے عقیدہ مین کہا تھا۔ پھر بادشاہ کو لوگون نے اُنکے خلاف پر آمادہ کیا۔ اور مین نے ان امامون کے مصائب کو تمھاری اُنسیت کے لیے بیان کیا ہے تاکہ تمکو صوفیون کی

تصانیف سے اُنکی حاصل ہو خاصۃ ابن عربی شیخ اکبر کے ساتھ تمہین خلوص باطنی حاصل ہوا اور اونکے معاندین اور منکرین کے کلمات کو اسی قبیل سے معلوم کروا ور مجکو محی الدین بن عربی کی تعریف مشک اذفر سے زیادہ پسند ہے اور منکرین کے انکار سے شیخ ابن عربی کے کمال مین ایک ذرہ برابر بھی فرق نہین ہوتا ہے۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔
احیاء العلوم مین مذکور ہی کہ جس کسی کو اس علم سے بہرہ نہین ہے اوسپر سوء خاتمہ کا ڈر ہے پس عاقل پر ضرور ہے کہ جب تک کتاب وسنت سے اوسکو مدلل نہ پاوین عمل موقوف رکھین اور اوسکی حقیقت سے انکار نہ کرین۔
شیخ اکبر کے زمانہ کو اکثر ان لوگون نے بھی پایا ہے جو ذیل مین مذکور ہین شہاب الدین شہروردی یہ شیخ اکبر کے معاصر تھے۔ اوحد الدین کرمانی۔ نجم الدین رازی۔
مصلح الدین سعدی شیرازی۔ صدر الدین قنوی۔ مویدالدین جندی۔ ابو الحسن مغربی شاذلی۔ ابو العباس مرسی۔ ابن الفارض حموی مصری۔ عزیز الدین نسفی۔ ابن الصباغ۔ فخرالدین عراقی۔ نجیب الدین بزغش شیرازی۔ برہان الدین ترمذی۔ نورالدین عبدالرحمن اسفرائنی۔ جمال الدین جورقانی سیف الدین باخرزی۔ سعدالدین حموی۔ ابومحمد عبداللہ مغربی۔ ان لوگون کا زمانہ شیخ کی اخیر عمر سے ملتا ہی۔
مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ کا زمانہ بھی ابن عربی کی اخیر عمر سے ملتا ہے کیونکہ یہ ۶۰۴ھ مین تولد ہوئے اور ۶۷۲ھ مین وفات پائی اور جسوقت فصوص الحکم لکھی گئی ہے اوسوقت مولانا کا سن شریف ۲۳ سال کا تھا اور امام غزالی علیہ الرحمۃ شیخ اکبر سے ۵۵ سال پیشتر گذرے ہین۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنه واسلكنا الله على مسالكهم ويوافقنا بامر الشريعة ولا يجعلنا من الفقهاء الذين فرطوا وافرطوا ولا يجعلنا من المتصوفين الزاغين عن الحق الذين ضلوا واضلوا واذاقنا الله حلاوة القران والحديث ويحشرنا في زمرة عباده المصطفين الاخيار ويوفقنا الله منا يالي ويشرح الله صدورنا واطلق حلومنا ويكشف غطاءنا برحمة الوجيه واخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاننا چاہیے کہ فصوص کے اسرار و غوامض کا علم چند قاعدون اور اصولون کے پہچاننے پر منحصر ہی جو اس طائفہ مین متفق علیہ ہین لہذا مین بیشتر انھین اصولون کو بارہ فصلون مین بیان کرتا ہون جن پر توحید کی بنا ہی اور اہل طریقت کا اُن پر دار و مدار ہی اور جن سے بہتیرے مطالب اس علم کے اُن لوگون کو معلوم ہو سکتے ہین جنکو اللہ نے توفیق اور فہم سلیم عنایت فرمائی ہے

فصل اول وجود مین فصل دوم حق تعالی کے اسماے صفات مین فصل سوم اعیان ثابتہ مین
فصل چہارم جوہر اور عرض مین فصل پنجم عوالم کے کلیہ اور حضرات خمسہ الٰہیہ مین۔
فصل ششم عالم مثالی اور اُسکے متعلقات مین فصل ہفتم کشف اور اسکے اقسام مین
فصل ہشتم عالم اور حقیقت انسانی مین فصل نہم خلافت محمدیہ اور قطبیت مین۔
فصل دہم روح اعظم اور اُسکے مراتب اور اسما کو عالم انسانی کے بیان مین۔
فصل یازدہم نبوت علوی اور سفلی اور حق جل جلالہ کی طرف روح کے عود کرنے مین۔
فصل دوازدہم نبوت اور رسالت اور ولایت مین۔ علامہ داؤد قیصری شارح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ اس بارہ مین مین نے اکثر اون عجیب و غریب چیزون کو بیان کیا ہے جنکو مین نے اس طائفہ کی کتاب مین نہین دیکھا ہی بلکہ مجھے من جانب اللہ القا ہوا ہے۔

تبصرہ جاننا چاہیے کہ علم حقائق وہ علم ہے کہ جس سے ذات حق کی معرفت تفصیلاً حاصل ہوتی ہے اور اُسکا موضوع حق جل و علا کا وجود ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ انسان اخلاق الٰہی سے متخلق ہو اور معرفت کو جو تخلیق عالم کے سلسلہ کی محرک ہے حاصل کرے اور اس علم کے مبادی امہات حقائق ہین جنکا نام اسماے ذات و اسماے صفات اور اسماے افعال ہے اور اُسکے تمام مسائل عالم اور اُسکے افراد ہین کیونکہ انھین سے حق تعالی کی ذات کا تمیز ہوتا ہے اور یہ دو قضیون پر موقوف ہے ایک یہ کہ عالم کو حق تعالی سے کیسا ربط ہے دوسرے یہ کہ

حق تعالیٰ کو عالم سے کیا ارتباط ہے اس ارتباط کے بیان مین عبد الکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب انسان کامل مین بیان کیا ہے کہ وہ ایک جوہر ہے جو چار عنصرون مین ہے اور اس جوہر کے دو عرض ہین پہلا ازل اور دوسرا ابد اور اس جوہر کے دو وصف ہین پہلا حق اور دوسرا خلق اور اس جوہر کے دو لغت ہین پہلا قدم اور دوسرا حدوث اور اسکے دو نام ہین پہلا رب اور دوسرا عبد الی آخرہ۔ اور اس علم کو دوسرے علوم سے عام خاص مطلق کی نسبت ہی اسواسطے کہ اسکا موضوع کسی حد معین پر محدود نہین ہوسکتا ہے بلکہ تمام علمون کا موضوع اسی کا موضوع ہے اور اسی کا نام علم حکمت ہے کیونکہ جیسے حکما حقائق اشیا سے بحث کرتے ہین ویسے ہی یہ لوگ بھی۔ مگر دونون مین صرف اسقدر فرق ہے کہ حکما بغیر کسی راہبر کے معلول سے علت کی طرف جاتے ہین اور یہ لوگ بوساطت او رہبری رسولؐ کے علت کو مجملاً جان کر اُسکے تفصیل علم کے لیے معلول سے پھر سیر شروع کرتے ہین۔ چنانچہ جب فلاطون سے پوچھا گیا کہ انبیا کون ہین اور کیسے ہین تو اُسنے کہا کہ یہ لوگ حکما ہین اور انکی حکمت کامل ہے ومن یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا

فصل اول وجود مین۔ اور یہی وجود حق ہے جاننا چاہیے کہ وجود من حیث ہو ہو بغیر قید خارجی اور ذہنی کے یعنے مرتبہ لابشرط شی مین اطلاق اور تقیید کسی چیز سے مقید نہین ہے کیونکہ خارجی اور ذہنی اوسی کے دو نوع ہین۔ اور اُس مرتبہ مین وہ نہ کلی ہے نہ جزئی نہ عام ہے نہ خاص۔ اور نہ اس اعتبار سے وہ واحد ہے کہ اُسکی ذات پر کوئی شے زائد ہوئی ہو اور نہ وہ کثیر ہے بلکہ اپنے مراتب اور مقامات مین اُسکو یہ چیزین لازم ہین چنانچہ آیہ کریمہ رفیع الدرجات (سب درجون سے بلند ہے) سے اس مرتبہ کیطرف اشارہ ہے پس وہ مطلق اور مقید اور کلی اور عام اور خاص اور واحد اور کثیر بغیر اُسکی ذات اور حقیقت مین تغیر اور تبدل پائے جانے کے سب کچھ ہوتا ہے وہ جوہر بھی نہین ہے کیونکہ وہ خارج مین موجود ہے اور کسی موضوع مین نہین پایا جاتا یا وہ ایک ماہیت ہے کہ جب ہوگا تو کسی موضوع مین نہوگا اور وجود من حیث ہو ہو اس طرح نہین ہے اور اگر وہ ایسا ہو تو مثل اور متعین جوہرون کے ہوگا جو اپنے وجود مین دوسرے وجود اور اُسکے لوازم کے محتاج ہونگے جو اسپر زائد ہون وہ عرض بھی نہین ہے کیونکہ عرض اوسکو کہتے ہین جو کسی موضوع مین پایا جاوے یا اُس ماہیت کو کہتے ہین کہ جب وہ ہوگا تو کسی موضوع مین ہوگا

اور وجود اس طرح موجود نہین ہے کہ اُسکے لیے دوسرا وجود ہو جو اُسکی ذات پر زائد ہو پیش
ازینکہ وہ کسی موضوع مین موجود ہو بلکہ وہ بعینہ اور بذاتہ موجود ہے اور وہ کسی دوسرے
امر سے موجود نہین ہے جو ذہنًا یا خارجًا اُسکا مغائر ہو اور اگر وہ عرض ہوتا تو کسی موضوع مین
قائم ہوتا جو بالذات اُسکے پیشتر موجود تھا اور اسمین تقدم الشئی علی نفسہ لازم آتا اور دوسرے
یہ کہ جوہر اور عرض کا وجود اون دونون پر ایک امر زائد ہے اور وجود مین یہ ممکن نہین ہے کہ
وہ اپنے نفس پر زائد ہو سکے تیسرے یہ کہ وہ اون دونون کی تعریف مین ماخوذ ہی کیونکہ
وہ اون دونون سے عام ہے اسواسطے وہ اون دونون کا غیر ہوا اور وہ امر اعتباری بھی
نہین ہے جیسا ظالم کہتے ہین سو وہ اسوقت بذاتہ موجود تھا جب یہ لوگ جو اوسکو اعتباری کہتے ہین
موجود نہ تھے پیش ازینکہ وہ اعتباری ہو سکے خواہ وہ عقول ہون یا غیر عقول چنانچہ
رسول اللہ نے فرمایا کہ کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْءٌ تھا اللہ اور اوسکے ساتھ
کوئی چیز نہ تھی اور یہ ضرور نہین ہے کہ جب کوئی حقیقت مرتبہ بشرط شئی مین اعتباری
ہو تو وہ مرتبہ لابشرط شئی مین بھی اعتباری ہوا اور نہ وہ صفت عقلی وجودی ہے جسکے
مفہوم مین عدم داخل نہو جیسے وجوب واجب کے لیے اور امکان ممکن کے لیے
ہے اور وہ سب چیزون سے باعتبار اپنے عموم کے عام ہے اور وہ سب ماہیتون
پر منبسط ہے اسواسطے جب ہم عدم مطلق اور عدم مضاف کو ذہن مین تصور کرتے
ہین تو اُنکے مفہوم پر بھی وہ عارض ہوتا ہے اور اسیواسطے عقل اون دونون مین
امتیاز کا حکم کرتی ہی اور ایک کو ممتنع جانتی ہے اور دوسرے کو ممکن کیونکہ جسکا وجود ممکن ہی
اُسکا عدم بھی ممکن ہے اسکے سوا اور احکام ہین اور وہ سب چیزون سے تحقق و انانیت مین
ظاہر ہے اسیواسطے کہا گیا ہے کہ وہ بدیہی ہے اور ماہیت اور حقیقت مین سب چیزون
سے زیادہ مخفی ہے اور اس بارہ مین جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
وہی سچ ہی کہ تمام خلائق سے اوسکا بڑا جاننے والا وہ شخص ہے جو اپنی دعا مین کہے
ماعرفناک حق معرفتک۔ مین نے تجکو ویسا نہین پہچانا جیسا پہچاننا چاہیے اور ذہن
اور خارج مین کوئی شئے بغیر اُسکے نہین پائی جاتی ہے پس وہ بالذات سب کا محیط ہے
اور اوسی سے اشیا کا قوام ہے کیونکہ اگر وجود ہی نہ ہوتا تو ذہن اور خارج مین کوئی
شئے نہ ہوتی پس وہی کل اشیا کا مقوم ہے بلکہ وہی اسکا عین ہی کیونکہ وہی اپنے مرتبون

تجلی فرماتا ہے اور علم اور عین مین اپنے صورتون اور حقیقتون سے وہی ظہور کرتا ہے پھر اوسیکا نام ماہیت اور اعیان ثابتہ ہوتا ہے چنانچہ یہ مسئلہ انشاء اللہ فصل سوم مین بیان ہوگا پس وجود اور عدم مین کوئی واسطہ نہین ہے جیسے موجود مطلق اور معدوم مطلق مین کوئی واسطہ نہین ہے اور ماہیت حقیقی اوسکی وجود خاص اور عدم مین واسطہ ہے اور مطلق اعتباری کو نفس الامر مین تحقیق نہین ہے اور کلام اوسمین ہے جسکو تحقق ہے اور اوسکا ضد یا اوسکا مثل کوئی نہین ہے کیونکہ مثلین یا ضدین جو موجود ہین یا باہم مخالف ہونگے یا مساوی - پھر تمام حقائق مین اُنکے اضداد اور امثال کے پائے جانے سے تخالف ہوگا اب اس مین صادق آتی ہے لیس کمثلہ شئی اوسکی مثل کوئی چیز نہین ہے اور اسی سے ضدین کا تحقق ہوتا ہے اور اوسی سے مثلین قائم ہوتی ہین بلکہ خود وہی ہے جو ضدین اور متساوین کی صورتون مین ظہور کرتا ہے اور اس سے دو نقیضون مین اجتماع نہین لازم آتا کیونکہ نقیضین سے ہر ایک دوسرے کے سلب کو مستلزم ہے اور دو جہت کا اختلاف باعتبار عقل کے ہوتا ہے اور وجود مین سب جہات متحد ہوتے ہین کیونکہ ظہور اور بطون اور تمام وجودی صفات جو متقابل ہین عین وجود مین مستہلک ہین اور مغائرت فقط باعتبار عقل کے ہے اور صفات سلبی اگرچہ عدمی ہین لیکن وہ بھی اسوجہ سے وجودی ہین کہ عقل مین موجود ہین - اور جتنے جہات کہ متغائر ہین وہ باعتبار اپنے وجود عقلی کے باقی کے عین ہین اور عین وجود مین دونون کے جمع ہونے کے سبب سے عقل مین بھی دونون جمع ہوتے ہین کیونکہ اگر وہ دونون عقل مین موجود نہوتے تو دونون مین اجتماع نہوتا اور وجود خارجی مین جو وجود مطلق کا ایک نوع ہے دونون کا جمع نہونا وجود من حیث ہو ہو مین دونون کے اجتماع کو منافی نہین ہے اور نہ وہ خارج اور ذہن مین قسمت اور تجزی کو قبول کرتا ہے بلکہ بسیط محض ہے اسواسطے اُسکے لیے نہ جنس ہے نہ فصل ہے پس اوسکی حد ہو نہین سکتی اور وہ بذاتہ شدت اور ضعف کو قبول کرتا ہے کیونکہ اُن دونون کا انہین مین تصور ہو سکتا ہے جو حلول کرتے ہون اور دوسری شے مین قرار لیتے ہون جیسے کہ سیاہی اور سپیدی کہ دو محلون مین ہے یا غیر قار ہوگا جو کسی مین قرار نہین لیتے ہون اور جس کی توجہ کسی غایت تک زیادت اور نقصان مین ہو جیسے حرکت ہے لیکن بعض مراتب مین باعتبار اوسکے ظہور اور خفا کی اوسپر زیادت اور نقصان اور شدت اور ضعف واقع ہوتا ہے

جیسے ذات قار اور ذات غیر قار ہیں ہے جیسے جسم اور حرکت اور زمان ہے اور وہ چیز محض ہے
اور جتنی چیز چیز ہونگی تو وہ سبب اوسی سے اور اوسی کے سبب سے ہونگی اور وہ بذاتہٖ خود قائم
ہوگا کیونکہ وہ اپنی تحقیق مین ذات سے باہر کسی چیز کی محتاج نہین ہے پس وہی قیوم اور بذاتہٖ
ثابت ہے اور غیر کو ثابت کرنے والی ہے اور اوسکو ابتدا نہین ہے ورنہ اسوقت ممکن
ہونے کے سبب سے اوسکو علت موجدہ کی حاجت ہوگی اور نہ اوسکو انتہا ہے ورنہ اسکو
عدم عارض ہوتا پھر وہ اپنے ضد سے موصوف ہوتا یا انقلاب حقیقت لازم آتا اور وہی
ازلی اور ابدی ہے اسواسطے وہی اول اور آخر اور ظاہر اور باطن ہے کیونکہ جو چیز کہ عالم
شہادت مین ظاہر ہے یا عالم غیب مین پوشیدہ ہے وہ سب اوسی کی طرف رجوع
ہونے والی ہے۔ اور وہی ہر چیز کا جاننے والا اور اشیا کا بالذات محیط ہے اور ہر عالم
کو اوسی سے علم حاصل ہوتا ہے اسواسطے وہ اس سے اولی ہوا بلکہ وہ جامع کمالات ہے
اور اوسی سے کل صفات قائم ہین جیسے حیات اور علم اور ارادہ اور قدرت اور سمع اور
بصر وغیرہ اور وہی حی ہے اور وہی بذاتہٖ بلا واسطہ کسی دوسرے کے عالم اور مرید اور قادر
اور سمیع اور بصیر ہے کیونکہ اوسی سے ہر چیزون کو کمالات حاصل ہوتے ہین بلکہ وہی تجلی
اور تحول سے کمالات کے مختلف صورتون مین ظاہر ہوتا ہے اور یہ صورتین اوسکی تابع
ہین کیونکہ انکو بھی وجود ہے لیکن مرتبہ احدیت مین وہ مستہلک ہین اور مرتبہ واحدیت مین
ظاہر ہین اور اوسکی ایک ہی حقیقت ہے اوسمین کثرت نہین ہے اور اوسکے ظہور اور تحول
کی کثرت سے اوسکی ذات کی یکتائی مین کوئی قباحت نہین ہوتی اوسکا یقین اور امتیاز
ذاتی ہے اور کسی دوسری شے سے نہین ہے جو اوس کی ذات پر زائد ہوتے کیونکہ وجود
مین کوئی اوسکا مثا نہی نہین ہے تاکہ اوس سے کسی شے مین اوسکو مشارکت ہوا اور
اوس سے تمیز کی حاجت پڑے اور یہ مراتب مین اوسکے ظہور کی منافی نہین ہے
بلکہ وہی تمام تعینات صفاتی اور اسماے اور مظاہر علمی اور عینی کا اصل اصول ہے اور
اسمین جو وحدت ہے وہ کثرت کی مقابل نہین ہے بلکہ وحدت مقابلہ کا یہ اصل ہے
اور یہ اوسکی ذات احدیت کی عین ہے اور وحدت اسمائی جو کثرت کے مقابل ہے
یہ بھی من وجہ اوسکے عین ہے اور وحدت اسمائی جو کثرت کے مقابل ہے
یہ وحدت اصلی ذاتی کی ظل ہے اور وہ نور محض ہے کیونکہ وہ بذاتہٖ ظاہر ہے اور

غیر کو ظاہر کرنیوالی ہی کیونکہ اوسی سے تمام چیزونکا ادراک ہوتا ہی اور اوسی سے ارواح اور غیوب کے آسمان اور اجسام کی زمین منور ہی اور یہ سب اوسی سے موجود اور متحقق ہوتے ہین اور تمام انوار روحانی اور جسمانی کا یہی منبع ہی اور اوسکی حقیقت اوسکے غیر کو نہین معلوم ہی اور لفظ کون اور حصول اور تحقق اور ثبوت بھی اوس سے مراد نہین ہے اگر اوس سے مصدر مراد لیا جاوے کیونکہ بالبداہتہ معلوم ہے کہ یہ سب اوسکے عرض ہین۔ اور اگر ان لفظون سے وہی مراد لیا جاوے جو لفظ وجود سے سمجھا جاتا ہے تو اسمین کوئی نزاع نہین ہے جیساکہ اہل اللہ نے لفظ کون سے وجود عالم مراد لیا ہے اور اسوقت مین اوس سے کوئی چیز جوہر اور عرض نہوگا جیسا اوپر بھی گذر چکا ہے اور نہ اوسکی حقیقت اصلی طور سے معلوم ہو سکتی اگرچہ وہ باعتبار انانیت کے معلوم ہو۔ اور تعریف لفظی مین ضرور ہے کہ مشہور لفظون سے تعریف ہوتا کہ اوس سے علم حاصل ہو ظاہر ہے کہ سب لفظون سے لفظ وجود ہی زیادہ مشہور ہے اور وجود عام جو علم مین اعیان پر منبسط ہے وہ اوسی کے ظلون سے ایک ظل ہے کیونکہ وہ بھی عموم سے مقید ہے اور ایسے ہی وجود خارجی اور وجود ذہنی بھی اوسکے دو ظل ہین کیونکہ اب اوسکو دوئی تقیید ہو گئی۔ اور اس آیت مین اسی کے طرف اشارہ ہے اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا اور وہی واجب الوجود حق سبحانہ تعالیٰ ہے جو بذاتہ ثابت ہے اور دوسرے کو ثابت کیے ہے اور وہی اسمار الٰہی سے موسوم اور صفات ربانی سے موصوف ہی اور انبیاء اور اولیا کی زبان سے اوسی کی دعوت کی گئی ہے جو خلق کو اوسی کی ذات کی طرف راہ بتلاتے تھے اور وہی داعی تھا جو اپنے مظاہر اور تجالی کو عین جمع مین ہوکر اپنی خبر دیتا تھا اور مرتبہ الوہیت مین ہوکر وہی دعوت کرتا تھا اور اوسی نے نبیون کی زبان سے خبر دی ہے کہ وہ اپنے ہویت سے ہر شے کے ساتھ اور اپنی حقیقت سے ہر جی اور جاندار کے ساتھ ہے چنانچہ وہ خود فرماتا ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ وہی اول اور آخر ہے وہی ظاہر اور باطن ہے اور وہی ہر چیز کا جاننے والا ہے اشیا کا عین وہ اس اعتبار سے ہے کہ لباس اسما اور صفات مین عالم علم اور عالم عین مین وہی ظاہر ہے اور غیر اس اعتبار سے ہے کہ اوسکی ذات ہنوز مخفی ہے اور وہ نقص وذم کی صفات سے نہایت عالی اور حصر اور یقین سے منزہ اور حدوث اور تکوین کے داغ سے مبرا ہے۔ اوس نے اشیا کو اس لیے

پیدا کیا کہ وہ خود اسمین مخفی ہو جاوے اور اشیا ظاہر ہو جاوین اور اوسکو چھپا لیوین - اور قیامت
کبری مین وہ عدل اس طرح سے کریگا کہ وہ خود وحدت حقیقی سے ظاہر ہو گا اور اشیا پر وہ قہر کریگا
جسکو لاشی کہتے ہین چنانچہ فرمایا اللہ جل شانہ نے لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار
(آج کسکا ملک ہے؟ اللہ واحد قہار کا ہے) اور فرمایا وکل شیٔ ھالک الا وجہہ
(ہر چیز ہلاک اور نابود ہو جائیگی سوائے اوس کی ذات کے) اور قیامت صغری مین
وہ عالم شہادت سے عالم غیب مین تحول فرماویگا یعنے ایک ہی عالم مین ایک صورت
سے دوسری صورت مین وہ اپنے کو ظاہر کریگا پس جو ہیات ہین وہ اسکے کمالون کی
صورتین اور اوسکے اسما اور صفات کے مظاہر ہین پہلے وہ علم مین ظاہر ہوا پھر وہ عین
مین ظاہر ہوا اور عین مین اوسکا ظہور اشیا ہی کے جثہ مین ہوا ہے تاکہ اوس کی
نشانیان ظاہر ہون اور اسکی قدرت کا جھنڈا اور علم کا علم بلند ہو - اسیواسطے باعتبار
صورتون کے اوس مین کثرت ہے تاہم وہ وحدت حقیقی اور کمالات سرمدی مین ظاہر ہے
اور حقائق اشیا کو اوسی سے ادراک کرتا ہے جس سے وہ اپنی ذات کی حقیقت کو ادراک
کرتا ہے اور کسی دوسری چیز سے وہ ادراک نہین کرتا جیسے عقل اول وغیرہ ہے کیونکہ
وہ حقائق بھی اپنی ذات کی اصل مین عین ہین اگرچہ وہ عین اوسکے غیر ہین - اور اوسکو اوسکا
غیر ادراک نہین کرسکتا ہے چنانچہ فرماتا ہے لاتدرکہ الابصار وھو یدرک
الابصار (اوسکو بصر ادراک نہین کرتی ہے بلکہ وہ خود بصر کو ادراک کرتا ہے) ولا
یحیطون بہ علما (اور اوسپر لوگ علم سے احاطہ نہین کرسکتے ہین) وما قدروا اللہ حق
قدرہ (اوسکی لوگون نے جیسے عظمت چاہیے ویسی عظمت نہین کی) ویحذرکم اللہ نفسہ
واللہ رءوف بالعباد - اور اللہ تمکو اپنے نفس سے ڈراتا ہے اور وہ بندون پر مہربان
ہی اللہ نے بنظر شفقت بندون کو متنبہ کردیا ہے تاکہ وہ لوگ اوس چیز مین عمر کو ضائع نکرین
جسکا حاصل ہونا ممکن نہین ہے جب یہ معلوم ہوگیا کہ وجود ہی حق تعالی ہے تو اس آیت
کے سر کو معلوم کرلوگے وھو معکم اینما کنتم (اور وہ تمھارے ساتھ ہے جہان کہین تم ہو)
ونحن اقرب الیہ منکم (اور ہم اوسکے پاس تم سے زائد نزدیک ہین) وفی انفسکم
افلا تبصرون (اور تمھارے ہی نفس مین ہے کیا تم نہین دیکھتے) وھو الذی
فی السماء الہ وفی الارض الہ (اور وہی آسمان مین خدا ہے اور وہی زمین مین خدا ہے)

۲۵ ر حرف

اللہ نور السمٰوات والارض و هو بکل شیٔ محیط اللہ ہی آسمان و زمین کا نور ہے اور وہی ہر چیز پر محیط ہی وکنت سمعہ و بصرہ اور میں ہی اوسکا سمع و بصر ہوتا ہون اور یہ راز بھی معلوم ہو جائیگا کہ لو دلیتم بحبل لھبط علی اللہ اگر تم لوگ زمین مین رسی سے ڈول لٹکاؤ تو وہ اللہ ہی پر گریگا اور مثل اسکے اور بھی توحید کے اسرار ہین جسپر اشارہ کی زبان سے تنبیہہ ہوگئی ہی اہل نظر کی زبان سے تنبیہہ اس طرح ہے کہ وجود واجب بذاتہ ہے کیونکہ اگر وہ ممکن ہوتا تو اوسکا علت موجدہ ضرور ہوتا اور اسمین تقدم الشئی علی نفسہ لازم آتا ہے کوئی یہ نہ کہے کہ ممکن کو وجود مین کسی علت کی حاجت نہین ہے اسلیے کہ ہمارے مشرب مین وہ موجود ہی نہین ہی کیونکہ یہ اعتباری ہے لہذا ہم نہین مانتے ہین کہ اعتباری کو کسی علت کی حاجت نہین ہوتی ہے بدیں وجہ کہ عقل مین اوسکا وجود اعتبار کرنے والے ہی کے اعتبار سے ہوتا ہے پس وہی اوسکا علت ہو گیا اور یہ بھی دلیل ہے کہ اعتبار کرنے والا خارج مین وجود ہی سے متحقق ہوگا کیونکہ جب وجود اوس سے مطلقاً سلب کردین تو وہ عدم محض ہو جائے گا اور اگر وہ اعتباری ہوگا تو کل موجودات ہی اعتباری ہونگے اسلیے کہ وہ ماہیات جو وجود سے منفک ہین وہ محض امور اعتباری ہین اور اسکا بطلان ظاہر ہے اور کسی چیز کا اپنے نفس کو ادراک کرنا اوسکو امر حقیقی ہونے سے نہین نکالتا ہے اور نہ نفس وجود سے اوسکو خارج کرتا ہے اور طبیعت وجود کی من حیث ھو ھو وجود خاص واجبی کو بھی حاصل ہے اور وہی خارج مین ہے اور اسوقت لازم آتا ہے کہ وہی طبیعت خارج مین بھی موجود ہو لیکن وہ بھی وجود سے نہین جو اوسپر زائد ہو - اور اسوقت اگر وہ ممکن ہوتا تو ضرور اوسکو علت کی حاجت ہوتی -

دیگر وجود جوہر اور عرض کچھ بھی نہین ہے جیسا گذر چکا اور جو ممکن ہوگا وہ ضرور جوہر یا عرض ہوگا پس اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وجود ممکن نہین ہے اب متعین ہو گیا کہ وہ واجب بھی ہے اور وجود کی کوئی ایسی حقیقت بھی نہین ہے جو اوسپر زائد ہو - اور اگر ہو تو یہ بھی مثل اور موجودات کے ہوا جو وجود سے متحقق ہوتا ہے اور اسمین تسلسل ہوتا ہے اور جو اس طرح ہو یعنے اوسکی حقیقت اوسکے نفس پر زائد نہو تو وہی واجب بذاتہ ہی کیونکہ اپنے نفس سے کسی شئے کی ذات کا علٰحدہ ہونا محال ہے -

اگر یہ کہا جائے کہ وجوب ایک نسبت کا نام ہے جو شئے پر وجود خارجی کی نظر سے عارض ہوتی ہی

اور جس چیز کو خارج مین وجود اوسکے نفس پر زائد نہین ہی تو وہ صفت وجوب سے موصوف نہین ہو سکتا ہے تو مین کہتا ہون کہ وجوب اوس شئے پر عارض ہے جو باعتبار اوسکے وجود کے اوسکا غیر ہی اور جب وہ شئے عین وجود ہو گا تو اوسکو وجوب باعتبار اوسیکے ذات کے ہو گا اور غیر کے اعتبار سے نہو گا کیونکہ وجوب مطلقاً یعنے فی الجملہ تغائر کو مستدعی ہوتا ہی اور حقیقی تغائر کو مقتضی نہین ہے جیسے کہ علم عالم اور معلوم مین تغائر کو مستدعی ہے اور کبھی تغائر اعتباری ہوتا ہے جیسے کوئی شخص اپنے ہی نفس کو تصور کرے اور کبھی تغائر حقیقی ہوتا ہے جیسے کوئی شخص دوسرے کو تصور کرے اور جو چیز کہ وجود کی غیر ہی تو وہ اپنی تحقیق اور پائے جانے مین اوسکا محتاج ہے اور وجود من حیث ہو ہو وجود کو کسی چیز کی حاجت نہین ہے پس وہ اپنے پائے جانے مین غیر سے غنی اور بے پرواہ ہی۔ اور جو چیز کہ اپنی پائے جانے مین غیر سے غنی اور بے پرواہ ہو وہی اوروں سے واجب ہے اسواسطے وجود ہی بذاتہ واجب ہوا۔

اگر تم کہو کہ وجود من حیث ہو ہو کلی طبعی ہے اور جو کلی طبعی ہے تو وہ ہمیشہ اپنے افراد کے ضمن مین پایا جاتا ہے پس وجود من حیث ہو ہو۔
تحقق مین اپنے فرد کی حاجت پڑی۔ مین کہتا ہون کہ اگر تمنے کبری سے اوس کلی طبعی کو مراد لیا ہی جو ممکن الوجود ہے تو مسلم ہے لیکن اوس سے تمھارا مقصود نہین نکلتا ہے کیونکہ ممکنات کی حالت یہ ہے کہ وہ موجود اور معدوم دونون ہون اور وجود اوسکو قبول نہین کرتا ہی چنانچہ گذر چکا ہی اور اگر تمھاری مراد ان دونون سے عام ہے تو کبری ممنوع ہے اور اس آیت مین تامل کرنا چاہیے لیس کمثلہ شئی الآیۃ اوسکے مثل کوئی چیز نہین ہے۔ بلکہ ہم تسلیم کرتے ہین کہ کلی طبعی تحقق مین اپنے معروض کے وجود پر موقوف ہوتی ہے خواہ وہ معروض واجب ہو یا ممکن کیونکہ اگر ایسا ہو گا تو دور لازم آئے گا۔ خواہ معروض اوسکا نوع ہو یا شخص کیونکہ عارض ہمیشہ اپنے معروض کے ساتھ متحقق ہوتا ہے پھر اگر اسکا معروض بھی تحقق مین اوسپر موقوف ہو تو دور لازم آتا ہے اور صحیح یہ ہے کہ کلی طبعی عالم شہادت کے تشخص ظہور مین تعینات مشخصہ کی محتاج ہوتی ہے اور وہ تعینات مشخصہ اوسکے موجد سے اوسپر فیضان ہوتا ہے اور عالم معانی کے نوعی ظہور مین تعینات کلیہ نوعیہ کی وہ محتاج ہوتی ہے اور اپنے تحقق مین وہ کسی کی محتاج نہین

ہوتی ہے بلکہ صرف ظہور مین اوسکو دوسرے کی حاجت پڑتی ہے اور یہ بھی دلیل ہے کہ جنسین
نوعیت اور شخصیت عارض ہوتی ہے تو وہ طبیعت جنسیہ اور نوعیہ سے بالذات پیچھے ہوتی ہے پس
متاخر مقدم کے ظہور کی علت نہین پڑ سکتا ہے بلکہ اگر اسکا اولٹا ہو تو وہ بہتر ہے اور جس نے کہ
طبیعت کو طبیعت نیا یا تو اوسکو اولی یہ ہے کہ وہ منوعات اور مشخصات کے عوارض کو اوسکے ساتھ
ضم کرکے اوس طبیعت کو نوع اور شخص بناوے اور تمام تعینات وجودی کا مرجع عین وجودی
کی طرف ہے پس حقیقت وجود کو خارج مین ہونے مین غیر کی طرف احتیاج لازم نہین آتی اور دراصل
وجود مین سوا اوسکے اور کوئی چیز نہین ہے۔

دیگر ہر ممکن قابل عدم ہے اور وجود مطلق کبھی عدم کا قابل نہین ہے پس وجود ہی واجب بذاتہ
ہوا کوئی یہ نہ کہے کہ ممکن کا وجود تو قابل عدم ہے کیونکہ ہم یہ کہتے ہین کہ وجود ممکن اس سے مطلب
ہے کہ اوسکا خارج مین ظہور ہوا اور اوسکے وجود خارجی کو وجود ممکن کہتے ہین اور یہ حقیقی کے اعراض
سے ہے اور اضافت کو ساقط کرنے کے وقت اوسکا بھی مرجع اوسی طرف ہوتا ہے اور یہ اوسکا
عین نہین ہے اور یہی دلیل ہے کہ قابل کو مقبول کے ساتھ ہونا ضرور ہے اور وجود عدم کے
ساتھ باقی ہی نہین رہتا ہے پس اوسکا قابل وہ ماہیت ہے اور ماہیت کا وجود اوسکو
قابل نہین ہے کوئی یہ نہ کہے کہ اگر آپ کا مطلب یہ ہے کہ عدم وجود پہ عارض نہین ہوتا
ہے تب تو مسلم ہے لیکن یہ کیون نہین جائز ہے کہ وجود بنفسہ زائل اور مرتفع ہو جاوے
کیونکہ ہم یہ کہتے ہین کہ عدم کوئی شئے نہین ہے تا کہ وہ ماہیت یا وجود پہ عارض ہو اور میرے
اس قول (ماہیت عدم کو قبول کرتی ہے) کا مطلب یہ ہے کہ وہ قابل ہے کہ
وجود اوس سے زائل ہو جاوے اور وجود بمعنی ممکن نہین ہے ورنہ قلب حقائق
لازم آئیگا کہ وجود عدم ہو جاوے اور اسوقت عدم کا امکان اوس کی اقتضاے ذاتی
ہوگی اور وجود بذاتہ بالبداہت اپنے نفس کو مقتضی ہے اور شئے واحد کی ذات کو ممکن
نہین ہے کہ وہ اپنے نفس کے ثبات کو بھی مقتضی اور اپنے نفس عدم کے امکان کو بھی
مقتضی ہو۔ پس اوسکا زوال ممکن نہین ہے اور اصل مین ممکن معدوم نہین ہوتا ہے
بلکہ وہ مخفی ہوتا ہے اور اوس باطن مین داخل ہوتا ہے جس سے وہ ظاہر ہوا تھا اور
اہل حجاب سمجھتے ہین کہ وہ معدوم ہوگیا اور وجود ممکن کے معدوم ہونے کا وہم وجود کے
افراد ماننے سے پیدا ہوتا ہے جیسے انسان کے افراد خارجی ہین۔ اور حقیقت مین اس طرح نہین ہے

کیونکہ وجود ایک ہی حقیقت ہے جسمین کثرت نہین ہے اور جو اوسکے افراد موجود ہین تو وہ باعتبار وجود کے ماہیت کی طرف مضاف کرنے کے ہین اور اضافت امر اعتباری ہے اور واقعی ہین اوسکے افراد موجود نہین ہین تاکہ وہ معدوم او زائل ہو بلکہ جو زائل ہوتا ہے وہ افراد کی اضافت حقیقت کی طرف ہے اور اوسکے زوال سے وجود کا معدوم ہونا لازم نہین آتا ہے تاکہ وجود کی حقیقت کا عدم کی حقیقت کے ساتھ انقلاب لازم آئے۔ کیونکہ بالاضافت وجود کا زائل ہونا بھی بالبداہت عدم ہے اور اسکا بطلان ظاہر ہے۔

تفریع جب کہ وجود کے افراد حقیقی نہین ہوسے جو حقیقت وجود کے مغائر ہون تو وہ افراد پر عرض عام بھی نہین ہوا ونیز یہ کہ اگر وجود عرض ہوتا تو ضرور عام ہوتا خواہ وہ جوہر ہو یا عرض ہوتا اور مین بیان کرچکا ہون کہ وہ جوہر اور عرض نہین ہے ونیز یہ کہ وجود من حیث ہو ہو اضافی وجودون پر محمول ہے اور میرا یہ قول صحیح ہے مثلاً الوجودُ وجودٌ یہ وجود وجود ہے اور جو چیز کہ کسی شئے پر محمول ہوتی ہے تو ضرور ہے کہ اوسین اور اوسکے موضوع مین ما بہ الاشتراک وما بہ الامتیاز دونون ہون اور یہان ما بہ الاشتراک نفس وجود کے سوا دوسری چیز نہین ہے اور ما بہ الامتیاز ہذیت اور تعین کے سواے اور چیز نہین ہے اب ثابت ہوگیا کہ وجود من حیث ہو ہو اضافی وجودون کا اصل مین عین ہے ورنہ بالبداہت وہ وجود نہوگا اور اسوقت تنازع کرنے والا اپنی مقتضاے عقل سے جھگڑتا ہے یا اوسکو اس طور سے کہے کہ لفظ وجود کا اطلاق اضافی وجود اور مطلق دونون پر من حیث ہو ہو اشتراک لفظی سے ہوتا ہے اور اس قول مین جو خرابی ہے وہ ظاہر ہے اور جو کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے افراد پر واقع ہوتا ہے لیکن محلی التساوی نہین واقع ہوتا ہے کیونکہ وہ علت اور معلول کے وجود پر تقدم اور تاخر سے واقع ہوتا ہے اور جوہر اور عرض کے وجود پر الوہیت اور عدم الوہیت سے واقع ہوتا ہے اور قار اور غیر قار کے وجود پر شدت اور ضعف سے واقع ہوتا ہے اسواسطے وہ تشکیک سے محمول ہوتا ہے اور جو تشکیک سے محمول ہو تو وہ ماہیت شئے کا جزء اور عین نہین ہوتا ہے ہم کہتے ہین کہ اگر اونکا مقصود یہ ہے کہ تقدم اور تاخر اور الوہیت اور عدم الوہیت اور شدت اور ضعف باعتبار وجود من حیث ہو ہو کے ہے تو غلط ہے اور دلیل ممنوع ہے کیونکہ یہ سب امور

اضافی ہین - بغیر ایک دوسرے کی طرف نسبت کرنے کے یہ تصور مین نہین آسکتے - دوسرے یہ ہی کہ وجود باعتبار عموم اور کلی ہونے کے بطور تشکیک کے محمول ہوتا ہے اور وجود من حیث ہو ہو نہ عام اور نہ خاص کچھ بھی نہین ہی - اور اگر یہ مراد ہے کہ یہ سب چیزین وجود کو ماہیات کے اضافت سے لاحق ہوتی ہین تو یہ صحیح ہے لیکن اس سے یہ نہین لازم آتا ہے کہ وجود من حیث ہو ہو بھی تشکیک سے محمول ہو کیونکہ معروض کا اعتبار وجود کے سوا ہے اور یہ بعینہ اہل اللہ کا کلام ہے وہ لوگ کہتے ہین کہ جب حق تعالی انکے مراتب مین نزول فرماتا ہے اور امکان کے مقام مین وہ ظہور کرتا ہے اور واسطون کی کثرت مین وہ ظاہر ہوتا ہے تو اوسکا خفا بہت زائد ہوتا ہے اور ظہور اور اوسکے کمالات کم معلوم ہوتے ہین اور باعتبار کم واسطہ ہونے کے اوسکی نوریت بڑہتی ہے اور اوسکا ظہور قوی ہوتا ہے اور اوسکے کمالات اور صفات زیادہ ظاہر ہوتے ہین اور اوسکا اطلاق قوی پر ضعیف کے اطلاق سے زیادہ بہتر ہے اور اوسکی تحقیق یہ ہے تم جانتے ہو کہ وجود کے عقل مین بہت سے مظہر ہین جیسے کہ خارج مین اوسکے بہت مظہر ہین بعض اون سے امور عامہ اور کلیات ہین جسکا مظہر سوائے عقل کے اور کہین نہین ہے اور اضافی افراد پر جو ماہیات کی طرف مضاف ہین وہ صرف باعتبار اوسکے ظہور عقلی کے محمول ہے اور اسیواسطے کہا گیا ہے کہ وہ باعتبار کلی ہے پس وہ من حیث ہو ہو کے تشکیک سے اوسپر محمول نہین ہے بلکہ وہ من حیث ہو کلی کے اوسپر عقل مین محمول ہے اور اس معنی سے کوئی منافات نہین ہے کہ وہ باعتبار کلی طبعی کے اپنے افراد کی ماہیت کا عین ہو جیسے کہ حیوان جب فقط کلی طبعی ہے تو وہ اپنے افراد کا جز ہے اور اوسپر محمول نہین ہے اور باعتبار اطلاق یعنے لا بشرط شئے کے وہ جنس ہے اوسپر محمول ہے اور باعتبار انواع کے فصول پر اوسکے عارض ہونے کی عرض عام ہے اور وہ انواع اوسی کی تحت مین ہین - اور یہی حال اون کل کلیات مین ہے جو تشکیک سے اپنے افراد پر واقع ہوے ہین وجود کے افراد مین تفاوت ہے نفس وجود مین نہین ہے بلکہ یون سمجھنا چاہیے کہ اوسکی خاصیتون کے ظہور مین یعنے علت اور معلول کی علت اور معلولیت کے حکم مین تفاوت ہے اور قائم بنفسہ ہونے اور نہونے مین جوہر اور عرض مین تفاوت ہے اور قار الذات اور غیر قار الذات کے شدت ظہور اور ضعف مین تفاوت ہے جیسے کہ افراد انسان مین نفس انسانیت سے تفاوت نہین ہے بلکہ افراد مین اوسکے خاصیتون کے ظہور سے تفاوت ہے اور اگر یہ

تفاوت وجود کو اپنے افراد کا عین ہونے سے مانع ہے تو افراد انسان بھی یہ تفاوت افراد کا عین ہونے سے اوسکو مانع ہے اور جو تفاوت کہ افراد انسانی مین ہے ویسا تفاوت دوسرے موجودات کے افراد مین ممکن نہین ہے یہی سبب ہے کہ اسکے بعض افراد مرتبہ مین اعلی اور فرشتون کے مقام سے اشرف ہین اور بعض افراد اسکے کم رتبہ اور حیوان سے بھی زیادہ خسیس اور رذیل ہین۔ چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اولئك کالانعام بل ھم اضل۔ وہ لوگ مثل چارپاے کے ہین بلکہ انسے بھی زیادہ گمراہ ہین ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ہمنے انسان کو نہایت ہی بہتر تقویم مین پیدا کیا ثم رددناہ اسفل سافلین پھر ہمنے اسے اسفل السافلین مین پلٹایا اور اسی سبب سے کافر کہینگے کہ یلیتنی کنت ترابا۔ کاشکے مین خاک ہوتا۔ اہل نظر کے واسطے اس جگہ یہی کافی ہے اور جسکی چشم بصیرت کو اللہ تعالی نے روشن کیا ہو اور وہ اوسکو سمجھ گیا ہو جو مین پیشتر بیان کرچکا ہون تو وہ وہی شبہہ اور جھوٹے معارضون کے رفع کرنے سے کبھی عاجز نہوگا اور اللہ ہی سے مدد چاہی جاتی ہے اور اوسپر بھروسا ہے۔

اشارہ۔ بعض مراتب کلیہ اور اصطلاحات صوفیہ کا اسمین بیان ضرور ہی تم حقیقت وجود کو مرتبہ بشرط لاشی مین لو تو قوم کے نزدیک اوسیکو مرتبہ احدیت کہتے ہین جسمین تمام اسما وصفات مستہلک ہین۔ اور اسکا نام جمع الجمع ہے اور اسی کو حقیقۃ الحقائق اور عما بھی کہتے ہین اور جب تم اوسکو مرتبہ بشرط شی مین لو تو تم اسمین اوسکے تمام اشیاے لازمی کلی اور جزئی کو لوگے اور وہی اشیاے لازمہ کا ملاً اسما اور صفات ہے اور یہی مرتبہ الٰہی ہے جسکو قوم کی اصطلاح مین مرتبہ واحدیت اور مقام جمع کہتے ہین اور اسی مرتبہ کو اس اعتبار سے مرتبہ ربوبیت کہتے ہین کہ وہ مظاہر اسما پر سب کو اعیان اور حقایق کہتے ہین خارج مین اونکے کمالات کو پہونچاتا ہے جو اون کے استعداد کے مناسب ہے اور جب تم اسکو بشرط ثبوت صور علمیہ کے لو تو یہی مرتبہ اسم باطن مطلق اور اسم اول اور علیم ہے اور یہی مرتبہ رب اعیان ثابتہ کا ہے اور جب تم اسکو لفظ بشرط کلیات اشیا کے لو تو یہی مرتبہ اسم رحمن کا ہے اور یہی مرتبہ عقل اول کا رب ہے اور عقل اول کا لوح قضا اور ام الکتاب اور قلم اعلی بھی نام ہے اور جب تم اوسکو اس شرط سے لو کہ اوس کلیات مین جزئیات کی تفصیل ہو اور کلیات مین ثابت رہین اور اوس سے محجوب نہ ہون تو یہ مرتبہ اسم رحیم کا ہے

اور یہی مرتبہ نفس کلیہ کے رب کا ہے اور نفس کلیہ کا لوح قدر اور لوح محفوظ اور کتاب مبین بھی نام ہے
اور جب تم اوسکو اس شرط سے لو کہ صور تفصیلی جزئی متغیر ہون تو یہ مرتبہ اسم ماحی اور مثبت کا ہے
اور نفس منطبعہ کا اسم ماحی رب ہے اور نفس منطبعہ جسم کلی مین طبع ہوتے ہین اور اس جسم کلی کا
لوح محو و اثبات بھی نام ہے اور جب تم اوسکو اس شرط سے لو کہ صور نوعی روحانی اور جسمانی کو وہ
قبول کرے تو وہ مرتبہ اسم قابل کا ہی اور ہیولی کلیہ کا یہی رب ہے اور اسی کے طرف قرآن مین
اشارہ ہے کتاب مسطور و رق منشور اور جب تم اوسکو تاثیر اور تاثر یعنے فاعل اور انفعال
کے اعتبار سے لو تو یہی مرتبہ اسم فاعل کا ہے اور اسی کو موجد اور خالق اور طبیعت کلیہ کا رب
کہتے ہین اور جب تم اوسکو بشرط روح مجرد کی صورتون کے لو تو یہ مرتبہ اسم علیم کا ہے اور یہ مرتبہ
تفصیل اور تدبیر کا ہے اور اسکو رب العقل اور رب نفوس ناطقہ بھی کہتے ہین اور جسکو حکما
کی اصطلاح مین عقل مجرد کہتے ہین اوسی کو اہل اللہ کی اصطلاح مین روح کہتے ہین
اسیواسطے عقل اول کو انکے اصطلاح مین روح القدس کہتے ہین اور جسکو حکما کی اصطلاح
مین نفس مجرد اور نفس ناطقہ کہتے ہین اور اوسی کو اہل اللہ کی اصطلاح مین قلب کہتے ہین
لیکن جب کلیات اسمین مفصلاً ہون اور وہ شہود اعیانی سے اونکا مشاہدہ ہو اور انکے نزدیک
نفس سے نفس منطبعہ حیوانیہ مراد ہے اور جب تم اوسکو بشرط صور حسیہ عینیہ کے لو تو وہ مرتبہ
اسم مصور کا ہے اور عالم خیال مطلق اور مقید کا یہی رب ہے اور جب تم اوسکو بشرط صور حسیہ
شہادیہ کے لو تو یہی مرتبہ اسم ظاہر اور آخر مطلق کا ہے اور یہی عالم ملک کا رب ہے
اور مرتبہ انسان کامل اس سے مراد ہے کہ وہ تمام مراتب الٰہیہ اور کونیہ کا جامع ہو یعنی عقول اور
نفوس کلیہ اور جزئیہ کا مظہر ہو اور طبیعت کے تمام مراتب کو آخر تنزلات وجود تک شامل
ہو اور اسکو مرتبہ عمائیہ بھی کہتے ہین اور یہ مرتبہ الوہیت سے بہت مشابہ ہے اور ان دونون
مین فرق صرف ربوبیت اور مربوبیت اور مرتبہ کونیہ سے ہے اور اسی واسطے انسان کامل
خلیفۃ اللہ ہوا اور جب تم اسکو جان چکے تو مرتبہ الوہیت اور ربوبیت اور کونیہ مین فرق بھی جان چکے
اور بعضے محققین نے مرتبہ عقل اول کو بغلبہ مرتبہ الوہیت قرار دیا ہے کیونکہ وہ اسم رحمٰن کو
جامع ہے جو تمام اسما الٰہی کو جامع ہے جیسے کہ اسم اللہ سب مراتب کو جامع ہے اسیقدر بس
ہے اگرچہ یہ ایک جہت سے صحیح ہے لیکن اسم رحمٰن کا تحت احاطہ اسم اللہ کے ہونا
دو مرتبون کے تغائر کو مقتضی ہے۔ اور اگر ان دونون مین تغائر نہوتا تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مین وہ اسم اللہ کے تابع کیون ہوتا -

انتباہ - یہ معلوم ہو چکا ہے کہ اشیا کو ہر کمال وجود کے واسطہ سے لاحق ہوتا ہے اور وہ وجود کو بذاتہ حاصل ہے اسواسطے وہی حی - قیوم علیم - مرید - قادر بذاتہ ہے اور یہ باتین اوسکو کسی ایسی صفت سے حاصل نہین ہین جو اوسکے نفس پر زائد ہو ورنہ اوسکو بھی ان کمالات کے افاضات مین حیات اور علم اور قدرت اور ارادہ کی طرف دوسری احتیاج لازم آئیگی کیونکہ انکا اضافہ اوسی سے ممکن جو خود اوس سے موصوف ہو اور جب تم اسے جان چکے تو اوسے بھی جان لوگے کہ حق تعالیٰ کی صفات عین اوسکی ذات کے ہین اور اب تمکو اوسکی حقیقت کھلے گی اور اوس سے مراد وہی ہے جو مذکور ہوا اور یہ مراد نہین ہے جو لوگون کے ذہن مین گذرتا ہے کہ حیات اور علم اور قدرت جنکا اوس سے فیضان ہوتا ہے اور وہ اوسکو لازم ہین عین اوسکی ذات ہے اگرچہ یہ بھی ایک طور سے صحیح ہے کیونکہ وجود کے مرتبہ احدیت مین کل تعینات فانی ہوتے ہین - اور اوس مین اوسوقت سواے ذات کے موصوف اور صفت اور اسم اور مسمی کچھ نہین ہوتے ہین اور مرتبہ واحدیت مین جو اسما اور صفات کا مرتبہ ہے صفت اور موصوف اسم اور مسمی بہت کچھ ہوتے ہین اور یہی مرتبہ الٰہی ہے جیسے کہ اس قول مین ہے اوسکا وجود عین اوسکی ذات ہے پھر حیات اور علم اور قدرت اور تمام صفات ثبوتی متحد ہوتے ہین جیسے کہ مرتبہ اولی مین صفت اور موصوف متحد ہین اور عقل نے دونون مین مغائرت کا حکم کیا ہے جیسے کہ ذہن مین صفت اور موصوف مین مغائرت کا حکم کرتی ہے -

حالانکہ وہ دونون نفس وجود مین متحد ہین یعنے عقل حکم کرتی ہے کہ علم قدرت اور ارادہ سے ذہن مین مغائر ہے جیسے کہ جنس اور فصل مین مغائرت کا حکم کرتی ہے اور وجود مین فقط ذات احدیت ہے جیسے خارج مین وہ دونون شئے واحد یعنے نوع ہین - اور اسی واسطے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ کمال خلوص یہ ہے کہ حق تعالیٰ سے صفات کی بھی نفی کرے اور دوسرے مرتبہ مین علم قدرت سے متمیز ہے اور قدرت ارادہ سے متمیز ہے پھر صفات بہت ہوتے ہین اور صفات کے بہت ہونے سے اسما بھی بہت ہوتے ہین اور اون کے مظاہر بھی متعدد ہوتے ہین اور حقائق الٰہی ایک

دوسرے سے امتیاز پاتے ہین اورحیات اور علم اور قدرت اور دوسری صفات کا ذات وجود پر بھی اطلاق ہوتا ہی اور اوسکی حقیقت لازمہ پر کبھی اس حیثیت سے اطلاق ہوتا ہے کہ وہ اوسکے مغائر ہین اور اشتراک لفظی سے مشترک ہین کیونکہ یہ حقائق ایک جہت سے اعراض ہین۔ اسلیے کہ یہ یا محض اضافی امور ہین یا صفت حقیقی ذات اضافت ہین اور ایک جہت سے جواہر ہین جیسے کہ مجردات مین ہے کیونکہ اونکو اپنی ذات کا علم من حیث عین اونکی ذات ہے اور ایسی ہی حیات اور قدرت وغیرہ ہین۔ اور وہ ذات وجود جوہر اور عرض ہونے سے پاک ہے اور یہ بات اوسکو بہت ظاہر معلوم ہوگی جو ہویت الٰہیہ کے سریان کو لعل جواہر مین دیکھتا ہے اور اون جواہر کے یہ صفات اس حیثیت سے عین ہین کہ یہ کل حقائق کو مرتبہ واحدیت مین خاص وجود تھے اور ذات احدیت وجود مطلق ہے اور مقید اضافت تعین کے ساتھ عین مطلق ہے اور وہ بھی اوسی کی تجلی سے حاصل ہوتے ہین اور حیات اور قدرت وغیرہ کا اطلاق اون حقائق اور اُس ذات دونون پر اشتراک معنوی سے بطور تشکیک کے ہوتا ہے اور اوسکے نوع واحد کے افراد پر بھی اوسکا اطلاق بطور تواطی کے ہوتا ہے جیسے علم مین یقینیات ہین۔ پس یہی حقائق کبھی جوہر اور عرض کچھ نہین ہوتے اور یہی واجب قدیم ہے اور کبھی یہ ممکن اور حادث جواہر ہوتے ہین اور کبھی یہی عرض جوہر کے تابع ہوتے ہین پس جسکو یہ حقیقت ظاہر ہوگی جسکو مین نے ذکر کیا ہے اور اعتبارات کے جہات جسپر کھل گئے تو وہ شکوک اور شبہات سے بچا اور اللہ ہدایت کرنے والا ہے

فصل دوم اللہ تعالیٰ کے اسما اور صفات مین

جاننا چاہیے کہ حق تعالیٰ کو بفحوائے آیہ کریمہ کل یوم ھو فی شان کے ہر روز نئے نئے حالات اور تجلی مراتب الٰہیہ مین ہین اور اوسکے مراتب کے موافق اسما اور صفات بھی ہین صفات یا ایجابی ہونگے یا سلبی اور ایجابی یا حقیقی ہونگے جن مین اضافت نہو گی جیسے حیات اور وجوب جو ایک معنی سے قیوم بھی ہے یا مخصوص اضافی ہونگے جیسے اولیت اور آخریت ہے یا ذو اضافت ہونگے جیسے ربوبیت اور علم اور ارادہ ہے اور سلبی جیسے قدوسیت اور غنا اور سبوحیت خواہ وہ ایجابی ہون یا سلبی ہون انکی ہر قسم کیلئے ایک طرح کا وجود ہی

کیونکہ وجود عدم اور معدوم پر بھی من وجہ عارض ہوتا ہے اور یہ صفات حق تعالیٰ کی ذات کی
تجلیات اور باعتبار اوسکے مراتب کے ہوتے ہین جسکو مرتبہ الوہیت جامع ہے اور شرع کی
زبان سے وہ عماء سے موصوف ہوا ہے اور یہ پہلی کثرت ہے جو وجود مین واقع ہوئی ہے
اور یہ درمیان مرتبہ احدیت ذاتیہ اور مظاہر خلقیہ کی برزخ ہے کیونکہ حق تعالیٰ کی ذات بذاتہ
متعدد صفات کو باعتبار مرتبہ الوہیت اور ربوبیت کے مقتضی ہوگی جیسے لطف اور قہر اور رحمت
اور غضب اور رضا اور سخط وغیرہ ہین اور ان سبکو صفات جلالی اور جمالی جامع ہین یعنے
جو لطف سے متعلق ہے وہ جمالی ہے اور جو قہر سے متعلق ہے وہ جلالی ہے اور ہر جمال مین
بھی ایک جلال ہے جیسے کہ جمال الٰہی سے ہیجان اور سراسیمگی حاصل ہوتی ہے ہیجان سے
مطلب یہ ہے کہ عقل اوس سے مقہور ہو اور اوسکو اوس مین حیرت ہو اور ہر جلال مین بھی جمال
ہوتا ہے اور وہ قہر الٰہی مین چھپا ہوا لطف ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمایا ولکم فی القصاص حیوۃ
یا اولی الالباب اے صاحبان عقل و دانش قصاص مین بھی تمھارے لیے زندگی
ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین سبحان من اتسعت رحمتہ لاولیائہ
فی شدۃ نقمتہ واشتدت نقمتہ لاعدائہ فی سعۃ رحمتہ پاک ہے وہ ذات
جسکی رحمت شدت انتقام مین بھی اوسکے اولیاؤن پر وسیع ہے اور جسکا انتقام وسعت
رحمت مین بھی اوسکے مخالفون پر سخت ہے اور اس مقام سے رسول اللہ کی اس حدیث
کا بھید معلوم ہوگا حفت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشہوات جنت مکروہات سے
گھیری گئی ہے اور جہنم مرغوبات سے گھیری گئی ہے اور یہ امر مشار الیہ ہر دو مقابل صفتون کے
درمیان برزخ ہے اور ذات کا کسی صفت معین اور تجلی کے اعتبار سے اسم نام ہے کیونکہ
رحمن وہ ذات ہے جو رحمت سے متصف ہو اور قہار وہ ذات ہے جو قہر سے موصوف ہو اور یہ
اسما جو ملفوظ ہین یہ اوسکے اسماء کے نام ہین اور یہان سے معلوم ہوگا کہ یہ جو مشہور ہے
کہ اسم عین مسمی ہے اسکا کیا مطلب ہے اور کبھی اسم صفت کو بھی بولتے ہین کیونکہ ذات
کل اسما مین مشترک ہے اور ذات مین کثرت صفات کثرت سے حاصل ہوئی اور یہ کثرت
اوسکے مراتب غیبیہ مین سے ہے جسکو مفاتیح الغیب کہتے ہین اور وہ معانی ہین جو وجود
حق تعالیٰ کے غیب مین معقول ہوتے ہین اور یہی سے حق تعالیٰ کی شیونات اور
تجلیات متعین ہوتے اور وہ موجودات غیبیہ متعین ہین اور سکے کبھی وہ وجود مین اصل

ہونگے بلکہ اہین وہی داخل ہونگے جو حق تعالیٰ کے وجود سے اون مراتب مین اسما وغیرہ عین
ہین اور وہ عقل مین موجود ہین اور خارج مین معدوم ہین اور موجودات غیبیہ مین اونکا اثر
اور حکم ہے چنانچہ شیخ رحمۃ اللہ نے اس امر کی طرف پہلی فص مین اشارہ بھی کیا ہے جسکا بیان
انشاء اللہ عنقریب آتا ہے۔

اور ایک وجہ سے یہ کثرت علم ذاتی کی طرف رجوع ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات کا
علم مرتبہ احدیت مین اوسکے کمالات کے علم کو مستلزم ہے پھر حجت آلہی اون سب کمالات
سے علیحدہ علیحدہ ذات کے ظہور کو مقتضی ہوئی اور ہر ایک اون سے مرتبہ علم مین پھر مرتبہ
وجود عین مین متعین ہوے اس سبب سے اسما مین کثرت حاصل ہوی اور صفات کے
دو قسم ہین ایک وہ ہے جسکو احاطہ تامہ کلیہ ہے اور ایک وہ ہے جو اس طرح نہین ہی اگرچہ
اسکو بھی اکثر اشیا کے ساتھ احاطہ ہے لیکن تامہ کلیہ نہین ہے اول کو امہات الصفات
کہتے ہین جسکا نام آئمہ سبعہ بھی ہے اور وہ حیات اور علم اور ارادہ اور قدرت اور سمع اور بصر
اور کلام ہے اور اوسکے سمع سے مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو علم سے تجلی ہو اور وہ مقام جمع الجمع
اور مقام جمع اور تفصیل مین کلام ذاتی اور اعیانی کی حقیقت سے متعلق ہو اور شہود کے
طور پر ہو اور اوسکے بصر سے مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو تجلی ہو اور اوس کا علم حقائق سے بطور
شہود کے متعلق ہو اور کلام سے مطلب یہ ہے کہ ارادہ اور قدرت کے تعلق سے جو ما فی
الغیب کے اظہار اور ایجاد کے واسطے ہو حق تعالیٰ کو تجلی حاصل ہو۔ اللہ نے فرمایا کہ
انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون۔ (جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو چاہتا ہے
تو اوسکا حکم بھی ہے کہ وہ کہتا ہے اسکو کہ موجود ہو جا پس وہ موجود ہو جاتا ہے) اور یہ
صفات اگرچہ اصول ہین اور دوسرون کے لیے جڑ ہین لیکن انہین سے ہر ایک بعض کے
ساتھ مشروط ہے۔ کیونکہ علم مشروط حیات کے ساتھ ہے اور قدرت دونون کے ساتھ
مشروط ہے اور اسی طرح سے ارادہ بھی دونون کے ساتھ مشروط ہے اور اسما بھی ایک
طور سے چار ہی اسم پر منقسم ہوتے ہین اور یہی چار امہات اسما ہین اور وہ اول
و آخر و ظاہر و باطن ہے اور ان سب کو اسم جامع اللہ اور رحمن شامل ہی اللہ نے
فرمایا۔ قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن ایا ما تدعوا فله الاسماء الحسنیٰ تم کہدو
کہ اللہ کو پکارو یا رحمن کو پکارو جس کسی اسم کو تم پکارو تو وہ اوسی کے اسما حسنیٰ ہین

جیسے اون دونون سے ہر ایک کے لیے اسماے حسنی ہے وہ سب ان دونون کے احاطہ مین داخل
ہین اور ہر اسم کا مظہر ازلی اور ابدی ہے ازلیت اسکی اسم اول سے ہے ابدیت اسم آخر
سے اور ظہور اسکا اسم ظاہر سے ہے بطون اسم باطن سے پس جتنے اسما کہ ابد اور ایجاد سے
متعلق ہین وہ سب اسم اول مین داخل ہین اور جتنے اسما کہ اعادہ اور جزا سے متعلق ہین
وہ سب اسم آخر اور ظہور اور بطون کے متعلق ہین وہ اسم ظاہر اور باطن ہین داخل
ہین اور جتنی چیزین کہ ہین وہ ان چار حالت ظہور اور بطون اور اولیت اور آخریت سے
خالی نہین ہین ایک طور سے اور انکی تقسیم ہوتی ہے کہ وہ یا اسماے ذات ہونگے یا اسماے صفات
یا اسماے افعال۔ اگرچہ یہ کل اسماے ذات ہین لیکن جن اسما سے صرف ذات ظاہر ہے وہ اسماے
ذات اور جن سے صفات کا ظہور ہے وہ اسماے صفات اور جن سے افعال ظاہر ہین وہ
اسماے افعال ہین اور آخر مین دو یا مین اعتبار ہوتے ہین کیونکہ بعض ایسے اسم ہین جو ایک
اعتبار سے ذات پر دلالت کرتے ہین اور دوسرے اعتبار سے افعال پر اور بعض ایسے
ہین کہ ایک اعتبار سے افعال پر دلالت کرتے ہین دوسرے سے ذات پر جیسے اسم رب
ہے کہ یہ ثبوت ذات پر بھی دلالت کرتا ہے اور صفت پر بھی اور فعل کی اصلاح
پر بھی دلالت کرتا ہے۔ اسماے ذات یہ ہین۔ اللہ رب ملک قدوس سلام
مومن مہیمن عزیز جبار متکبر علی عظیم ظاہر باطن اول آخر کبیر جلیل
مجید حق مبین واحد ماجد صمد متعالی غنی نور وارث ذوالجلال رقیب
اور اسماے صفات یہ ہین۔ حی شکور قہار مقتدر قوی قادر رحمن
رحیم کریم غفار غفور ودود رؤف حلیم صبور بر علیم خبیر
محصی حکیم شہید سمیع بصیر۔ اور اسماے افعال یہ ہین۔ مبدی
وکیل باعث مجیب واسع حسیب مقیت حفیظ خالق باری مصور
وہاب رزاق فتاح قابض باسط خافض رافع معز مذل حکم عدل لطیف
معید محیی ممیت تواب منتقم مقسط جامع مغنی مانع ضار نافع ہادی
بدیع رشید۔ شیخ رحمۃ اللہ نے بھی اپنی کتاب انشاء الدوا مین اسما کو ایسا ہی معین
کیا ہے اور مین نے بھی اونکے انفاس مبارک سے یمن و برکت حاصل کرنے کے لیے بغیر
تبدیل و تغیر کے ویسا ہی یہان نقل کیا ہے بعض اسما ایسے ہین جو مفاتیح غیب ہین اونکو

سواے اونکے یا اقطاب واکمل کے کوئی اور نہین جانتا جنپر حق تعالی نے اپنے ہویت ذاتیہ سے اظہار تجلی فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول ۔ وہ غیب کا جاننے والا ہے اپنے غیب کا کسی پر اظہار نہین کرتا ہے مگر اون پر جو رسول ہین اور اللہ نے اونکو پسند کیا ہے۔ اور اسی کی طرف رسول اللہ نے اپنے دعا مین اشارہ کیا ہے کہ واستاثرت بہ فی علم غیبک یعنے اور جسکو تو نے اپنے علم غیب مین اختیار کیا ہے اور یہ سب من وجہ اسم اول اور باطن کے تحت مین داخل ہین اور اعیان ثابتہ کے اسما کا یہی مبدا ہے چنانچہ یہ انشاء اللہ بیان کیا جائیگا اور اوسکو اکوان سے کوئی تعلق نہین ہے شیخ رضی اللہ عنہ نے فتوحات مکیہ مین لکھا ہے کہ جو اسما کہ خلق اور نسبت سے باہر ہین اوسکو سواے اللہ کے کوئی نہین جانتا ہے کیونکہ اوسکو اکوان سے کسی قسم کا تعلق ہی نہین ہے اور بعض اسما ایسے ہین جو عالم شہادت کے مفاتیح اور مبادیہ ہین اور عالم شہادت سے وجود خارجی مراد ہے کیونکہ کبھی عالم شہادت کے اطلاق سے فقط محسوس ظاہر مراد ہوتا ہے اور کبھی اس سے بھی عام مراد ہوتا ہے چنانچہ اللہ نے فرمایا کہ عالم الغیب والشہادۃ وہ غیب اور شہادت کا جاننے والا ہے۔ اور یہ سب اسم آخر کے تحت مین داخل ہین اور ایک وجہ سے اسم ظاہر (یعنی محسوس ہین) کے تحت مین بھی داخل ہین اور اسماے حسنی کل اسما کے امہات اور اصل ہین اور جاننا چاہیے کہ وہ متقابل اسمون کے درمیان ایک اسم ذوالوجہین ہوتا ہے جو ان دونو سے حاصل ہوتا ہے اور اوسکا رخ دونون طرف ہوتا ہے اور وہ بیچ مین برزخ ہوتا ہے جیسے کہ دو صفتون کے درمیان ایک صفت ذوالوجہین ہوتی ہے جو دونون سے حاصل ہوتی ہے اور اسما کے اجتماع سے جو ہر ایک کو دوسرے سے ہوتا ہے غیر متناہی اسما پیدا ہوتے ہین خواہ وہ اسما باہم متقابل ہون یا غیر متقابل ہون۔ پھر ہر ایک اسم کا وجود علمی اور عینی مین مظہر بھی ہوتا ہے۔

تنبیہ۔ جاننا چاہیے کہ اسما افعال باعتبار اپنے احکام کے بہت قسمون پر منقسم ہوتے ہین بعض اسما ایسے ہین جنکا حکم کبھی منقطع نہین ہوتا ہے اور ازل سے ابد تک کبھی اونکا اثر منقطع نہین ہوتا ہے جیسے وہ اسما ہین جو ارواح قدسیہ اور نفوس ملکیہ پر حاکم ہین اور اونکا اون چیزون پر بھی حکم ہے جنپر زمانہ نہین گذرتا ہے مثل مبدعات اور عالم مثال کی چیزون کے اگرچہ وہ دہریہ ازلی ہین۔ اور بعض اسما ایسے ہین جنکا حکم ابدالآباد تک رہیگا اگرچہ وہ ازل الآزال مین موجود نہ تھے اور نہ اونکا ازل مین حکم تھا۔ جیسے وہ اسما ہین جنکا آخرت مین حکم ہوگا کیونکہ وہ ابدی ہین۔

چنانچہ آیات اون اسما کے ظہور اور اونکے احکام کے باقی رہنے پر دال ہین اور وہ باعتبار ظہور کے
غیر ازلی ہین۔ کیونکہ اونکے ظہور کا ابتدا نشأت دنیاوی کے زمانہ انقطاع سے ہے اور بعض
اسما ایسے ہین جنکا حکم ازل مین منقطع ہے اور ابد مین اونکا اثر متناہی ہے جیسے وہ اسما
ہین جو نشأت دنیاوی یعنی زمانیات پر حاکم ہین۔ کیونکہ وہ باعتبار ظہور کے نہ ازلی ہین
اور نہ ابدی ہین اگرچہ اسکے نتائج باعتبار آخرت کے ابدی ہین اور جن اسما کا کہ حکم منقطع ہوتا
ہے تو وہ حکم یا مطلقًا منقطع ہوگا اور یا پھر دوسرا اسم حاکم ہوگا جو غیب مطلق الٰہی مین سے ہے
جیسے وہ اسما جنکا نشأت دنیاوی پر حکم ہے یا اوسکا حکم مختفی ہو جائیگا اور اوس اسم کے حکم مین
پوشیدہ ہوگا جو اوس سے زیادہ احاطہ رکھتا ہے اور اوس سے زیادہ عام ہے جب اسکی
دولت وحکومت کا زمانہ شروع ہو کیونکہ ہر ایک اسم کے لیے اسکے احکام کے ظہور کے موافق
دولت وحکومت ہے اور انہین اسما کے عہد حکومت کی طرف سبعہ سیارہ کے دورے منسوب
ہین۔ اور ان ستارون کے ہر دورے کی مدت ہزار سال ہے اور انہین اسما کے عہد حکومت کی
طرف شریعتین بھی منسوب ہین کیونکہ ہر شریعت کے لیے علیحدہ علیحدہ اسم الٰہی ہوتا ہے اور جبتک
کہ اوس اسم کی دولت وحکومت رہتی ہی اوس وقت تک وہ شریعتین بھی قائم رہتی ہین اور اوسکے
عہد حکومت تک اون شریعتون کی بھی حکومت باقی رہتی ہے اور اونکے زائل ہونے کے بعد
وہ شریعتین بھی منسوخ ہو جاتی ہین۔ اور یہی حال صفت کے تجلی کا بھی ہے کیونکہ جب کسی
ایک صفت کی تجلی ہوتی ہے تو دوسری صفتون کے احکام جو اوسکے تحت مین واقع ہین چھپ
جاتے ہین اور اسما ہر قسم اپنے مظہر کے طالب ہین یعنی اوسکے احکام ظاہر ہون اور وہ مظاہر
اعیان خارجی ہین پھر اگر وہ مظہر کل اسما کے ظہور کی قابلیت رکھتا ہو جیسے کہ اعیان انسانی
ہین تو وہ ہر وقت اور ہر آن مین اون اسما کی نئی نئی حالتین اسمین پیدا ہونگی۔ اور اگر وہ
کل اسما کے کل احکام کے ظہور کے قابلیت نہین رکھتا ہے تو وہ بعض اسم سے مختص ہوگا
اور بعض سے مختص نہوگا۔ جیسے کہ فرشتون کے اعیان ہین اور اعیان کا خارج مین ہمیشہ دنیا
اور آخرت مین ہونا اور اونکا خارج مین نہونا اون اسما کے عہد حکومت اور دولت کے دوام
اور عدم دوام پر موقوف ہے اسکو خوب سمجھو۔ کیونکہ اگر تم اس تنبیہ مین غور کروگے اور اپنے
مطلوب کو اوسمین دریافت کروگے تو تمپر بہت سے اسرار ظاہر ہونگے واللہ اعلم۔
انتباہ۔ جو اشیا کہ خارج مین موجود ہین وہ سب اپنے وجود خارجی کے اعتبار سے

اسم ظاہر کے تحت مین داخل ہین اور حق تعالی باعتبار اپنے ظہور کے عین ظاہر ہے جیسے کہ وہ
باعتبار اپنے بطون کے عین باطن ہے اور جیسے کہ اعیان ثابتہ علم مین باعتبار باطن کے
حق تعالی کے اسما ہین اور موجودات خارجیہ اوسکے مظاہر ہین ویسا ہی اعیان موجودات
خارجیہ کے طبائع باعتبار ظاہر کے اوسکے اسما ہین اور اشخاص اوسکے مظاہر ہین پس کل حقیقت
خارجی خواہ وہ جنس ہون خواہ نوع ہون امہات اسمائے جزئیہ سے وہ بھی ایک ایک اسم ہین۔ کیونکہ وہ
کلی ہے اور افراد جزئیہ پر مشتمل ہے بلکہ ہر ہر شخص بھی اسمائے جزئیہ سے ایک ایک اسم ہی کیونکہ
شخص کیا چیز ہے یہ وہی حقیقت ہے جسمین تشخصات عارض ہو گئے ہین۔ اور اسکے سوا
کوئی دوسری چیز نہین ہے۔ یہ باعتبار اتحاد ظاہر اور مظہر کے خارج مین ہے اور باعتبار تغایر
عقلی کے دونون مین فرق ہے کیونکہ اشخاص حقائق خارجیہ کے مظاہر ٹہرے ہین جیسے کہ وہ
یعنی حقائق خارجیہ اعیان ثابتہ کے مظاہر ٹہرے ہین اور یہ اعیان ثابتہ اسما اور صفات
کے مظاہر ٹہرے ہین۔ فافہم۔

انتباہ۔ بعض متاخرین حکما کہتے ہین کہ حق تعالی کو اپنی ذات کا علم عین وہی اوسکی ذات
ہے اور اشیائے ممکنہ کا حق تعالی کو علم عقل اول کے وجود سے مراد ہی لیکن اوسکے ساتھ تمام صورتین
بھی قائم ہون اور وہ لوگ یہ بات چند مفاسد سے بچنے کی غرض سے کہتے ہین جو اونکو اون کے
مسلک پر لازم آتا ہے اور یہ قول ایک جہت سے حکمت الہیہ کے جاننے والے کے نزدیک جو موحد
و مشاہد ہین صحیح ہے لیکن مطلقاً صحیح نہین ہے اور نہ اونکے قاعدون پر درست ہے کیونکہ عقل
اول حادث ذاتی ہے اور اللہ تعالی کی حقیقت علم قدیم ہے کیونکہ اوسکی حقیقت حق تعالی کی عین
ہی ہے پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ عقل اول بعینہ حق تعالی ہو۔ اور یہ بھی ہے کہ عقل اول ممکن اور حادث
ہونے کے سبب سے عدم ذاتی سے مسبوق ہے اور حق تعالی اوسکو جانتا ہی کیونکہ جبکو وہ جانتا ہی گا
نہین تو اوسکو وجود وہ کیونکر بخشے گا پس یہ بدیہی ہی کہ حق تعالی کو اوسکا علم اوسکے وجود سے
پیشتر حاصل تھا۔ اب وہ اوسکا غیر ہوا۔ اور عقل کی ماہیت علم کی حقیقت سے بالبداہت متغایر
ہے کیونکہ علم کبھی بالذات واجب ہوتا ہے جیسے کہ حق تعالی کو اپنی ذات کا علم خود ہی اور کبھی وہ
محض اضافی ہوتا ہے بخلاف ماہیت عقل اول کے کہ وہ اس طرح نہین ہی اگر تم کہو کہ حق تعالی
کو اپنی ذات کا علم معلومات کے علم سے متغایر ہے اور اسی علم کو عقل اول کہتے ہین تو مین کہتا ہون
کہ علم کی حقیقت ایک ہی ہے اور اوسکے افراد مین اعتباری مغائرت ہی کیونکہ اوسکا اختلاف

باعتبار متعلقات کے ہے اور اس سے اوسکی وحدت حقیقی مین کوئی قباحت نہین لازم آتی ہے اور حق تعالیٰ اشیاء کو عین اوسی علم سے جانتا ہے جس سے وہ اپنی ذات کو جانتا ہی اور کسی دوسرے امر سے اشیا کو نہین جانتا ہے اور بعض صورتون مین اس علم کا صفت اضافی اور اضافت محض ہونا اوسکی عقل اول ہونے کے منافی ہے کیونکہ اول عرض ہے اور ثانی جوہر ہے یا وہ جوہر اسی اعتبار سے ہے کہ ہویت آلہیہ کا سریان اسکے حقیقت مین ہوا ہے اور اونکے نزدیک اس طرح نہین ہے بلکہ حق تعالیٰ کو اشیا کا علم عین عقل اول کا وجود ہی اسواسطے یہ اونکے نزدیک جوہر نہین ہے نیز یہ کہ جیسے وہ اشیا کا عالم ہی اسی طرح وہ اشیا پر قادر بھی ہے پھر اوسکو حق تعالیٰ کی صفت علم ہی مین حصر کر دینا بغیر صفت قدرت کے ترجیح بلا مرجح ہے بلکہ اسکا اولٹا ہونا بہتر ہے کیونکہ قدرت ہر چیز کو شامل ہے جو اوسکے نیچے ہے اور علم ہر چیز کو شامل نہین ہے اور یہ حکما کے نزدیک ہے - و نیز یہ کہنا کہ حق تعالیٰ کا علم اشیا کے ساتھ عین عقل اول ہے عنایت الٰہی کو جو تمام اشیا کے وجود پر سابق ہے باطل کر دینا ہے اور اشیا کا علم اوسکے حضور سے مطلب نہین ہے کیونکہ حضور حاضر کی صفت اور وہ عقل ہے اور حق تعالیٰ کا علم حق تعالیٰ کی صفت ہے اور وہ اوسکا غیر ہے اور نیز یہ کہ عقل اول کا حضور حق تعالیٰ اور اوسکے علم سے بالذات موخر ہے کیونکہ وہ اپنے تمام کمالات کے ساتھ بالذات تمام موجودات پر مقدم ہے پھر حق تعالیٰ کا علم صفت حضور سے کیونکر تعبیر کیا جا سکتا ہے اور دوسرے یہ کہ اس قول مین حق تعالیٰ کو اشرف اور اعلیٰ صفت مین غیر کی طرف احتیاج لازم آتی ہی اور وہ غیر بھی اوسی سے صادر ہے اور اسمین لازم آتا ہے کہ حق تعالیٰ جزئیات کا من حیث ہو جزئی عالم نہو - تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیرا - ہان اگر عارف محقق کہے کہ عقل اول عین حق تعالیٰ کا علم ہی اشیا اور معانی کلیہ کے ساتھ بطور اجمال کے اور اوسکا علم ہونا بھی باعتبار حق تعالیٰ کے عالم ہونے کے ہے تو صحیح ہے کیونکہ ایک اعتبار سے مظہر عین ظاہر ہوتا ہے اور عقل اول اسوقت مین اللہ تعالیٰ کا اسم علیم ہوگا چنانچہ اسکا بیان اوپر کی تنبیہ مین گذر چکا ہے کیونکہ اوسکی ماہیت ہویت آلہیہ ہے مگر تعین خاص سے وہ متعین ہو گیا ہے اور اس تعین کے سبب سے اوسکا عقل اول نام ہوا - لیکن یہ اوسی سے مختص نہین بلکہ نفس کلیہ بھی ایسا ہی ہے کیونکہ وہ کلیات اور جزئیات دونون کو شامل ہے بلکہ ہر عالم کا اس اعتبار سے

اسم علیم نام ہوگا اور فقط عقل اول اس نام سے مختص نہین ہی اور حکما اس مغز سخن کو نہین پہونچے
کیونکہ وہ یہ جانتے ہین کہ عقل اول وغیرہ حق تعالی سے ماہیت اور وجود مین مغائر ہین - اور منجملہ دوسرے
معلولون کے یہ بھی ایک معلول ہے اوسمین لازم آتا ہے کہ حق تعالی اشرف صفات مین اپنے
غیر کا محتاج ہو - اور وہ اس سے بلند تر اور بزرگ تر ہے اور حق یہ ہے کہ منصف حق پسند
اپنے دل سے جانتا ہے کہ جس نے اشیا کو پیدا کیا اور انکو عدم سے وجود کا خلعت بخشا
خواہ وہ عدم زمانی یا غیر زمانی ہون تو وہ سب چیزون کو اونکے حقائق اور اون صورتون سے
ایجاد کے پیشتر سے اونکو جانتا ہے جو ذہن اور خارج مین اونکو لازم ہین ورنہ وجود کا بخشنا اون
چیزون کو حق تعالی کا صحیح نہین ہوتا - اسواسطے علم اوسکے سوا ہے اور یہ محال کہ حق تعالی کی
ذات اور اوسکا علم جو عین اوسکی ذات ہے امور کثیرہ کا محل ہوگا اوسوقت لازم آتا ہی جب
کوئی چیز اللہ تعالی کے سوا بھی ہو جیسا کہ وہ لوگ خیال کرتے ہین جو حق تعالی سے محجوب ہین -
اور جب اوسکی ذات باعتبار حقیقت اور وجود کے عین ہے اور باعتبار تعین اور تقید کے غیر ہے
تو وہ محال نہین لازم آتا ہے اور اصل مین وہ حال اور محل کچھ بھی نہین ہے بلکہ وہ شی واحد ہے
کبھی وہ محل کی صورت مین ظاہر ہوتا ہے اور کبھی وہی حال کی صورت مین ظاہر ہوتا ہے
اور نفس الامر علم ذاتی سے مراد ہے جو تمام اشیا کی صورتون کلی اور جزئی صغیر اور کبیر جمع
اور تفصیل کو حاوی ہو خواہ وہ خارجی ہو یا علمی ہو - آسمان اور زمین مین کوئی چیز ذرہ برابر بھی
اوس سے چھپی نہین رہتی ہے اگر تم کہو کہ علم تابع معلوم کے ہوتا ہی اور معلوم ذات الٰہی اور اسکے
کمالات ہین پھر وہ نفس الامر کیونکر مراد ہو سکتا ہے تو مین کہتا ہون کہ اضافی صفتون کے
دو اعتبار ہین ایک اعتبار یہ ہے کہ وہ عین ذات ہے اور دوسرا اعتبار یہ ہے کہ وہ غیر ذات
ہے پس اول اعتبار سے ارادہ اور قدرت وغیرہ صفات اضافی معلوم اور مراد اور مقدور
کے تابع نہین ہین - کیونکہ وہ عین ذات ہین اور اوسمین کثرت نہین ہے اور دوسرے اعتبار
سے علم معلوم کے تابع ہے جیسے کہ قدرت اور ارادہ مراد اور مقدور کے تابع ہے اور علم
مین ایک اور اعتبار بھی ہے وہ یہ ہے کہ تمام اشیا کی صورتین ذات الٰہی مین حاصل
ہون اسواسطے وہ باعتبار اونکے تابع ہونے کے نفس الامر سے مراد نہین ہو سکتا ہی
بلکہ وہ اس حیثیت سے نفس الامر سے مراد ہو سکتا ہے کہ اون چیزون کی
صورتین اوسمین حاصل ہین - اور باعتبار اوسکے کسی چیز کے تابع ہونے کے

یوں کہتے ہیں کہ وہ امر نفس الامر میں اس طرح ہے یعنی وہ حقیقت جس سے علم متعلق ہے اور وہ غیر ذات نہیں ہے نفس الامر میں اس طرح ہے اور بعض عارفون نے عقل اول کو نفس اول سے مراد لیا ہے اور اوسکے دو اعتبار ہیں ایک یہ کہ عقل اول علم اول کا مظہر ہے کیونکہ وہ تمام کلیات کو محیط ہے جو تمام جزئیات پر شامل ہے اور دوسرا یہ کہ اوسکا علم مطابق علم الٰہی کے ہے اور ایسا ہی نفس کلیہ بھی اس اعتبار سے نفس الامر سے مراد ہے اور نفس کلیہ کا لوح محفوظ بھی نام ہے اور علم کی حقیقت اور معلومات کے ساتھ اوسکے تعلق کی کیفیت کو سوا اللہ کے دوسرا کوئی نہیں جانتا ہے اور اسکے بدیہی ہونے کا زعم ظل اور ذی ظل مین فرق نکرنے سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ موجودات کا علم اونکے ہستی کا ظل ہے وغیرہ یہ کہ اوسکا حاصل ہونا بدیہی ہے اور کسی چیز کے حاصل ہونے کی بدیہی علم سے اوسکی حقیقت اور ماہیت کا بدیہی علم ہونا ضرور نہیں ہے اور اپنے حقائق کو اللہ ہی خوب جانتا ہے

فصل سوم اعیان ثابتہ اور مظاہر اسما مین

جاننا چاہیے کہ اسما الٰہی کی علم باری تعالیٰ مین کی صورتین ہین جو باعتبار ہم لوگون کے معقول ہین۔ کیونکہ ذات باری اپنی ذات اور اسما اور صفات سب کا عالم ہے اور وہ صور علمیہ اس اعتبار سے کہ وہ عین ذات ہین اور تعین خاص نسبت مین سے اوسکی تجلی ہوی ہے تو اس اعتبار سے اونکا نام اہل اللہ کی اصطلاح مین اعیان ثابتہ ہے خواہ وہ کلی ہون یا جزئی ہون کلی کا نام ماہیت اور حقائق ہے اور جزئی کا نام ہویت ہے پس ماہیات کیا چیز ہین وہ صور کلیہ اسمائیہ ہین جو حضرت علم مین تعین اول سے متعین ہوے ہین اور وہ صورتین ذات الٰہی کے فیض اقدس کے فیضان سے فائض ہین اور تجلی اول بواسطہ حب ذاتی کے ہوئی اور مفاتیح غیب جسکو سوا اللہ کے دوسرا کوئی نہین جانتا ہے وہ اون اسما کے ظہور اور کمال کے طالب ہوے۔ کیونکہ فیض الٰہی کی دو قسمین ہین ایک فیض اقدس اور دوسرا فیض مقدس پہلے سے اعیان ثابتہ اور علم مین اونکی استعداد اصلی حاصل ہوتے ہین اور دوسرے سے وجود خارجی مین اونکے اعیان خارجی مع اونکے لوازم اور توابع کے حاصل ہوتے ہین اور شیخ نے فص آدمی مین اس قول سے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وَالْقَابِلُ لَا یکون الا من فیضه الاقدس اور وجود عینی کے قابل یعنے

تا ہیات بھی اوسیکے فیض اقدس سے ہوتے ہین اور وہ طلب پہلے اسم اول اور باطن کی طرف
منسوب ہے پھر اون دونون کے سبب سے اسم آخر اور ظاہر کی طرف منسوب ہے کیونکہ اولیت
اور باطنیت وجود علمی کے لیے ثابت ہے اور آخریت اور ظاہریت وجود عینی کے لیے
ثابت ہے اور اشیا کا جب تک کہ علم مین وجود نہوگا اوسوقت تک عین مین بھی اونکا وجود
ممکن نہین - اور اعیان باعتبار وجود خارجی کے دو قسمون پر منقسم ہوتے ہین ایک ممکنات
ہین اور دوسرے ممتنعات اور ممتنعات کے بھی دو اقسام ہین ایک وہ ہے جو محض فرض
عقل سے مختص ہے جیسے کہ شریک باری اور اجتماع نقیضین اور موضوع خاص اور محل
معین مین ضدین کا جمع ہونا ہے اور سوا اسکے اور بھی بہت سی مثالین ہین - اور یہ
وہی امور ہین جو عقل منوب وہم سے پیدا ہوتی ہین - اور حق جل وعلا کا علم اس قسم کے ساتھ
اس سبب سے متعلق ہے کہ اوسکو وہم اور عقل اور اوسکے لوازم اون چیزون کا بھی
علم ہے جسکا وجود اور عین کچھ بھی نہین ہے اور فقط عقل اور وہم نے اون چیزون کو فرض
کیا ہے اور اس سبب سے اوسکو انکا علم نہین ہے کہ علم باری مین اونکے لیے ذات
یا صورت اسمائی بھی ہے - ورنہ وجود اور نفس الامر مین اوسکا شریک لازم آتا ہے -
اور شیخ رحمہ اللہ نے فتوحات مکی کے تہترؐوین باب مین اون اشیا کے تذکرہ مین
جو برائیون سے بچنے مین بیان کیا ہے کہ وہان علم باری مین کبھی کوئی شریک نہین ہے بلکہ
فقط وہ لفظ ہی لفظ ہے جسکے نیچے عدم محض ہے اور اوسکے معنی بھی عدم محض کے ہین -
اسی واسطے اللہ تعالی کی توحیدی وجود کی معرفت اسکو نہین پہچانتی ہے اور وہ اس سے
ناآشنا ہے اسیواسطے اسکا نام بھی قول منکر اور زور رکھا گیا ہے اور دوسری قسم وہ ہے
جو فرض عقلی سے مختص نہین ہے بلکہ وہ نفس الامر مین ثابت ہین اور علم باری مین وہ معجود ہین اور ذات
حق کے ساتھ وہ لازم ہین کیونکہ وہ اسمائے غیبیہ کی صورتین ہین جو اسم باطن سے ہین اس جہت سے مختص
ہین کہ وہ اسم ظاہر کی ضد ہین - کیونکہ اسم باطن کے دو جہت ہین ایک جہت وہ ہے جو اسم
ظاہر کے ساتھ جمع ہوتا ہے اور دوسری جہت وہ ہے کہ اوس سے وہ اسم ظاہر کے جمع نہین ہوتا ہے
اور ممکنات جہت اول سے خاص ہین اور ممتنعات جہت ثانی سے مخصوص ہین - اور یہ وہی
اسما ہین جسکے بارہ مین شیخ رضی اللہ عنہ نے فتوحات مکی مین یہ کہا ہے کہ واما الاسماء الخارجة
عن الخلق والنسب فلا یعلمها الا ہو لانہ لا تعلق لہا بالاکوان اور وہ اسما جو

خلق اور نسبت دونون سے باہر ہین اوسکو سواے اللہ کے دوسرا نہین جانتا ہے اسلیے کہ
اونکو موجودات سے کسی قسم کا تعلق نہین ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی
دعا مین اسیکی طرف اشارہ فرمایا ہے واستاثرت بہ فی علم غیبک اور جسکو تو نے
اپنے علم غیب مین اختیار کیا ہے اور جب یہ اسما بذاتہ باطن کے خواستگار تھے اور ظاہر سے
گریزان تھے۔ تو اسواسطے اونکا وجود ظاہر مین ممکن نہین ہوا پس ان اسما کی صورتین علم مین موجود
ہین اور وجود عینی کے اتصاف سے وہ ممتنع اور مستور ہین اور عقل والون کو اس قسم کے اسما
مین کچھ بھی شعور اور ادراک نہین ہے اور نہ عقل کا اسمین کچھ دخل ہے ان باتون پر فقط نبوت
اور ولایت کے مشکوٰۃ سے اطلاع ہوتی ہے اور نبوت اور ولایت پر ایمان لانے سے
ان جواہر معانی کی خبر ہوتی ہے پس ممتنعات بھی حقائق الٰہیہ ہین لیکن اونکی شان یہ ہے
کہ خارج مین اونکا ظہور نہو بخلاف ممکنات کی شان کے کہ اونکا خارج مین ظہور ہوتا ہے اور
جو حقیقت کہ اوسکا وجود ممکن ہے اگرچہ وہ باعتبار ثبوت اعیان کے ازلا اور ابدا حضرت
علمیہ مین ہین لیکن اونھون نے وجود خارجی کی بو ابھی تک نہین سونگھی ہے لیکن باعتبار
مظاہر خارجیہ کے وہ خارج مین موجود ہین۔ اور اونمین سے کوئی شے علم مین ایسی باقی نہین ہے
کہ اونکا ابتک وجود خارجی نہوا ہو۔ کیونکہ وہ سب اپنے زبان استعداد سے وجود عینی کو
حق تعالی سے طلب کر رہے ہین۔ پھر اگر وہاہب حقیقی جواد اونکے وجود کو نہ بخشے تو جواد نہوگا
اور اگر بعض کو وجود بخشے اور بعض کو وجود نہ بخشے حالانکہ وہ سب وجود کے طالب ہین تو
ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی۔ اور ایک ایک کر کے اونکا وجود خارجی زمانہ پر اونکے موقوف
ہونے کے سبب سے ہے جسکو اللہ جانتا ہے کہ کس زمانہ مین واقع ہوگا اور کس وقت مین
عالم غیب سے عالم شہادت مین اوسکا ظہور ہوگا۔ اور یہ ظہور نشات دنیاوی کے تمام ہونے
تک منقطع نہوگا۔ اور آخرت مین بھی اونکا ظہور ہوگا چنانچہ حدیث صحیح مین آگیا ہے کہ مومن کو
جنت مین لڑکے کی خواہش ہوگی تو اسکا حمل اور وضع اور سن سب ایک ہی ساعت مین ہوگا جیسی
اوسکی خواہش ہوگی۔ اللہ نے فرمایا کہ لَکُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ
نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ۔ اور جنت مین تمھارے لیے وہ سب چیزین ہونگی
جنکی تمھارے نفسون کو خواہش ہوگی اور تمھارے لیے اسمین وہ سب چیزین ہین جسکو تم
چاہوگے اور یہ سب تمھارے خدا غفور رحیم کی طرف سے مہمان نوازی کے طور پر ہے

اور اعیان ممکنہ کی دو قسمیں ہیں ایک اعیان جوہری دوسرے اعیان عرضی۔ کل اعیان جوہری ہمیشہ متبوع ہیں اور اعیان عرضی ہمیشہ تابع۔ اور جوہر کی بھی دو قسمیں ہیں بسیط اور مرکب۔ بسیط بھی دو قسم پر منقسم ہے اول بسیط روحانی جیسے عقول اور نفوس مجردہ دوسرے بسیط جسمانی جیسے عناصر اور معدنیات وغیرہ۔ اور مرکب بھی دو اقسام ہیں ایک وہ ہے جو فقط عقل میں مرکب ہو اور خارج میں مرکب نہو جیسے ماہیات جوہریہ ہیں جو جنس اور فصل سے مرکب ہیں۔ اور دوسرا وہ ہے جو ذہن اور خارج دونوں میں مرکب ہو جیسے موالید ثلاثہ۔ اور اعیان جوہری اور عرضی سے ہر قسم جنس اعلیٰ اور اسفل اور اوسط کے اعیان کی طرف منقسم ہیں اور انسے ہر ہر جنس بیشمار انواع کی طرف منقسم ہیں۔ اور انواع اصناف کی طرف منقسم ہیں اور اصناف کے اندر بے شمار اشخاص ہیں۔ فسبحان الذی لا یعزب عن علمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم پاک ہے وہ ذات تعالیٰ جسکے علم سے کوئی چیز آسمان اور زمین میں نہیں چھپی ہے اور وہی سمیع اور علیم ہے پس اعیان ثابتہ کا عالم مطلق اسم اول اور باطن کا مظہر ہے اور عالم ارواح اسم باطن اور ظاہر مضاف کا مظہر ہے۔ اور عالم شہادت مطلق اسم ظاہر اور من وجہ اسم آخر کا مظہر ہے اور عالم آخرت مطلق اسم آخر کا مظہر ہے اور اسم اللہ کا مظہر جو ان صفات اربعہ کا جامع ہے انسان کامل ہے جو تمام عالم پر حکومت کرتا ہے اور عالم مثال اون اسموں کا مظہر ہے جو اسم ظاہر اور باطن کے اجتماع سے پیدا ہوتے ہیں اور عالم ظاہر اور عالم باطن عالم مثال ہی برزخ ہے اور اجناس عالی امہات اسما کے مظاہر ہیں جو چاروں اسموں کو شامل ہوتے ہیں اور اجناس متوسط اون اسما کے مظاہر ہیں جو مرتبہ میں اجناس عالی کے نیچے ہیں۔ اور اجناس سافل ان اسموں کے مظاہر ہیں جو مرتبہ اور احاطہ میں اون سب سے کم ہیں۔ اور اسی طرح انواع حقیقی اون اسما کے مظاہر ہیں جو انواع اضافی کے تحت میں واقع ہیں اگر وہ بسیط ہوتا ہے تو اسم خاص اور اسم معین کا مظہر ہوتا ہے اور اگر مرکب ہوتا ہے تو اون سے ہر ایک ان اسموں کے مظہر ہوتے ہیں جو چند اسما کے ملنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور اونکے اشخاص اسما کے اون دقائق کے مظہر ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہونے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان اجتماعات کثیرہ سے اسما غیر متناہی اور مظاہر بیشمار پیدا ہوتے ہیں اور اسی سے اس آیت کا راز ظاہر ہوتا ہے قل لو کان البحر مدادا

عالم مثال اول و آخر ظاہر و باطن ۱۲ منہ

لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا۔ یعنی کہدو کہ
اگر ہمارے خدا کے لیے دریا سیاہی ہون تو وہ کلمات اللہ کے ختم ہونے سے
پہلے ختم ہو جائینگے۔ اگرچہ ہم ویسے ہی اور بھی مدد کو لاوین۔ کیونکہ اللہ کے کلمات یہی حقایق کے
تمام اعیان ہین۔ اور اسما مشترک کے کمالات اپنے مظاہر مین مشترک ہین۔ بخلاف اسمائے
مختصہ کے کیونکہ اونکے کمالات بھی مختص ہین۔ اور یہ ضرور جاننا چاہیے کہ جو چیز کہ خارج مین موجود
ہے اور اوسکے متعدد صفات ہین تو اون سب کا مظہر ہے پھر اگر اوس سے ہر آن مین
ایک نئی صفت ظاہر ہوتی ہے تو یہی اوسکا مظہر ہے اور اوسی آن مین وہ صفت
پائی جاتی ہے جیسے کہ شخص انسان کبھی رحمت کا مظہر ہوتا ہے اور کبھی نقمت کا اس لیے کہ
دونون صفتین اسمین ظاہر ہوتی ہین۔ اور اگر اوس سے صفات متعین یا ہمیشہ صفات متعدد
ظاہر ہوتے ہین تو جاننا چاہیے کہ وہ ہمیشہ باعتبار اوسکے اوسکا مظہر ہے اور عقول
اور نفوس مجردہ اس جہت سے علم الٰہی اور کتب ربانی کے مظاہر ہین کہ وہ اپنے مبادی کے
اور اون چیزون کے عالم ہین جو اون سے صادر ہوتے ہین۔ اور عرش رحمٰن کا مظہر ہے
اور اوسکا مستوی ہے اور کرسی رحیم کی مظہر ہے اور فلک ہفتم اسم رزاق کا مظہر ہے اور
فلک ششم اسم علیم کا مظہر ہے اور فلک پنجم اسم قہار کا مظہر ہے اور فلک چہارم اسم نور اور
محیی کا مظہر ہے اور فلک سوم اسم مصور کا مظہر ہے اور فلک دوم اسم باری کا مظہر ہے اور
فلک اول اسم خالق کا مظہر ہے یہ باعتبار اون صفات کے ہے اون افلاک کے
روحانیات پر غالب ہین جنکی طرف وہ اسما منسوب ہین۔ اور جب تم موجودات کو
بنظر غور و تامل دیکھو تو تمکو اونکی خاصیتین ظاہر ہونگی۔ اور تم جانوگے کہ وہ سب اسما
کے مظاہر ہین اور توفیق دینے والا اللہ ہے۔

الثانی یہ اعیان اس حیثیت سے کہ وہ صور علمیہ ہین مجعولیت سے موصوف نہین
ہوسکتے ہین کیونکہ اسوقت وہ خارج مین معدوم ہین اور مجعول ہمیشہ خارج مین موجود ہوتا ہے
جیسے کہ وہ صور علمیہ اور خیالیہ جو ہمارے ذہن مین ہین اونکو یہ نہین کہتے ہین کہ وہ مجعول
ہین مگر جب وہ خارج مین موجود ہوتے ہین اون کو مجعول کہتے ہین اور اگر اس طرح نہو تو
ممتنعات کو بھی مجعول کہینگے کیونکہ صور علمیہ مین وہ بھی داخل ہین اور جعل ہمیشہ نسبت خارجی سے
متعلق ہے اور خارج مین موجود کر دینا ہی اوسکے لیے جعل ہے کیونکہ ماہیت وجود خارجی ہی سے

مجہول کہلاتے ہین اور اس معنے سے اونکے ساتھ مجہولیت کی نسبت علم مین بہت بہتر ہے اور اسوقت مین اسکا مرجع نزاع لفظی کے طرف ہوگا۔ کیونکہ یہ ممکن نہین ہے کہ یون بولین کہ علم مین ماہیات کا وجود فیاض کے افاضہ کے یا مخترع کے اختراع سے نہین ہے ورنہ لازم آئیگا کہ وہ حدوث ذاتی سے حادث نہون لیکن اونکا اختراع ایسا نہین ہے جیسا کہ ہم لوگون کو ہمارے صور ذہنیہ کا اختراع ہوتا ہے کیونکہ جب ہم لوگ کسی چیز کو ظاہر کرنا چاہتے ہین تو پہلے اپنے ذہن مین اوسے سوچ سمجھ لیتے ہین اور اوسکے ظہور مین تاخر زمانی ہوتا ہے اور ہمارے وجود کے بعد اوسکا اختراع ہوتا ہے اور اعیان علمیہ کو حق تعالی سے وجود مین تاخر زمانی نہین ہے بلکہ حق تعالی کو اپنی ذات کا علم اعیان کے علم کو وجود مین بغیر تاخر زمان کے مستلزم ہے اور وہ علم ذاتی سے اون اعیان کو جانتا ہے اور کسی دوسرے علم سے سواے علم ذاتی کے وہ نہین جانتا ہی جیسا کہ اون لوگون کا وہم ہے جنھون نے حق تعالی کے عالم کے علم کو عین عقل اول قرار دیا ہے فافہم۔

انتباہ جاننا چاہیے کہ اعیان ثابتہ کے دو اعتبار ہین۔ ایک اعتبار سے وہ اسما کی سی صورتین ہین اور دوسرے اعتبار سے وہ اعیان خارجیہ کے حقائق ہین پس وہ اعیان ثابتہ اول اعتبار سے مثل ابدان کے ہین جو ارواح کے لیے ہوتے ہین اور دوسرے اعتبار سے وہ مثل ارواح کے ہین جو ابدان کے لیے ہوتے ہین۔ اور اسما کے بھی دو اعتبار ہین ایک اعتبار اونکی کثرت کا ہے اور دوسرا اعتبار اونکی وحدت کا ہے جو ذات کا مسمی ہے چنانچہ یہ گذر چکا ہے۔ پھر وہ کثرت کے اعتبار سے حضرت آلہیہ جامعہ سے فیض کے محتاج ہین۔ اور وہ اسما اوس فیض کے قابل ہین جیسے عالم ہین۔ اور وحدت ذات کے اعتبار سے جو صفتون سے موصوف ہے اپنی صورتون کے رب ہین اور اسی جہت وہ اپنے صورتون پر فیاض ہین پھر فیض اقدس سے جو باعتبار اولیت اور باطنیت ذات کی تجلی ہے اسماء اور اعیان ثابتہ کی طرف ہمیشہ حضرت ذات سے فیض پہونچتا رہتا ہے پھر فیض مقدس سے جو باعتبار ظاہریت اور آخریت ذات کی تجلی ہے اور قابلیت اعیان اور اونکے استعداد سے اسما ظاہری اور اعیان خارجی کی طرف حضرت ذات سے ہمیشہ فیض پہونچتا ہے۔ اور جو عین کہ اپنے ماتحت کا جنس ہے وہ ایک جہت سے اپنے ماتحت پر اوس فیض کے پہونچانے مین واسطہ ہوتا ہے

یہان تک کہ اشخاص تک وہ فیض پہنچ جاتا ہے جیسے کہ عالم کون و فساد مین جو عقول اور نفوس مجردہ کے ماتحت ہین عقول اور نفوس مجردہ فیض کے پہونچانے مین واسطہ ہوتے ہین - اگرچہ ہر موجودات مین جہت خاص سے جو حق تعالی کے ساتھ اوسکو ہے بلاواسطہ فیض پہونچتا ہے اور اعیان کے دو جہت ہین ایک جہت سے وہ ارواح اور اعیان خارجیہ کے حقائق ہین - اور دوسری جہت سے وہ ابدان اور صورت ہین اور اونکو ربوبیت اور مربوبیت دونون جہت حاصل ہین - پس وہ جہت اول سے فیض کو قبول کرتے ہین اور دوسری جہت سے وہ اپنی صورت خارجی کو پالتے ہین پس اسما ہی عالم غیب اور شہادت کے مطلقاً مفاتیح ہین - اور اعیان ممکنہ فقط عالم شہادت کے مفاتیح ہین - اور جب حضرت اعیان اور اسما سب پر حضرت جمع سے اونکے استعداد کے موافق ہمیشہ بغیر انقطاع کے فیض کا افاضہ ہوتا ہے تو اسیواسطے شیخ رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب مین فیض کو مطلقاً حضرت جمع کی طرف منسوب کیا ہے اور قابلیت کو ہمیشہ اعیان کی طرف منسوب کیا ہے اگرچہ یہ بھی اپنے ماتحت کی صورتون پر اپنی ربوبیت کی جہت سے فیض پہونچاتا ہے اور کوئی یہ توہم نکرے کہ اعیان کو ہمیشہ فقط قابلیت ہی کی جہت ہوتی ہے اور اسما کو صرف فاعلیت کی جہت ہمیشہ ہوتی ہے اور اسما کے دو قسم ہین ایک موثر ہین اور دوسرے متاثر ہین پھر بعض اونسے مطلقاً فاعل ہوتے ہین اور بعض اونسے مطلقاً قابل ہوتے ہین -

ہدایت - کل ماہیتون کو خاص وجود علمی ہے کیونکہ جو خارج مین ثابت ہین وہ کبھی وجود خارجی سے منفک نہین ہین تاکہ موجود اور معدوم کے درمیان مین کوئی واسطہ لازم آوے - جیساکہ معتزلہ اس طرف گئے ہین کیونکہ ہمارا یہ قول بدیہی ہے کہ شے خارج مین یا ثابت ہوگا - یا ثابت نہوگا - اور جو خارج مین ثابت ہوگا وہ خارج مین موجود بھی ضرور ہی ہوگا - اور جو خارج مین ثابت نہین ہے تو وہ ضرور ہی معدوم ہے پھر اسوقت مین اوسکا ثبوت جو وجود خارجی سے منفک ہو عقل ہی مین ہوگا - اور جتنی صورتین کہ عقل مین ہین وہ حق تعالی سے فائض ہین - اور کسی شے کا فیضان جو اوسکے غیر سے ہو تو وہ حق تعالی کے علم سے مسبوق ہوگا پس یہ چیزین اوسکے علم مین ثابت ہوئین اور اوسکا علم بھی وجود ہے کیونکہ وہ حق تعالی کی ذات ہے پھر اگر ماہیات اون موجودات متعینہ کے سوا ہون جو علم مین ثابت ہین تو حق تعالی کی ذات فی الحقیقت امور کثیرہ کی محل ہو جائیگی جو اوسکی ذات سے متغائر ہین -

اور یہ محال ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ ہم بہت سی چیزون کو بغیر اونکے وجود کے تصور
کرتے ہین تو یہ صحیح نہین ہے کیونکہ یہ باعتبار اونکے وجود خارجی کے ہے کیونکہ اگر ہم اوسکو
وجود ذہنی سے بھی بھلا دیوین تو ذہن مین کبھی کسی شئے کا وجود نہوگا اور اگر یہ بھی مان لیا جاوے
کہ وجود خارجی کے ساتھ وجود ذہنی سے بھی ہم اوسکو بھلا دین تو اس سے یہ نہین لازم آتا ہے
کہ مطلقاً کسی قسم کا وجود اوسکو نہوگا۔ اسواسطے کہ ممکن ہے کہ ماہیت کو کوئی خاص قسم کا
وجود ہو جو اوسپر عارض ہوتا ہو اور وہ ذہن مین ہو جیسا اوس کا ذہن مین تصور ہوتا ہوے
جیسے کہ وجود خارجی اوسکو عارض ہوتی ہے جب وہ خارج مین ہوتا ہے پھر ذہن مین اونکے
وجود سے ذہول ہوتا ہے لیکن اوس ماہیت سے ذہول نہین ہوتا ہے اور کبھی وجود خود
باعتبار تعداد اور کثرت کے عارض ہوتا ہے۔ جیسے عارض ہونا وجود عام کا وجود۔ وجود خاص کو
لازم ہے اور صحیح وہی ہے جو گذر چکا ہے کہ کبھی کسی خاص صفت سے وجود کی تجلی ہوتی ہے
اور اسی سے وہ متعین ہوتا ہے اور اس وجود سے وہ امتیاز پاتا ہے جو کسی اور دوسری
صفت مین تجلی کیا ہے اور وہ حقائق اسمائیہ سے کوئی حقیقت بنجاتا ہے اور علم حق مین اوس
حقیقت کی صورت بھی ہے اوسی کا نام ماہیت اور اعیان ثابتہ بھی ہے اور اگر چاہو تو
کہو کہ وہ حقیقت بھی ماہیت ہے کیونکہ یہ بھی صحیح ہے اور اس ماہیت کا عالم ارواح مین ایک
وجود خارجی ہے اور وہ یہ ہے کہ عالم ارواح مین وہ ماہیت پائی جاوے اور
دوسرے عالم مثال مین اوسکو وجود ہے اور وہ یہ ہے کہ صورت جسمانی مین اوس کا
ظہور ہو۔ اور تیسرے عالم حس مین اوسکا وجود ہے اور وہ یہ ہے کہ جسمین وہ متحقق ہو جاوے
اور چوتھے ہمارے ذہنون مین اوسکا وجود علمی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارے ذہنون مین
وہ ثابت کہا گیا ہے کہ وجود حصول اور کون کو کہتے ہین۔ اور بقدر ظاہر ہونے نور وجود کے
اونکے مظاہر مین جو اونہین کے کمالات سے ہی ماہیات ظاہر ہوتے ہین۔ اور اون کمالات
کے لوازم کبھی ذہن مین پائے جاتے ہین اور کبھی خارج مین ظہور کرتے ہین اور باعتبار قربت
الہی اور بعد کے اور قلت وسائط اور کثرت کے اور صفائی استعداد اور کدورت کے اوسکا
ظہور قوی اور ضعیف ہوتا رہتا ہے پھر بعض کو اوسکے کل لازمی کمالات ظاہر ہوتے ہین اور
بعض کو تھوڑے کمالات ظاہر ہوتے ہین۔ پھر اون ماہیات کی صورتین ہمارے
ذہنون مین اون صور علمیہ کے ظل ہین جو ہم لوگون مین مبادی عالی سے بطریق انعکاس کے

یا اوس حضرت علمیہ سے بقدر ہمارے حصہ کے نور وجود کے ظاہر ہونے سے ہملوگون مین حاصل ہین اسیواسطے حقائق اشیا کا علم جیسا کہ چاہیے نہایت مشکل ہے مگر اوسکو آسان ہی جسکے قلب کو اللہ نے نور حق سے روشن کر دیا ہے اور وجود محض اور اوس شخص کے درمیان کا پردہ اوٹھا دیا گیا کیونکہ یہ لوگ حق تعالی ہی سے اوس صور علمیہ کا ویسا ہی ادراک کرتے ہین جیسا کہ وہ فی نفسہا کسی حالت پر ہوتے ہین۔ اور اسکے ساتھ بھی وہ بقدر اندیت اور تعین کے اوس سے محجوب رہتا ہے پھر علم حق مین اور اس انسان کامل کے علم مین اس شئے تمیز حاصل ہوتی ہے اور عارفون کی غایت عرفان یہی ہے کہ وہ اپنے عجز کا اقرار کرین اور اپنے کو اوسمین قاصر جانین اور سمجھین کہ ہم سب کا مرجع اوسیکی طرف ہے اور وہی علیم اور خبیر ہے اگر تمنے اوسکی قدر و منزلت جان لی ہے جسکو تمنے سنا ہے تو تمکو حکمت دیدی گئی اور جسکو حکمت دیدی گئی تو اوسکو خیر کثیر دی گئی۔

تتمہ۔ اعیان خارجی باعتبار اپنے تعینات عدمی اور وجود مطلق سے امتیاز پانے کے عدم کی طرف راجع ہین۔ اگرچہ وہ باعتبار حقیقت اور تعینات وجودی کے عین وجود ہین اور جب تمھارے کان مین عارفون کا یہ کلام پہونچے کہ عین مخلوق معدوم ہے اور تمام وجود اللہ ہی کا ہے تو تم اوسے فوراً قبول کر لو۔ کیونکہ وہ اوسی جہت سے کہتا ہی جو تمکو ابھی معلوم ہوا حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ حضرت کمیل کی حدیث مین فرماتے ہین کہ حقیقت یہ ہے کہ موہوم کو محو کر کے معلوم کو تصور کرو اور اسکے سوا اور بہت سے اقوال اہل اللہ کے اس بارہ مین ہین اور اہل اللہ کے اس قول کا مطلب د اعیان ثابتہ عدم مین ہین یا وجود مین ہین ، یہ ہے کہ جب وہ حضرت علمیہ مین ثابت تھے تو وہ عدم خارجی کے مشابہ تھے اور عدم خارجی سے موصوف تھے۔ گویا وہ اپنے عدم خارجی مین ثابت تھے پھر بعد کو حق تعالی نے اونکو وجود خارجی کا جامہ پہنایا تب وہ موجود ہوے اور یہ مطلب نہین ہے کہ عدم اونکا کوئی ظرف ہے جس مین وہ مثل مظروف کے رہتے ہون کیونکہ عدم لاشی محض کو کہتے ہین۔

فصل چہارم جوہر اور عرض کے بیان مین اہل اللہ کے طریقہ پر

جب آپ حقائق اشیا مین بنظر غور و فکر دیکھینگے تو بعض چیزون کو متبوع پائینگے

جو عوارض سے ملے ہوے ہین - اور بعض چیزون کو تابع جو متبوع کو لاحق ہوتے ہین متبوع
کو جوہر اور تابع کو عرض کہتے ہین - اور ان دونون کو وجود جامع ہے کیونکہ وہی ہر ایک کی
صورت مین تجلی کرتاہی اور تمام جواہر جوہر مطلق کے عین مین متحد ہین پس وہ حقیقت واحدہ
ہوئی اور ذات الٰہیہ من حیث ہو قیوم اور حق کی یہی مظہر ہے جیسے کہ عرض صفت الٰہی کا مظہر ہے
جو ذات کے تابع ہے کیا آپ نہین دیکھتے کہ جیسے ذات صفات سے ہمیشہ حجاب مین رہتی ہے
ویسا ہی جوہر ہمیشہ اعراض سے گھرا ہوا ہوتا ہے اور جیسے کہ ذات کے ساتھ کوئی صفت
ہونے سے اسما پیدا ہوتے ہین خواہ وہ اسما کلی ہون یا جزئی ایسا ہی جوہر کے ساتھ کوئی
معنی کلیہ ملانے سے وہ جوہر خاص ہوتا ہے جو اسم کلی کا مظہر واقع ہوتا ہے - بلکہ اوسی کا
عین معنی جزئیہ کے ملانے سے جوہر جزئی بنتا ہے جیسے شخص ہے - اور جیسے کہ اسما کلیہ
کے ملنے سے دوسرے اسما پیدا ہوتے ہین ویسا ہی بسیط جوہرون کے ملنے سے دوسرے
جوہر پیدا ہوتے ہین جو اون سے مرکب ہوتے ہین اور جیسے کہ اسما ایک دوسرے
کو محیط ہین ویسا ہی جوہر بھی ایک دوسرے کو محیط ہے اور جیسے کہ امہات اسما منحصر ہین
ویسا ہی جوہرون کے اجناس اور انواع بھی منحصر ہین - اور جیسے کہ اسما کے شروع
غیر متناہی ہین ویسا ہی اشخاص بھی غیر متناہی ہین - اور اس حقیقت کو اہل اللہ کی اصطلاح
مین نفس رحمانی اور ہیولی کلیہ بولتے ہین اور جو اوس سے متعین اور موجود ہے وہ کمال الٰہی
ہے اور اگر آپ اوس حقیقت کو یہ اعتبار اوسکے جنسیت کے اعتبار کرین جو اوسکے تحت کے
انواع کی نسبت اوسکو لاحق ہوتا ہے تو وہ طبیعت جنسی ہے اور اگر اوسکو باعتبار فصل
کے اعتبار کیا جاے نوع نوع ہوتا ہے تو وہ طبیعت فصلی ہے کیونکہ جب جنس کے حصہ کو
کسی صفت معین کے ساتھ لیوین تو وہی ہو ہو اوسپر محمول ہوتا ہے اور اوسکے سوا سے
کوئی دوسری چیز اوسپر محمول نہین ہوتی ہے اور جب اوسکے مساوی حصہ کو لیوین جو اوسکے
افراد مین اوسکے تحت مین یا کسی دوسرے نوع کے تحت مین بطریق توافق کے واقع ہی
تو وہ طبیعت نوعی ہے - پس جنسیت اور فصلیت اور نوعیت معقولات ثانیہ ہین -
جو اوس حقیقت پر لاحق ہوتے ہین - اور جوہر باعتبار اپنی حقیقت کے جواہر بسیطہ
اور مرکبہ کے حقائق کا عین ہے اور وہی سب حقیقتون کی حقیقت ہے عالم غیب
ذاتی سے عالم شہادت حسی کی طرف وہی نزول کرتا ہے اور ہر عالم مین باعتبار

اوس عالم کے لیاقت اور استعداد کے وہی ظاہر ہے اور اسی مین میرا یہ قول ہے۔

حقیقۃٌ ظہرت فی الکون قدرتہا	وہ ایک ہی حقیقت ہی جسکی قدرت تمام ہستی مین ظاہر ہی۔
فاظہرت ہذہ الاکوان والحجبا	اور اوسی نے ان موجودات اور ان حجابونکو ظاہر کیا ہے۔
تنکرت بعیون العالمین کما	اہل علم کی آنکھون سے وہ ایسا ناآشنا ہی جیسا کہ
تعرفت بقلوب عرفاء ادباء	عارفان اہل ادب کے دلون سے وہ آشنا ہے۔
فالخلق کلہم استار طلعتہا	اور تمام مخلوق اوسکے طلعتِ عالمتاب کے پردے ہین۔
والامر اجمعہم کانوا لہا نقبا	اور تمام امر اوسکے چہرہ جہان آرا کے نقاب ہین۔
ما فی سترہا الاکوان من عجب	موجودات کے پردہ ہونے مین کوئی تعجب نہین ہی۔
بل کونہا عینہا مما قوی عجبا	بلکہ اوسکا موجودات کا عین ہونا نہایت تعجب ہے۔

اور معانی کلیہ اور جزئیہ کی طرف اوسکا انضمام نہین ہوتا ہے بلکہ وہ اوسمین ظہور کرتا ہی اور کبھی اُسکی تجلی معانی کلیہ مین ہوتی ہی اور کبھی معانی جزئیہ مین۔ اور وہ باعتبار اپنے نفس کے ذات واحد ہی اور باعتبار مختلف صفتون مین ظہور کرنے کے کثیر ہے اور یہ صفتین باعتبار اپنی حقیقت کے اوس ذات کو لازم ہین اور ان صفتون کا ظہور اعتدال پر موقوف ہی اور اعتدال کے وقت وہ بالفعل ہوتا ہی اور جو کچھ کہ فرد مین بالفعل یا بالقوی ہی وہ اس ذات مین بالغیب ہی اور جو کچھ کہ فرد مین ہونگی تو وہ اسکی لوازم اور صفات ہونگی اور بالقوی خواہ کسی زمانہ معین تک ہو یا ہمیشہ کے لیے ہو کیونکہ جو کچھ کہ فرد مین ظاہر ہوتا ہی وہ ظہور کے پیشتر اوسمین بالقوے تھا ورنہ اوسمین اوسکا ظہور ممکن نہ تھا اور جوہر کو جنس اور فصل کچھ بھی نہین ہے اسیواسطے اوسکی کوئی حد نہین ہے اور جو کچھ کہ اوسکی تعریف مشہور ہے وہ رسمی تعریفین ہین نہ کہ حقیقی اور جب حق تعالی کی تجلیان (جو صفتون کی ظاہر کرنے والے ہین بحکم کل یوم ہو فی شان کے) بہت ہین لہذا اعراض بھی بہت اور غیر متناہی ہین اور امہات صفات متناہی ہین۔ اور اس تحقیق سے آپ کو معلوم ہوگا کہ حق تعالی کے صفات حضرت اسما مین تعینات کے سبب سے باہم علیحدہ علیحدہ حقائق ہین اگرچہ ان سب کا مرجع ایک ہی حقیقت کی طرف ہوتا ہے جو ایک جہت سے مشترک ہین جیسے کہ اون کے مظاہر کی حقیقت ایک دوسرے سے علیحدہ ہے حالانکہ وہ عرضیت مین ایک دوسرے کے مشترک ہین اور جو کچھ کہ وجود مین ہے وہ عالم غیب پر دلیل اور نشان ہی۔

انتباہ۔ از زبان اہل معقول۔ جاننا چاہیے کہ ممکنات جوہر مین منحصر ہین۔ اور جواہر خارجی کا وہ جوہر عین ہی اور ایک دوسرے کو عوارض سے امتیاز حاصل ہی جو جوہر کو لاحق ہوتے ہین اور اسکا سبب یہ ہے کہ کل جواہر اپنے جوہر طبعی مین مشترک ہین اور ہر ایک دوسرے سے امور غیر مشترکہ سے ممتاز ہے اور وہ امور جن سے تمیز حاصل ہوتی ہے وہ جوہر طبعی سے خارج ہین اور وہی اعراض ہین۔ یہ نہین کہا جاسکتا ہی کہ ممکن ہے کہ وہ جوہر انکا عرض عام اور عین جوہر نہو کیونکہ ہم کہتے ہین کہ عرض عام عقل مین اپنے معروض کے افراد کا مغایر ہوتا ہے اور خارج مین مغایر نہین ہوتا اور یہی عرض عام خارج ہین اون افراد کا عین ہے ورنہ ہو ہوا وسکا حمل نہین صحیح ہوتا اور یہی ہمارا مطلب ہو۔ و نیز یہ کہ اگر طبیعت جوہری عرض عام ہوتی اور جواہر خارجی سے وہ خارج ہوتی تو حقایق جوہری جواہر فی نفسہا کے سوا کوئی دوسری چیز ہوتی اور وہ حقایق جوہری اون جواہر کے ذوات سے ایک شئے علیحدہ ہوتی کیونکہ وہ جواہر طبعی کے معروض ہین اور عارض بدیہی معروض کا غیر ہوتا ہے و نیز یہ کہ اگر وہ طبیعت افراد کے وجود کے سوائے کوئی دوسرے وجود سے موجود ہوتی۔ تو وہ مثل اعراض کے ہوتی اور اوسپر اوس کا حمل نہین صحیح ہوتا طبیعت جوہری کے معدوم ہونے سے یہ ضرور نہین تھا کہ وہ بھی معدوم ہوجاوے کیونکہ وہ طبیعت سے خارج ہے اور لازم نہین کے معدوم ہونے سے اوسکے ملزوم کا عدم ضروری نہین ہے بلکہ وہ اوسکی علامت ہے جیسے کہ وجود مین ہے اور اگر وہ جوہر موجود نہوتا تو افراد جوہری جواہر خارجی کے سوائے کوئی دوسری چیز ہوتی کیونکہ جوہر خارج مین موجود ہی نہین ہی اور وہ محال ہے اور اگر وہ عین جوہر کے وجود سے موجود ہین تو وہ خارج مین اونکا عین ہے اور وہی مطلوب ہے و نیز اگر جوہر اپنے جزئیات کے مصداق کا خارج مین حقیقۃً عین نہوتا تو وہ جوہر کل مین داخل ہوتا یا کل مین داخل نہوتا بلکہ بعض مین داخل ہوتا اور بعض مین داخل نہوتا۔ صورت اول مین لازم آتا ہی کہ ماہیت غیر متناہی جوہرون سے مرکب ہو۔ اگر فصل بھی اوسکا جوہری ہو کیونکہ وہ جوہر ماہیت کے فصل مین داخل ہی اور لازم آتا ہی کہ ایک شئے خود جوہر ہو اور پھر اوس مین دوسرا جوہر داخل ہو اور لازم آتا ہے کہ کوئی جوہر بسیط نہو یا یہ لازم آئیگا کہ ماہیت جوہر اور عرض دونون سے مرکب ہو اگر فصل اوسکا عرض ہی اور اس صورت مین ماہیت

جوہری عرض ہوجاتی ہو اور تقدیر ثانی پر لازم آتا ہی کہ بعض معروض کہ بذاتہٖ قطع نظر اپنے
عارض کے جوہر نہو یا کل سے خارج ہو اور یہ دوسرے سے بھی اوسی دلیل سے جو گذر چکی ہی
زیادہ محال ہو اب ثابت ہوگیا کہ وہ خارج مین اپنے افراد کا عین ہے اور اون سب مین اعراض
خاصہ سے امتیاز ہے کیونکہ یہ ممکن نہین ہے کہ وہ خود اپنا ممیز ہو یا کوئی فرد اوس کا ممیز
ہوا اور یہ نہین کہا جاسکتا ہے کہ اگر اعیان جوہری اون اعراض معین سے مختلف ہوتے
جو اونپر عارض ہوتے ہین تو وہ بذاتہٖ ممیز ہوتے بلکہ مشترک ہوتے جیسے کہ افراد انسانی کی حقیقت
واحدہ مین اشتراک ہی کیونکہ ہم یہ کہتے ہین کہ کل جواہر حقیقت جوہری مین مشترک ہین جیسے
کہ نوع کے افراد اوس نوع کے حقیقت مین مشترک ہوتے ہین اور سارا ون کی ذاتون کے حاصل
ہونے کے بعد اونمین بذاتہٖ امتیاز ہوتا ہے اور سا انواع ہمیشہ اعراض کلیہ ہی سے نوع بنتے ہین
جو حقیقت جوہریہ پر عارض ہوتے ہین جیسے کہ اشخاص ہمیشہ اعراض جزئیہ ہی سے شخص بنتے
ہین جو حقیقت نوعیہ پر عارض ہوتے ہین۔ کیا آپ نہین دیکھتے کہ جب حیوان کو نطق ہوتا
ہے تو وہ انسان ہوتا ہے اور جب اوسکو صہل لاحق ہوتا ہے تو وہ فرس ہوتا ہی
اور جب اوسکو نہق عارض ہوتا ہے تو وہ حمار ہوتا ہے اور یہ سب عرض ہین اور
جب حمل بالمواطات کرنا چاہا تو اوسمین اشتقاق کی حاجت پڑی اور کہا گیا کہ انسان
حیوان ناطق ہے اور فرس حیوان صاہل ہے اور نطق کا بالاشتقاق حمل ہوتا ہے
اور ناطق بالمواطات محمول ہوتا ہے اور وہ شے جسکو نطق ہے اور ناطق کے لفظ سے
وہ سمجھا تا ہے تو وہ بعینہٖ حیوان ہے جو وجود انسانی مین ہے اور عقل مین وہ شے حیوان
سے اعم ہے لیکن خارج مین وہ دونون ایک ہی عین ہین اسیواسطے شے اوسپر ہوکر
محمول ہوتا ہے اور یہان سوا حیوان اور نطق کے کوئی اور چیز نہین ہے پس
معلوم ہوا کہ ترکیب معنوی صرف درمیان طبیعت حیوانی اور طبیعت نطقی کے ہے اور
کسی کے نہین ہے اور اول مشترک ہے اور دوسرا غیر مشترک اور یہ نہین لازم آتا ہے
کہ جوہر عرض اور جوہر سے مرکب ہو کیونکہ جسکو نطق ہے وہی جوہر ہے اور وہ مثل شخص کے
مرکب نہین ہے اور نوع اور شخص مین فرق یہ ہے کہ اول مین کلی کا انضمام کل کے ساتھ
ہوتا ہے اسواسطے وہ اپنے کلی ہونے سے نہین نکلتا ہے اور دوسرے مین جزئی کا انضمام
کلی کے ساتھ ہوتا ہے اسواسطے وہ اپنے کلی ہونے سے نکلجاتا ہے۔ اور عرض عام وہ ہے

جو دو یا چند حقیقتون کو شامل ہو اور خاصہ ہمیشہ ایک ہی حقیقت سے مختص ہوتا ہے اول جیسے مشی اور احساس ہو اور دوسرا جیسے ضحک اور نطق ہے اور جسکو مشی عارض ہے تو اوس کو ماشی کے لفظ سے تعبیر کرتے ہین جو عرض عام کا مسمی ہو اور جسکو ضحک عارض ہو تو اوسکو ضاحک کی لفظ سے تعبیر کرتے ہین جو عقل والون کے نزدیک کا خاصہ مسمی ہے اور وجود مین وہی عین حیوان اور انسان ہو اور کوئی چیز اون دونون پر زائد نہین ہے نہ اون دونون سے باہر۔ اگرچہ وہ دونون باعتبار مفہوم کے ان دونون سے بھی عام ہین اور نہ بہ نسبت نوع کے جو عرض عام ہو تو وہی بہ نسبت جنس کے فصل ہے جس سے نوع بنتے ہین اور یہ وہ جنس ہو جسکے تحت مین یہ سب انواع ہین۔ اور جو خاصہ ہے تو وہ نوع کے لئے فصل ہے اور ناطق کا انسان پر حمل مواطات سے محمول ہونا اس کہنے سے مانع ہے کہ وہ شی جسکو نطق ہو وہ دوسری ماہیت ہے اور وہ انسان پر دونون کے اتحاد وجود سے محمول ہے کیونکہ حمل کسی ماہیت کا کسی پر جو اوسکے متبائن ہو محال ہو اور اتحاد وجود کو حمل مین کوئی دخل نہین ہو اور نہ یہ بولنا صحیح ہوگا کہ انسان فرس ہو (کیونکہ نفس وجود مین دونون متحد ہین) اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حمل ماہیت پر ہوتا ہو وجود پر حمل نہین ہوتا اور اگر یہ جائز ہوتا تو ماہیت کے اجزا کا حمل بھی ماہیت پر صحیح ہوتا۔ اور یہ اوس ماہیت مین ہوگا جو چند اجزا سے مرکب ہو اور وجود واحد سے وہ موجود ہون اور وہ خود واحد مرکب کا وجود ہے اور یہ گمان نکرو کہ مبدا نطق کا جو نفس ناطقہ کو ہے حیوان کو حاصل ہے تا کہ نطق کو اوسکے ساتھ ضم کی حاجت پڑے اور وہ اوس سے حیوان ہو حالانکہ وہ فصل ہونے کی صلاحیت نہین رکھتا کیونکہ وہ خارج مین مستقل موجود ہو بلکہ یہ مبدا نطق ہر شئے کو حاصل ہے حتی کہ جمادات کو بھی ہے کیونکہ ہر شئے کو عالم ملکوت اور جبروت سے تھوڑا تھوڑا حصہ ہے اور معدن رسالت سے جو حقائق اشیا کو مشاہدہ کرتے ہین بہت سی باتین اُسکی تائید مین پائی گئی ہین جیسے کہ حیوانات اور جمادات کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کلام کرنا اور حق تعالی نے فرمایا وان من شی الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم (اور ہر شئے اللہ کے حمد کی تسبیح کرتے ہے لیکن تم اونکی تسبیح کو نہین سمجھتے) اور ہر شخص مین نطق کا ظاہر ہونا موافق عادت الہی اور سنت ربانی کے مزاج انسانی کے اعتدال پر موقوف ہو اور کمال اشیا کے لیے یہ شرط نہین کیونکہ وہ لوگ باطن اشیا پر مطلع ہین اور ہر چیز دن کے

کلام کو وہ ادراک کرتے ہین اور متاخرین نے جو کہا ہے کہ نطق سے فقط ادراک کلیات مراد ہی اور کلام کرنا مراد نہین ہی تو اس سے اونکو کوئی فائدہ مترتب نہین ہوتا ہی اور قطع نظر اسکے یہ وضع لغت کے بھی [illegible] نا ہی کیونکہ وہ دعوے اسپر موقوف ہی کہ قوت ناطقہ فقط انسان ہی کو ہو اور اسپر اونکے پاس کوئی دلیل نہین ہے۔ اور نہ اونکو اس امر پر پورا وقوف ہے کہ حیوانون کو ادراک کلی نہین ہوتا ہے اور کسی چیز کا نہ ہا ننا اوسکے وجود کے منافی نہین ہوسکتا ہی اور حیوانون سے جو عجائب وغرائب افعال کہ صادر ہوتے ہین اونمین نظر غائر سے دیکھنے کے بعد یہ ضرور معلوم ہوگا کہ اونکو بھی ادراکات کلی ہوتے ہین اور دوسری دلیل یہ ہے کہ جزئی ادراک بغیر کلی کے نہین حاصل ہوسکتے ہین کیونکہ جزئی تشخص کے ساتھ بعینہ کلی ہے اور ہدایت کرنے والا اللہ ہے۔

انتباہ۔ جس طرح عرض بذاتہ محل کا طالب ہی جسمین وہ قیام کرسکے اور وہ محل جوہر ہے اسیطرح جوہر بھی بذاتہ عرض کا طالب ہی جس سے اوسکا ظہور ہوسکے۔ بلکہ جوہر عرض کے وجود اور اوسکے طلب کا علت ہی اب دونون مین ارتباط غیر منفک حاصل ہوگیا۔ اور انمین سے ہر ایک جوہر اور عرض عقلی اور جوہر اور عرض خارجی کی طرف منقسم ہین اول جیسے اعیان جوہری اور عرضی ہین جو حضرت علمیہ مین ثابت ہین اور اجناس اور فصول ہین جو بالمواطات انواع خارجی پر محمول ہوتے ہین۔ اور ثانی جیسے وہ جواہر اور اعراض ہین جو موجود فی الخارج ہین اور ایسا ہی جوہر کی تعریف بھی ہوئی ہی کہ جوہر وہ ماہیت ہی کہ جب وہ پایا جائیگا تو کسی موضوع مین نہوگا یا جوہر وہ موجود ہی جو کسی موضوع مین نہو۔ اور عرض اسی کا مقابل ہی۔

تنبیہ۔ وجوب اور امکان اور امتناع مین۔ جب شیخ رضی اللہ عنہ نے اپنے کتاب فصوص مین وجوب بالذات اور وجوب بالغیر اور امکان اور ممکن کو ذکر کیا ہے تو مجھکو بھی ان تینون نسبتون کو ان کے طریقہ پر بیان کرنے کی حاجت پڑی۔ اب مین کہتا ہون کہ وجوب اور امکان اور امتناع کو اس جہت سے کہ وہ محض عقلی نسبتین ہین خارج مین وجود نہین ہے جیسے عرض اپنے معروضات خارجیہ مین پائی جاتی ہین۔ اور فقط ذہن ہی مین اونکو وجود ہے کیونکہ یہ حالات ہین اور ذات غیبیہ کے تابع ہین اور اعیان مین ثابت ہین اور یہ نام یا باعتبار وجود خارجی کے ہوگا جیسے امکان ممکنات کے لیے

اور امتناع ممتنعات کے لیے ہے یا باعتبار عین اور اوس ذات کے ہوگا جیسے کہ وجوب وجود من حیث
ہو ہو کے لیے ہے کیونکہ وہ واجب بذاتہ ہے اور اوسکو وجوب باعتبار وجود زائد خارجی کے نہین
ہے اور وجوب یہ ہے کہ ذات اپنے عین کے خارج مین باقی رکھنے کو ضرور ہی مقتضی ہو اور امتناع
یہ ہے کہ ذات اپنے عین کے خارج مین باقی نہ رکھنے کو ضرور مقتضی ہو اور امکان یہ ہے کہ ذات
کو وجود اور عدم کسی مین اقتضا نہو اور امکان اور امتناع وہ سلبی صفتین ہین اسکے موصوف
کو وجود خارجی کی اقتضا ہی نہین ہے اور وجوب حق تعالی کی صفت ثبوتی ہے یہ نہین کہا
جاسکتا ہے کہ ممتنعات کو مطلقًا ذات ہی نہین ہے پھر اوسکو اقتضا کہان سے ہوگا کیونکہ
مین بیان کرچکا ہون کہ اسکی دو قسم ہین ایک وہ ہے کہ جسکو عقل نے فرض کیا ہو اور اوسکو
اصل مین کوئی ذات نہین ہے اور دوسری قسم وہ امور ہین جو ثابت ہون بلکہ اسماے
الٰہیہ ہین اور یہ اعیان کے بیان مین گذر چکا ہے اور وجوب موجودات خارجیہ
اور علمیہ دونون کو محیط ہے کیونکہ جب تک کہ اوسکا وجود واجب نہوگا خارج اور عقل مین وہ پایا
ہی نہ جائیگا۔ اور وجوب کی دو قسمین ہین ایک وجوب بالذات ہے دوسرا وجوب بالغیر ہے
جاننا چاہیے کہ یہ انقسام باعتبار ربوبیت اور عبودیت کے تمیز کی ہے اور باعتبار وحدت
صرف کے وجوب بالغیر نہین ہے بلکہ فقط وجوب بالذات ہے اور جو چیز کہ واجب بالغیرہ
تو وہ ممکن بالذات ہے پس امکان بھی اوسکو محیط ہے اور امکان سے اوسکے موصوف
ہونے کا سبب فقط امتیاز ہے اور اگر یہ نہین ہوتا تو وجود اپنے وجوب ذاتی
پر رہتا ہے۔ اور جب ان تینون نسبتون کا منشا یہی حضرت علمیہ ہے تو اسی واسطے
بعض اکابر نے یہ کہا ہے کہ حضرت امکان بعینہ حضرت علم ہے اور یہ عقلی مباحث ہین
جنکا ذکر یہان اور اوپر کی فصلون مین گذر چکا ہے۔ اگرچہ یہ بظاہر حکمت نظری کے خلاف
معلوم ہوتا ہے لیکن نفس الامر مین حکمت نظری کی یہی روح ہے اور حضرت نبوت سے ظاہر
ہوا ہے جو مراتب وجود اور اوسکے لوازم کے عالم ہین۔ اسی واسطے اہل اللہ اسکو بے تحاشا
نہین ظاہر کرتے ہین اور اہل فلسفہ اور اونکے مقلدین ایسے مسئلون سے انکار کرتے ہین۔
اللہ تعالی زبان نبوی سے سچ فرماتا ہے اور سالکون کو وہی راستہ بتلاتا ہے۔

تتمہ۔ تعین کے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ تعین یہ ہے کہ ایک شئے اپنے غیر سے تمیز پاوے
اور اوسمین کوئی تشخص جو اوسکا غیر ہو شریک نہو۔ اور کبھی وہ عین ذات ہوتا ہے

جیسے واجب الوجود کی تعین ہے اور وہ بذاتہ دوسرون سے ممتاز ہے اور جیسے کہ عالم مین اعیان ثابتہ کا یقین ہے کیونکہ وہ تعین بھی عین اونکی ذات ہے کیونکہ وجود کسی اپنے صفت معین کے ساتھ حضرت علم مین ذات اور عین ثابتہ ہوتا ہے اور کبھی وہ تعین اوسکے ذات پر امر زائد ہوتا ہے جو اوسی کو حاصل ہے اور غیر کو نہین ہے جیسے کہ کاتب کو امی سے صفت کتابت مین امتیاز ہے اور کبھی کسی شئے کو ایک چیز کے نہونے سے امتیاز حاصل ہوتا ہی جیسے کہ امی کو کاتب سے صفت کتابت کی نہونے مین امتیاز ہے اور اول دو اعتبار سے خالی نہین ہے ایک یہ ہے کہ اسکو اس امر کا حصول ہو لیکن اسکے ساتھ دوسرا امر خواہ حاصل ہو یا نہو جیسے کہ صفت کتابت کی زید کو حاصل ہے لیکن صفت خیاطت کی اسکو حاصل نہونا ضرور نہین ہے اور دوسرا یہ ہے کہ اسکو یہ امر حاصل ہو لیکن ضرور ہی کہ دوسری صفت خیاطت وغیرہ کی اوسکو حاصل نہو اور تعین زائد کبھی وجودی ہوتا ہی جیسے کاتب اور امی مین ہے اور کبھی وہ عدمی ہوتا ہے جیسے امی اور کاتب مین ہی۔ اور کبھی وہ وجودی اور عدمی دونون سے مرکب ہوتا ہے جیسے کوئی کاتب ہو اور خیاط نہو۔ اور نوع واحد تمام اقسام تعین کا جامع ہوتا ہی کیونکہ انسان بذاتہ فرس سے ممتاز ہے اور کبھی مظہر مین ایک صفت وجودی کے حاصل ہونے سے دوسری صفت وجودی سے امتیاز ہوتا ہے جیسے کہ زید رحیم عمرو قہار سے ممتاز ہی اور کبھی صفت وجودی کے ظاہر ہونے سے صفت عدمی سے امتیاز ہوتا ہی جیسے کہ عالم جاہل سے ممتاز ہی اور کاتب غیر خیاط غیر کاتب سے ایک صفت کے پائے جانے اور دوسرے کے نہ پائے جانے سے ممتاز ہے اور ایسا ہی اوسکا اولٹا ہے اور یہ ان دونون سے نوع آخر کے اوس فرد سے ممتاز ہے جو ان دونون سے خالی ہے اور وہ نوع اوسکے ساتھ جنس مین مشترک ہی اور جو تعینات کہ ذات پر زائد ہین وہ سب وجود کے لوازم سے ہین یہانتک کہ وہ علامتین جو ایک دوسرے سے متمائز ہین وہ بھی باعتبار اپنے وجود کے اوسکے معتبر کے ذہن مین یا باعتبار اپنے ملکات کے وجود کے اوسکو تمیز دیتے ہین۔ اور یہ نہین ہے کہ اون کی ذواتین ذوات اور صفات مین ممتاز ہین۔

فصل پنجم عوالم کلیہ اور حضرات خمسہ الٰہیہ کے بیان مین

عالم کا لفظ علامت سے مشتق ہے لغوی معنی سے عالم اوس چیز کو کہتے ہین جس سے کوئی

چیز دوسری جانی جاتی ہے اور اصطلاح مین ماسوائے اللہ کو عالم بولتے ہین ۔ کیونکہ اوس سے اللہ تعالیٰ باعتبار اپنے اسماو صفات کے جانا جاتا ہے عالم کے ہر فرد سے ایک ایک اسم الٰہی جانا جاتا ہے کیونکہ ہر ہر فرد اسم خاص کا مظہر ہے اور اجناس اور انواع حقیقی سے حق تعالیٰ کے اسمائے کلی معلوم کیے جاتے ہین حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے جانوروں سے بھی اسم الٰہی معلوم ہوتے ہین اور عوام کے نزدیک وہ حقیر و ذلیل ہین جیسے مکھی اور ریسو اور مچھر وغیرہ ہین کیونکہ یہ بھی اسما کے مظاہر ٹھیرے ہین ۔

اور عقل اول عالم کلی ہے کیونکہ وہ حقائق عالم کے کلیات اور اونکے صورتون پر مجملاً مشتمل ہے اور اوس سے اسم رحمٰن معلوم ہوتا ہے اور نفس کلی بھی عالم کلی ہے کیونکہ یہ اون چیزون کے جزئیات کو مفصلاً شامل ہے جن چیزون پر عقل اول مجملاً محتوی ہے اور اوس سے اسم رحیم معلوم کیا جاتا ہے اور انسان کامل مرتبہ روح مین اون سب چیزون کا مجملاً جامع ہے اور مرتبہ قلب مین وہ کل چیزونکا مفصلاً جامع ہے اور یہ عالم کلی کا مظہر ہے جس سے اسم اللہ جانا جاتا ہے جو کل اسما کا جامع ہے اور جب عالم کا ہر فرد اسم الٰہی کی علامت ہے اور ہر ہر اسم اسمائے الٰہی کو شامل ہے کیونکہ وہ ذات کو شامل ہے جو جامع جمیع اسما ہے تو عالم کا ہر ہر فرد بھی عالم ہوا کیونکہ اون سے تمام اسما معلوم ہوتے ہین اور اس طریقے سے عالم غیر متناہی ہوا ۔ اور جب حضرات الٰہی جو کلی ہین پانچ ہین تو اس واسطے عالم کلی جو اپنے ماسوا کو شامل ہین وہ بھی اسی طرح پانچ ہین اور حضرات خمسہ کلیہ سے پہلے غیب مطلق ہے اور اسکا عالم اعیان ثابتہ ہے جو علم الٰہی مین موجود ہے ۔ اور اسکے مقابل مین شہادت مطلق ہے اور اسکا عالم ملک ہی اور تیسرے غیب مضاف ہے اسکی بھی دو قسمین ہین ایک وہ ہے جو غیب مطلق سے بہت قریب ہے اور اسکا عالم عالم ارواح جبروتی اور ملکوتی ہے یعنے عالم عقول اور عالم نفوس مجردہ اوسکے مظہر ہین اور چوتھی وہ ہے جو شہادت مطلق سے بہت قریب ہے اور اسکا عالم عالم مثال ہے اور غیب مضاف کے دو قسم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ارواح کی دو صورتین ہوتی ہین ایک صورت مثالی ہوتی ہے جو شہادت مطلق کے عالم سے بہت مناسب ہی اور دوسری صورت مجرد عقلی ہوتی ہے جو غیب مطلق کے عالم سے بہت مناسب ہے اور پانچویں ان چارون کو جامع ہوتی ہے اوسکا عالم عالم انسانی ہے جو تمام عالم اور مافیہا کا جامع ہے اور عالم ملک عالم ملکوت کا مظہر ہے اور وہ مثالی مطلق کا عالم ہے اور وہ

عالم جبروت کا مظہر ہے اور اس سے عالم مجردات مراد ہے جو اعیان ثابتہ کے عالم کا مظہر ہے اور اعیان ثابتہ اسمائے الہیہ کے مظہر ہین اور ایک حضرت واحدیت ہے - یہ حضرت احدیت کا مظہر ہے -

انتباہ تمھین یہ جاننا ضرور ہے کہ یہ تمام عوالم کلیات اور جزئیات کتب الٰہی ہین کیونکہ وہ کتب الٰہی کے کلمات تامات پر محیط ہین اور عقل اول اور نفس کلی جو یہ دونون ام الکتاب کی دو صورتین ہین تو وہ بھی دو کتب الٰہی ہین اور ام الکتاب سے حضرت علمیہ مراد ہے اور کبھی عقل اول کو بھی ام الکتاب کہتے ہین کیونکہ وہ اشیاء پر مجملاً محیط ہے اور نفس کلی کو کتاب مبین کہتے ہین کیونکہ اسمین اشیاء مفصلاً ظاہر ہین - اور حضرت نفس کو جو جسم کلی مین منطبع ہے اوسکو کتاب محو و اثبات کہتے ہین کیونکہ اوسکو حوادثات سے تعلق ہے اور یہ محو و اثبات صور شخصیہ کو واقع ہوتا ہے جو اوسمین واقع ہے اور یہ محو و اثبات باعتبار اونکے اعیان کے احوال لازمہ اور اونکے استعداد اصلی کے ہوتا ہے اور اس استعداد کا ظہور اوضاع فلکیہ کے ساتھ مشروط ہے اور یہ اوضاع فلکی اوس ذات کو مستعد کرتے ہین کہ وہ اون صورتون اور اون حالات کا لباس پہنین جو حق سبحانہ و تعالیٰ کے اسم مدبر اور قاضی اور مثبت اور افعال لما یشاء وغیرہ سے اوسپر قابض ہوتی ہین اور انسان کامل ان سب کتابون کا جو مذکور ہوا کتاب جامع ہے وہ عالم کبیر کا مختصر نسخہ ہے - عارف ربانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین -

دواءک فیک وما تشعر	تیری دوا تجھ ہی مین ہے لیکن تجکو خبر نہین ہے -
وداءک منک وما تبصر	اور تیری بیماری تجھ ہی سے ہے لیکن تجھکو آنکھ نہین ہے
وتزعم انک جرم صغیر	اور تو گمان کرتا ہے کہ مین صغیر الجثہ ہون -
وفیک انطوی العالم الاکبر	حالانکہ تجھ مین عالم اکبر پیچیدہ ہے -

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین -

انا القرآن والسبع المثانی	مین ہی قرآن اور سبع مثانی ہون -
وروح الروح لا روح الاوانی	اور مین ہی روح الروح ہون اور ظروف کا روح نہین ہون
فوادی عند مشہودی مقیم	میرا دل میرے مشاہدہ کے وقت مقیم ہے -
اشاہدہ وعندکم لسانی	مین اوسکو مشاہدہ کرتا ہون اور تم لوگون کے نزدیک وہ ہماری زبان ہے

اور وہ باعتبار اپنی عقل اور روح کی کتاب عقلی ہے جو ام الکتاب کا مسمی ہے اور وہ باعتبار اپنے قلب کے لوح محفوظ کی کتاب ہے اور وہ باعتبار اپنے نفس کے محو و اثبات کی کتاب ہی اور انسان کامل ہی صحف مکرمہ ہے اور یہی وہ کتاب مطہر ہے جسے کوئی چھوتا نہین ہے اور اوسکے اسرار اور معانی کو حجت ظلماتی سے پاک لوگون کے سوا دوسرا کوئی ادراک نہین کرتا ہے اور جن کتابون کا ذکر اوپر ہوگیا ہے تو وہی کتب آلہیہ کے اصول ہین اور اُسکے فروع وہ سب چیزین ہین جو وجود مین داخل ہین جیسے نفس اور عقل اور قواے روحانی اور جسمانی وغیرہ ہین کیونکہ انھین مین موجودات کے احکام کلاً اور بعضاً مجملاً اور مفصلاً منتقش ہوتے ہین اور اون سب سے کم یہ ہے کہ اونہین کے عین کے احکام اون مین منتقش ہون بس واللہ اعلم بالصواب۔

انتباہ یہ ضرور جاننا چاہیے کہ عقل اول کو عالم کبیر اور اوسکے حقایق سے وہی نسبت ہے جو روح انسانی کو بدن اور اوسکے قوے سے نسبت ہے اور نفس کلی عالم کبیر کا قلب ہے جیسے کہ نفس ناطقہ انسان کا قلب ہے۔ اور اسی سبب سے عالم کو عالم کبیر کہتے ہین۔ اور یہ تو ہم نکرو کہ وہ صورتین جسکو عقل اول اجمالاً اور نفس کلی تفصیلاً شامل ہوتے ہین اونکے حقائق کے سوا کوئی دوسری چیز ہے اور اون دونون پر کوئی دوسری صورت کا فیضان حق تعالیٰ سے ہوتا ہے جو اون کے حقایق سے منفک ہین۔ بلکہ اون صورتون کا اون دونون پر افاضہ بھی اون دونون کے حقایق کے ایجاد کا مطلب ہے اور جو حقایق کہ خارج مین موجود ہین تو یہ اونھین صورتون کے سایہ کے برابر ہین کیونکہ وہی صورتین خارج مین ظاہر ہوتی ہین۔ اور ان دونون مین صورتون کے ظہور کے واسطے اون دونون کو صورتون کا علم عین اوسی صورت سے حاصل ہوتا ہے جو اونپر فایض ہین اور اون صورتون سے اونکو علم نہین حاصل ہوتا ہے جو خارج سے منتزع ہین۔ اور وہ حقایق عقل اول کے حقیقت کے عین ہین۔ بلکہ باعتبار وجود محض کے کل عالم کے یہ عین ہین۔ اگرچہ یہ باعتبار تعینات اور معلوم ہونے کے اوسکے غیر ہین۔ کیونکہ مین بیان کرچکا ہون کہ باعتبار حقیقت کے کل حقائق کا مرجع وجود مطلق ہی کی طرف ہوتا ہے پس ان سے ہر ایک باعتبار وجود کے دوسرے کا عین ہے اور باعتبار تعینات کے باہم متغایر ہین و نیز حضرت الٰہیہ سے پہلے پہل جسکا وجود خارجی ہوا ہے وہ یہی عقل اول ہے

اور مین اوپر لکھ چکا ہون کہ اس مرتبہ مین حقایق اسمائی ایک جہت سے اوسکے عین ہین اور دوسری جہت سے اوسکے غیر ہین پھر اونکا مظہر بھی ایسا ہی ہونا چاہیے۔ اور اس مین حقیقتون کا اتحاد ایسا ہے جیسے تمام بنی آدم تعینات کے ظہور سے پہلے متحد تھے اور ظہور کے وقت وہ سب اپنے ہویات سے مختلف ہین۔ بلکہ عقل اول ہی حقیقی آدم ہے اور رسول اللہ کی حدیث سے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوۡرِیۡ پہلے پہل اللہ نے میرے ہی نور کو پیدا کیا ہے، اور ماہیتون کا اختلاف ایسا ہے جیسے کہ ہویات کا اختلاف ہے کیونکہ ماہیات اور ہویت دونون اوس چیز کو کہتے ہین جس سے شئی ہُوَ ہُوَ ہوتی ہے اور ان دونون مین فرق یہ ہے کہ ماہیات کا استعمال کلیات مین ہوتا ہے اور ہویت کا استعمال جزئیات مین اور یہ نہین کہہ سکتے ہین کہ بنی آدم نوع مین متحد ہین اور ماہیت مین بالذات مختلف ہین۔ کیونکہ اسوقت اونکا اتحاد ممکن نہوگا۔ مین بیان کرچکا ہون کہ ماہیات وجود خاص علمی کو بولتے ہین جو کلی تعینات سے معین اور مشخص ہوتے ہین۔ اور وجود من حیث ہو ہو مین وہ سب متحد ہین۔ اور عالم اور معلوم عقلی مین امتیاز وجود کے وحدت کو منافی نہین ہے جیسے کہ وہ شعاعین جو دنکو یا چاندنی راتون مین ظاہر ہوتی ہین وجود مین ایک ہی ہین لیکن عقل حکم کرتی ہے کہ آفتاب یا ماہتاب کی روشنی اور ہے اور ستارے کی روشنی اور ہے اور معلومات اور عالم کا علم مین اصل اتحاد اسما اور صفات اور اعیان حق کے اتحاد سے ہے نہ اور کوئی دوسرے سبب سے ہے ایسا ہی وہ صورتین ہین جو ہر علم مین حاصل ہین خواہ وہ انتزاعی ہون کیونکہ وہ اپنے حقایق سے منفک نہین ہین۔ اسلیے کہ جیسے وہ وجود خارجی مین موجود ہین ویسا ہی وہ عالم عقلی اور ذہنی اور مثالی مین موجود ہین اور کسی شئے کا اپنی صورت کو حاصل کرنے سے جو اوسکی حقیقت سے منفک ہے وہ بالبداہت اوس صورت کا عالم نہین ہوسکتا ہے کیونکہ اونکے نزدیک صورت حقیقت کے سواے کوئی دوسری چیز ہے اور انسان کامل عالم کبیر کے نسخہ ہونے کے سبب سے اوس چیز کا محیط ہے جسمین تمام حقیقتین پائی جاتی ہین۔ بلکہ ایک وجہ سے بھی اوسکا عین ہے اور اس مین وہی مباحث ہین جو بعینہ گذرچکے ہین اور ادراک سے نشائت عنصری ہی اوسکو مانع ہے اور جسقدر اوس سے حجاب دور ہوتا ہے اوسیقدر حقائق اوسکو ظاہر ہوتے ہین بلکہ معلومات کے ساتھ اسکا حال بھی عقل اول

کے حال کے مثل ہوتا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ اوسکا علم من وجہ فعلی ہے اور باعتبار اپنے مرتبہ کے دوسری جہت سے اوسکا علم انفعالی ہے بلکہ علم عقلی کے ساتھ عقل اول سے وہ زیادہ موصوف ہے کیونکہ وہ خلیفہ ہے اور تمام عالم مین تصرف کرنے والا ہے اور اس کلام کی حقیقت اور وہ باتین جو اوپر مذکور ہوئی ہین اوسی شخص پر ظاہر ہونگے جسپر حقیقت حالیہ ظاہر ہوگئی ہے اور مراتب شہود مین مسئلہ وحدت الوجود اوس پر کھل گیا ہے اور حق تعالی کا علم عین اوسکی ذات ہے اور معلومات بھی اوسکے عین ذات ہین۔ اور ایک دوسرے سے امتیاز فقط تجلیات معینہ کے ساتھ ہے اور حق تعالی نفس الامر کا عالم ہے۔

فصل ششم عالم مثالی کے متعلقات مین

جاننا چاہیے کہ عالم مثالی عالم روحانی ہے جو جوہر نورانی سے حاصل ہی اور وہ محسوس اور مقداری ہونے مین جوہر جسمانی کے مشابہ ہے اور نورانی ہونے مین جوہر مجرد عقلی کے مشابہ ہے اور وہ جسم نہین ہے جو مادہ سے مرکب ہوا اور نہ وہ مجرد جوہر عقلی ہے بلکہ وہ دونون کے درمیان برزخ اور حد فاصل ہے اور جو چیز کہ دو اشیا کے درمیان برزخ ہوتی ہے تو اوسکو ضرور ہے کہ وہ دونون کا غیر ہو بلکہ اوسکے دو جہت ہین جس سے وہ ہر ایک اپنے عالم کے مناسب سے مشابہت رکھتا ہے۔ اسلیے میرے نزدیک یہ کہا جا سکتا ہے کہ جب وہ نہایت ہی اعلی درجہ مین جسم نوری ہے تو وہ درمیان جواہر مجرد لطیف اور جوہر جسمانی مادی کثیف کے حد فاصل ہو گیا اگرچہ ان اجسام مین ایک دوسرے سے اس سے بھی زیادہ لطیف ہی جیسے کہ آسمانی چیزین اپنے غیر سے زیادہ لطیف ہین اسواسطے وہ عالم عرضی نہین ہی چنانچہ بعض نے ایسا ہی زعم کیا ہی کیونکہ وہ خیال کرتا ہی کہ صور مثالی بھی اپنے حقائق سے منفک ہین جیسا کہ اوسنے صور عقلیہ مین خیال کیا ہے اور حق یہ ہی کہ حقائق جوہری ہر عالم روحانی اور عقلی اور خیالی مین موجود ہی اور اوسکو اپنے عالم کے موافق علیحدہ علیحدہ صورتین بھی ہین اور جب تم اسے تحقیق کروگے تو قوت خیالیہ کو نفس کلی کا مظہر اور اوس عالم کا محل جانوگے اور جن باتون پر قوائے خیالیہ کا احاطہ ہی اون سب پر نفس کلی بھی محیط ہے اور اسکا عالم مثالی اسواسطے نام رکھتے ہین کہ عالم جسمانی کی صورتون پر یہ مشتمل ہے

۱؎ بعض [illegible] ۱۲ مترجم

اور حضرت علیہ السلام مین جو کچھ کہ اعیان اور حقایق کی صورتین ہین تو اوسکا پہلے پہل صور مثالی
اسی مین ہوتا ہی اور خیال منفصل بھی اسیکا نام ہی کیونکہ وہ مادی نہین ہے اور خیال متصل
سے وہ بہت مشابہ ہے اور کوئی معنی یا کوئی روح ایسی نہین ہے جسکی صورت مثالی
اوسکے کمال کے مناسب نہو کیونکہ ہر ایک کو اسم ظاہر سے کچھ نہ کچھ تھوڑا بہرہ ضرور ہی ہے
اسیواسطے حدیث صحیح مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کو سدرۃ المنتہی
مین دیکھا اور اونکے چھہ سو بازو تھے اور اوسی مین یہ بھی ہے کہ وہ ہر شام وصبح کو نہر حیات مین
جاتے ہین پھر اوس سے نکلتے ہین اور اپنے بازو کو جھاڑتے ہین تو حق سبحانہ تعالیٰ اون قطرون سے
بیشمار فرشتہ پیدا کرتا ہے اور یہ عالم مثالی عرش اور کرسی اور ساتون آسمان وزمین اور اون
چیزون کو شامل ہے جو اون سب کے اندر ملک وغیرہ سے ہین اور اسی مقام پر طالب معراج
نبوی کے کیفیت پر واقف ہو سکتا ہے اور یہین وہ جان سکتا ہے کہ رسول اللہ نے
آدم علیہ السلام کو اول آسمان مین اور یحییٰ کو دوسرے آسمان مین اور یوسف علیہ السلام کو تیسرے
آسمان مین اور ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان مین اور ہارون علیہ السلام کو پانچوین آسمان مین
اور موسی علیہ السلام کو چھٹے آسمان مین اور ابراہیم خلیل اللہ کو ساتوین آسمان مین دیکھا اور
بالعین مشاہدہ فرمایا ہے اور خواب کے مشاہدہ مین اور قوت خیالیہ کے مشاہدہ مین جو
آسمان پر عروج کرنے سے حاصل ہوتا ہے بہت بڑا فرق ہے چنانچہ یہ مرتبہ اخیر متوسطین
اہل سلوک کو حاصل ہوتا ہے اور ایسا ہی ان دونون مین اور عالم روحانی کے
مشاہدہ مین بہت بڑا فرق ہے اور یہ صورتین جو محسوس ہین اون صور مثالیہ کے
ظل ہین۔ اسیواسطے مومن صاحب فراست بندہ کی صورت سے اوس کے حالات
کو معلوم کر لیتا ہے۔ رسول اللہ نے بھی اسی سبب سے فرمایا کہ اِتَّقُوا مِنْ فِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ
فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ۔ (مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہی)
اور رسول اللہ نے فرمایا کہ دجال کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے کہ یہ کافر ہے اور اوسکو مومن
ہی پڑھے گا۔ اور جنت والون کے شان مین اللہ نے فرمایا کہ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ
مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (اون کی نشانی سجدون کے اثر سے اونھین کی پیشانیون مین ہے)
اور دوزخ والون کے بارہ مین اللہ نے فرمایا کہ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمَاهُمْ
فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ (گنہگار خود اپنے نشان سے پہچانے جائنگے پھر پیشانیون

اور قدمون سے وہ پکڑے جائینگے / اور مقید مثالین جنکو خیالات بولتے ہین وہ بھی اوسی کے
نمونے اور اوسیکے ظل ہین - اللہ نے اونکو اسواسطے پیدا کیاہے تاکہ وہ عالم روحانی کے
وجود پر دلیل ہون - اور اسی سبب سے اہل کشف نے اس عالم سے اوسکو متصل کہاہے
اور فرمایاہے کہ یہ اوسی سے روشن ہی جیسے باولی اور نہر وغیرہ دریاسے متصل ہوتے ہین
یا روزن اور شبکہ وغیرہ ہین جس سے روشنی گھر مین پہونچتی ہے اور عالم ملک مین جتنے قسم کے
موجودات ہین اون سب کا مثال مقید موجود ہے جیسے کہ خیال انسانی خیال مین ہے خواہ
وہ موجودات فلک ہون یا کوکب یا معدن یا عنصر یا نبات یا حیوان وغیرہ ہون کیونکہ ہرایک
کو زوج اور قواے روحانی ہے اور اوسکو اپنے عالم کا حصہ بھی ہے ورنہ وہ مطابق نہین
ہوتا غایت امر یہ ہے کہ جمادات مین وہ ظاہر نہین ہے جیسے کہ حیوانات مین وہ ظاہر ہی اللہ نے
فرمایا کہ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ (کوئی ایسی شے
نہین ہے جو اللہ کی حمد نہ کرتی ہو لیکن تم اونکی تسبیح کو نہین سمجھتے ہو) اور حدیث صحیح مین
اسکے موید بیشمار آئے ہین کہ حیوانات اون چیزون کا مشاہدہ کرتے ہین جسکو سواے اہل
کشف کے کوئی دوسرا مشاہدہ نہین کرتاہے - اور ممکن ہے کہ یہ شہود اونکو عالم مثالی مطلق
مین حاصل ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ عالم مثالی مقید مین حاصل ہو اور اللہ اس سے خوب
واناہے - اور عالم انسان کے نہ دیکھنے اور محجوب رہنے کا یہ سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
اونکو اسفل السافلین مین رکھاہے اور جب سالک اپنے لطیفۂ سر مین خیال مقید کے تجاوز
کر جانے سے مثالی مطلق کے قریب ہوتاہے تو وہ سب مشاہدات مین اسکو پاتاہے اور
ہرامر کو اصلی طور سے ادراک کرتاہے کیونکہ وہ مشاہدات صور عقلیہ کے مطابق ہین جو لوح
محفوظ مین ثابت ہین اور یہی لوح محفوظ علم الٰہی کا مظہر ہے - اور اسی مقام سے انسان
کو اپنے عین ثابتہ اور اوس کے حالات کا بالمشاہدہ علم حاصل ہوتاہے کیونکہ وہ ظلال
سے انوار حقیقی کی طرف نقل کرتاہے جیسے کہ عین ثابتہ پر انتقال معنوی سے اوسکو
علم حاصل ہوتاہے انشاء اللہ تعالیٰ بارھوین فصل مین اسکا بیان کیاجائیگا
اور جب کوئی اپنے خیال مین کسی امر کا مشاہدہ کرتاہے تو کبھی وہ صحیح ہوتاہے
اور کبھی وہ غلط ہوتاہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ یہ اوس کا نفس الامر مین
مشاہدہ ہوگا یا نہوگا اگر نفس الامر مین وہ مشاہدہ ہے تو وہی صحیح ہے

اور اگر اوسکا واقعی مشاہدہ نہین ہے تو بُرے خیالات کے اختلاف سے یہ پیدا ہوا ہے جیسے کہ وہ عقل جو وہم سے ملی ہوئی ہے اختلاف کرتی ہے کہ وجود کو بھی وجود ہے اور پھر اوس وجود کو بھی دوسرا وجود ہے اور حق تعالی کا کوئی شریک ہے اور سوا اسکے اور بہت سی باتون کو وہ مانتی ہے نفس الامر مین جسکی کوئی اصل نہین ہے اللہ نے فرمایا کہ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ (یہ صرف تمہارے اور تمہارے باپون کے رکھے ہوئے نام ہین اللہ نے اسپر کوئی دلیل وحجت نہین اوتاری ہے اور صحیح ہونے کے چند سبب ہین بعض نفس سے متعلق ہے اور بعض بدن سے متعلق ہے اور بعض دونون سے متعلق ہے وہ اسباب جو نفس سے متعلق ہین یہ ہین۔ حق تعالی کیطرف توجہ کامل کرنا تسبیح کی عادت کرنا عالم عقلی روحانی کی طرف نفس کا رغبت کرنا نفس کو بُرے صفات سے پاک رکھنا نفس کو بدنی شغلون سے روکنا یا نفس کا عمدہ صفات سے موصوف ہونا۔ کیونکہ یہ سب باتین اوسکو روشن کرتی ہین اور نفس مین قوت پیدا کرتی ہین اور جسقدر نفس قوی اور روشن ہوگا اوسیقدر عالم حسی کے خرق کرنے اور ظلمت وتاریکی کے دور کرنے پر اوسکو قدرت ہوگی۔ اور ظلمت اور تاریکی ہی اوسکو مشاہدہ سے باز رکھتے ہین اور جب وہ اچھی صفتون سے موصوف ہوتا ہے تو درمیان اوسکے اور ارواح مجردہ کے قوی مناسبت پیدا ہوتی ہے اور اب اوسکے نفس پر اون ارواحون سے اون باتون کا فیضان ہوتا ہے جس سے اوسکو اونکی طرف انجذاب قوی پیدا ہوتا ہے اور اوسکو مشاہدہ کامل حاصل ہوتا ہے اور جب اوس فیض کا حکم اوس سے منقطع ہوجاتا ہے تو نفس عالم شہادت کی طرف علم سے موصوف ہوکر پلٹتا ہے اور اون صورتون کا اسین نقش باقی رہجاتا ہے کیونکہ وہ صورتین خیال مین چھپ جاتی ہین اور وہ اسباب جو بدن سے متعلق ہین یہ ہین۔ صحت بدن اعتدال مزاج شخصی۔ اعتدال مزاج دماغی۔ اور وہ اسباب جو دونون سے متعلق ہین یہ ہین۔ عبادت بدنی بجالانا۔ دوسرون کو نفع پہونچانا۔ قوتون اور آلون کا حکم الہی کے موافق استعمال کرنا افراط اور تفریط کے درمیان اعتدال کو قائم رکھنا۔ ہمیشہ باوضو رہنا۔ اشغال واہیہ کو ترک کرنا۔ ہمیشہ ذکر وغیرہ مین رہنا علی الخصوص اول شب سے سونے تک یاد الہی سے زبان کو شیرین رکھنا۔ اور خطا کے اسباب وہ ہین جو اسکے مخالف ہون۔ جیسے سوء مزاج دماغی۔ اور لذات دنیوی مین نفس کو مشغول رکھنا۔ برے

اور فاسد خیالات مین قوت خیالیہ کا استعمال کرنا نفسانی شہوات مین منہمک رہنا شرع کی مخالفت
پر کمر باندھنا - کیونکہ ان سب سے ظلمت طاری ہوتی ہے اور حجاب توبرتو بڑھتا جاتا ہے
پھر جب اوسکا نفس خواب مین عالم ظاہر سے عالم باطن کی طرف توجہ کرتا ہے تو یہی امور
متشکل ہوکر عالم مثال مین اوسپر نمودار ہوتے ہین اور عالم حقیقی کے مشاہدہ سے اوسکو
روکتے ہین اور اوسکے خواب پریشان خواب کہے جاتے ہین - اور وہ خواب کچھ بھی قابل
اعتبار نہین ہوتا ہے اور اسوقت وہ خواب مین اونہین چیزون کو دیکھتا ہے جسکو متخیلہ نے
اپنے آنکھ سے خیال کیا ہے اور مزاج کے خراب ہونے سے جسکو دیکھتا ہے وہ اکثر
خوفناک امور ہوتے ہین جس سے اوسکے بدن کے مزاج مین تغیر لازم آتا ہے اور اسوقت
مین اوسکا مزاج پہلے سے زائد بدلجاتا ہے پس یہ کل امور جسکو وہ خواب مین مشاہدہ
کرتا ہے اوسکے احوال ظاہری کے نتیجہ ہین - اگر اوسکی ظاہری حالت اچھی ہے تو حالت
خواب بھی اچھی ہے اور اگر وہ حالت بُری ہے تو حالت خواب بھی بُری ہوتی ہے صورتون کا
مشاہدہ کبھی بیداری مین ہوتا ہے اور کبھی حالت نیند مین ہوتا ہے جس طرح خواب کی
دو قسم ہین ایک صحیح خواب دوسرا پریشان ویسا ہی جو چیز کہ بیداری مین دیکھی جاتی ہے اوسکی
بھی دو قسم ہین ایک وہ امر ہے جو محض حقیقی اور نفس الامر مین ہو دوسرا وہ جو محض خیالی ہو
اور اوسکی کوئی اصلیت نہو ایسے امور شیطان کی طرف سے ہوتے ہین اور وہ
کبھی کبھی اوسمین بعض سچی باتون کو بھی ملا دیتا ہے تاکہ اس صورت کا مشاہدہ کرنے والا
راہ حق سے بھٹک جاوے اسیواسطے سالک کو مرشد کی حاجت ہے تاکہ مرشد اوسکو
راہ راست بتاوے اور تہلکون سے بچاوے اور اول صورت یا وہ حوادث سے
متعلق ہوگی یا نہوگی - اگر وہ حوادث سے متعلق ہے تو وہ یا ویسا ہی واقع ہوگا جیسا اوسنے اوسکو
مشاہدہ کیا ہے یا اوسکی تعبیر کی حاجت ہوگی اگر موانع شرعیہ اوسکو بعینہ صورت مشاہدہ کے
وقوع سے مانع ہے اور اسمین اور محض خیالی صورت مین تمیز حاصل ہے - اور اوسکی اصلی
صورت سے دوسری حقیقت کی طرف چند مناسبات سے حاجت رجوع کرنے کی پڑتی ہے
جو درمیان اس حقیقت کے جسمین وہ نظر آئی ہے اور اوسکی اصلی صورت کے ہے اور اس
صورت کے اس نئے حقیقت مین ظاہر ہونے کے بہت سے اسباب ہین اور یہ اسباب
دیکھنے والے کے حال سے متعلق ہین جسکی تفصیل مین بہت طوالت ہے - اور جب اس طرح

نہین ہوا تو اوسکے اور محض خیالی کے فرق کا ایک قانون بھی ہے اوسکو ارباب ذوق وارباب شہود اپنے اپنے مکاشفات کے موافق پہچانتے ہین جیسے کہ حکما مین حق اور باطل کی تمیز کا ایک قانون ہے جسکو علم میزان اور علم منطق کہتے ہین - اور اس قانون کی بھی دو قسم ہین ایک وہ جو تمام عالم کے لیے ہے یعنے قران اور حدیث اور یہ دونون محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کشف تام سے خبر دیتے ہین - اور دوسرا اخاص قانون ہر شخص کے حال کے موافق ہے اور وہ حق تعالی کے اسم حاکم اور اوس شخص کے صفت غالب سے اوسپر فیضان ہوتا ہے اور انشاء اللہ اسکے بعد کی فصل مین تھوڑا اجمالی فرق کا بیان ہوگا -

انتباہ - یہ جاننا ضروری ہے کہ جو چیز عالم حسی مین موجود ہے وہ عالم مثالی مین بھی ضرور ہے لیکن جو چیز کہ عالم مثالی مین ہے اوسکا عالم حسی مین ہونا ضرور نہین ہے اسیواسطے ارباب شہود فرماتے ہین کہ عالم مثالی سے وہ نسبت ہے جو انگوٹھی کے حلقہ کو اوس بڑے وسیع میدان سے نسبت ہے جسکی کوئی حد نہین ہے اور جب حق تعالی اون صورتون کو عالم حسی مین ظاہر کرنا چاہتا ہے جنکے لیے کی کوئی صورت نہین ہے مثل عقول مجردہ وغیرہ کے تو اون محسوسات کے صورتون مین اوسکو متشکل کرتا ہے جن مین اون سے کچھ مناسبت ہوتی ہے اور یہ شکلون کے استعداد اور اونکے مقدار پر ہے جیسے کہ جبریل علیہ السلام حضرت دحیۃ الکلبی اور دوسری اعرابی کے صورت مین ظاہر ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سربزانو ہوکر مودب بیٹھے اور فرمایا کہ یا رسول اللہ ایمان کسکو کہتے ہین اور اسلام کیا چیز ہے اور ایسا ہی آسمانی اور عنصری فرشتے بھی مختلف صورتین بدلتے ہین - اور جن بھی اپنے صفات مناسب کے صورت مین ظاہر ہوتے ہین اور جن کے اجسام ناری ہوتے ہین چنانچہ آیہ کریمہ - وخلق الجان من مارج من نار اور اللہ نے آگ کے خالص شعلہ سے جن کو بنایا اسی طرح کی قابلیت ہے نفوس انسانی مین جو کامل ہین وہ بھی اپنے کو مختلف شکلون مین بدلتے ہین اور وہ شکلین محسوسات سے ہوتی ہین اور جبکہ قوت انسلاخ سے اونکو یہ بات اسی دنیا مین حاصل ہے تو عالم آخرت مین یہ قوت موانع بدنی کے اوٹھ جانے سے اور بھی بڑھ جائیگی اور یہ لوگ تمام عالم ملکوتی مین داخل ہوتے ہین جیسے کہ فرشتہ اس عالم کے تمام ملکوت مین داخل ہوتے ہین اور وہ اوسی ملکوت کے اہل کی شکل مین متشکل ہوتے ہین اور وہ لوگ اہل مکاشفہ کے خیال مین بھی ظہور کرتے ہین جیسے کہ فرشتہ اور جن اور مسلمان

ابدال ظہور کرتے ہین اور صاحب ذوق و وجدان اپنے اپنے قانون اور میزان خاص سے اون مین اور فرشتون مین تمیز کر لیتے ہین - اور کبھی حق سبحانہ تعالی اون پر الہام فرماتا ہی جس سے اونکو تمیز کا علم ہوتا ہے اور کبھی وہ لوگ خود اپنے ظرف سے خبر دیتے ہین - اوس سے بھی اونکو تمیز ہوتی ہے اور جب وہ لوگ صالحین اور عابدین کے سامنے ظہور کرتے ہین جو اہل مکاشفہ نہین ہین تو وہ لوگ اونکو نہین پہچان سکتے ہین مگر صرف قرینہ اور گمان سے کچھ کچھ جان سکتے ہین جیسے غیب کی خبر دینا اور دلون کی باتون کو جاننا اور اون باتون سے خبر دینا جو ابھی آدمی کے ذہن مین دلنشین نہین ہوی ہین - وَاللّٰہُ اَعْلَمُ -

انتباہ تیسرے یہ جاننا ضرور ہے کہ وہ برزخ جسمین ارواح بعد مفارقت نشأت دنیاوی کے رہتی ہین وہ اوس برزخ کے سوا ہے جو ارواح مجردہ اور اجسام کا برزخ ہے اسلیے کہ وجود کے تنزلات اور معارج کے مرتبہ دوری ہین اور وہ مرتبے جو نشأت دنیاوی کے پیشتر کے ہین وہ تنزلات کے مراتب ہین اور اوسکو اولیت ہے اور وہ مرتبے جو نشأت دنیاوی کے بعد کے ہین وہ ترقی اور معارج کے مراتب ہین اور اوسکو آخریت ہے اسواسطے ہر ایک عین آخر نہین ہو سکتا ہے ونیز یہ کہ وہ صورتین جو ارواح کو دوسرے برزخ مین لاحق ہوتی ہین وہ اعمال کی صورتین ہین اور پہلے افعال کے نتیجہ ہین جسکو اوسنے نشأت دنیاوی مین کیا تھا بخلاف برزخ اول کی صورت کے کیونکہ پہلے اعمال کہان تھے - اسلیے ہر ایک عین آخر کبھی نہین ہو سکتا ہے لیکن یہ دونون عالم روحانی اور جوہر نورانی اور غیر مادی ہونے مین شریک ہین اور صور عالم کے مثال پر شامل ہین - اور شیخ رضی اللہ عنہ نے فتوحات مکیہ کے تین سو اکیس [۳۲۱] باب مین فرمایا ہے کہ یہ برزخ اول کا مغائر ہے اول کا نام غیب امکانی ہے اور دوسرے کا نام مظاہر امکانی - جو کچھ اول مین ہے وہ عالم شہادت مین ظاہر ہوتا ہے اور جو کچھ ثانی مین ہے اوسکا ظہور عالم شہادت مین محال ہے بلکہ وہ آخرت مین ظاہر ہوگا اور دوسرے کو مکاشفہ سے دریافت کرنے والے تھوڑے ہین اور اول کو بہلوگون سے اکثر لوگ مکاشفہ سے دریافت کرتے ہین اور اسیواسطے برزخ اول کو دریافت کرکے لوگ عالم دنیاوی کے حوادثات سے خبر دیتے ہین اور موتی کے حالتون کو مکاشفہ سے دریافت کرنیکی قدرت نہین رکھتے ہین اور اللہ ہی اوسکو خوب جانتا ہے اور وہی علیم و خبیر ہے

فصل ہفتم کشف کے مراتب اور مجملاً اونکے اقسام مین

جاننا چاہیے کہ کشف کے لغوی معنی پردہ اوٹھانے کے ہین جیساکہ محاورہ ہے کہ کشفت المرأۃ
وجہھا (عورت نے اپنے چہرہ سے نقاب اوٹھایا) اور اصطلاح مین امور غیبی اور معانی
حقیقی پرجو وراء حجاب ہین وجوداً اور شہوداً اطلاع پانے کو کہتے ہین اور اوسکے دو اقسام ہین
معنوی اور صوری۔ صوری سے میرا مطلب یہ ہے کہ عالم مثالی مین اوسکو حواس خمسہ سے ادراک
کرین اور یہ ان صورتون سے خالی نہین ہے یا بطور مشاہدہ کے ہوگا جیسے کہ اہل کشف
انوار روحانی اور ارواح کے صورتون کو متجسد دیکھین یا بطور سماع کے ہوگا جیسے کہ رسول اللہ
اوس وحی کو جو آپ پر اوترتی تھی منظوم کلام سنتے تھے اور گھنٹے بجنے اور مکھیون کے گھن
گھناہٹ کے آوازین اوسکو پاتے تھے چنانچہ حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے کہ آپ اسکو
ایسا ہی سنتے تھے اور اوس سے مطلب سمجھ جاتے تھے یا بطور استنشاق کے ہوگا اور
وہ نفحات الٰہی کے سونگھنے اور فتوحات ربانی کے تنشق کرنے کو کہتے ہین۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے تمہارے دہر کے دنون مین بہت نفحات اور بوے خوش
ہین ہشیار رہو اور اوسکو لو اور دریافت کرو۔ اور آنحضرت نے فرمایا کہ مین نفس
رحمانی کو یمن کے جانب سے پاتا ہون۔ یا وہ بطور ملاست کے ہوگا اور یہ دو نورون یا دو
جسدون کے ملنے کو کہتے ہین چنانچہ عبدالرحمن بن عوف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے حق سبحانہ تعالی کو بہت ہی اچھی
اور خوبصورت شکل مین دیکھا اور اللہ تعالی نے مجھسے فرمایا کہ اے محمد ملا اعلی کس چیز مین جھگڑتے
ہین۔ مین نے دوبار کہا کہ رب انت اعلم اے میرے مالک تو ہی جانتا ہے پھر
حق تعالی نے اپنی ہتیلی کو میرے دونون مونڈھون کے درمیان مین رکھا اور میرے
سینہ مین اوس ہاتھ کی خنکی ظاہر ہوئی پھر مینے آسمان اور زمین کے سب چیزون کو جان لیا
پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا کہ کَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرَاهِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ (ایسا ہی مین ابراہیم کو آسمان اور زمین کے ملکوت دکھاتا ہون تاکہ
وہ پورے یقین والے ہوجاوین) یا وہ بطریق ذوق کے ہوگا جیسے کوئی شخص پر مختلف اقسام
کے کھانے کو دیکھتا ہو لیکن جب وہ کسیکو چکھے گا اور کھائے گا تو اوسکو معانی غیبیہ پر اطلاع ہوگی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے اپنے تئین دودھ پیتے ہوے دیکھا یہانتک کہ سیری
میری ناخنون سے ظاہر ہوی مین نے اپنا جوٹھا حضرت عمرؓ کو دیا پس مینے اوسکی تعبیر علم سے کی اور

کبھی ان اقسام سے ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہوتا ہے اور کبھی ایک ایک علیحدہ ہوتا ہے اور یہ سب تجلی اسمائی ہے کیونکہ شہود حق تعالی کے اسم بصیر کی تجلی ہے اور سماع اوسکے اسم سمیع کی تجلی ہے ایسا ہی اور باقی ہین کیونکہ ہر ایک کا ایک ایک رب ہے جو اوسکو پالتا ہے اور یہ سب اسم علیم کے آستانہ سے ہین اگرچہ اصل مین ہر ایک امہات اسما سے ہین اور کشف صوری کے انواع یا حوادث دنیوی سے متعلق ہونگے یا نہونگے۔ اگر وہ امور دنیوی سے متعلق ہونگے جیسے زید سفر سے کب آئیگا اور زید عمرو کو ہزار اشرفی کب دیگا تو اوسکو رہبانیت کہتے ہین کیونکہ مجاہدات اور ریاضات کے سبب سے اونکو مغیبات دنیوی پر اطلاع ہو جاتی ہے اور اہل سلوک ایسی باتون کی طرف التفات نہین کرتے ہین۔ کیونکہ اونکی ہمت عالی دنیوی امور پر نہین ٹھہرتی ہے اور وہ مکاشفہ سے ایسی حقیر چیزین نہین دریافت کرتے ہین کیونکہ وہ اوسکو اخروی امور اور اوسکے حالات مین صرف کرتے ہین اور وہ ایسی باتون کو استدراج کے قسم سے شمار کرتے ہین اور اوسکو وہ بندہ کے ساتھ مکر اور امہال معلوم کرتے ہین۔ بلکہ بعض لوگ اخروی امور کی طرف بھی التفات نہین کرتے یہ وہی لوگ ہین جنہون نے فنا فی اللہ اور بقا بالحق کو اپنا بڑا مقصد معین کیا ہے اور عارف محقق ہمیشہ اللہ کے ساتھ قائم ہے کیونکہ وہ اللہ کو اور اوسکے مراتب کو اور دنیا اور آخرت کے مظاہر مین اوسکے ظہور کو جانتا ہے اور کسی چیز کو وہ حق تعالی کا غیر نہین سمجھتا اور ہر ایک کو تجلیات الہی سے دیکھتا ہے اور ہر ایک کو وہ اوسکی منزلت پر رکھتا ہے پھر اوسکے حق مین اس قسم کا کشف استدراج نہین ہوتا ہے کیونکہ استدراج اون لوگون کے لیے ہوتا ہے جو حق تعالی سے دور ہین اور حق سے امر خسیس پر قناعت کرتے ہین اور دنیا مین جاہ و منصب کے حصول کا اوسکو ذریعہ بناتے ہین اور وہ قرب اور بعد دونون سے منزہ ہے کیونکہ اون دونون سے مطلق غیریت سمجھی جاتی ہے۔

اور جبکہ وہ دنیوی امور سے متعلق نہو بلکہ امور حقیقی اخروی اور ارواح عالی کے حقایق روحانی اور ملائکہ سماوی اور ارضی مین اوسکا مکاشفہ ہو تو یہی مکاشفہ مطلوب اور قابل اعتبار ہے اور جب یہ مکاشفات معانی غیبیہ کی اطلاع سے مجرد واقع ہوتا ہے بلکہ اکثر معانی غیبیہ اور مکاشفات معنویہ کو بھی شامل ہوتا ہے تو اس سبب سے اسکا نفع زائد اور درجہ بلند ہے کیونکہ یہ مکاشفہ صورت اور معنی دونون کا جامع ہے۔ اور کل حجاب یا بعض کے

اوٹھ جاتے سے اسکے بہت درجے ہین کیونکہ وہ مشاہدہ جو حضرت علمیہ الٰہیہ مین اعیان ثابتہ کو دیکھتا ہو وہ اوسب سے درجہ مین نہایت ہی اعلیٰ ہے اور اسکے بعد اوسکا درجہ ہے جو عقل اول یا دوسری عقلون مین اعیان ثابتہ کو دیکھتا ہو پھر اسکے بعد وہ ہے جو لوح محفوظ اور باقی نفوس مجردہ مین اوسکو مشاہدہ کرتا ہو۔ پھر اسکے بعد وہ ہے جو کتاب محو و اثبات مین اوسکا مشاہدہ ہو پھر اسکے بعد وہ ہے جو ارواح عالی اور عرش اور کرسی اور سموات اور عناصر اور مرکبات وغیرہ کتب الٰہی مین اوسکو دیکھتا ہو کیونکہ یہ کل مرتبے کتاب الٰہی مین اپنے ماتحت کے حقائق اور اعیان کو شامل ہین اور مکاشفہ سماعی کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ وہ حق تعالیٰ سے کلام کو بغیر واسطہ کے سُنتا ہو جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج مین اور اون وقتون مین سُنا جنکی طرف اس حدیث مین اشارہ ہے لی مع اللہ وقت لایسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل (مجھکو حق تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے جسمین نبی مرسل اور ملک مقرب نہین سماتے ہین) اور جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے کلام کو بے واسطہ سُنا پھر اسکے بعد وہ مرتبہ بہتر ہے جس مین حق تعالیٰ کے کلام کو بواسطہ فرشتہ جبرئیل علیہ السلام کے سُنتا ہو۔ جیسے کہ ہمارے رسول صلی اللہ نے کلام ربانی قرآن کو جبرئیل علیہ السلام کے واسطہ سے سُنا پھر اسکے بعد وہ بہتر ہے جسمین عقل اول یا دوسرے عقول سے حق تعالیٰ کے کلام کو سُنتا ہو پھر اسکے بعد وہ بہتر ہے جسمین حق تعالیٰ کے کلام کو نفس کلی اور ملائکہ سماوی اور ارضی وغیرہ کے ذریعہ سے بترتیب مذکور سُنتا ہو۔ اور باقی اسی قیاس پر ہین۔ اور اس قسم کے مکاشفون کا منبع اور مخزن قلب انسانی بذاتہ اور جو اوسکی عقل عملی مین منور ہو اور اوسکے حواس روحانی مین مستعمل ہو کیونکہ قلب کو بھی سمع اور بصر اور دوسرے حواس ہوتے ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین اشارۃً فرمایا ہے فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور (کیونکہ اونکی ظاہری آنکھین اندھی نہین ہین بلکہ اونکی باطنی اور دلی آنکھین اندھی ہین جو سینون مین ہوتی ہین) وختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلیٰ ابصارہم غشاوۃ (اللہ نے اونکے دلون اور سامعہ قوتون پر جو دل مین ہوتی ہین مہر کردی ہے اور اونکی ظاہری آنکھون پر پردہ ہے) اور مشہور حدیثون مین اسکی تائید بہت ہے اور وہ حواس روحانی جو قلب مین ہین اس حواس جسمانی کی اصل ہین اور جب اندرونی اور بیرونی حواس کا پردہ اوٹھ جاتا ہے تو فرع اصل کے ساتھ

ملکر ایک ہوجاتا ہے پھر وہ ان حواسون سے اون چیزون کو دیکھتا ہے جنکو وہ اون سے
دیکھتا تھا - اور روح اون سب چیزون کو دیکھتی ہے کیونکہ یہ حواس اپنے مرتبہ مین متحد ہوجاتے
ہین چنانچہ یہ بیان ہوچکا ہے کہ کل حقائق عقل اول مین متحد ہین اور یہ مکاشفات ابتدائے
سلوک مین پہلے اوسکے خیال مقید مین واقع ہوتے ہین - پھر آہستہ آہستہ بلکہ حاصل ہونے
کے بعد وہ مکاشفات عالم مثالی مطلق مین منتقل ہوتے ہین اور وہ عناصر کے حصائص پر واقف ہوتا
ہے پھر وہ سموات پر مطلع ہوتا ہے پھر لوح محفوظ اور عقل ول تک رسائی ہوتی ہے اور یہ دونون
ام الکتاب کی دو صورتین ہین پھر وہ علم الٰہی مین منتقل ہوتا ہے اور یہان سالک اعیان ثابتہ
پر اوسقدر واقف ہوتا ہے جسقدر حق سبحانہ تعالی چاہتا ہے چنانچہ اللہ نے فرمایا کہ ولا
یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء (اور حق تعالی کے علم پر اوسیقدر احاطہ کرسکتے ہین جسقدر
حق سبحانہ تعالی چاہتا ہے) اور یہ بندہ کے لیے مرتبہ شہود مین نہایت اعلی درجہ ہے کیونکہ
اس مرتبہ کے اوپر فقط ذات حق کا مشاہدہ باقی رہتا ہے اور اس ذات کا مشاہدہ تجلی کے وقت
بندون کو غنی کر دیتا ہے اور مشاہدہ کے پردون مین وہ بھی جلوہ فرما ہوتا ہے اور یہی ذات
اعیان کی عین ہے اور اسیکی طرف شیخ رضی اللہ عنہ نے فص شیثی مین اشارہ کیا ہے کہ
فلا تطمع ولا تتعب نفسک فانہا الغایۃ التی ما فوقہا غایۃ (پس تم لالچ نکرو اور اپنے
نفس کو رنج مین نہ ڈالو کیونکہ یہ وہ غایت ہے جسکے اوپر کوئی دوسری غایت نہین ہے -
اور کشف معنوی جو حقائق کی صورتون اور اسم علیم اور حکیم کے تجلیات سے حاصل ہوتی
ہے وہ ہے جسمین معانی غیبیہ اور حقائق معنیہ ظہور کرتے ہین اور اسکے چند مرتبہ ہین -
پہلا وہ ہے کہ قوت فکریہ مین معانی بغیر استعمال مقدمات اور ترکیب قیاسات کے ظاہر
ہوتے ہین بلکہ ذہن مطالب سے مبادی کی طرف منتقل ہوتا ہے اور اسکا نام حدس ہے
پھر قوت عاقلہ مین معنی ظہور کرتا ہے اور قوت عاقلہ مقدمات اور قیاسات کو استعمال کرتی ہے
اور یہ ایک روحانی قوت ہے جسکا جسم سے تعلق نہین ہے - اور اسکا نام نور قدس ہے اور
حدس اسیکے نور کی چمک سے ہوتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ قوت فکریہ جسمانی ہے اسواسطے
یہ اوس نور کا حاجب پڑجاتا ہے جس سے معانی غیبیہ ظاہر ہوتے ہین اور یہ کشف کا ادنی مرتبہ ہے
اسیواسطے کہا گیا ہے کہ فتح کے دو اقسام ہین ایک فتح فی النفس ہے جس سے علم تام عقلا
اور نقلاً پایا جاتا ہے اور دوسرا فتح فی الروح ہے جس سے وجدان سے علم حاصل ہوتا ہے

اور عقل اور نقل سے نہین پایا جاتا پھر وہ معنی قلب کے مرتبے مین ظاہر ہوتے ہین اور کبھی اوسکا
نام اس مقام مین الہام ہوتا ہے اگر وہ چیز جو ظاہر ہوئی ہے معانی غیبیہ سے ہو اور کوئی حقیقت
نہو اور اگر وہ ارواح مجردہ اور اعیان ثابتہ ہو تو اوسکا نام مشاہدہ قلبی ہے پھر وہ معنی روح کے
مرتبہ مین ظاہر ہوتے ہین اور یہان شہود روحی سے وہ منقلب ہوتے ہین اور یہ آفتاب
کے مثال پر ہے جو روح کے مراتب کے آسمانون کو اور جسد کے مراتب کے زمینون کو روشن
اور منور کرتا ہے اور یہ بذاتہ بغیر واسطہ کسی کے اپنے اصلی استعداد کے موافق اللہ علیم سے
معانی غیبیہ کو لیتا ہے اور اپنے ماتحت پر جیسے قلب اور اوسکے قواے روحانی اور جسمانی
ہین اوسکو فیضان کرتا ہے اگر کملا اور اقطاب سے ہو اور اگر یہ اون لوگون سے نہو تو
اللہ سے اوسکو اپنی استعداد اور قرب کے موافق قلب جبروت اور ملکوت کے ان ارواح
کے واسطہ سے لیتا ہے جو اوسکے زیر حکومت ہین پھر وہ معنی سر خفی کے مرتبہ مین باعتبار
اپنے دونون مقامون کے ظاہر ہوتا ہے اور یہان اشارہ ممکن نہین ہی اور نہ عبارت
اوسکو ظاہر کر سکتی ہے اور انشاءاللہ مین ان مراتب کے تحقیق مین کچھ بیان کرونگا اور جب
یہ معنی سالک کے لیے بلکہ اور مقام ہوجاتا ہے تو اوسکا علم حق تعالی کے علم سے مل جاتا ہے
جیسے فرع اصل کے ساتھ مل جاتی ہی اب اسکو کشف مین اعلی مرتبہ حاصل ہوتا ہی اور جب
ہر ایک کشف صوری اور معنوی سالک کے استعداد کے موافق اور اوسکی روح کے تقاضا
کے مناسب اور انواع کشف کے جانب اوسکے لطیفۂ سر کے توجہ کے مماثل ہوتے ہین تو
مقامات کشف کے بھی اسقدر متفاوت ہوتے ہین کہ اونکا ضبط اور احاطہ نہین ہوسکتا ہی
کیونکہ استعداد متفاوت مین مناسبات بہت ہین - اور بہت صحیح اور کامل مکاشفہ اون لوگون
کو حاصل ہوتا ہے جنکا مزاج روحانی اعتدال تام کے قریب ہے جیسے انبیا اور اولیاے
کاملین کے ارواح ہین اللہ اون سب پر رحمت و کرم فرماوے اور اونکے بعد وہ ہین جو
اون سے نسبت مین قریب ہین - اور مقام کشف تک پہونچنے کی کیفیت اور ہر قسم کشف کے
لوازم کا بیان علم سلوک سے متعلق ہے لیکن اس مقام پر زیادہ صراحت کا موقع نہین ہے
اور صاحب حال اور مقام کو وجود مین بہت سے قسم کے تصرف حاصل ہوتے ہین جیسے
زندہ کرنا اور مردہ کرنا اور حقائق کو بدل دینا - قلب حقایق جیسے ہوا کو پانی اور پانی کو
ہوا کر دینا اور زمان اور مکان کو تھوڑی دیر مین طے کرنا - علاوہ انکے اور بھی ہین جو صفت

قدرت کے موصوف اون اسماکے موسوم مین ظاہر ہوتی ہین جو اوس فعل کے مقتضی ہین
اور جب اونکے موصوف وجود حقانی مین متحقق ہو جاتے ہین تو وہ تصرفات اون کو یا لواسطہ
ملکوتی ارواح کے ہونگے یا بغیر واسطہ بلکہ وہ تصرفات اون اسما کے خاصیت سے ہونگے
جو اونپر حاکم ہین فافہم۔

انتباہ۔ وحی اور الہام کے فرق مین۔ الہام حق تعالی سے بغیر واسطہ فرشتہ کے ہوتا ہی
اور یہ اوس جہت خاص سے ہوتا ہے جو حق تعالی کو ہر موجودات کے ساتھ ہی اور وحی
بوساطت فرشتہ کے نازل ہوتی ہی اسیواسطے حدیث قدسی کو وحی یا قرآن نہین کہتے
اگرچہ وہ بھی اللہ تعالی کا کلام ہی۔ وغیرہ یہ کہ وحی فرشتہ کو مشاہدہ کرتے اور اوسکے کلام
کے سننے سے ہوتا ہی جیساکہ بیان ہوا پس یہ کشف شہودی ہی جو کشف معنوی کو شامل
ہے اور الہام فقط کشف معنوی ہے اور وحی مخصوص نبوت سے ہے کیونکہ وہ ظاہر سے
متعلق ہی اور الہام ولایت سے مخصوص ہے اور نیز وحی مین تبلیغ شرط ہے اور الہام مین
تبلیغ شرط نہین ہے اور واردات رحمانی اور ملکوتی اور واردات جنی اور شیطانی مین جو
فرق ہے وہ سالک مکاشف کے قانون سے متعلق ہے تاہم مین تھوڑا اوسکو بیان کرتا
ہون وہ یہ ہی کہ جو واردات کہ باعث خیر اور خوف سے نجات ہو اور اوسکا انجام اچھا ہو
اور دوسرے کی طرف جلد منتقل نہوتا ہو اور اوسکے بعد حق تعالی کی طرف پوری توجہ حاصل
ہو اور اوس سے عبادت اور طاعت مین رغبت اور لذت ظاہر ہو وہ تو ملکوتی یا رحمانی
ہی اور جو اسکے خلاف ہو وہ شیطانی۔ اور یہ جو مشہور ہے کہ جب داہنی جانب یا سامنے سے
ہوگا تو اکثر ملکوتی ہے اور جب بائین جانب اور پیچھے سے ہو تو اکثر شیطانی ہی یہ کوئی
ضروری اور لازمی امر نہین ہے کیونکہ شیطان ہر طرف سے آتا ہے چنانچہ خود قرآن پاک
ناطق ہے ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ
وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ۝ اور مین اونکے پاس سامنے سے اور پیچھے سے اور داہنے
سے اور بائین سے آؤنگا اور تو بہتون کو انمین سے شکر گذار نہ پائیگا۔ اور اول یا دنیوی
امور سے متعلق ہوگا جیسے اہل مکاشفہ کے سامنے غائب چیزون کو فوراً حاضر کر دینا ہی اوس کی
مثال یہ ہے کہ گرمی کے میوے سردی مین موجود ہون۔ یا زید کے کل کے آنیکی خبر دینا اور
سوا اسکے اور چیزین ہین جو اہل اللہ کے نزدیک معتبر نہین ہین کیونکہ یہ اعمال جن سے متعلق ہین

اور زمان اور مکان کو طے کرنا اور دیواروں سے بغیر سوراخ اور شگاف کے پار ہونا یہ بھی انہین کے خواص سے ہے اور فرشتون کے خصایص اس سے اعلیٰ ہین پس اگر اولیاے کاملین کو طے زمان ومکان حاصل ہو تو فرشتون کی امداد سے ہے یا اوسکی امداد سے ہے جو اونکے درجہ مین ہین اور اگر وہ دنیاوی امور سے متعلق نہو بلکہ اخروی امور سے متعلق ہو یا ضمائر اور خواطر پر اطلاع دینے کے قبیل سے ہو تو وہ ملکوتی ہے کیونکہ جن ان باتون پر قادر نہین ہین اور اگر وہ اس طور پر ہو کہ مکاشف کو ملک اور ملکوت مین تصرف کی قوت بھی ہو جیسے مارنا ۔ جلانا ۔ اور اس دنیاوی برزخ سے نکالنا اور مریدون کو عالم ملکوت مین داخل کرنا تو یہ سب رحمانی ہین کیونکہ ایسے تصرفات مرتبہ الٰہیہ سے مختص ہین اور یہ مرتبہ اوسیکو حاصل ہوتا ہے جو اوسمین قائم ہو اور اوسمین اولیا اور اقطاب وغیرہ داخل ہین ۔ اور کبھی شیطانی کے سوا اسکو رحمانی بولتے ہین اور جب تم یہ سب باتین جان لوگے اور اپنے حال اور مقام کو سمجھ لوگے تو تمکو اپنی کامل استعداد اور مرتبہ کشف کی زیادت اور نقصان معلوم ہوجائے گی اور اللہ ہی صاحب علم وحکمت ہے ۔

فصل ہشتم اس بارہ مین کہ عالم انسانی حقیقت کی صورت ہی

پیشتر بیان ہو چکا ہے کہ اسم اللہ تمام اسمون کو شامل ہے اور وہی اسماءین باعتبار مرتبہ الٰہیہ اپنے مظاہر کے متجلی ہے اور حق تعالیٰ باعتبار اپنی ذات اور مرتبہ کے دوسرے اسماء پہ مقدم ہی پس اسم اللہ کا مظہر بھی دوسرے اسماء کے مظاہر پر مقدم ہوگا اور وہی انمین باعتبار اپنے مراتب کے متجلی ہے اور اس اسم الٰہی کو بہ نسبت دوسرے اسماء کے دو اعتبار ہین اول یہ کہ اوسکی ذات ہر اسماء مین ظاہر ہے دوسرے یہ کہ باعتبار مرتبہ الٰہیہ کے وہ سب اسمون پر مشتمل ہے پس پہلے اعتبار سے کل اسماء کے مظاہر اس اسم اعظم کے مظہر کے مظاہر ہین کیونکہ ظاہر اور مظہر وجود مین ایک ہی شی ہین اوس مین کثرت نہین ہے اور نہ عقل مین تعدد ہے اور ہر ایک دوسرے سے ممتاز ہین جیسے کہ اہل نظر وفکر کہتے ہین کہ وجود خارج مین عین ماہیت ہے اور عقل مین اوسکا غیر ہے پس اسم اللہ کا اشتمال دوسرے اسماء پر ایسا ہے جیسے حقیقت واحدہ کا اشتمال اپنے انواع کے افراد پر ہے اور دوسرے اعتبار سے اسم اللہ باعتبار مرتبہ الٰہیہ کے اسماء پر

ایسا مشتمل ہے جیسے کل مجموعی اپنے اون اجزا پر مشتمل ہوتا ہے جو اعتبار اول سے اوسکے عین ہین، اور جب تم جان چکے کہ حقائق عالم علم اور عین دونون مین حقیقت انسانی کے مظہر ہین جو اسم اللہ کا مظہر ہے تو اوسکے تمام ارواح بھی روح اعظم انسانی کے جزئیات ہین خواہ وہ ارواح فلکی ہون یا عنصری یا حیوانی ہون اور عالم کی صورت حقیقت انسانی اور اوسکے لوازم کی صورت ہین اسیواسطے اہل اللہ عالم مفصل کو انسان کبیر بولتے ہین کیونکہ عالم مین انسان ہی کی حقیقت ظاہر ہے چنانچہ اسی اشتمال اور اسرار الٰہیہ کے مظہر ہونے کیوجہ سے تمام حقائق سے یہی مستحق خلافت ہوا اور سوا سے حقیقت انسانی کے اسرار الٰہیہ کا دوسرا کوئی مظہر نہین ہے اور کیا خوب کسی کہنے والے نے کہا ہے۔

سبحان من اظہر ناسوتہ پاک ہے وہ ذات جسنے اپنے لاہوت کے چمکیلے

سرّ سنا لاہوتہ الثاقب نور کے راز کو اپنے ناسوت مین ظاہر کیا پھر

ثمّ بدا فی خلقہ ظاہراً وہ اپنے مخلوق مین کہانے اور پینے والون کے

فی صورۃ الآکل والشارب صورت مین صاف ظاہر ہوا۔

اور پہلے اوسکا عقل اول کے صورت مین ظہور ہوا جو مرتبہ عمائیہ کی صورت اجمالی ہے اور حدیث صحیح مین اسی طرف اشارہ ہوا ہے یعنے ایک دہقانی عرب نے رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر پوچھا کہ اَینَ کَانَ رَبُّنَا قَبلَ اَن یَّخلُقَ الخَلقَ (ہمارا خدا مخلوق کو پیدا کرنے سے پیشتر کہان تھا) آنحضرت نے زبان فیض ترجمان سے فرمایا کہ کَانَ فِی عَمَاءٍ مَا فَوقَہُ ھَوَاءٌ وَلَا تَحتَہُ ھَوَاءٌ (عما مین تھا کہ نہ اوسکے اوپر ہوا تھی اور نہ اوسکے نیچے ہوا تھی) اور اسیواسطے رسول اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ اول ما خلق اللہ نوری (پہلے اللہ نے میرے ہی نور کو پیدا کیا) آنحضرت کی مراد اس سے عقل اول ہی چنانچہ دوسرے قول سے اپنے اس معنی کی تائید بھی کی ہے کہ اول ما خلق اللہ العقل (پہلے اللہ نے عقل کو پیدا کیا) پھر اوسکے بعد باقی نفوس ناطقہ فلکیہ اور عقول وغیرہ کے صورت مین ظاہر ہوا۔ اور وہ صورتین صورت طبعی اور ہیولی کلیہ اور تمام صور جسمیہ مین بسیط اور مرکب ہین اور ہمارے ان باتون کی تائید حضرت امیر المومنین امام المتقین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے اس قول سے ہوئی جو آپ نے سکر وحدت مین خطبہ مین فرمایا تھا۔ اور آپ خطبہ لوگون کو کر رہے تھے۔ کہ مین ہی اسم اللہ سے

نفظ دیا گیا ہون اور مین ہی اوس اللہ کا جنب ہون جسمین تمنے افراط وتفریط کی - ہے اور مین ہی قلم ہون اور مین ہی لوح محفوظ ہون اور مین ہی عرش ہون اور مین ہی کرسی ہون اور مین ہی ساتون آسمان ہون اور مین ہی ساتون زمین ہون اور جب درمیان خطبہ کے آپ ہوش مین آئے اور وحدت کی تجلی کا حکم آپ سے اُٹھ گیا اور علم بشریت کی طرف آپ نے عود فرمایا اور حق تعالی نے آپ پر کثرت کے حکم سے تجلی کی تو آپ معذرت کرنے لگے اور اپنی عبودیت اور بیچارگی اور عاجزی اور اسمائے آلہیہ کے حکم سے بیکسی کے اقرار کرنے لگے اسیواسطے کہا گیا ہے کہ انسان کامل کو ضرور ہے کہ تمام موجودات مین حق تعالی کے ایسے سریان کرے اور یہ بات تیسرے سفر مین حاصل ہوتی ہے جسمین انسان کامل حق سے خلق کے طرف حق کے ساتھ سفر کرتا ہے اور اسی سفر مین اوسکا کمال پورا ہوتا ہے اور اسی سفر مین یقین کے تین مراتب سے حق الیقین کا مرتبہ اوسکو حاصل ہوتا ہے اور یہین ظاہر ہوتا ہے کہ آخریت بعینہ اولیت ہے اور اس آیہ کا راز نہین کھلتا ہے ھُوَالاول والاخر والظاہر والباطن وھو بکل شیٔ علیم (وہی اول اور آخر اور ظاہر اور باطن ہے اور وہی ہر چیز کا جاننے والا ہے)۔

شیخ رضی اللہ عنہ نے فتوحات مکیہ مین قطبیت کے مقام مین فرمایا ہے کہ وہ کامل جو تیسرے سفر مین اوترتا ہوا عناصر تک پہونچتا ہے اور اللہ چاہتا ہے کہ اوسکو عالم کا خلیفہ اور قطب وقت بناوے تو اوسکو ضرور ہے کہ افراد انسانیہ سے اون سب کا مشاہدہ کرے جو قیامت تک وجود مین داخل ہونگے اور اس شہود پر بھی وہ قطب ہونے کا مستحق نہین ہے جب تک کہ وہ ہر ایک کے مرتبون کو نہ جانتا ہو۔

پاک ہی وہ ذات جو ہر شئے کے مرتبون کے اپنی حکمت سے تدبیر کرتا ہے اور جس نے تمام مصنوعات اور مخلوقات کو اپنی رحمت سے مستحکم کیا ہے۔

انتباہ - جب تم جان چکے کہ عالم مین حقیقت انسانی کا تفصیلی ظہور بہت ہے تو اب جانو کہ عالم کا اجمالی ظہور بھی عالم انسانی مین بہت ہے - عالم کا اسمین اول مظہر صورت روحی ہے جو مادہ سے مجرد ہے اور یہ صورت عقلی کے مطابق ہے اور دوسرا مظہر عالم کا اسمین صورت قلبی ہے جو نفس کلی کی صورت کے مماثل ہے اور تیسرا مظہر عالم کا اسمین نفس حیوانی کی صورت ہے جو طبیعت کلی اور نفس منطبعہ فلکی وغیرہ سے

بہت مشابہ ہے اور چوتھا مظہر عالم کا اسمین لطیف دخانی کی صورت ہے جسکو اطبا کی اصطلاح مین روح حیوانی کہتے ہین اور یہ ہیولی کلیہ سے بہت مشابہ ہی پانچوان مظہر اسمین صورت دموی ہے جو جسم کلی کی صورت سے مشابہ ہے چھٹا مظہر اسمین صورت اعضائی ہے جو عالم کبیر کے اجسام سے مشابہ ہے اور مظاہر انسانی مین اسی تنزلات سے دونسخون مین مطابقت حاصل ہوئی ہوا و شیخ رضی اللہ عنہ نے اسکی تفصیل اپنی کتاب التدبیرات الالھیہ فی المملکۃ الانسانیۃ مین خوب کی ہے جو کوئی اس مطلب کی پوری تحقیق چاہتا ہوا وسکو وہان دیکھنا چاہیے۔

فصل نہم حقیقت محمدیہ کے خلافت کے بیان مین اور اس مین کہ حقیقت محمدیہ ہی قطب الاقطاب ہی

یہ ثابت ہو گیا ہے کہ اسما الٰہی سے ہر اسم کی علم باری مین ایک صورت خاص ہے اور اوسی صورت کا نام ماہیت اور عین ثابتہ ہے اور ہر اسم کے خارج مین بھی ایک صورت ہے جسکا نام مظہر اور موجود عینی ہے اور وہ اسما اون مظہرون کے رب ہین اور یہ مظاہر انکے مربوب ہین اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ حقیقت محمدی اسم الٰہی جامع کی صورت ہے اور وہی اسم جامع حقیقت محمدی کا رب ہے اور اوسی سے کمالات کا فیضان ہوتا ہے اور تمام اسمون کی وہین سے مدد ہوتی ہے اب جاننا چاہیے کہ وہی حقیقت عالم کی تمام صورتون کو اس رب سے پال رہی ہے جو اوس مین ظاہر ہے اور وہی رب الارباب ہے کیونکہ وہی ان مظہرون مین ظاہر ہے جیسا کہ گذر چکا ہی اور وہ اپنی صورت خارجی سے جو صور عالم کے مناسب ہوتا ہے صورت عالم کو پالتا ہے اور صور عالم اسم ظاہر کے مظہر ہین اور اپنے باطن سے وہ عالم کے باطن کو پالتا ہی کیونکہ وہی اسم اعظم کے صاحب ہین اور ربوبیت مطلقہ اونہین کو حاصل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاتحہ کتاب اور سورہ بقرکے اخیری آیتون سے مین ہی مخصوص کیا گیا ہون اور سورۂ فاتحہ کی پہلی آیت یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی اسمین رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم ارواح اور اجسام کے جامع ہوے اور اسیکو ربوبیت کہتے ہین اور یہ آپ کی حقیقت کی جہت سے ہے اور بشریت کی جہت سے نہین ہے

کیونکہ بشریت کے جہت سے آنحضرت بندہ اور مربوب اور اپنے رب کے محتاج ہین چنانچہ
اللہ تعالیٰ نے اسی جہت کی طرف تنبیہ کی ہی قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ (تم کہدو کہ
مین تمھارے مثل بشر ہون لیکن میرے پاس وحی آتی ہے، اور فرمایا کہ وانہ لمّا قام عبد اللّٰہ
یدعوہ (اور جب محمد اللہ کا بندہ کھڑے ہوکر اونکو حق کی دعوت کرنے لگا) اس آیت مین
اللہ نے آپ کا عبد اللہ کے نام سے یہ اشارہ کیا کہ وہ اسی اسم جامع کے مظہر ہین اور کسی
دوسرے اسم کے وہ مظہر نہین ہین اور جہت ربوبیت کی طرف آیت مین اشارہ کیا کہ وما
رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمیٰ (اور تم نے نہین پھینکا جب تم نے پھینکا بلکہ اللہ
نے پھینکا) اسمین اونکے پھینکنے کی نسبت اللہ کی طرف کی گئی۔ اور یہ ربوبیت اوسیوقت متصور
ہوسکتی ہے جبکہ ہر مستحق کو اوسکا حق دیا جاے اور عالم کی کل حاجت کے چیزون کا فیضان
اوس سے پایا جائے۔ اور یہ بات بغیر پورے قدرت اور تمام صفات الٰہیہ کے ممکن نہین
ہی اسیواسطے اونکو تمام اسما پر حکومت حاصل ہی اور اوس سے وہ عالم مین ہر ایک کی استعداد
کے موافق نصرت کرتے ہین۔ اور جب یہ حقیقت دو جہت الٰہیت اور معبودیت پر مشتمل
ہے تو اسواسطے وہ تصرف اون کو بالاصالۃ صحیح نہین ہے بلکہ بالتبعیت صحیح ہے اور
وہ خلافت ہے اسیواسطے اس حقیقت محمدیہ کو کبھی مارنا اور جلانا اور لطف اور قہر اور رضا
اور سخط اور جمیع صفات حاصل ہین تاکہ وہ عالم مین اور اپنے نفس اور اپنی بشریت مین
بھی تصرف کرسکین کیونکہ اونکی بشریت بھی اونہین سے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا رونا اور شکستہ خاطر ہونا اور دل تنگ ہونا ربوبیت کے خلاف نہین ہی کیونکہ وہ بھی آنحضرت
کی ذات کی اقتضا تھی و صفت بشریت کا ظہور تھا اور آپ کے مرتبہ کی جہت سے آسمان اور
زمین مین ایک دانہ رائی کے برابر بھی کوئی شئے آنحضرت کے علم سے نہین چھپتی ہی اور یہ
قول آپ کا بشریت کے جہت سے تھا کہ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ (تم لوگ اپنے دنیاوی
کامون کے تمھین بڑے عالم ہو) حاصل یہ ہے کہ آپ کی ربوبیت عالم مین صفت الٰہی سے
تھی جو آپ کا اصلی مرتبہ تھا۔ اور عجز و مسکنیت اور نقایص امکانی کے کل لوازمات بشریت کی
جہت سے تھے جو آپ کو عالم سفلی مین تنزل کرنے اور عناصر کی تقیید مین حاصل ہوئی تھی تاکہ
آنحضرت اپنے ظاہر سے عالم ظاہر کے خواص پر محیط ہون اور اپنے باطن سے عالم باطن کے
خصائص پر حاوی ہون اور اسی سبب سے آپ مجمع البحرین ہوے اور آپکی شان ملہم اللہ

ہوئے پس آپکا اس عالم مین نزول کرنا بھی کمال ہی جیسے مقام اصلی کی طرف لیلۃ المعراج مین
عروج کرنا آپکا کمال ہے اور ایک اعتبار سے یہ نقصان بھی کمال ہے اسکو وہی پہچانیگا جسکے
دل کو اللہ نے نور الٰہی سے روشن کیا ہے اور سمجھو اسے آیۂ کریمہ مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ
اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ (یعنے بشر کو یہ مرتبہ حاصل نہین ہے کہ اللہ تعالیٰ اوس سے بغیر وحی
اور حجاب کے بلاواسطہ کلام کرے) جب اس عالم مین اللہ کی طرف سے خلافت کا ہونا واجب
ہوا تو ہر زمانہ مین خلیفہ کا ہونا بھی واجب ہوا تاکہ ہر زمانہ کے لوگ زمانہ اور اپنے حال کے مناسب
کمال کو بذریعہ اوسکے حاصل کرین چنانچہ خود حق جل وعلا ارشاد فرماتا ہے وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا
لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ (اور اگر مین اونکو فرشتہ بناتا تو بھی مین اونکو
آدمی کرتا اور اونکو بھی آدمیون کے لباس سے ملتبس کرتا) اور اس حقیقت محمدیہ کا ظہور کمالات کے ساتھ
پہلے ممکن نہ تھا اسیواسطے وہ حقیقت مخصوص صورتون مین ظاہر ہوئی اور ہر ہر صورت ایک
ایک مرتبہ سے مخصوص ہوئی اور وہ صورتین ہر زمان اور وقت کے مرتبہ سے بہت مناسب
اور لائق ہوین اور اسوقت مین اسم دہر کے اقتضا سے جو کمال کہ مناسب تھا اوسکے موافق
وہ صورت آئی اور وہی صورتین انبیا علیہم السلام کی صورتین ہین - اللّٰھم صل علی سیدنا
محمد معدن الجود والکرم - (اور جب تم اون کے تعینات اور تشخصات کا اعتبار
کرو تو تم اون سب مین امتیاز اور غیریت کا حکم کروگے اور اسوقت تم کہوگے کہ یہ صورتین
حقیقت محمدیہ کی غیر ہین اور وہ تمام اسما وصفات کی جامع ہے اور تمھارے اس حکم اور کہنے کا
سبب یہ ہے کہ ہر صورت بعض بعض اسم اور صفت کے مظہر پڑی ہے اور یہ حکم تمھاری کثرت
اور خلقت کے غلبۂ حکم سے ہوتا ہے اور جب تم اونکے حقیقت کو متحد اعتبار کرو اور اپنی وحدت
کے غلبۂ حکم سے یہ سمجھو کہ اون سب کا مرجع ایک ہی حضرت کی طرف ہے تو تم اون سب کو متحد جانوگے
اور اون سب کے لائے ہوئے دین کو بھی ایک ہی مانوگے - چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (مین اوسکے کسی رسول مین فرق نہین کرتا ہون) پس وہ
قطب جسپر احکام عالم کا دار و مدار ہے اور ازل سے ابد تک دائرہ وجود کا مرکز ہے وہ ایک ہی ہے
اور وہ حقیقت محمدیہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور باعتبار کثرت کے حکم کے وہ متعدد
ہے اور نبوت کے انقطاع سے پیشتر کبھی مرتبۂ قطبیت مین ظاہر ہوتا ہے جیسے حضرت
ابراہیم خلیل اللہ تھے اور کبھی کوئی چھپا ہوا ولی ہوتا ہے جیسے موسی علیہ السلام کے زمانہ مین

حضرت خضرؑ تھے اور یہ قطب اوسوقت تھے جب تک موسیٰ علیہ السلام اس خلعت قطبیت سے مشرف نہین ہوسکے تھے اور نبوت تشریعی کے منقطع ہونے اور دائرہ نبوت کے پورا ہونے اور باطن سے ظاہر کی طرف ولایت کے منتقل ہونے کے وقت قطبیت مطلقہ اولیاؤن کے طرف منتقل ہوگئی - ایسا مرتبہ مین اون لوگون سے ایک شخص ہمیشہ اوسکی جگہ مین رہیگا تاکہ یہ ترتیب اور یہ انتظام اوسکے سبب سے باقی رہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَ لِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ہر قوم کا ایک ہادی اور رہبر ہے) وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ (ہر قوم مین یا ہر زمانہ مین ایک ڈرانے والا گذر چکا ہے) چنانچہ رسول اللہؐ کے بارہ مین ارشاد ہوا اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِیْرٌ (تو ڈرانے والا ہے) اور یہ حکم اوسوقت تک ہی جبتک کہ خاتم الاولیا کا ظہور نہو اور وہ مطلقًا ولایت کا خاتم ہوگا اور جب یہ دائرہ بھی پورا ہوچکے گا تو اسم باطن کے اقتضا سے قیامت کا برپا ہونا ضرور ہوگا اور جو ظاہر اور باطن سے متولد ہے وہی دونون کے درمیان مین حد فاصل ہے اور اوسوقت جو معنی ہے وہ صورت ہوجائیگی اور جو صورت ہی وہ معنی ہوجائیگا یعنے جو چیز کہ باطن مین نفس کے صورتون سے مخفی ہے تو وہ اپنی اصلی صورت پر ظاہر ہوجائیگا اور وہ صورتین چھپ جائینگی جسمین حقیقی امور مستتر ہین پھر جنت اور نار اور حشر اور نشر کی صورتین وجود مین آئینگی جیساکہ انبیا علیہم السلام نے ہم لوگون کو اوس سے خبر دی ہی -

انتباہ - یہ ضرور جاننا چاہیے کہ بہشت اور دوزخ کا ہر عالم مین مظہر ہی اور ان دونون کے اعیان بیشک حضرت علمیہ مین ثابت ہین اور جب اللہ نے ہملوگون کو آدمؑ اور حوّا کے بہشت سے نکالے جانے کی خبر دی تو اس سے معلوم ہوا کہ اسکا وجود عالم روحانی مین عالم جسمانی کے پیشتر سے ہے اسی طرح دوزخ کو بھی اسمین وجود ہے کیونکہ یہ حضرت علمیہ کے اعیان ثابتہ کی مثال ہی اور صحیح حدیثون مین اسمین اون دونون کے ہونے پر بیشمار دلیلین ہین اور رسول اللہؐ سے دنیا ہی مین اون دونون کا ہونا ثابت ہے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ الدنیا سجن المومن وجنة الکافر (دنیا مومنون کے لیے قیدخانہ ہے اور کافرون کے لیے بہشت بریں ہے) اور رسول اللہؐ سے عالم برزخ مین بھی اون دونون کا ہونا ثابت ہے آپ نے فرمایا کہ القبر روضة من ریاض الجنة او حفرة من حفر النیران - (قبر جنت کی ایک باغ ہی یا دوزخ کا ایک گڑھا ہے) اور اسی طرح عالم انسانی مین بھی اون دونون کا وجود ہے کیونکہ مقام روح اور مقام قلب اور ان دونون کے کمالات بعینہٖ نعیم ہین اور مقام نفس اور مقام ہویٰ کا

اور ان دونون کے اقتضائات بنفسہ مجسم ہین - اسیواسطے جو کوئی قلب اور روح کے مقام مین پہونچتا ہے اور اچھے صفات اور عمدہ اخلاق سے موصوف ہوتا ہے تو وہ اقسام اقسام کی نعمتون سے راحت پاتا ہے اور جو کوئی نفس اور اوسکے لذات اور شہوات پر ٹھہر جاوے تو وہ اقسام اقسام کے بلاؤن اور عذابون سے آزار پاتا ہے اللھم اعوذ بك منہا - (اے خدا تو اوس سے بچانے مین میری دستگیری کر) اور ان دونون کا اخیر مظہر دار البقا مین ہے اور انکے ہر مظہر کے لیے بہت سے لوازم ہین جو اوس کے عالم سے مناسب ہین اور اسی طرح سے بعد حضرات خمسہ کے قیامت کے بھی پانچ قسمین ہین ایک وہ ہے جو ہر وقت اور ہر ساعت مین ہوتا رہتا ہے کیونکہ ہر ساعت مین عالم غیب سے عالم شہادت مین چیزون کا ظہور ہوتا ہے اور ہر آن مین عالم شہادت سے عالم غیب مین معانی اور تجلیات اور کائنات اور اچھے اور برے داخل ہوتے رہتے ہین ہر ایک کا تفصیلی علم اللہ ہی کو معلوم ہے اور اسیواسطے وہ اوسی کے نام سے موسوم ہوتا ہے اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ (بلکہ وہ لوگ نئی خلقت مین ملتبس ہین) اور فرمایا کہ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ - (روزانہ وہ نئی شان مین ہے) دوسری قسم موت طبعی ہے رسول نے فرمایا کہ من مات فقد قامت قیامتہ (جو مر گیا پس اوسکی قیامت قائم ہو گئی) اور اسکے مقابل مین ارادی موت ہے جو اہل سلوک متوجہ الی الحق کو موت طبعی سے پیشتر حاصل ہوتی ہے - رحمۃ للعالمین نے فرمایا کہ من ارادان ینظر الی میت یمشی علی وجہ الارض فلینظر الی ابی بکر (جو کوئی کسی مردہ کو زمین پر چلتے ہوے دیکھنا چاہتا ہو تو وہ ابکر صدیقؓ کو دیکھے) اور فرمایا رسول اللہؐ نے کہ مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا (موت طبعی سے پہلے موت ارادی سے مردہ بنو) پس آنحضرت نے دنیا کے متاع اور اوسکے طیبات کے انکار کو اور اقتضائات نفس اور اوسکے لذات سے باز رہنے کو اور ہوا و ہوس کے پیروی کرنے کو موت قرار دیا اور اسیواسطے سالک کو اون چیزون کا کشف ہوتا ہے جنکا کشف میت کو ہوتا ہے اور مطلق موت کا نام قیامت صغریٰ ہی اور بعضون نے موت ارادی کا نام قیامت وسطی رکھا ہے کیونکہ یہ دو قیامتون کے درمیان مین ہوتی ہے پہلی قیامت صغریٰ ہے جو موت طبعی سے اس نشات دنیاوی مین حاصل ہوتی ہے اور دوسری قیامت کبریٰ ہے جسکو فنائی الذات بھی کہتے ہین مگر اسمین

تامل ہی ذکی پر مخفی نہین ہے اور تیسری قسم وہ موعودہ قیامت ہو جبکا ہر ایک کو انتظار رہے
اور نصوص سے وہ ثابت ہو اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا (قیامت آنے والی ہو مین اسکو
چھپانا چاہتا ہون) اور سوا ے اسکے بہت سی آیتین ہین جو اوسپر دلالت کرتی ہین اور وہ اسطرح ہوگی
کہ ذات احدیت کا آفتاب مظاہر خلقیہ کے مغرب سے طلوع کریگا اور حقیقت کلیہ منکشف ہوگی اور وحدت
تامہ ظہور کریگی - اور کثرت مقہور اور مضمحل ہوگی چنانچہ اللہ اوسدن فرمائیگا کہ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ
(آج کسکا ملک ہے ؟) خود ہی جواب دیگا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (اللہ واحد کا ہے جسکی صفت
قہاری نے کثرت کو مقہور کیا) ایسی ہی اور بھی آیتین ہین اور اسی کے مقابل مین اہل عرفان و
توحید کو فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے - اور یہ اوس تجلی کے حکم سے پیشتر ہوگا جو
تمام مخلوق پر ہوگی اور اسیکا نام قیامت کبریٰ ہے اور ان قسمون کے ہر ایک کے لیے لوازم اور نتائج
بھی ہین بعض کو کلام مجید اور احادیث صحیحہ نے صراحتًا یا اشارۃً بیان کیا ہو اور بعض کا کشف
بالکلیہ مسدود ہے اور اللہ ہی خلایق کا جزا عالم ہے -

فصل ششم روح اعظم اور عالم انسانی مین اوسکے مراتب اور اسما کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ روح اعظم باعتبار اوسکی ربوبیت کے ذات الٓہی کی مظہر ہے اور حقیقت مین وہی روح
انسانی ہو اسیواسطے ممکن نہین کہ کوئی گھومنے والا اوسکے آس پاس گھوم سکے اور نہ کوئی طالب
اوسکے وصل کا طالب ہو سکتا ہو کیونکہ جو کوئی اوسکے آستانے سے قریب ہوتا ہے وہ حیرت کا نشانہ
ہو جاتا ہو اور اوسکے نور جمال کا طالب پردون سے مقید ہو جاتا ہو سوا ے اللہ کے کوئی اوسکی
کنہ نہین جانتا ہو اور اس بڑے مطلب پر سوا ے اوسکے کوئی نہین پہونچتا ہے - اور جیسے
کہ عالم کبیر مین بہت سے مظاہر اور اسما ہین جیسے عقل اول اور قلم اعلیٰ اور نور اور نفس کلی
اور لوح محفوظ وغیرہ چنانچہ مین کہہ چکا ہون کہ عالم کبیر مین ان مختلف صورتون سے حقیقت
انسانی ہی ظاہر ہے ویسا ہی عالم صغیر انسانی مین بہت سے مظاہر اور اسما ہین اور وہ اسما
باعتبار اوسکے ظہور اور مراتب کے اہل اللہ وغیرہ کے اصطلاح مین یہ ہین - سِر خفی روح
قلب کلمہ روع بضم الرا فواد صدر عقل نفس چنانچہ قرآن مین بھی یہ اسما بیان ہوسکتے ہین
جیسے اللہ فرماتا ہو فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى (وہ سر اور خفی دونون کو جانتا ہو) اور قُلِ الرُّوْحُ
مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ (تم کہدو کہ روح ہمارے خدا کے حکم سے ہے -) اور اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ

کَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ (قلب والون کے لیے اور اون لوگون کے لیے جو حاضر
ہو کر کان لگاتے ہون اسمین نصیحت ہے) اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ مین فرمایا کہ کَلِمَةٌ مِّنَ اللّٰهِ
(وہ اللہ کے کلمہ ہین) اور مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى (جسکو فواد نے دیکھا ہو تو وہ جھوٹ نہین
ہی) اور اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (کیا مین نے تمھارا صدر نہ کھولا؟) اور وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا
(اور قسم ہی نفس کی اور اوس چیز کی جسکی اللہ نے تسویہ کی ہی) اور حدیث صحیح مین ہے کہ اِنَّ رُوْحَ
الْقُدُسِ نَفَثَ فِيْ رُوْعِيْ اَنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا (روح القدس نے میرے
روح مین پھونکا کہ کوئی جان بغیر اپنے رزق کو پورا کرنے کے کبھی نہ مریگی) اور اوسکو سِر اسواسطے
کہتے ہین کہ اوسکا نور صرف صاحب دل کو یا اون لوگون کو معلوم ہوتا ہے جو علم اللہ مین بڑے راسخ
ہین۔ اور سوا اسکے دوسرون کو نہین معلوم ہوتا اور خفی اسواسطے کہتے ہین کہ اوسکی حقیقت
عارف اور غیر عارف سب پر مخفی ہے اور روح اسواسطے کہتے ہین کہ وہ بدن کا رب ہے اور
حیات حسی کا وہی مصدر ہی اور تمام قواے نفسانی پر حیات کے فیضان کا وہی منبع ہے اور قلب
اسواسطے کہتے ہین کہ وہ جہت حق اور جہت نفس مین منقلب ہوتا رہتا ہے اور جب وہ جہت
حق مین منقلب ہوتا ہے تو یہ اوس سے انوار کا استفاضہ کرتا ہے اور جب وہ جہت نفس مین
منقلب ہوتا ہی تو اوسپر اوسی چیز کا افاضہ کرتا ہے جسکو اوسنے اپنے موجد سے موافق اپنے
استعداد کے استفاضہ کیا ہے اور نفس رحمانی مین ظہور کے اعتبار سے اوسکو کلمہ کہتے ہین جیسے
کہ نفس انسانی مین کلمہ ظاہر ہوتا ہے اور منبع کے اثر سے متاثر ہونے کے سبب سے اوسکو
فواد کہتے ہین کیونکہ فاد کے معنی لغت مین زخم اور تاثیر کے ہین اور بدن کی طرف ملنے کی جہت
سے اوسکو صدر بولتے ہین کیونکہ تمام انوار وہین سے صدور کرتے ہین اور بدن پر نور کو
وہی وارد کرتا ہی اور منبع قیامت کے خوف اور قہر کے سبب سے اوسکو روع کہتے ہین اور یہ اسوقت
ہوگا جب اسکا ماخذ روع بفتح الراء قرار دین جسکے معنی خوف کے ہین اور اپنی ذات اور
وجود کے سمجھنے اور تعین خاص مین مقید ہونے سے اوسکو عقل کہتے ہین اور اسواسطے بھی کہتے
ہین کہ اسکا ادراک بھی مقید اور منضبط اور تصویر مین محصور ہوتا ہے اور بدن کی طرف تعلق
اور اوسکے تدبیر کرنے کے سبب سے اوسکو نفس بولتے ہین اور جب اوس سے افعال نباتی
کا ظہور ہوتا ہے تو اوسکا نفس نباتی نام رکھتے ہین اور افعال نباتی کا ظہور کسی اوسکے خادم
کے ذریعہ سے ہوتا ہی اور جب اوس سے افعال حیوانی ظاہر ہوتے ہین تو اوسکو

نفس حیوانی بولتے ہین پھر جب قوت حیوانی کا قوت روحانی پر غلبہ ہوتا ہی تو اوسکا نفس امارہ نام رکھتے ہین اور جب غیب سے قلب کا نور اوسکے کمال کے ظاہر کرنے کو چمکتا ہی اور قوت عاقلہ نظر انجام بین اوسکے ضعف اور اوسکے حالت کی برائی کو ادراک کرتی ہے تو اوسوقت اوسکا لوامہ نام رکھتے ہین کیونکہ وہ اوسکے برے فعلون پر اوسکو ملامت کرتی ہے اور یہ مرتبہ مرتبۂ قلبی کے ظاہر ہونے کیلیے مثل مقدمہ کے ہے اور جب نور قلبی غالب ہوتا ہی اور قواے حیوانی پر اوسکو تسلط ہوتا ہی اور نفس کو اطمینان ہوتا ہی تو اوسکو مطمئنہ کہتے ہین اور جب اوسکو کامل استعداد ہو جاتی ہے اور اوسکے نور اور چمک کو قوت ہوتی ہی اور جو اوسمین بالقوہ تھا وہ بالفعل ظاہر ہوتا ہے اور تجلی الٰہی کا آئینہ ہو جاتا ہے تو اوسکا قلب نام رکھتے ہین اور یہی دو دریاؤن کے ملنے کی جگہ ہے اور دو عالمون کا ملتقا ہے اسیواسطے وہ حق کو سما لیتا ہے اور اسی سبب سے وہ اللہ کا عرش ہے چنانچہ حدیث صحیح مین وارد ہوا کہ لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولیسعنی قلب عبدی المومن التقی (میری آسمان و زمین مجھکو نہین سما سکتے ہین لیکن میرے بندہ متقی کا قلب مجھکو سما لیتا ہے) ہم اسواسطے مومن کا قلب اللہ کا عرش ہے پس اگر کوئی اعتبار کرنے والا اعتبار کرے کہ ان مختلف اعتبارون مین ایک ہی حقیقت عارض ہے اور حکم کرے کہ تمام چیزین اصل مین ایک ہی شی ہین تو وہ سچا ہی اور اگر اوس حقیقت کو ہر اعتبار کے ساتھ علیحدہ اعتبار کرے اور حکم کرے کہ یہ سب متغایر ہین تو بھی وہ سچا ہے۔

انتباہ۔ جب تم اسے جان چکے تو جاننا چاہیے کہ مرتبہ روحی مرتبۂ احدیت کا ظل ہی اور مرتبۂ قلبی مرتبۂ واحدیت الٰہیہ کا ظل ہے اور جسنے ان تنبیہات مین غور کیا ہے اور مرتبون مین تطبیق کی ہی تو اوسکو دوسرے اسرار ظاہر ہونگے جسکی تصریح کی حاجت نہین ہے۔

انتباہ۔ جاننا چاہیے کہ روح باعتبار اپنے مجرد ہونے اور جوہر ہونے اور عالم ارواح مجردہ سے ہونے کے بدن کے مغایر ہے اور تدبیر اور تصرف کے لیے اوس سے متعلق ہے وہ بذاتہ قدیم ہے اور اپنے بقا اور قیام مین وہ بدن کی محتاج نہین ہے اور اس اعتبار سے کہ بدن اوسکی صورت ہے اور عالم شہادت مین اوسکے اور اوسکے کمالات اور فوائدون کا مظہر ہے روح بدن کی محتاج ہے اور وہ اوس سے منفک نہین ہے بلکہ بدن مین ایسا سریان ہی جیساکہ حلول اور اتحاد سے سریان حاصل ہوتا ہے جو ارباب نظر و فکر کے نزدیک مشہور ہی بلکہ روح کا بدن مین ایسا سریان ہے جیسے کہ وجود مطلق کا سریان تمام موجودات اور عالم مین ہی پس اس اعتبار سے

دونون مین من کل الوجوہ مغایرت نہین ہے اور جو کوئی کہ اشیا مین حق تعالیٰ کے ظہور کی کیفیت جانتا ہو اور جب کسی کو یہ معلوم ہو کہ حق تعالیٰ کس جہت سے اشیا کا عین ہے اور کس جہت سے اشیا کا غیر ہے تو وہ بدن مین روح کے ظہور کی کیفیت اور اس امر کو خوب جانیگا کہ روح بدن کی کس جہت مین اور کس جہت سے وہ بدن کی غیر ہی کیونکہ روح ہی بدن کی رب ہی لیس جسکو تحقیق ہو کہ رب کا مربوب کے ساتھ کیا حال ہے تو وہ ہماری ان باتون کو خوب سمجھے گا جسکو مین ذکر کر چکا ہون اور اللہ ہی ہدایت کرنیوالا ہے

فصل یازدہم قیامت کبریٰ مین روح کے حق تعالیٰ کیطرف عود کرنے اور اوسکے مظاہر کے بیان مین

یہ بیان ہو چکا ہی کہ حق تعالیٰ کے مختلف تجلیات ذاتی اور اسمائی اور صفاتی ہین اور اسما اور صفات کو بھی دولت و حکومت ہے جب عالم شہادت مین اونکے عہد دولت کا ظہور ہوتا ہے تو اون کے احکام اور اونکی سلطنتین بھی ظاہر ہوتی ہین اور اسمین شک نہین ہے کہ آخرت حجاب کے اوٹھ جانے اور وحدت حقیقی سے حق تعالیٰ کے ظاہر ہونے سے حاصل ہوگی اور ہر شے اسمین اپنی اصلی صورت پر ظاہر ہوگی اور حق کو باطل سے اوسدن امتیاز ہوگا کیونکہ وہ دن فیصلہ اور قضا کا ہے اور اس تجلی اور اس مظہر کی محل روح ہے اور ضرور ہے کہ اوس تجلی کے وقت بدن مین اوسکا ہونا فنا ہو اور اوس کے فنا سے اوس کے کل مظاہر فنا ہون گے ۔ اللہ پاک نے فرمایا کہ ونفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوات ومن فی الارض الا من شاء اللہ (اور صور مین پھونکا جائیگا تو آسمان اور زمین کے کل لوگ بیہوش ہو جائینگے سواے اوسکے جسکو اللہ نے چاہا ہو) اور مستثنیٰ سے وہ لوگ مراد ہین جنکے لیے قیامت کبریٰ پہلے ہی ہو چکی ہے اور اسی واسطے کہا گیا ہے کہ کل شیئ یرجع الیٰ اصلہ (ہر چیز اپنی اصل کی طرف پلٹتی ہے) اور اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ وللہ میراث السمٰوات والارض (اللہ کے لیے آسمان اور زمین کی میراث ہے) کل شیئ ھالک الا وجہہ (سواے اسکے ذات کے ہر شے ہلاک ہونے والی ہے) کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال والاکرام (جملہ چیزین جو زمین پر ہین وہ فنا ہونے والی ہین اور تیرے ہی خدا کی ذات جو عظمت و جلال والی ہے باقی رہیگی) اور یہ کبھی تعینات خلقی کے زائل ہونے اور جہت ربوبیت مین جہت عبودیت کے فنا ہونے سے حاصل ہوتا ہے جیسے کہ قطرہ کا تعین دریا مین پہونچنے کے وقت معدوم ہوتا ہے اور آفتاب حقیقت کے طلوع سے جلدیہ کھل جاتا ہے ۔ اللہ نے فرمایا کہ یوم نطوی

السَّمَاءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ (جسدن کہ مین آسمان کو لپیٹونگا جیسے کہ کتابون کے کاغذ کو لپیٹتے ہین) کَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ (جیسے کہ مین نے پہلے خلق کو بنایا ہی ویساہی اوسکو اعادہ کرونگا - یہ ہمپر وعدہ ہے مین اسکو کرنے والا ہون) یعنے مین اوس سے آسمان کی تعین زائل کرونگا تاکہ وجود مقید کے اوٹھ جانے سے وجود مطلق کے طرف وہ عود کرے اور اللہ نے فرمایا کہ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (آج کسکا ملک ہے) لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (خدائے واحد قہار کا ملک ہے) اسمین مرتبۂ احدیت سے وحدانیت اور حکومت کے ظہور کی طرف اشارہ ہے اور حدیث صحیح مین بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام فرشتون کو حتیٰ کہ ملک الموت کو بھی موت دیگا پھر اونمین فیصلہ اور قضا کے لیے اونکا اعادہ کریگا تاکہ ہر شخص جنت یا دوزخ اپنا مرتبہ پالیوے اور جیسے کہ مراتب کثرت مین تجلیات الٰہی سے تعینات خلقیہ کے وجود پائے گئے ہین ایسا ہی مراتب وحدت مین تجلیات الٰہیہ سے تعینات کے زوال سے اوسکا ظہور ہوگا - اور جو اسماکہ اوسکے مقتضی ہین وہ یہ ہین - قہار - واحد - احد - صمد - فرد - غنی - عزیز - معید - ممیت - اور ماحی - وغیرہ اور جو لوگ کہ انکار کرتے ہین تو یہ وہ لوگ ہین جو اس مذاق سے بیخبر ہین اور یہ اہل عرفان نہین ہین نہ رہ اونکو وصلان حق کا علم حاصل ہے جو بالحال ہوتا ہے اور اپنے ضعیف قول پر جو اس حالت کے مخالف ہے وہ دھوکہ مین پڑے ہین اور یہ بات انبیا علیہم السلام کے ساتھ ضعف ایمانی سے پیدا ہوتی ہی اللہ تعالیٰ ہملوگون کو اس سے محفوظ رکھے اور جسکی دل آنکھون نے نور ایمان کا سرمہ لگایا ہے اور اوسکا قلب آفتاب اعیان کے طلوع سے منور ہے تو وہ ہمیشہ عالم کے اعیان کو متبدل اور اونکے تعینات کو متغیر پاتا رہتا ہے چنانچہ اللہ نے فرمایا کہ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ (بلکہ وہ لوگ نئی خلقت مین ملتبس ہین) اور کبھی خلق کی تعینات سے حق مین چھپ جانے سے وہ حاصل ہوتا ہے جیسے کہ ستارۂ آفتاب کے وجود کے وقت چھپ جاتا ہے - ایسا ہی جہت عبودیت جہت ربوبیت مین چھپ جاتی ہے پس خدا ظاہر ہوتا ہی اور بندہ مخفی ہوتا ہی چنانچہ اسی مقام کے مناسب یہ شعر ہے ؎

تستوت عن دھری بظل جناحہ | مین اپنے دہر سے اوسکے بازو کے سایہ مین چھپ گیا
فعینی تری دھری ولیس یرانی | اور میری آنکھ میرے دہر کو دیکھتی ہے اور وہ مجھکو نہین دیکھتا ہی
فلو تسأل الایام ما اسمی فما درت | اور اگر تم زمانہ سے میرا نام پوچھو تو اوسکو معلوم نہ ہوگا
واین مکانی ما درین مکانی | اور اگر پوچھو کہ میرا مقام کہان ہی تو میرا مقام بھی اوسکو معلوم نہ ہوگا

اور یہ اختفا مقابلہ مین حق کے اختفا کے بندہ مین ہے جب وہ اوسمین ظہور کرتا ہے اور کبھی وہ صفات بشری کے صفات الٰہی کے ساتھ بدل جانے سے ہوتا ہے اور بندہ کی ذات کبھی نہین بدلتی ہو بلکہ وہ بندہ ہی باقی رہتا ہی اور جب اسوقت کوئی صفت بشری اوس سے علحدہ ہوگی تو اوسکی جگہ صفت الٰہی قائم مقام ہوگی اور اسی واسطے حق تعالیٰ اسوقت اوسکا سمیع اور بصیر ہوتا ہی چنانچہ بخاری کی حدیث صحیح ناطق ہے اور حق تعالیٰ موافق اپنے ارادہ کے اوسکے حد وجود مین تصرف کرتا ہے اور یہ کبھی بہت جلد ہوتا ہے جیسے کہ اولیا کاملین اور افراد کو حاصل ہے جنکی قیامت قائم ہو چکی ہے اور وہ لوگ اسی دنیا مین صورۃً حق مین فنا ہو گئے ہین اور کبھی یہ بدیر ہوتا ہے اور وہی انبیا علیہم السلام کے زبانون سے موعودہ وقت ہی۔

انتباہ۔ تم یہ وہم نکرو کہ یہ وہ فنا ہے جسکو فنا علمی کہتے ہین اور وہ اہل عرفان کو حاصل ہوتی ہی جنکو شہود حالی میسر نہین ہے اور اپنے عین اور صفت مین وہ باقی رہتے ہین کیونکہ ان دونون مین بہت بڑا فرق ہے ایک وہ جو فقط محبت کی تصور کرتا ہے اور دوسرا وہ جو خود محبت بنگیا ہے کسی شاعر نے کہا ہے۔

لا یعرف الحب الا من یکابدہ — محبت کو وہی پہچان سکتا ہی جسکے دل پر اوسکا زخم ہو
ولا الصبابۃ الا من یعانیہا — اور عشق کو وہی جان سکتا ہی جسنے اوسکے صدمات کو اٹھایا ہو

اور سچ یہ ہی کہ بغیر اوسکے مزہ چکھنے کے اوسکو بیان کرنا پردہ ہی پردہ ہے اور اوس سے بیان کرنا جسنے اوسکو نہ جانا ہو ایمان بالغیب ہے اور اوسکا پورا پورا علم اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہے اور اوسپر پوری اطلاع انسان کو ممکن نہین ہے مگر اوس انسان پر آسان ہے جو کامل ہو اور اللہ نے اوسے بتلا دیا ہو اور اوسکو یہ مشاہدہ جلیلہ حاصل ہو اور تجلی ذاتی کا اوسپر جلوہ ہو چکا ہو اور جسکو تجلی ذاتی حاصل ہوئی ہو تو وہ اور کمالون سے غنی ہو گیا کیونکہ وہی اصل ہے۔ اللہ نے فرمایا فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا (جب موسیٰ کے اللہ نے پہاڑ پر تجلی کی تو پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے) اور جب تم گذشتہ بیان سے اوس اتحاد کے معنی کو سمجھ چکے جو اس طائفہ کے زبان زد ہے تو اسم کا اتحاد اوس کے مظہر اور اوسکے صورت کے ساتھ یا ایک اسم کا اتحاد دوسرے اسم کے ساتھ یا ایک مظہر کا اتحاد دوسرے مظہر کے ساتھ خوب سمجھ جاؤ گے۔ اور مشاہدہ کر لو گے کہ بارش کے قطرے بعد تعدد اور تکثر کے کیسے متحد ہو جاتے ہین اور مختلف روشنین کثرت کے بعد وحدت کیسے قبول

کر لیتے ہین کیونکہ ایک ہی زمین پر مختلف روشنیان آفتاب اور ستارون سے ہوتی ہین اور ایک ہی گھر مین متعدد چراغون سے بہت سی روشنیان ہوتی ہین اور ایک ہی ہیولی مین عالم کون و فساد کے مختلف صورتون کا بدلنا ہمارے کلام کی حقیقت پر بہت بڑی اور صاف دلیل ہے اسے یاد کر لو حالانکہ وہ جسم کثیف ہے اور مختلف صورتون مین جلوہ گر ہے پھر لطیف چیز کے ساتھ تمھارا کیا گمان ہے جو ہر مرتبہ اعلی اور ادنی مین ظاہر ہے اور دو متغائر چیزون مین جو من کل الوجوہ متغائر ہون حلول اور اتحاد کہنا اہل اللہ کے نزدیک شرک ہی کیونکہ اون کے نزدیک واحد قہار کے نور سے تمام اغیار فانی اور نابود ہین۔

فصل دوازدہم نبوت اور رسالت اور ولایت کے بیان مین

یہ بیان ہو چکا ہے کہ حق تعالی کے دو جہت ہین ظاہر اور باطن باطن وحدت حقیقی پر مشتمل ہے جسمین غیب مطلق اور کثرت علمی جسکو حضرت اعیان ثابتہ کہتے ہین داخل ہین۔ اور اسم ظاہر ہمیشہ کثرت کا معروض ہے اور یہ کبھی کثرت سے خالی نہین ہو سکتا ہے کیونکہ جب اسما اور صفات کا ظہور ہوگا تو ہر ایک کے ضروری خاصیت کے سبب سے ہر ایک کی صورت بھی مخصوص ہوگی کیونکہ خاصیتون کی کثرت تعدد کو مستلزم ہے اسواسطے اسم ظاہر کو کثرت لازم ہی اور جب ہر ایک نے اپنا غلبہ اور تسلط اور حکومت چاہا تو اعیان خارجیہ مین ایک کو دوسرے سے نزاع اور خصومت حاصل ہوئی کیونکہ ہر ایک اپنے غیر مین اسم ظاہر کی خاصیت سے محجوب ہین اب امر الہی نے چاہا کہ انمین کوئی مظہر حکم اور عدل بنایا جائے تا کہ وہ اونمین حکومت کرے اور نظام عالم دنیا اور آخرت مین محفوظ رہے اور وہ مظہر اسما مین عدالت ہے اور سب کے ساتھ حکم کرتا ہے جو رب الارباب ہی اور وہ ہم لوگون سے ہر ایک کو اوسکے ظاہری و باطنی کمال تک پہونچاتا ہے اور یہی مظہر اصل مین نبی ہے اور وہی ازلی اور ابدی ظاہری اور باطنی اولی اور اخری قطب ہے اور یہی حقیقت محمدیہ ہی صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ رسول اللہ نے اسی طرف اس حدیث مین اشارہ کیا ہی کہ کُنتُ نَبِیًّا وَاٰدَمُ بَینَ المَاءِ وَالطِّین یعنی مین اوسوقت بھی نبی تھا جب آدم پانی اور مٹی یعنے علم اور جسم کے درمیان تھے۔ اور عالم ظاہر مین یعنے اسما کے مظاہر مین جو کہ وہ نبی ہے جسکی نبوت نبی حقیقی محمد عربی سے نیابۃً وجود خارجی کے بعد ہوتی ہے اور نبی وہ ہے جو خلق کے پاس ہدایت کے لیے اور راہ کمال کے راستہ بتلانے کے لیے بھیجا گیا ہو

جو حضرت علمیہ مین اونکے اعیان ثابتہ کے استعداد کے مقتضا پر اونکے لیے مقدر ہے - اور وہ نبی کبھی صاحب شریعت ہوتا ہی جیسے رُسل علیہم السلام ہین اور کبھی صاحب شریعت جدید نہین ہوتا ہے بلکہ پہلے ہی شریعت مین اوسکے حقائق کو انکی استعداد کے موافق تعلیم کرتا ہی جیسے بنی اسرائیل کے انبیا ہین اور بعث اور نبوت وہ اختصاص الٓہی مین حق کی تجلی سے اعیان ثابتہ کو حاصل ہوتی ہین اور یہی تجلی عین سے کہ نبی ہونے کی مقتضی ہوئی اور علم کی تجلی کو انکے اصطلاح مین فیض اقدس کہتے ہین اور جب ہر مظہر اس جلیل القدر مرتبہ کا طالب ہوا تو اسواسطے وہ نبوت کے ساتھ معجزے اور خرق عادات کو مقترن کردیا تاکہ مخاصم پر غلبہ ہو اور نبی اور متنبی مین فرق ظاہر ہو اس سبب سے انبیا علیہم السلام ذات الٓہی کے مظاہر ہین کیونکہ وہ لوگ انمین عدلت کے اعتبار سے حق تعالی کے ربوبیت کے مظاہر ہین پس نبوت صرف ظاہر سے مخصوص ہے اور جب انبیا نفس ہدایت اور دعوت اور خلق مین تصرف کرنے مین مشترک ہین اور سوا اسکے اور بہت سے نبوت کے متعلق ضروری چیزین ہین اونمین سب برابر ہین اور ہر ایک دوسرے سے مرتبہ مین باعتبار احاطہ تامہ کے ممتاز ہین جیسے اولوالعزم رسل علیہم السلام ہین - اور کبھی احاطہ غیر تامہ سے بھی باہم ممتاز ہین جیسے بنی اسرائیل کے انبیا علیہم السلام ہین پس نبوت کا پورا دائرہ دوسرے متناہی دائرون پر مشتمل ہے جو احاطہ مین متفاوت ہین - اور یہ معلوم ہے کہ ظاہر تائید اور قوت اور قدرت اور تصرف اور علوم اور کل فیضان الٓہی کو ہمیشہ باطن ہی کے ذریعہ سے حق تعالی سے التیام ہے اور یہی ولایت کا مرتبہ ہے جو ولی سے ماخوذ ہے اور ولی کے معنی قریب اور دوست دونون ہین - پس نبوت کا باطن ولایت ہوا اور ولایت کی دو قسم ہین - ولایت عامہ اور ولایت خاصہ - اول کل ایمان اور اسلام اور عمل دونون کو شامل ہے اور اونکا عمل اور اسلام اونکے مرتبون کے موافق ہوگا چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (اللہ ایمان والون کا دوست ہے یا اون کے قریب ہے) اور ثانی فقط اہل سلوک سے واصلین حق کو شامل ہے جو حق تعالی مین فنا ہو جاتے ہین اور حق ہی کے ساتھ باقی رہتے ہین - اور ولی اصل مین وہ ہے جو فنا فی اللہ ہو گیا ہو کیونکہ ولایت ذات باری مین بندہ کے فنا ہونے کو کہتے ہین اور فنا سے یہ مطلب نہین ہے کہ بندہ بالکلیہ مفقود ہوجاوے بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ ربوبیت کے جہت مین بندہ اپنی بشریت کے جہت کو بالکل نیست و نابود کردیوے کیونکہ ہر بندہ کو حضرت

الٰہی سے تھوڑا تھوڑا حصہ پہونچتا ہو اور اس آیت سے اسی طرف اشارہ ہے وَلِکُلٍّ وِّجْہَۃٌ
ھُوَ مُوَلِّیْھَا (ہر شخص کو ایک جہت ہے اللہ ہی اوس جہت کا پھیرنے والا ہے) اور
یہ حق سبحانہ تعالیٰ کے جناب مطلق مین بغیر حضور تام کے نہین حاصل ہوتا ہے کیونکہ اوسی
سے اوسکے اصلی جہت کو قوت ہوتی ہی اور اوسی سے وہ جہت خلقیت پر غالب ہوتی
ہی یہان تک کہ قوت بشری کو وہ بالکل مقہور اور نیست نابود کردیتی ہے جیسے گوشت
کے پارچہ کو جب آگ سے قریب کرین تو وہ فنا ہوجاتا ہی اور وہ پارچہ تر دیک ہونے
کے سبب سے تھوڑا تھوڑا مشتعل ہوتا جاتا ہے اور ناریت کے قبول کرنے کی استعداد
سے جو اوسمین مخفی ہوتا ہے وہ بالکل آگ ہو جاتا ہے پھر اوس سے بھی جلانا اور پکانا
اور روشن کرنا اور اوس کے سوائے دوسری صفات آگ کے ظاہر ہوتے ہین - اور
مشتعل ہونے کے پیشتر وہ تاریک اور مکدر اور سرد تھا پھر ایسی توجہ بغیر محبت ذاتی
کے جو بندہ مین مستتر ہے ممکن نہین ہے اور اوسکا ظہور اوسکے متضاد اور متناقض
صفتون کے بچنے سے ہوگا - اور اسی اجتناب اور بچنے کو ماسوا اللہ ہی تقویت کہتے ہین
پس محبت اس مقصود کی سواری اور تقوی اسکا زاد راہ ہے اور یہ فنا تعینات حقائی اور
صفات ربانی سے دوسری بار متعین ہونے کے لیے سبب ہے اور اسی تعین ثانی کو بقا
بالحق کہتے ہین - پھر یہ تعین اوس سے مطلقًا دور نہین ہوتا ہے اور اس مقام کا دائرہ نبوت
کے دائرہ سے تمام وکمال اور بڑا ہے اسیواسطے نبوت تمام ہوچکی اور ولایت ہمیشہ باقی
رہیگی اور اسی واسطے اللہ کے نامون سے ایک نام ولی ہے اور نبی نہین ہو اور جب
ولایت کا احاطہ نبوت سے بڑھا ہوا ہے اور یہ اوسکا باطن ہے اور یہ انبیا اور اولیا
دونون کو شامل ہی تو انبیا اولیا ہوے اور یہ حق مین فانی ہین اور حق کے ساتھ باقی
ہین اور اسم دہر کے اقتضا کے موافق وہ غیب سے اور اوسکے اسرار سے لوگون
کو خبر دیتے ہین اور دہر ہی مقتضی ہے کہ وہ ہر وقت مین اوس سے خبر دیوین تا اور
اوسکو اظہار کرین اور یہ مقام بھی محض فضل الٰہی سے مختص ہے یہ کبھی نہین ہے بلکہ
اسکے سب مقامات اختصاصی اور وہبی ہین اور ان سے کوئی مرتبہ کبھی نہین اور
یہ علم الٰہی مین عین ثابتہ کو فیض اقدس سے حاصل تھا - اور یہ آہستہ آہستہ شرائط و اسباب
حاصل ہونے کے ساتھ ظہور کرتے ہین اور اسکے محجوب کو وہم ہوتا ہی اور گمان کرتا ہے

کہ یہ کسی ہو عقل سے حاصل ہوتا ہو حالانکہ اصل مین اس طرح نہین ہے۔
اور ولایت کی ابتدا سفر اول کی انتہا سے ہوتی ہو اور سفر اول یہ ہے کہ خلق سے حق کے
طرف مظاہر اور اغیار سے تعین کو زائل کرکے سیر کرے اور تقییدات اور حجابات سے پیچھے
اور منازل اور مقامات کو طے کرے اور مراتب اور درجات کو حاصل کرے اور فقط کوئی شخص
علم الیقین کے حاصل ہونے سے اس مقام والون کے ساتھ نہین مل سکتا ہو بلکہ یہ حق تعالی کی
تجلی سے حاصل ہو سکتا ہو اور حق تعالی کی تجلی اوسپر ہوتی ہو جس سے اوسکے نشانات مٹ گئے
ہون اور اوس سے اوسکا اسم زائل ہو گیا ہو۔ اور جب اوسکے مراتب متمیز تھے تو اسیواسطے
اس طریقہ والون نے مقامات کلیہ کو تین قسم کیا علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین۔
علم الیقین یہ ہو کہ شئے کو اوسکی اصلی حالت سے تصور کرین اور عین الیقین یہ ہو کہ شئے کو اوسکی
اصلی حالت پر مشاہدہ کرین اور حق الیقین یہ ہو کہ حق مین فنا ہون اور علم اور مشاہدہ اور حال
مین حق تعالی کے ساتھ بقا حاصل کرین اور جسکو فقط علم مین بقا بالحق کا مرتبہ حاصل ہو تو
ابتک وہ حق الیقین مین نہین داخل ہوا ہو کیونکہ اوسمین شرط ہو کہ علم اور مشاہدہ اور حال سب مین
باقی بالحق ہو۔ اور ولایت کے کمال کی کوئی انتہا نہین ہو اسیواسطے اولیاؤن کے مرتبے بھی غیر متناہی ہین
اور جب ولایت اور نبوت مین مرتبے ایک دوسرے سے قریب ہین تو اسی واسطے شیخ رضی اللہ
عنہ نے اس کتاب فصوص مین انبیا مذکورین کو اونکے ذاتی مرتبہ کے موافق ذکر کیا اور زمانی
تقدم اور تاخر کے لحاظ سے اونکو نہین ذکر کیا ہے اور جو پیغمبر کہ مبعوث ہوتا ہو تو کبھی وہ
صاحب شریعت اور صاحب کتاب ہوتا ہے اور کبھی صاحب شریعت اور کتاب نہین ہوتا ہے
پس اسی واسطے نبی کی دو قسم ہوئی رسول اور غیر رسول۔ رسول اورون سے مرتبہ
مین اعلی ہو اور اوسکو ولایت اور نبوت اور رسالت تینون مرتبے حاصل ہوتے ہین
پھر اسکے بعد انبیا مین انکو ولایت اور نبوت دو ہی مرتبے حاصل ہین لیکن انکی ولایت
کا مرتبہ نبوت سے بڑھا ہوتا ہو اور انکی نبوت کا مرتبہ رسالت سے بڑھا ہوتا ہو کیونکہ فنا
فی اللہ کے ہونے سے اونکو ولایت کی اصلی جہت حاصل ہوتی ہو اور اونکی نبوت مین
فرشتہ ہونے کی جہت غالب ہوتی ہو کیونکہ اسی جہت سے فرشتون کے عالم سے اونکو
مناسبت حاصل ہوتی ہو پھر وہ لوگ وحی کو فرشتے سے لیتے ہین اور رسولون کو
رسالت بشریت کی جہت غالب ہوتی ہو کیونکہ اسی جہت سے اونکو عالم انسانی سے

مناسبت پیدا ہوتی ہی اور شیخ رضی اللہ عنہ نے فصوص مین اس قول سے اسکی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ مقام النبوۃ فی برزخ دوین الولی وفویق الرسول برزخ مین نبوت کا مرتبہ ولی سے تھوڑا نیچے اور رسول سے تھوڑا اوپر ہوتا ہی یعنے نبوت اوس ولایت سے نیچے ہے جو اونکو حاصل ہی اور رسالت سے اوپر ہے۔

تتمہ جاننا چاہیئے کہ عادت یہ ہی کہ تقدیر ازلی سے متعلق ہو اور حضرت علمی مین واقع اور وجود خارجی مین اللہ کے طریقہ معینہ پر جاری ہی۔ اور خرق عادت یہ ہی کہ تقدیر ازلی سے متعلق اور حضرت علمی مین واقع ہو لیکن وجود خارجی مین اللہ کے طریقہ معینہ پر جاری نہو بلکہ اوسکے خلاف پر جاری ہو اور تقدیر ازلی کے موافق اوسکا ظہور ہو۔ اور کبھی یہ اولیا کرام سے صادر ہوتی ہی اوسوقت تک اوسکا نام کرامت ہوتا ہے اور کبھی قوی نفوس والون سے صادر ہوتی ہی جو اصل فطرت مین قوی ہین اگرچہ یہ ولی نہین ہین اور قوی نفوس والی دو قسم ہین۔ ایک بالطبع خیر اور اچھے لوگ ہین اور دوسرے بالطبع شریر اور بُرے لوگ ہین۔ پہلی قسم کی پھر دو قسمین ہین۔ ایک وہ جو مرتبہ ولایت تک پہونچینگے اور دوسرے وہ ہین جو مرتبہ ولایت تک نہین پہونچے ہین اول کو ولی اور دوسرے کو صالح اور مومن مفلح کہتے اور دوسری قسم جو بالطبع شریر ہین خبیث اور ساحر کہے جاتے ہین۔ اونمین سے ہرایک عالم مین تصرف کرتا ہے اور اگر ان لوگون کو اسباب خارجی سے مدد پہونچتی ہے تو وہ لوگ عالم پر غالب ہوجاتے ہین اور اونپر سلطنت کرتے ہین اور باعتبار دولت ظاہری کے ہرایک صاحب وقت اور صاحب زمان ہوجاتا ہے اور اگر اونکو اسباب خارجی سے مدد نہ پہونچے تو یہ بات اُنکو نہین حاصل ہوتی ہے لیکن جس چیز مین وہ توجہ کرین اور اوسمین مشغول رہین اوسمین اونکو کمال پیدا ہوجاتا ہے اور ذاتی کمال فقط اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اب مقدمہ تمام ہوگیا الحمد للہ رب العالمین

تمت

٩٧٠٦١٢

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب حمد و ثنا اوسی اللہ کے لیے ہی جو مقام اقدس سے کلمات اللہ کے دلونپر بسبب ایک ہونے راہ مستقیم کے حکمتونکا نازل کرنے والا ہی اگرچہ امتون کے اختلاف سے مذاہب و مشارب بھی مختلف ہین اور اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جو خزانہ جود و کرم سے صحیح اور درست باتون کے ساتھ امتون کی مدد کرنیوالے ہین رحمت کاملہ فرما دے۔ بعد حمد و نعت کے معلوم ہو کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو محروسہ دمشق مین خواب مین دیکھا اور یہ خواب ۶۲۷ھ ہجری کو اخیر عشرہ محرم مین دکھلایا گیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک مین ایک کتاب تھی آپ نے فرمایا کہ یہ کتاب فصوص الحکم ہی۔ تم اسکو لیکر لوگون کے پاس جاؤ۔ وہ سب اس سے نفع پاوینگے۔ مین نے عرض کیا بسر و چشم۔ اللہ اور اوسکے رسول و اولوالامر کی اطاعت واجب ہی جیسا کہ ہم لوگ حکم کیے گئے ہین۔ پس مین نے آرزو پوری کی اور نیت کو خالص کرکے اس کتاب کے ظاہر کرنے مین بغیر کم و بیش کے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھسے فرمایا تھا ہمت اور قصد کو یکسو کیا اور مین نے اللہ سے سوال کیا کہ مجھکو اس مین اور سب میرے حالات مین اپنے اون بندون سے کرے جن پر شیطان کو دسترس نہین ہے اور مین نے اللہ سے یہ چاہا کہ مجھکو اون سب چیزون مین جسکو میری انگلیان لکھتی ہین اور میری زبان بیان کرتی ہی اور میرا دل اونپر محتوی ہی القاء سبوحی اور روح نفسی مین نفث

[illegible]

[illegible]

[illegible]

روحی سے ساتھ تائید اعتصامی کے خاص کرے تاکہ مین ترجمہ کرنے والا ہون نہ اپنے دل سے
حکم کرنے والا ہون - اور اسپر واقف ہونے والا جو اہل اللہ اور صاحب دل ہو جان لے
کہ یہ مقام تقدس سے ہے اور اغراض نفسانی سے جو تلبیسات کو کتاب مین داخل کرتے
ہین پاک ہے - اور مین امید کرتا ہون کہ جب خدا نے میری دعا کو سُنا تو میرے سوال کو قبول
کر لیا ہو پس مین اسمین وہی القا کرتا ہون جو میری طرف القا کیا گیا ہے اور مین اس کتاب
مسطور مین وہی وارد کرتا ہون جو مجھپر وارد ہوا ہے - اور مین نہ نبی ہون نہ رسول لیکن
مین وارث ہون اور اپنے آخرت کے لیے زراعت کرنے والا ہون پس اللہ ہی سے
سنو اور اللہ ہی کی طرف دل کو رجوع کرو اور جب تمنے اوسے سن لیا جسکو مین لایا ہون
تو اوسے ذہن نشین کر لو پھر مجمل باتون کو عقل و دانش سے مفصل اور جمع کر لو پھر اوسکے
طالبون کو اوس سے ممنون و مشکور کرو اور نہ روکو اور اس رحمت کو جیسے مین نے تمپر وسیع
کیا ہے تم بھی وسیع کرو - اور مین اللہ سے امید کرتا ہون کہ مین اون لوگون سے ہون
کہ جب تائید کیے گئے تو خود بھی تائید پائے اور دوسرون کی بھی تائید کی - اور جب
شریعت محمدی سے مقید کر دیے گئے تو خود بھی اوس سے مقید ہوے اور دوسرون کو
بھی اوس سے مقید کیا اور اوسی کے زمرہ مین میرا حشر کرے جیسا کہ مجھکو اوسکی اُمت مین
کیا ہے (پس پہلی بار جو مالک نے بندہ پر اوس کتاب سے القا فرمایا ہے وہ حکمت الٰہیہ کی
فص کلمۂ آدمیہ مین ہے)

جب اللہ نے باعتبار اپنے اسماے حسنیٰ کے چاہا جسکی انتہا نہین ہے کہ اسماکے اعیان کو اور اگر
چاہو تو کہو کہ اپنے عین کو ایسے جامع مخلوق مین معاینہ کرے جو تمام شان الٰہی کو بباعث وجود
سے متصف ہونے کے محیط ہو اور اوس مخلوق جامع سے اللہ تعالیٰ کا بھید اوسکو ظاہر ہو کیونکہ
کسی چیز کا اپنے نفس کو اپنے ہی نفس مین دیکھنا مثل اوس دیکھنے کے نہین ہے جو اپنے نفس
کو دوسری چیز مین دیکھے جو اوسکے لیے مثل آئینہ کے ہو - کیونکہ اوسکا نفس ایسی صورت مین

ظاہر ہوتا ہے جسکو وہ محل مقتضی ہے جسمین وہ نظر کرتا ہے اور وہ صورت اوسکو بغیر وجود
اوس محل اور بے تجلی اوس چیز کے اوس محل مین ظاہر نہو سکتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے
تمام عالم کو مثل ایک درست کی ہوئی صورت کے بنایا تھا جس مین روح نہ تھی پس وہ
مانند آئینہ بے جلا کے تھا اور حکم الٰہی کی شان یہ ہے کہ جب کسی محل کو درست کیا تو روح الٰہی
کے قبول کرنے کو مستعد ہو گیا اور اسکو اوسمین پھونکنے سے تعبیر کیا ہے اور وہ پھونکنا سوا
اسکے نہین ہے کہ وہ درست کی ہوئی صورت فیض تجلی دائمی کے قبول کرنے کی جو ہمیشہ
رہا اور رہیگا استعداد حاصل کر لیتی ہے پس سوائے قابل کے اور کچھ نہ رہا اور قابل
بھی اوسکے فیض اقدس سے ہوتا ہے۔ پس تمام امور اوسی سے ہین اوسی سے
ابتدا ہے اور اوسی سے انتہا ہے اور اوسی کی طرف ہر امر رجوع ہوتا ہے جیسا کہ اوس سے
ابتدا ہوا۔ پس یہ امر آئینہ عالم کی جلا اور صیقل کو مقتضی ہوا پس آدم خود اوس آئینہ کی جلا اور
اوس صورت کی روح ہوئی اور فرشتے اوس صورت کے بعض قوے ہوئے جسکو صوفیہ عالم
کہتے ہین اور اوس صورت کو قوم کی اصطلاح مین انسان کبیر سے تعبیر کرتے ہین پس ملائکہ اوس
انسان کبیر کے قوائے روحانی اور حسی ہوئے جو خلقت انسانی مین ہین اور اون قوا سے
ہر قوت اپنی ہی نفس کے ساتھ اوروں سے محجوب ہین۔ کسیکو اپنے ذات سے افضل نہین
دیکھتے اور اس خلقت مین اوسکے زعم مین ہر منصب عالی و مرتبہ بلند کی جو اللہ کے نزدیک ہی
اہلیت ہے کیونکہ اوس خلقت انسانی مین جمعیت الٰہیہ حاصل ہے جو اوس طرف جناب
الٰہی اور حقیقۃ الحقائق اور مقتضائے طبیعت کلیہ کے راجع ہے اور وہ اوصاف یعنے قوی
اس خلقت مین جو تمام عالم اعلیٰ اور اسفل کے قابلیات کو محیط اور شامل ہو حاصل ہین
اور اسکو عقل بطور نظر فکری کے نہین پہچان سکتی ہے بلکہ اس فن کے ادراکات صرف کشف الٰہی
سے حاصل ہوتے ہین اور اوسی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عالم کی صورتون کی اصل جو اوسکے
ارواح کے لیے قابل ہے کیا ہے پس اسی مذکور کا نام انسان اور خلیفہ رکھا گیا بسبب اوسکے
عام خلقت کے جو مراتب عالم کو شامل ہے اور کل حقایق کو اوسکے محتوی ہونے کے اوسکو انسان
کہتے ہین اور وہ حق تعالیٰ کے لیے بمنزلہ انسان یعنے مردم چشم کے ہے جس سے دیکھا جاتا ہے اور
اوسکو بصر سے تعبیر کرتے ہین اسیواسطے اوسکا نام انسان ہوا کیونکہ اوسی سے اللہ تعالیٰ نے
اپنے خلق کی طرف نظر کی پھر اون پر رحم فرمایا پس وہ حادث ازلی اور خلقت دائمی ابدی ہے

اور وہ کلمۂ فاصل اور برزخ ہے اور اوسیکے وجود سے عالم پورا اور کامل ہوا پس وہ عالم مین مثل نگینہ
انگوٹھی کے ہے کہ وہی نقش وطراز کی جگہ ہے اور وہی اوس علامت کی جگہہ ہے جس سے بادشاہ اپنے
خزانون پر مہر کرتا ہے اور اسی مناسبت سے اوسکا نام خلیفہ رکھا ہے کیونکہ حق تعالیٰ اپنے مخلوق
کی حفاظت کرتا ہے جیسے سلطانی مہر خزانہ کی حفاظت کرتی ہے پس جب تک کہ بادشاہ کی مہر خزانہ
پر ہوتی ہے کوئی اوسکے کھولنے پر بغیر اوسکے حکم کے جرأت نہین کرتا ہے اسیواسطے حفظ عالم مین
اوسکو اپنا خلیفہ بنایا ہے پس جب تک کہ عالم مین انسان کامل رہیگا اوسوقت تک ہمیشہ
محفوظ ومامون رہیگا ۔ کیا تم نہین دیکھتے کہ جب دنیا کے خزانہ سے مہر ٹوٹ جاتی ہے
اور دور ہو جاتی ہے تو اوسمین جو کچھ کہ حق تعالیٰ نے مخزون رکھا ہے کچھ باقی نہین رہتا
اور جو کچھ کہ اوسمین ہوتا ہے وہ سب نکل جاتا ہے اور ایک دوسرے سے ملجاتا ہے
اور پھر امر آخرت کی طرف منتقل ہوجاتا ہے پس وہ انسان کامل آخرت کے خزانہ پر
ابدی مہر ہوجاتا ہے پھر کچھ کہ صورت الٰہی مین اسما تھے وہ سب اس خلقت انسانی
مین ظاہر ہوئی اسیواسطے انسان نے اس وجود سے جمع اور احاطہ کے رتبہ کو گھیر لیا اور اسی
انسان سے اللہ تعالیٰ کے لیے فرشتون پر حجت قائم ہوئی ۔ اپنے مراتب کو یاد کرو ۔ کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے تمکو تمھارے غیر سے نصیحت کی ہے اور دیکھو کہ یہ عتاب جنپر آیا کہان سے
آیا کیونکہ فرشتے اوس مرتبہ سے واقف نہوسے جسکو اس خلیفہ کی خلقت مقتضی ہے اور نہ اوس
سے واقف ہوسے کہ حق تعالیٰ کی بارگاہ عالی اون سے عبادت ذاتیہ کی مقتضی ہے کیونکہ
حق تعالیٰ سے ہر شخص اوسیقدر رجان سکتا ہے جتنا اوسکی ذات کا حوصلہ اور اقتضا ہے اور
فرشتون کو آدم کی جمعیت نہین ہے اور نہ وہ فرشتے اون اسماے الٰہی پر قائم رہے ہے جو اونکی
ذات سے مختص ہے اور وہ اونھین اسماسے حق سبحانہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہین اور نہ یہ جانتے
کہ اللہ تعالیٰ کے لیے سوا ان اسما کے اور بھی اسما ہین جنپر انکو ابھی تک علم نہین ہے اور اون
اسماسے اونھون نے اللہ کی تقدیس اور تسبیح نہین کی ہے پھر جب اون پر ان باتونکا
غلبہ ہوا جنکو ہمنے بیان کیا اور اسی حالت نے اونپر حکم دیا تب اونھون نے
اپنی خلقت کی اقتضا سے کہا کہ کیا تو اسمین ایسے مخلوق کو خلیفہ کرتا ہے جو زمین مین فساد
اور خونریزی کرینگے اور اونکا یہ کہنا خود حق تعالیٰ سے نزاع ہے اور یہ وہی تھا جو
اونسے سرزد ہوا پس جو کچھ کہ اونھون نے آدم علیہ السلام کے حق مین کہا وہ بھی وہی تھا

جس مین وہ خدا کے ساتھ تھے پس اگر اونکی خلقت اس امر کو مقتضی نہوتی تو وہ آدم کے حق مین کبھی نہ کہتے جو کچھ کہ اونھون نے کہا اور وہ خود بیخبر تھے۔ پس اگر وہ لوگ اپنے کو پہچانتے تو جان جاتے اور اگر جان جاتے تو اعتراض کرنے سے بچتے پھر وہ لوگ فقط اعتراض پر قائم نہ رہے بلکہ اپنے تسبیح و تقدیس کے دعوے کو بھی بڑھایا اور آدم کے پاس وہ اسماے الٰہی تھے جنپر ملائک کو خبر نہ تھی اور نہ اونھون نے آدمؑ کے ایسی اون اسماؤن سے اللہ کی تقدیس و تسبیح کی۔ پس ہم لوگون سے اللہ نے اس ماجرے کو اسواسطے بیان کیا تاکہ ہم لوگ ہمین توقف کرین اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب کرنا سیکھین اور اوس امر کا ہم لوگ دعوی نکرین جو ہم مین ثابت ہے اور اوس حالت سے جسپر ہم لوگ آنے والے ہین تقیید کے ساتھ لب نہ کھولین پھر دعوی مین ہمکو اطلاق کرنا کب صحیح ہوگا تاکہ ہم اون باتون کو بطور تعمیم کے کہہ سکین جو ہمارے حالت مین نہین ہے اور نہ ہملوگ اون باتون سے واقف ہین پھر ہملوگ اوس سے فضیحت مین پڑین۔ پس اللہ تعالیٰ کا خبر دینا اپنے بندے امانت و خلافت والے اور صاحب ادب کے لیے تادیب الٰہی ہے۔

اب ہم حکمت کی طرف رجوع ہوتے ہین۔

اب جاننا چاہیے کہ امور کلیہ کو اگرچہ بذاتہ وجود نہین ہے لیکن ذہن مین بلاشک معقول اور معلوم ہین پس وہ باطن ہے اور وہ وجود عینی سے زائل نہین ہوتا ہے اور اوسکا ہر وجود عینی مین حکم اور اثر ہے بلکہ وہ اوسکا عین ہے اور اوسکا غیر نہین ہے اور وجود عینی سے میری مراد موجودات عینیہ کے اعیان ہین اور وہ امور کلیہ بذاتہ معقول ہونے سے کبھی زائل نہین ہوتے پس وہ امور کلیہ باعتبار اعیان موجودات کے ظاہر ہین جیساکہ وہ باعتبار اپنے معقول ہونے کے باطن ہین پس ہر موجود عینی ان امور کلیہ کے طرف مستند ہین اور وہ امور کلیہ ایسے ہین کہ اونکا عقل سے دور ہونا ممکن نہین ہے اور نہ اعیان مین اونکا وجود اس طور پر ہوسکتا ہے کہ وہ معقول ہونے سے زائل ہو جاوین خواہ وہ موجود عینی زمانی ہون یا غیر زمانی اس لیے کہ اس امر کلی کی طرف زمانی اور غیر زمانی دونون کو ایکسی ہی نسبت ہے لیکن اس امر کلی کی طرف موجودات عینیہ سے وہی حکم منسوب ہوتے ہین جنکو اون موجودات عینیہ کے حقایق طلب کرتے ہین جیسے علم کی نسبت باعتبار عالم کے ہے اور حیات کی نسبت باعتبار حی کے ہے پس حیات ایک حقیقت معقول فی الذہن ہے اور علم بھی ایک حقیقت معقول

فی الذہن ہے اور علم کی حقیقت حیات کی حقیقت سے متمیز ہے جیسے کہ حیات کی حقیقت علم کی حقیقت
کی متمیز ہے پھر ہم کہتے ہین کہ حق تعالیٰ مین علم اور حیات ہے اس لیے وہ حی اور عالم ہے اور کہتے
ہین کہ فرشتے مین علم اور حیات ہے اس لیے وہ حی اور عالم ہے اور کہتے ہین کہ انسان مین بھی حیات
اور علم ہے اسلیے وہ بھی حی اور عالم ہے اور ان سب مین علم کی حقیقت ایک ہی ہے اور ایسی ہی حیات
کی حقیقت بھی سب مین ایک ہی ہے اور اوس حقیقت کی نسبت عالم اور حی کے طرف ایک
ہی نسبت ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے علم مین کہتے ہین کہ وہ قدیم ہے اور انسان کے علم مین
کہتے ہین کہ وہ حادث ہے پھر دیکھو کہ اس حقیقت معقولہ مین اضافت نے کیا حکم حادث کیا
ہے اور اس ارتباط کو ملاحظہ کر جو درمیان معقولات اور موجودات عینیہ کے ہے پس جیسے
کہ علم نے حکم کیا ہے کہ جس مین صفت علم کی قائم ہو اوسکو عالم کہا جاوے ویسی ہی اوس صفت
کے موصوف نے بھی علم پر حکم کیا کہ حادث کے حق مین وہ حادث ہوا اور قدیم کے حق مین
قدیم پس ہر ایک موصوف اور صفت سے محکوم بہ اور محکوم علیہ ہوا اور یہ ظاہر ہے کہ یہ امور
کلیہ اگرچہ معقول فی الذہن ہین لیکن خارج مین اونکا عین معدوم ہے اور اعیان موجودہ میں
حکم مین موجود ہین کیونکہ جب وہ موجود عینی کی طرف منسوب ہوتے ہین تو وہ محکوم علیہ ہوتے
ہین اور اعیان موجودات مین وہ حکم کو قبول کرتے ہین اور اس مین تفصیل اور تجزی کو نہین
قبول کرتے کیونکہ یہ اونپر محال ہے اسلیے کہ وہ بذاتہ اپنے موصوف مین بغیر تجزی کے پاے
جاتے ہین جیسے انسانیت اس نوع خاص کے ہر ہر شخص مین بغیر تفصیل کے موجود ہے اور
اشخاص کے تعدد سے وہ ماہیت متعدد نہین ہے اور وہ حقیقت کلیہ ہمیشہ معقول ہوتی ہے
اور جب ارتباط اون مین ثابت ہوا جنکو وجود عینی نہین ہے حالانکہ وہ نسبتین عدمی ہین تو
موجودات مین بعض کو بعض سے ارتباط قریب بعقل ہے کیونکہ اون مین بہرحال ایک
حقیقت جامع وجود عینی ہے اور وہان کوئی امر جامع نہین ہے پھر جب اون مین
باوجود امر جامع نہونے کے ارتباط پایا گیا تو اوس مین جس مین امر جامع ہے ارتباط
بہت ہی قوی اور ضرور ہو گا۔
اسمین کوئی شک نہین کہ محدثات کو حادث کرنے والے کی طرف حدوث اور احتیاج ثابت ہے
کیونکہ وہ بذاتہ ممکن ہے پس اوسکا وجود اوسکے غیر سے ہو گا پس وہ اوس غیر سے احتیاج
کے ربط سے مرتبط ہو گا اور ضرور ہے کہ وہ ذات جسکی طرف ممکنات استناد ہے بذاتہ واجب الوجود

اور اپنے وجود مین بنفسہ غنی ہو اور محتاج نہو اور یہ وہی ذات ہی جسنے اس حادث کو بذاتہ وجود بخشا ہے
اسیواسطے یہ حادث واجب الوجود بذاتہ کے طرف منسوب ہوا اور جب وہ اوسکا بذاتہ مقتضی ہوا تو یہ حادث
بھی واجب بالغیر ہوا اور جب اسکی نسبت اوس ذات کی طرف ہوئی جس سے وہ اوسکی ذات سے کے
سبب سے ظاہر ہوا ہے تو وہ مقتضی ہوا کہ کل چیزون اسما اور صفات مین سوا اسے وجوب ذاتی کے
اوسی کی صورت پر ہو کیونکہ وہ حادث کو صحیح نہین ہے اگرچہ یہ بھی واجب الوجود ہی لیکن اسکا وجوب بغیرہ
ہی بنفسہ نہین ہے پھر تم جانو کہ جب اوسکا ظہور اوسی کی صورت پر ہوا جیسا کہ ہمنے تمکو اوسے کہا تو اللہ تعالیٰ
نے ہم لوگون سے اپنے ذات کے علم کو حادث کے نظر کرنے پر محول کیا چنانچہ رسول اللہ نے فرمایا کہ
جس نے اپنے نفس کو پہچانا اوسنے اپنے پروردگار کو پہچانا اور خدا نے ذکر کیا ہے کہ ہمنے اپنی نشانیان
تم لوگون مین دکھائی ہین پھر ہم لوگ اپنے نفس سے اوسپر استدلال کرتے ہین اور ہملوگ اوسکو کسی
وصف سے متصف نہین کرتے ہین جب تک کہ ہم خود اوس وصف سے متصف نہون سوا اسے
وجوب ذاتی کے جو خدا ہی کے ساتھ مختص ہے اور جب ہمنے اوسکو اپنے صفات اور منشا سے
پہچانا تو اون سب چیزون کی اوسکی طرف نسبت کی جو ہماری طرف منسوب ہین سوا اسے نقصانات
کے اسواسطے اخبار الٰہی ترجمان حق کے زبانون پر اونہین صفات سے وارد ہوے ہین لیکن
خدا نے اپنے نفس کو ہملوگون سے ہماری ہی صفات سے بیان فرمایا اور جب ہم اوسے مشاہدہ
کرین تو اپنے ہی نفس کو مشاہدہ کرتے ہین اور جب باری تعالیٰ ہملوگون کو مشاہدہ کرتا ہے تو وہ
اپنے ہی نفس کو مشاہدہ کرتا ہے اور ہم شک نہین کرتے کہ ہملوگ باعتبار شخص اور نوع کے
بہت ہین لیکن ہم سب کو ایک ہی حقیقت جامع ہے اور ہملوگ اوسکو یقیناً جانتے ہین پھر اوسکے
فارق کو جانتے ہین اور اوسی فارق سے اشخاص ایک دوسرے سے متمیز ہوتے ہین اور اگر
یہ فارق نہوتا تو وحدت مین کثرت نہوتی اسیواسطے جب ہم اپنے نفس کو اون صفات سے
موصوف کرتے جس سے اوسنے اپنے نفس کو موصوف کیا ہے تو غنی کوئی فارق ضرور چاہیے
اور وہ فارق سوا اسکے نہین ہے کہ ہم لوگ اپنے وجود مین کسی طرف محتاج ہین
اور بسبب ہمارے امکان کے میرا وجود اوسپر موقوف ہے اور وہ میری حاجت کے
مثل سے غنی اور بے پرواہ ہے اسی واسطے اوسکے لیے ازل اور قدم ہین اور اوس سے
وہ اولیت جس مین آغاز وجود کا عدم سے ہو منتفی ہے یا وجود اوسکے اول ہونے کے
اوسکی طرف اولیت منسوب نہین ہے اسیواسطے اوسکو آخر کہتے ہین کیونکہ اگر اوسکی اولیت

باعتبار وجود تقیید کے ہوتی تو مقید کے لیے آخر کا ہونا صحیح نہوتا کیونکہ ممکنات کو اوسکے غیر متناہی ہونے
کے سبب سے آخر ہی نہین ہے اسواسطے اوسکے لیے بھی آخر نہین ہے اور پھر اوسکو اخر اس
سبب سے کہتے ہین کہ پہلے کل امور ہماری طرف منسوب ہوکر اب اوسی کی طرف رجوع ہو گئے
پس وہ عین اپنی اولیت مین آخر ہے اور عین اپنی آخریت مین اول ہے پھر جاننا چاہیے
کہ حق تعالی نے اپنے نفس کو ظاہر اور باطن کی صفت سے موصوف کیا ہے اسیواسطے
عالم کو عالم غیب اور عالم شہادت بنایا ہے اور اپنے کو رضا اور غضب سے موصوف کیا
ہے اسیواسطے عالم کو درمیان خوف اور امید کے بنایا پس ہم اوسکے غضب سے ڈرتے
ہین اور اوسکے رضا کے امیدوار ہین اور اپنے کو جمال اور جلال سے موصوف کیا ہے
اسی لیے ہم لوگون کو ہیبت اور انس پر بنایا اور اسی طرح وہ سب صفتین ہین جو اوس کی
طرف منسوب ہے اور جس سے وہ موسوم ہے پس انھین دو صفتون کو دو ہاتھون سے
تعبیر کیا ہے اور وہی دو صفتین اللہ تعالی سے انسان کامل کی خلقت پر متوجہ ہوئین کیونکہ
وہ انسان کامل عالم کے حقایق اور مفردات کا جامع پڑا ہے پس عالم شہادت ہے اور خلیفہ
غیب ہے اور اسیواسطے سلطان حجاب مین ہے اور حق تعالی نے اپنے نفس کو حجب ظلمانی
سے موصوف کیا ہے اور وہ حجب اجسام طبعی ہین اور حجب نورانی ارواح لطیفہ ہین پس عالم
درمیان لطیف وکثیف کے ہے اور وہ اپنے نفس پر خود ہی حجاب ہے اور وہ حق کو مثل
اپنے نفس کے ادراک نکریگا اور وہ ہمیشہ ایسے حجاب مین ہے جو دور نہین ہوتا ہے باوجودیکہ
وہ جانتا ہے کہ احتیاج کے سبب سے وہ اپنے بنانے والے سے متمیز ہے لیکن وجوب ذاتی
مین جو خاص خدا کے لیے ہے عالم کو کچھ حصہ نہین ہے پس وہ حق تعالی کو باعتبار وجوب
ذاتی کے کبھی ادراک نہین کرسکتا۔ اور حق تعالی اس وجوب ذاتی کے حیثیت سے ہمیشہ
اوس علم سے غیر معلول رہتا ہے جو ذوق اور شہود سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ حادث کو
اوسکے ادراک مین قدم ہی نہین ہے پس آدم کو اللہ تعالی نے جو ان دونون ہاتھون
سے جمع کیا ہے تو وہ صرف تشریف الہی ہے اور اسیواسطے اللہ نے ابلیس سے کہا
کہ مامنعک ان تسجد لما خلقت بیدی یعنے کس چیز نے تجھکو اوسکے سجدہ کرنے سے
منع کیا جسکو مین نے اپنے ہاتھون سے پیدا کیا ہے اور وہ تشریف الہی عین آدم علیہ السلام کی
جمعیت ہی دو صورتون صورت عالم اور صورت حق مین۔ اور یہ دونون صورتین اللہ تعالی کے

دو ہاتھ ہین اور ابلیس بھی عالم کا ایک جزو ہی اور اوسکو یہ جمعیت حاصل نہین ہی اور اسی جمعیت
کے سبب سے آدم علیہ السلام خلیفہ ہوے کیونکہ اگر آدمؑ اللہ کی صورت پر عالم مین ہوتے
تو وہ خلیفہ نہین ہوتے اور اگر انمین وہ سب چیزین نہوتین جنکو رعایا اپنے خلیفہ مین طلب کرتے
ہین تو بھی اون رعایا کی نسبت اوس خلیفہ کی طرف نہوتی پس ضرور ہوا کہ وہ سب حاجت
کی چیزون سے قائم ہو ورنہ وہ اونپر خلیفہ نہین ہے پس خلافت سواے انسان کامل کے
کیسکو صحیح نہین ہے اور اوس خلیفہ کی صورت ظاہری حقائق عالم اور صورت عالم سے بنی ہی
اور اوسکی صورت باطنی اللہ تعالی کی صورت پر بنی ہے - اسیواسطے اللہ نے اسکی شان مین
کہا ہے کہ مین اوسکی شنوائی اور بینائی ہوتا ہون اور یہ نہین کہا کہ مین اونکا چشم وگوش
ہوتا ہون پس ان دونون صورتون مین فرق کرلو اور اسی طرح وہ ہر موجودات عالم مین بقدر
طلب حقیقت اوس موجود کے ہوتا ہے لیکن کسی کے لیے مجموعی ظہور نہین ہے جو خلیفہ کے لیے
ہی پس مجموعی صفات کے ساتھ سوا آدمؑ کے کوئی فائز نہین ہوا اور اگر موجودات صوری مین
حق تعالی کا سریان نہوتا تو عالم کو وجود ہی نہوتا جیسے کہ اگر وہ معقولات کلیہ کے حقائق نہوتے
تو موجودات عینیہ مین کوئی حکم ہی ظاہر نہین ہوتا اور اسی ارتباط وجودی کے سبب سے عالم
کو حق تعالی کی طرف اپنے وجود مین احتیاج ہوئی - پس ہر ایک محتاج ہوے - اور کوئی
مستغنی نہین ہے یہی صحیح ہے مین نے اسے چھپایا نہین اگر تم اوس غنی کو یاد کرو جسکو
کوئی احتیاج نہین ہے تو تم ہمارے کہنے کا مطلب پورے طور پر سمجھ جاؤگے پس کل کو کل
سے ربط اور اتحاد ہے اور اوسکو ذات باری سے انفصال نہین ہے - جو مین نے کہا اوسکو
تم مجھسے لو جسد آدمؑ یعنی اوسکی صورت ظاہری کی خلقت کے حکمت کو تم جان چکے
اور اوسکی روحانیت کے آفرینش یعنی اوسکی صورت باطنیہ کے حکمت کو بھی جان چکے اسی لیے
آدم حق اور خلق ہے اور اوسکے رتبہ کی آفرینش کو بھی تم معلوم کرچکے اور وہ مجموعی حالت
آدم کی ہے جس سے وہ خلافت کا مستحق ہوا ہے پس آدم ایک ہی نفس ہے جس سے یہ
نوع انسانی پیدا ہوئی ہے - اور وہ یہ قول اللہ تعالی کا ہے یاایہا الناس اتقوا ربکم الذی
خلقکم من نفسٍ واحدۃٍ وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالاً کثیراً ونساءً یعنی اے
لوگو ڈرو اوس پروردگار سے جس نے تمکو ایک ہی نفس سے پیدا کیا اور اوسی نفس سے
اوسکے زوج کو بنایا اور اون دونون سے بہت مردون اور عورتون کو پھیلایا پس اتقوا ربکم

کے معنی یہ ہین کہ جو تم سے ظاہر ہو اوسکو اپنے خدا کا پردہ بناؤ اور جو تم سے باطن ہو اوسکو اپنا پردہ بناؤ اور جو تم مین باطن ہے وہی تمھارا خدا ہے کیونکہ حالات مذموم اور محمود ہوتے ہین پس تم برائیون مین اوسکے پردہ بنو اور بھلائیون مین تم اوسکو اپنا پردہ بناؤ تاکہ تم ادب اور علم والے ہو جاؤ پھر اللہ تعالیٰ نے آدم کو اون چیزون پر اطلاع دی جو آدم مین ودیعت رکھی گئے ہین اور اوس ودیعت کو اللہ نے اپنے دونون ہتھیلیون مین رکھا ہے ایک ہتھیلی مین عالم ہے اور دوسری ہتھیلی مین آدم اور اوسکے ذریات ہین اور اوسکے ذریات کے مراتب کو آدم مین اللہ نے ظاہر کیا اور جب اللہ تعالیٰ نے مجھکو میرے دل مین اون باتون پر اطلاع دی جو اس امام والد اکبر مین ودیعت رکھی گئی ہین تو مین نے تھوڑا اوس سے اس کتاب مین بیان کیا جیسا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور اوسکو نہ بیان کیا جسکو مین جانتا ہون کیونکہ وہ اس کتاب مین بلکہ اس عالم مین جو اب موجود ہی نہین سما سکتا ہے پس بعض میرے مشاہدات سے حکمت الٰہیہ کلیہ آدمیہ مین ہی جسکو مین رسول اللہ ہی کے فرمانے کے مطابق اس کتاب مین ودیعت رکھتا ہون اور وہ یہی کتاب ہی جسمین ہمارا کلام گذر چکا ہے اور ہر حکمت کا نگینہ وہی کلمہ ہی جسکی طرف وہ حکمت منسوب ہے پس مین نے اسقدر اس کتاب کی حکمتون سے اقتصار کیا جسقدر کہ لوح محفوظ مین ثابت ہے اور مین نے اوسیقدر تعمیل حکم کی جتنا کہ مجھ سے بیان کیا گیا اور محدود بیان پر مین ٹھہر گیا اور اگر مین اوس سے بڑھانا چاہتا تو مجھ سے ممکن نہ تھا کیونکہ بارگاہ رب العزت اوس سے مانع ہے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور سوا اوس کے کوئی مالک و پروردگار نہین ہے

دوسری حکمت نفثیہ کی فص کلمہ شیثیہ مین ہے

جاننا چاہیے کہ بخششین اور ہبہ جو بواسطہ بندون کے ہوتا ہے یا بغیر اون کے واسطہ کے ہوتا ہے وہ دو قسمین ہین ایک عطا ذاتی ہے اور دوسرا عطا اسمائی ہے اور ذوق والون کے نزدیک ہر ایک دوسرے سے متمیز ہے جیسے کہ بعض اون بخششون سے سوال کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور وہ سوال شے معین مین ہوگا یا شے غیر معین مین اور بعض اون سے وہ ہے جو بغیر سوال کے حاصل ہوتا ہے۔ سوال معین یہ ہے جیسے کوئی شخص کہے لئے میرے اللہ مجھکو فلان چیز عطا کریں وہ کسی امر کی تعین کرتا ہے اور اس کے

ذہن مین سوائے اوسکے کوئی دوسری چیز نہین گذرتی ہے اور غیر معین یہ ہی جیسے کوئی شخص کہے
کہ اے میرے مالک مجھکو وہ چیز عنایت فرما جسمین میری اصلاح حال ہو اور یہ سوال بغیر تعیین کسی جزو
ذاتی لطیف یا کثیف کے ہے اور سوال کرنے والے کے بھی دو قسمین ہین ایک وہ جنکو طبعی عجلت
سوال پر آمادہ کرتی ہی کیونکہ انسان بہت ہی جلد باز پیدا کیا گیا ہے اور دوسری وہ جنکو یہ علم سوال
پر آمادہ کرتا ہے کہ یہان بہت سی چیزین اللہ کے نزدیک ایسی ہین جنکے لیے علم الٰہی مین پہلے
ہی یہ ثابت ہوگیا ہے کہ بغیر سوال کے وہ چیزین مل نہین سکتی ہین پھر وہ کہتا ہے کہ شاید وہ
چیز جسمین مین چاہتا ہون اسی قسم سے ہو پھر اوسکا سوال واقعی امکانی امر مین احتیاطاً ہوتا ہے
اور وہ نہین جانتا ہے کہ علم الٰہی مین کیا ہے اور اسکی استعداد کس چیز کو اوسے قبول کرنے دیگی
کیونکہ ہر زمانہ معین مین شخص کی استعداد کو اوس زمانہ مین جاننا نہایت ہی غمیض اور دقیق معلومات
سے ہے اور اگر اوسکی استعداد سوال کرنے کو مقتضی نہوتی تو کبھی وہ سوال نہ کرتا پس حضور
والون کی غایۃ ما یہ ہے کہ اپنی استعداد کو اوسوقت جانین جس زمانہ مین وہ حضور مین ہوتے
ہین۔ کیونکہ وہ لوگ اپنے حضور کے باعث اون چیزون کو نہین جانتے ہین جو حق تعالیٰ نے
اونکو اوس زمانہ مین بخشی ہین اور یہ جانین کہ اون لوگون نے اوسکو بغیر اپنی استعداد کے قبول
نہین کیا ہے اور یہ لوگ دو قسم کے ہوتے ہین ایک وہ جو اپنے قبول کرنے سے اپنی استعداد
کو جانتے ہین اور دوسری وہ جو اپنی استعداد سے اون چیزون کو جانتے ہین جنکو قبول کرسکتے ہین
اور اس قسم مین استعداد کو پہچانتے ہین یہ نہایت ہی اعلیٰ درجہ ہے اور اس قسم مین بعض ایسے
لوگ ہین جو طبعی عجلت اور امر امکانی کے سبب سے سوال نہین کرتے ہین بلکہ وہ لوگ فقط آیت
اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (مجھ سے مانگو مین تمھارے سوال کو قبول کرونگا) کے حکم کی تعمیل کے
لیے سوال کرتے ہین پس یہ لوگ خالص بندے ہین اور اس دعا کرنے کو اس سوال معین یا غیر
معین مین کوئی قصد یا ارادہ متعلق نہین ہے بلکہ اسکا ارادہ صرف مالک کے حکمون کو بجالانا ہی
اور جب حالت سوال کا مقتضی ہوتی ہے تو وہ عبودیت ہی کو مانگتا ہے۔ اور جب حالت
تفویض اور سکون کو مقتضی ہوتی ہے تو وہ خاموش رہتا ہے اسی لیے ایوب علیہ السلام
وغیرہ بڑی مصیبتون مین مبتلا ہوئے لیکن بلاؤن کے دور ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ سے
سوال نہ کیا پھر دوسرے زمانہ مین جب اون کی حالت بلاؤن کے دور ہونے
کے سوال کو مقتضی ہوئی تو اونھون نے سوال کیا اور اللہ تعالیٰ نے اونسے بلاؤن کو

دور کیا- اور سوال مین عجلت یا تاخیر بسبب تقدیر الٰہی کے ہے جو واسطے امر مسئول فیہ کے اللہ کے نزدیک معین ہے اور اسی لیے جب سوال اپنے وقت کے برابر ہوتا ہے تو دعا جلد قبول ہوتی ہے اور جب دعا اپنے وقت سے دنیاوی یا اُخروی امور مین پیچھے ہوتی ہے تو اوس امر مسئول فیہ کے وقت تک قبول ہونا بھی موقوف رہتا ہے اور یہان وہ اجابت مراد نہین ہے جو اللہ سے لبیک کہنا دعا کے وقت حدیث مین آیا ہے بلکہ بر آرکار مقصود ہی اور قسم ثانی وہ ہے جو ہمنے کہا کہ بغیر سوال کے ہوتا ہے تو یہان سوال سے تلفظ کرنا مراد ہے کیونکہ حقیقتاً سوال ضرور ہے خواہ وہ تلفظ سے ہو یا حال سے یا استعداد سے ہو جیسے حمد مطلق کبھی صحیح نہین ہے مگر لفظ مین ہوگا یا معنی مین ہوگا پس ضرور ہے کہ اوس حمد مطلق کو حالت مقید کرے پس جو چیز کہ تمکو اللہ کے حمد پر آمادہ کرتی ہے وہی چیز تمکو اسم فعل جیسے یا رزاق یا معطی سے یا اسم تنزیہ جیسے یا قدوس یا صمد سے مقید کر دیتی ہے اور استعداد کو بندہ نہین جان سکتا ہے بلکہ حال کو جانتا ہے کیونکہ یہ برانگیختہ کرنے والی چیز کو جانتا ہے اور وہ حال ہے پس استعداد بھی سوال خفی ہے اور اونکو سوال سے یہ علم مانع ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قضا و قدر ہملوگون مین پہلے ہی ہو چکی ہے پس اون لوگون نے اپنے محل کو واردات کے قبول کے لیے تیار کر لیا ہے اور اپنے نفسون اور غرضون سے غائب ہو گئے ہین اور اونمے بعض وہ لوگ ہین جو جانتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کا علم تمام حالات مین انکے ساتھ ہے اور یہ وہی علم ہے جو قبل وجود خارجی کے اونکے ثبوت عین کے وقت تھا اور وہ جانتا ہے کہ حق تعالیٰ اوسکو اوسیقدر عطا فرماوے گا جس قدر اوسکے عین ثابتہ نے حق تعالیٰ کو علم بخشا ہے اور یہ وہی حالتین ہین جسپر وہ اپنے ثبوت عین کے وقت تھا اور وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو میرا علم کہان سے حاصل ہوا ہے اہل اللہ مین کوئی قسم ان سے زائد عالی مرتبہ اور صاحب کشف نہین ہے کیونکہ یہ لوگ قضا و قدر کے اسرار پر واقف ہین- اور اسرار قضا و قدر کے جاننے والے بھی دو قسم پر ہین بعض وہ ہین کہ اوسکو مجملاً جانتے ہین اور بعض وہ لوگ ہین کہ اوسکو مفصلاً جانتے ہین اور وہ لوگ جو اوسکو مفصلاً جانتے ہین وہ اونسے بہتر اور اعلیٰ درجہ پر ہین جو اوسکو مجملاً جانتے ہین اور مفصلاً جاننے والا جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم مین بندہ کے بارہ مین کیا ہے اور اوسکو یہ علم جسکو اوسکے اعیان ثابتہ نے دیا ہے یا اللہ تعالیٰ کے معلوم کرانے سے ہوگا یا اوسکو اعیان ثابتہ کے کشف سے حاصل ہوگا-

اور وہ حالات غیر متناہی ہیں جو اوسکے عین ثابتہ پر منتقل ہوتے رہتے ہین بذریعہ کشف کے اوسپر کھل جاتا
ہو اور یہ سب سے اعلی اور افضل ہی کیونکہ وہ بذاتہ اپنے علم مین بمنزلہ اللہ تعالی کے علم کے ہوتا ہی کیونکہ
یہ دونون علم ایک ہی معدن سے لیے گئے ہین - مگر بندہ کو اعیان ثابتہ کا علم محض بسبقت عنایت
الٰہی ہے اور یہ عنایت بھی اوس کے لیے منجملہ اوسکے اعیان ثابتہ کے حالات کے ہے جب اللہ تعالی
بندہ کو اوسکے اعیان ثابتہ کے حالات پر مطلع فرماتا ہی تو کشف والے بندے اس عنایت الٰہی کو پہچانتے
ہین کیونکہ جب اللہ تعالی بندہ کو اوسکے اعیان ثابتہ کے حالات پر مطلع فرماتا ہی جنپر وجود کی صورت واقع
ہوتی ہے تو اوسوقت مین بندہ کو وہ اطلاع نہین ہوسکتی ہی جو حق تعالی کو اوسکے اعیان ثابتہ
کے حالات پر اوسکے عدم کے وقت مین اطلاع ہوتی ہے اسلیے کہ وہ حالات ذاتی نسبتین
ہین اور اونکی کوئی صورت نہین ہے اب اسیقدر کہتا ہون کہ عنایت الٰہی اس بندہ
پر سابق تھی کہ اعیان ثابتہ کے علم مین اسقدر مساوات ہو اور اسی مقام سے اللہ فرماتا ہی
حتی نعلم (یعنے یہانتک کہ مین جان لون) اور اس کلمہ حتی کے معنی ثابت ہین اور یہ وہ حتی نہین
ہے جیسا وہ لوگ سمجھتے ہین جنکو یہ مشرب نہین ہی اور متکلمین کے لیے اس مسئلہ مین نہایت تنزیہ ہے جو
کہ علم مین اوس حدوث کو تعلق کے سبب سے ٹھہرا دین اور یہی بہت عمدہ طریقہ ہے کاشکے
یہ علم کو ذات حق پر زائد ثابت نہ کرتے اور اوس تعلق علمی کو غیر ذات کے لیے نہ ٹھہراتے
تو بہتر تھا اور اسی امر سے وہ محقق اہل اللہ صاحب کشف اور وجدان سے علیحدہ
ہوگیا -

پھر ہم عطیات کی طرف رجوع کرتے ہین - مین کہتا ہون کہ عطایا یا ذاتی ہونگے یا اسمائی ہونگے
لیکن عطایا ے اور مہبات ذاتی بغیر تجلی الٰہی کے کبھی حاصل نہین ہوسکتی ہے اور ذات کی تجلی
ہمیشہ اوسی صورت مین ہوگی جسکی استعداد متجلی لہ کو حاصل ہی اور اسکے غیر مین کبھی نہین تجلی
ہوتی ہی اسیواسطے اسوقت متجلی لہ آئینہ حق مین سواے اپنی صورت کے اور کوئی چیز نہین دیکھتا
ہی نہ خدا کو دیکھتا ہی اور اس علم کے ساتھ کہ اوسنے آئینہ حق مین سواے اپنی صورت کے اور
کسی چیز کو نہین دیکھا ہے حق تعالی کا دیکھنا بھی ممکن نہین ہے جیسے مشاہدات مین آئینہ سے
جب تم اوس مین اپنی صورت کو دیکھتے ہو تو اس علم کے ساتھ کہ آئینہ مین تمنے اپنی ہی صورت
دیکھی ہے آئینہ کا دیکھنا یعنے آئینہ مین اوس جگہ کو دیکھنا جسمین تمہاری صورت معلوم ہوتی ہے
کبھی ممکن نہین ہے اور اللہ تعالی نے اس مثال کو ظاہر کر دیا اور یہ تجلی ذاتی کے قائم مقام ہے

تاکہ تجلی لہ اوس چیز کو معلوم کرے جسکو اوسنے دیکھا ہی اور یہان کوئی مثال رویت اور تجلی ذاتی کے لیے
اس سے زائد قریب الفہم اور مشابہ بحق نہین ہے کہ تم آئینہ مین اپنی صورت دیکھنے کے وقت کوشش
کرو کہ جرم آئینہ کو دیکھو لیکن کبھی نہ دیکھ سکوگے۔ اسی لیے جب بعضون نے آئینہ مین صورت
دیکھنے کے وقت اس طرح ادراک کیا تو اون لوگون نے اس مذہب کو اختیار کیا کہ صورت مرئی
یعنی وہ صورت جو دیکھی جاتی ہے بصر رائی اور آئینہ کے درمیان مین ہے اور یہ بڑا علم اور اصلی امر کا
نہایت ہی اعلی مثال اور عمدہ طرز کا اندازہ ہے چنانچہ مین اسے کہہ چکا ہون اور اوس طرف
جا چکا ہون اور فتوحات ملکی مین اسی مثال کو بیان کر چکا ہون۔ اور جب تمنے اس ذائقہ کو
چکھ لیا ہے تو تمنے غایت اور نہایت کو چکھ لیا ہے کہ مخلوق کے حق مین اس سے اوپر کوئی
درجہ اور کوئی غایت نہین ہے اور پھر تم طمع نکرو اور اپنے نفس کو اس سے اعلی درجہ کی
ترقی مین حیران و پریشان نکرو اور حق تعالی کبھی وہان نہین ہے اور اسکے بعد سوا سے
عدم محض کے اور کوئی چیز نہین ہے اور تمہارے نفس کے دیکھنے مین وہی تمہارا آئینہ ہے
اور تم حق تعالی کے اسما کو دیکھنے اور اون اسما کے احکام کے ظہور مین اوسکے آئینہ ہو اور
وہ آئینہ سوا سے اوسکے عین کے اور چیز نہین ہے اب اصل سخن مین اختلاط اور ابہام پیدا
ہوگیا پس بعض ہملوگون سے عین اپنے علم مین نادان ہے اسواسطے اوس نے کہا کہ اَلْعَجْزُ عَنْ
دَرْكِ الْإِدْرَاكِ إِدْرَاكٌ یعنے ادراک کے پانے سے عاجزی کرنا ہی ادراک ہی
اور بعض ہملوگون سے وہ ہین جو عالم ہین اور اس طرح کے کلمے نبولے تو یہ سب قولون سے
اعلی اور افضل ہے بلکہ انکو علم نے سکوت اور خاموشی دی جیسا کہ اوسکو علم نے عجز دیا اور وہ جسکو
علم نے سکوت بخشا ہی وہ علما باللہ مین بہت بڑا عالم ہے اور یہ علم سوا سے خاتم رسل اور خاتم اولیا
کے کسیکو نہین ہے اور جو کچھ کہ انبیا یا رسول دیکھتے ہین تو خاتم رسل ہی کے مشکوۃ سے دیکھتے
ہین اور کوئی ولی بھی کسی چیز کو نہین دیکھتا ہے مگر خاتم الاولیا کے مشکوۃ سے دیکھتا ہے
یہانتک کہ رسول بھی جب کسی چیز کو دیکھتے ہین تو خاتم اولیا کے مشکوۃ سے دیکھتے ہین۔
کیونکہ رسالت اور نبوت یعنی نبوت تشریع اور اوسکی رسالت یہ دونون منقطع ہو جاتے
ہین اور ولایت کبھی منقطع نہین ہوتی ہے پھر جب رسل علیہم السلام باوجود اینکہ وہ بھی
اولیا ہین کسی چیز کو جسکو مین نے ذکر کیا ہے بغیر خاتم الاولیا کے مشکوۃ کے نہین دیکھتے
ہین تو پھر اون سے نیچے درجون کے ولیون کا کیا حال ہوگا۔ اگرچہ خاتم الاولیا بھی

حکم مین اون امور کے تابع ہین جو تشریع کا خاتم رسل لایا ہے پس اس سے اوسکے مقام مین کوئی مباحت نہین لازم آتی ہے اور نہ یہ ہمارے مذہب کے مخالف ہے کیونکہ وہ من وجہ اسفل ہی اور من وجہ اعلی اسلیے کہ ظاہر شریعت مین ہمارے مذہب کا ایک امر مؤید پایا گیا ہے اور وہ بدر کے قیدیون کے حکم کرنے مین حضرت عمرؓ کی فضیلت مین ہے پس کامل کو ضرور نہین ہے کہ اوسکو ہر شیٔ اور ہر مرتبہ مین تقدم ہو بلکہ مردان خدا کی نظر ہمیشہ مراتب علم کے تقدم کی طرف ہوتی ہے اور وہی اونکا مطلوب ہے اور عالم کے حوادث چیزون کے ساتھ اونکے دلون کو تعلق نہین ہوتا ہے اب میرا دعوی ثابت ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نبوت کو خشت کی دیوار سے تشبیہ دی اور وہ دیوار نبوت کی سوا ایک خشت کی جگہ کے پوری ہو چکی تھی۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وہ اخیر خشت تھی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اوسکو ایک ہی خشت دیکھا جیسا کہ آنحضرت نے زبان مبارک سے فرمایا اور خاتم الاولیا کو بھی یہ دیکھنا ضرور ہے پس وہ بھی نبوت کو دیوار سے مشابہ پاتے ہین جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی تمثیل دی ہے اور خاتم الاولیا نبوت کی دیوار مین دو اینٹ کی جگہ خالی پاتے ہین ایک اینٹ سونے کی اور دوسری اینٹ چاندی کی پس دو اینٹ کے بغیر دیوار کو ناقص پاتے ہین اور اون دونون سے یعنے سونے اور چاندی کی دو اینٹون سے اوسکو کامل پاتے ہین پس ضرور ہی کہ وہ اپنے نفس کو اون دونون اینٹون کے جگہ پر منطبع ہوتے ہوے دیکھین اب خاتم الاولیا ہی وہ دونون اینٹ ہوے اور اونھین سے وہ دیوار پوری ہوتی ہے اور خاتم الاولیا کے اوسکو دو اینٹ دیکھنے کا یہ سبب ہے کہ وہ ظاہر مین خاتم رسل کے شریعت کے تابع تھے اور اسی متابعت سے وہ نقرئی خشت کے مرتبہ پر تھے اور یہ اون کا ظاہری مرتبہ تھا اور وہ اونکے متابعت احکام کی صورت تھی اور باطن مین خاتم الاولیا اون چیزون کو اللہ سے لیتے ہین جنمین وہ دوسرون کے امام اور متبوع ہین کیونکہ وہ امور کو اوسکے اصلی حالات پر دیکھتے ہین اور خاتم الاولیا کو اس طرح دیکھنا ضرور ہے اور اسی سے باطن مین وہ طلائی خشت کے قائم مقام تھے کیونکہ وہ اوسی معدن سے لیتے ہین جس سے جبریل لیکر رسول اللہ کے پاس وحی پہونچاتے تھے اور اگر تمنے میرے اشارہ کو سمجھ لیا تو تمکو نافع علم حاصل ہوئی اور ہر نبی نے ابتدا آدم سے تا انتہا خاتم النبیین [illegible]

سے نبوت کو حاصل کیا اگرچہ آپ کے سرشت خاکی کا وجود سب سے پیچھے ہوا کیونکہ آپ اپنے حقیقت سے موجود تھے چنانچہ حدیث مین ہے کنتُ نبیا و ادم بین الماۤء والطین (یعنے مین نبی اوسوقت تھا جب آدمؑ پانی اور مٹی مین تھے) اور سوا اونکے دوسرے انبیا مبعوث ہونے کے وقت نبی ہوے۔ اسی طرح خاتم الاولیا اوسیوقت ولی تھے جب آدمؑ پانی اور مٹی مین تھے اور اونکے سوا دوسرے اولیا شرط ولایت کی حاصل کرنے کے بعد ولی ہوے اور وہ شرط اخلاق الٰہی اور اون سے متصف ہونا ہے۔ اور فانی عن النفس اور باقی بالحق صفت ولایت سے متصف ہونا ہے اور غایت اوسکو حاصل ہوتی ہے کیونکہ ولایت اللہ تعالیٰ کی صفت ذاتی ہے بدینوجہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نام ولی اور حمید رکھا ہے۔ اور خاتم رسل کو باعتبار ولایت کے خاتم ولایت سے وہی نسبت ہے جو اور انبیا اور رسل کو اونکے ساتھ ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولی اور رسول اور نبی سب تھے اور خاتم الاولیا ولی وارث ہین جو اصل سے لینے والے ہین اور تمام مراتب کے مشاہدہ کرنے والے ہین اور خاتم الولایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منجملہ اور صورتون کے ایک بہتر صورت ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جماعت کے امام ہین اور شفاعت کے دروازہ کے کھولنے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرزند آدمؑ کے سردار ہین پس سرداری کو ایک حالت خاص مین اسماے الٰہیہ پر مقدم ہین کیونکہ رحمن اہل بلا مین منتقم کے نزدیک شفاعت نکریگا۔ مگر بعد اسکے کہ شفاعت کرنے والے کر چکے رسول اللہ ہی اس مقام مین سرداری کے عہدہ پر کامیاب ہوے پس جسنے کہ مراتب اور مقامات کو سمجھا ہوگا اوس پر ایسی باتون کا قبول کرنا مشکل نہوگا جاننا چاہیے کہ عطیات الٰہی جسکو اللہ نے صرف مخلوقات پر رحم کرنے کے لیے پیدا کیا ہی وہ سب حضرت اسماے متعلق ہین اور ایک رحمت خالص ہے جیسے دنیا مین لذیذ اور پاکیزہ غذا ہے جو قیامت کے دن کے محاسبہ سے پاک ہو۔ اور اوسکو اسم رحمن دیتا ہی اسواسطے وہ عطا رحمانی ہوئی اور دوسری رحمت رنج سے مخلوط ہوتی ہے جیسے کڑوی دوا پینا کہ اوسکے پینے کے بعد صحت اور راحت حاصل ہو۔ یہ عطاے الٰہی کا دیا جانا بغیر اس کے کہ کسی خادم یا آستانۂ اسما کے ذریعہ ہو ممکن نہین ہے اور کبھی اللہ تعالیٰ بذریعہ اسم رحمن کے بندہ پر رحمت فرماتا ہے وہ عطا اون آمیزشون سے خالی ہوتا ہے جو قوا الکمال طبیعت کے مخالف ہے۔ اور اون امور سے خالی ہوتا ہے جو غرض کے

حاصل ہونے سے مانع ہے اور دیگر نقصانات سے جو اوسکے مشابہ ہین اور کبھی اسم واسع کے
ذریعہ سے رحمت فرماتا ہے وہ رحمت عالم ہوتی ہے اور کبھی معرفت اسم حکیم سے اللہ رحمت
فرماتا ہے پس فی الحال مصلحت کی طرف نظر ہوتی ہے اور کبھی اسم واہب کے وساطت
سے رحمت فرماتا ہے پس یہ عطا صرف راحت کے لیے ہوتی ہے اور اسوقت واہب
کی طرف سے موہوب لہ پر اوس نعمت کے عوض یا شکر یا عمل کی تکلیف نہین ہوتی ہی
اور کبھی اسم جبار کے واسطے سے اللہ رحمت فرماتا ہے اسوقت محل اور اوسکے
استحقاق مین نظر ہوتی ہے اور کبھی اسم غفار کی معرفت سے رحمت ہوتی ہے اسوقت
محل اور اوسکی حالت مین نظر ہوتی ہے اور اگر مرحوم ایسی حالت پر ہے جو لائق
سزا ہے تو اللہ اوسکو سزا سے بچاتا ہے اور اگر وہ ایسے حالات پر ہوتا ہے کہ
مستحق سزا نہین تو اوسکو اوس حالت سے بچاتا ہے جس سے لائق سزا کے ہوتا ہی
اور اس مرحوم کو معصوم بولتے ہین اور وہ گناہون سے محفوظ اور اوسکے زیر عنایت
رہتا ہے اور سوا اسکے اور رحمتین ہین جو ان اقسام کے ہمشکل ہین اور اللہ تعالی
ہی باعتبار خازن ہونے کے اون چیزون کا دینے والا ہے جو اوسکے خزانہ مین ہین اور
اللہ تعالی اوس اسم خاص کی معرفت جو اوس امر کا خازن ہے گنج رحمت کو باندازہ معین
نکالتا ہے پس اللہ تعالی نے ہر شے کو اسم عدل اور اوسکے مثل کے ذریعہ سے اوسکے
خلقت کو بخشا ہے اور اللہ تعالی کے اسما غیر متناہی ہین کیونکہ وہ خدا سے آثار اور افعال
کے ظاہر ہونے سے معلوم ہوتے ہین اور اوسکے آثار اور افعال غیر متناہی ہین اگرچہ اون
سب کا مرجع اصول متناہی کی طرف ہوتا ہے اور وہ اصول امہات اسما اور اوسکے
حضرات ہین اور در اصل یہان ایک ہی حقیقت ہے وہی تمام اضافات اور نسبتون کو
قبول کرتی ہے اور اونہین اضافات اور نسبتون کو اسماے الہیہ سے کنایۃً تعبیر کرتے
ہین اور حقیقت مقتضی ہے کہ ہر اسم کے لیے جو بسلسلہ غیر متناہی ظاہر ہوتے ہین ایک ایسی
حقیقت ہو جسکے سبب سے وہ اسم دوسرے اسم سے تمیز پاوے اور وہ حقیقت جس
سے اسم تمیز پاتا ہے وہی اوس اسم کا عین ہے اور مابہ الاشتراک اوسکا عین نہین ہے
جیسے کہ عطیات سے ہر عطیہ دوسرے سے اپنے تشخصات کے سبب سے متمیز ہے اگرچہ
ان عطیات کا اصل ایک ہی ہے اور معلوم ہے کہ یہ بخشش وہ دوسرا نہین ہے اور اسکا

سبب اسما کا ممیز ہے اور حضرت الٰہیہ مین اوسکی وسعت کے سبب سے کوئی شئے کبھی مکرر نہین ہوتی ہے اور یہی صحیح ہے جسپر لوگون کا اعتماد اور دارومدار رہے اور یہی علم حضرت شیث علیہ السلام کا ہے اور انھین کی روح اون لوگون کی ارواحون کی مدد کرتی ہے جو ایسے مسئلون مین کلام کرتے ہین سواے خاتم رسل کی روح کے۔ کیونکہ آپ کا مادہ سواے اللہ کے کوئی دوسرا نہین ہے۔ اور آنحضرت کا مادہ روح سے نہین ہے بلکہ آنحضرت کے روح سے تمام ارواحون کا مادہ بنا۔ اگرچہ وہ روح عالی خود چند عنصری کے ترکیب سے زمانہ مین اس امر کی ادراک نکرے۔ پس آنحضرت باعتبار اپنی حقیقت اور مرتبہ ذاتی کے ان سب چیزون کے خود عالم ہین اور باعتبار آپ کے ترکیب عنصری کے آپکو ان امر سے وقوف نہین ہوا ہے۔ پس آپ عالم اور غیر عالم دونون ہوے اور آپ متضاد صفتون سے متصف ہو جیساکہ باری تعالیٰ متضاد صفات جمیل اور جلیل ظاہر اور باطن اول اور آخر وغیرہ سے متصف ہوا اور وہ اوسکا عین ہے اور اوسکا غیر نہین ہے پس وہ عالم ہے اور عالم نہین ہے اور جانتا ہے اور نہین جانتا ہے اور شاہد ہے اور شاہد نہین ہے اور اسی علم کے سبب سے انکا شیث ع نام رکھا گیا۔ کیونکہ اسکے معنے خدا کی بخشش کے ہین۔ اور انھین کے ہاتھ مین ان عطیات الٰہی کی کنجی ہے اوسکے مختلف قسمون اور نسبتون کے ہے اور اللہ نے پہلی بار جو آدم ع کو بخشا ہے وہ یہی حضرت شیث علیہ السلام تھے۔ اور اللہ نے شیث علیہ السلام کو اونکو اونھین سے دیا کیونکہ حدیث مین آیا ہے اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ یعنے لڑکا اپنے باپ کے وجود مین مخفی رہتا ہے یا لڑکا اپنے باپ کا راز مخفی ہی پھر وہ اونھین سے نطفہ کی صورت مین نکلے اور انسان ہوکر اونھین کی صورت پر غور فرمایا۔ پھر جو کچھ کہ اوسکو آیا وہ عاقل کے نزدیک اللہ تعالیٰ سے غریب ہے بلکہ اوسی کے نفس سے ہے اور عالم مین جملہ عطیات اسی طرح پر ہتی پس کسی مین اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز نہین ہے اور نہ کسی شخص مین کوئی چیز اوسکے غیر سے ہی بلکہ اوسی سے ہے اگرچہ انعامات کی صورتین اوسکے استعداد سے اوسپر نوع بنوع ہوتی رہتی ہین اور اسکو ہر شخص نہین جانتا ہی اور نہ یقین کرتا ہے کہ واقعی امر اسی طرح ہی مگر اہل اللہ سے بعض

[illegible]

بعض لوگ اسکو جانتے ہین اور جب تم نے اسکے جاننے والے کو دیکھا تو اوسپر اعتماد کرو اور اپنا
معتمد اوسکو بناؤ کیونکہ وہ عام اہل اللہ سے عین صفا اور خاصۃ الخاص کا خلاصہ ہے پس
جس صاحب کشف نے کسی صورت کو مشاہدہ کیا کہ معارف سے اوسکی طرف وہ بات القا
کرتی ہے جو اسکے پاس پہلے نہ تھی اور حقائق کے وہ مسئلے اسکو بتلاتی ہے جو پیشتر اسکے ملک
مین نہ تھے تو وہ اوسی کے عین کی صورت ہے اور وہ صورت اوسکی غیر نہین ہے اور اسنے
اپنے ہی نفس کے درخت سے درخت بٹھالنے کے پھل کو چُنا - جیسے وہ صورت جو شخص
سے مقابلہ کے وقت آئینہ یا جسم شفاف مین ظاہر ہوتا ہے پس وہ صورت اوسکی غیر نہین ہے
مگر محل یا وہ حضرت جسمین اوسنے اپنی صورت کو دیکھا ہے دیکھنے والے کی طرف اوسکی صورت
کو بطور عکس کے دکھلاتی ہے اور یہ انعکاس صورت اوس محل کی حقیقت کا باعث تھا
جیسے بڑی صورت چھوٹے آئینہ مین چھوٹی دکھلائی دیتی ہے اور غیر مستطیل لانبے آئینہ مین
لانبی دکھلائی دیتی ہے اور ساکن چیز متحرک آئینہ مین متحرک دکھلائی دیتی ہے اور کبھی خاصۂ
حضرت محل سے صورت منعکس یعنی سر بجانب زمین و پا بجانب آسمان معلوم ہوتا ہے اور کبھی
حضرت محل سے وہی واقع ہوتا ہے جو صورت سے ظاہر ہوتا ہے پس اوسکا داہنا جانب دیکھنے
والے کے داہنی جانب سے مقابل ہوتا ہی اور کبھی جانب راست جانب چپ کے مقابل ہوتا
اور اکثر میری بات مین عموماً یہی عادت جاری ہو اور جانب راست کو جانب راست سے
خلاف عادت ہی اور انعکاس یعنے اولٹا دکھلائی دینا بھی خلاف عادت ہی اور یہ سب اُس حضرت کی
حقیقت کے عطیات ہین جس مین تجلی ہوتی ہے اور جسکو ہمنے آئینہ کے قائم مقام کیا ہے پس جسنے
اپنی استعداد کو پہچانا اوس نے اپنے قبول کو پہچان لیا اور ہر شخص جو قبول پہچانتا ہے وہ اپنی
استعداد کو نہین پہچان سکتا ہے اگرچہ اسوقت یہ مجملاً پہچانتا ہے لیکن تفصیلاً بعد قبول کے
پہچانیگا - اور بعض ارباب نظر جنکی عقل ضعیف ہے جب اونکے نزدیک یہ بات ثابت
ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے تو وہ بہت سی باتین جو خلاف حکمت ہین
اللہ تعالیٰ پہ جائز رکھتے ہین اور اصل مین اس طرح واقع نہین ہے اور اسیواسطے بعض
اہل نظر نے امکان کی نفی کی اور وجوب بالذات اور وجوب بالغیر کو ثابت کیا اور اہل
تحقیق امکان کو ثابت کرتے ہین اور وہ اوسکے حضرت اور ممکن کو پہچانتے ہین اور وہ
سمجھتے ہین کہ یہ ممکن کیا چیز ہے اور وہ ممکن کہان سے ہوگا وہ تو بعینہ واجب بالغیر ہے

اور کہان سے اسپر اسم غیر صحیح ہوا جو اوسکے لیے وجوب کو مقتضی ہے اور اس تفصیل کو نا سکے اللہ
والے عالم سمجھتے ہین اور اس نوع انسانی مین شیث علیہ السلام کے قدم بقدم ایک لڑکا پیدا ہوگا اور
اونکے اسرار کا وہی حامل ہوگا اور اوسکے بعد اس نوع انسانی مین پھر لڑکا نہوگا اور وہی لڑکا
خاتم اولاد ہوگا اور اوسکے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوگی - یہ لڑکے سے پہلے پیدا ہوگی اور لڑکا اسکے
پیچھے پیدا ہوگا - اور لڑکے کا سر لڑکی کے دونون پیرون کے پاس ہوگا - اور اوسکی ولادت
چین مین ہوگی اور اوسکی زبان اوس شہر کی زبان ہوگی اور اسکے بعد مرض بانجھ مردون
اور عورتون مین سرایت کریگا - اور بغیر توالد اور تناسل کے نکاح کی بڑی کثرت ہوگی اور وہ
لڑکا اونکو خدا کی طرف بلاوے گا لیکن کوئی قبول نکریگا - اور جب اللہ اوسکو اور اوس زمانہ
کے مومنون کو لے لیویگا تو باقی لوگ مثل چارپائے اور بہائم کے رہ جاوینگے نہ حلال کو حلال جانینگے
اور نہ حرام کو حرام سمجھین گے - اور طبیعت کے حکم سے شریعت اور عقل سے خالی ہوکر شہوت
رانی مین تصرف کرینگے پھر اونھین پر قیامت قائم ہوگی -

تیسری حکمت سبوحی کی فص کلمہ نوحیہ مین ہے

جاننا چاہیے کہ اہل حقایق کے نزدیک جناب الٰہی سے تنزیہ کرنا عین تحدید اور تقیید ہے اور تنزیہ کرنیوالا
یا جاہل ہوگا یا بے ادب اور جب ان دونون نے مطلقاً تنزیہ کی اور دونون تنزیہ کے قائل ہوے
اور اسکا قائل اگر شریعتون پر ایمان لایا ہے اور تنزیہ کرکے تنزیہ ہی پر ٹھہر گیا - اور سواے
تنزیہ کے اور کچھ نہین دیکھتا ہے تو اس نے بے ادبی کی اور حق تعالیٰ اور تمام انبیا علیہم السلام کو جھٹلایا
اور وہ اس بات سے بیخبر ہے اور خیال کرتا ہی کہ مین علم حقایق حاصل کر رہا ہون حالانکہ وہ علم حقایق کو
فوت کر رہا ہی اور اون لوگون کے مانند ہی جو بعض پر ایمان لاتے اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہین اور
علی الخصوص یہ بات معلوم ہوچکی ہی کہ شرایع الٰہی جب حق تعالیٰ کے بارہ مین کلام کرتی تو وہ ظاہری
مفہومات سے عام خلایق کے لیے ہوتی ہے اور ہر گروہ کے لیے اوسکے الفاظ کے طریقون سے خاص
مفہومات بھی ہین اور وہ لفظ جس زبان مین ہو دونون مفہومات کو شامل ہوتا ہے اور وہ اوس
زبان کا وضعی لفظ ہوتا ہی کیونکہ حق تعالیٰ کو ہر مخلوق مین ایک خاص طور پر ظہور ہی اسی واسطے

[illegible]

وہ ہر مفہوم مین ظاہر ہی اور وہی ہر مفہوم سے باطن ہی اور یہی عالم اسم ظاہر ہے جیسے کہ حق تعالی باعتبار معنی اور حقیقت کے اس ظاہر کا روح ہی اسی واسطے وہ باطن ہوا اور حق تعالی کو صور عالم کے ساتھ ظاہر مین وہ نسبت ہی جو روح مدبر بدن کو صورت سے ہے اور اسی واسطے انسان کی تعریف مین مثلاً اوسکے ظاہر و باطن کو لیتے ہین اور اسی طرح ہر محدود کے تعریف مین وہ ماخوذ ہی اور تمام چیزونکی حد سے حق تعالی محدود ہو جاتا ہی اور عالم کی تمام صورتین ضبط اور احاطہ مین نہین آسکتی ہین اور نہ اوسکی ہر صورت کی حد جانی جاسکتی ہی مگر اوسقدر صورتونکی حد معلوم ہوسکتی ہی جتنا ہر عالم کے ذہن مین عالم کی صورتین حاصل ہین اسی طرح سے حق تعالی کی حد بھی نہین معلوم ہوسکتی ہی کیونکہ اوسکی حد تمام صورتون کے علم سے معلوم ہوسکتی ہی۔ اور تمام صورتون کا علم حاصل ہونا محال ہے پس حق تعالی کی حد بھی محال ہوئی۔

اسی طرح جس نے اوسکی تشبیہ کی اور تنزیہ نکی پس اوس نے بھی حق تعالی کو مقید اور محدود کردیا اور حق تعالی کو اوس نے پہچانا ہی نہین اور جس نے اپنے معرفت مین تشبیہ اور تنزیہ دونون کو جمع کیا اور دونون وصفون سے اوسکو مجملاً موصوف کیا تو اوس نے حق تعالی کو مجملاً پہچانا اور اجمال کی وجہ یہ ہی کہ اوسکو عالم کی تمام صورتون کا احاطہ کرنے سے تفصیلی تشبیہ اور تنزیہ محال ہے اس لیے خدا کو یہ تفصیلاً نہین جان سکتا ہے جیسے کہ اسنے اپنے نفس کو مجملاً پہچانا اور تفصیلاً نہ پہچانا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حق تعالی کی معرفت کو نفس کی معرفت سے مربوط فرمایا اور کہا کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ (جسنے اپنے نفس کو پہچانا اوسنے اپنے خدا کو پہچانا) اور حق تعالی نے فرمایا کہ سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق (دیکھیے ہین اپنی نشانیان آفاق اور اونکے نفسون مین اونکو دکھاوینگے تاکہ اونکو ظاہر ہوجاوے کہ وہ حق ہے) آفاق وہ ہے جو تمسے صورۃً ظاہر ہے اور فی انفسہم سے تمھاری عین مراد ہے۔ لہم کی ضمیر دیکھنے والون کی طرف عود کرتی ہے وہ حق اور ثابت ہی کیونکہ تم اوسکی صورت ہو اور وہ تمھاری روح ہے پس تم اوسکے لیے مثل صورت جسمیہ کے ہو جو تمھارے لیے ہے اور وہ تمھارے لیے مثل روح کے ہے جو تمھاری صورت بدن کی تدبیر کرتی ہے اور حد تمھارے ظاہر و باطن دونون کو شامل ہے کیونکہ روح کے بدن سے نکلنے کے بعد جو صورت کہ باقی ہے وہ انسان نہین ہی بلکہ کہتے ہین کہ وہ ایک صورت ہی جو صورت انسان کے مشابہ ہے پھر اسمین اور لکڑی اور پتھر کے صورت مین کوئی فرق نہین

اور نہ اسپر انسان کا اطلاق صحیح ہو سکتا ہے مگر مجازاً اور حقیقۃً صحیح نہین - اور صورت عالم سے حق تعالیٰ کا زوال کبھی ممکن نہین ہے پس اللہ تعالیٰ کے لیے الوہیت حقیقی حد ہے مجازی نہین ہے جیسے کہ حیات مین بدن کا انسان حد حقیقی ہے اور جیسے کہ ظاہر صورت انسان کی زبان سے اپنے روح اور نفس اور مدبر بدن کی تعریف اور ثناخوانی کرتی ہے ویسے ہی اللہ نے عالم کے ان صورتون کو بنایا ہے کہ وہ سب اوسکے حمد کی تسبیح کرتے ہین لیکن ہم لوگ اونکی تسبیح اور تہلیل نہین سمجھتے ہین کیونکہ ہم لوگون کو عالم کے تمام صورتون پر احاطہ نہین ہے پس یہ سب حق تعالیٰ کی زبان ہین وہ اپنے حق کے حمد و ثنا مین ناطق ہین - اسی واسطے اللہ نے فرمایا کہ اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ یعنے سب حمد اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے یعنے اوسی کی طرف حمد و ثنا کا انجام ہے - اور اودھر ہی یہ سب عود کرتے ہین - پس وہ خود مداح اور ممدوح دونون ہے -

فان قلت بالتنزیہ کنت مقیداً
اور اگر تو تنزیہ کہتا ہے تو تو اوسکو مقید کردینے والا ہی

وان قلت بالتشبیہ کنت محدداً
اور اگر تو تشبیہ کہتا ہی تو تو اوسکو محدود کردینے والا ہی

وان قلت بالامرین کنت مسدداً
اور اگر تو تشبیہ اور تنزیہ دونون کو کہتا ہو تو تو راہ راست پر ہے

وکنت اماماً فی المعارف سیداً
اور تو معارف کا امام اور سردار ہی

فمن قال بالاشفاع کان مشرکاً
اور جو حق اور خلق دونون کو دو کہتا ہی وہ شرک کرنیوالا ہے

ومن قال بالافراد کان موحداً
اور جو دونون کو ایک کہتا ہی وہی موحد ہے

وایاک والتشبیہ ان کنت ثانیاً
اور اگر تو خلق کو دوسرا قرار دیتا ہی تو تجھکو تشبیہ سے ڈرنا چاہیے

وایاک والتنزیہ ان کنت مفرداً
اور اگر تو فقط حق تعالیٰ کا مقر ہی تو تجھکو تنزیہ سے بچنا چاہیے

فما انت ھو بل انت ھو وتراہ فی
اور تو من حیث اطلاق وہ نہین ہی بلکہ تو باعتبار عینیت اوسی ہو ہے

عین الامور مسرحاً ومقیداً
وہی ہے اور تو اوسکو اشیا کے عین مین مطلق اور مقید دیکھتا ہی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لیس کمثلہ شیئ یعنی اوسکے مانند کوئی چیز نہین ہے اسمین تنزیہ کو فرمایا اور کہا کہ وھو السمیع البصیر یعنے وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے ۔ اسمین تشبیہ کو فرمایا اور لیس کمثلہ شیئ مین کاف کو ثابت رکھکر اللہ نے اپنے کو مثل سے تشبیہ دی اور مثل کو ثابت کرکے دو قرار دیا تو اسمین تشبیہ نکلی اور وھو السمیع البصیر مین تنزیہ فرمائی اور حصر سے وہ اکیلا سمیع اور بصر سے متصف ہوا تو اسمین تنزیہ نکلی اگر نوح علیہ السلام اپنے

قوم کو دونون دعوتون مین جمع کرتے تو وہ لوگ اوسکو قبول کرتے لیکن اونھون نے قوم کو پہلے جہر یعنے تشبیہ کی طرف بلایا پھر اونکو بعد اس کے سر یعنے تنزیہ کی طرف بلایا پھر اون سے کہا کہ تم لوگ خدا سے چاہو کہ تمھارے وجود اور صفات کو اپنے وجود اور صفات سے حق تعالیٰ ڈھانک لے کیونکہ وہ تمام وصفات کو اپنی ذات وصفات سے ڈھانکنے والا اور چھپا لینے والا ہے اور حضرت نوحؑ نے فرمایا کہ مین نے اپنی قوم کو خفیہ اور علانیہ یا عالم غیب اور شہادت دونون کی دعوت کی لیکن میری دعوت سے اونکی نفرت اور گریختگی بڑہتی ہی گئی اور حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کا حال ذکر کیا کہ اون لوگون نے میری دعوت سے اپنے کو قصداً بہرا بنا لیا کیونکہ وہ لوگ جانتے تھے کہ اونکی دعوت کے قبول کرنے سے ہمپر کیا واجب ہوگا۔ پس اللہ والے علما حضرت نوح علیہ السلام کے اشارہ کو سمجھتے ہین کہ اونھون نے ذم کی صورت مین اپنے قوم کے حق مین تعریف کی ہے اور جانتے ہین کہ قوم نے اونکی دعوت کو نہ قبول کیا کیونکہ دعوت مین فرقان یعنے علحدگی تھی اور اصل امر قران یعنے جمع ہے اور فرقان نہین ہے اور جو لوگ کہ قرآن یعنے جمع کے رہنے والے ہون پس وہ کبھی فرقان یعنے علحدگی کی طرف کان نہین کرتے ہین اگرچہ وہ اوسمین ضرور رہے کیونکہ قرآن (جمع) فرقان (یعنے تفریق) کو شامل ہے اور فرقان قرآن کو شامل نہین ہے اور اسی سبب سے قرآن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مختص ہوے اور یہ امت جو اور امتون سے افضل ہے اور لوگون کے لیے نکالی گئی ہے اوس سے مشرف ہوئی اور آیت لیس کمثلہ شیٔ جو ایک ہی کلام ہے اوسمین تشبیہ اور تنزیہ دونون جامع ہین پس کاشکے نوح علیہ السلام کوئی عبارت اس آیت کی لاتے تو وہ لوگ دعوت کو قبول کر لیتے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی آیت مین بلکہ نصف ہی آیت مین تشبیہ اور تنزیہ دونون کرلین اور نوح علیہ السلام نے اپنے قوم کو امر مخفی کی طرف اونکی عقل اور روحانیت کی جہت سے بلایا کیونکہ وہ غیب ہے اور علانیہ کی طرف اونکی ظاہر صورت اور جسکی جہت سے بلایا اور دعوت مین مثل آیت لیس کمثلہ شیٔ کے جمع نفرمایا پس اونکے دل اس فرقان کے سبب سے متنفر ہوے پھر یہ وعظ سے اونکا بھاگنا بڑھا۔ پھر خود نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ مین نے اونکو یہ دعوت اس لیے کی کہ اللہ تعالیٰ اونکو رحمت سے ڈھانک لیوے اور اس لیے دعوت نہین کی کہ اصل امر اونپر کھل جاوے اور اونکی قوم نوح علیہ السلام سے یہ بات سمجھ چکے تھے اسی واسطے اونھون نے اپنے

کانون مین اونگلیان کرلین اور کپڑون سے اپنے منھون کو چھپا لیا اور یہ سب ڈہانکنے ہی کی صورت تھی جسکی طرف نوح علیہ السلام نے اون کی دعوت کی تھی پس اون لوگون نے اون کی دعوت کو فعل سے قبول کیا اور زبان سے لبیک کہکر قبول نکیا اور لیس کمثلہ شیٔ مین مثل کی اثبات اور اوسکی نفی دونون ہے اسی واسطے خود رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ مجھکو جوامع الکلم عنایت ہوئی ہے پس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قوم کو فقط تشبیہ اور تنزیہ کی طرف جو رات اور دن سے تعبیر کیا گیا ہے نہ بلایا بلکہ اونکو رات یعنے تنزیہ کی طرف عین دن یعنی تشبیہ مین بلایا اور دن یعنی تشبیہ کی طرف عین رات یعنی تنزیہ مین بلایا یا وحدت کی طرف عین کثرت مین اور کثرت کی طرف عین وحدت مین بلایا اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے حکمت کے بارہ مین فرمایا کہ یرسل السماء علیکم مدرارا (یعنی تمپر ابر کو پانی برسانے والا بھیجے گا) اور وہ معانی اور نظر اعتباری مین عقلی معارف اور استدلالات ہین ویمددکم باموال (یعنی وہ تمھاری مدد مالون سے کریگا) یعنے اوس چیز سے جو تمھارے ساتھ حق کی میل کرے اور جب وہ تمھارے ساتھ حق کی طرف میل کریگا تو تم لوگ ہی صورت اوسمین دیکھوگے پھر جو کوئی تم مین سے خیال کرے کہ اوسنے حق تعالی کو دیکھا تو اوسنے نہ پہچانا اور جس نے تم مین سے جانا کہ مین نے اپنے نفس کو دیکھا تو وہ عارف باللہ ہے اسی واسطے لوگون کے دو تقسیم ہوئی اور غیر عالم اور حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ واتبعوا من لم یزدہ مالہ وولدہ الا خسارا (اور اون شخصون کی اونھون نے پیروی کی کہ اوسکے مال اور لڑکے نے اوسکو نہ بڑھایا مگر تاوان کو زیادہ کیا) اور ولد وہ ہے جسکو اونکی نظر فکری نے اونکے لیے نتیجہ دیا ہو اور اس امر کا جاننا مشاہدہ پر موقوف ہے اور نظر و فکر کے نتیجہ سے یہ بہت دور ہے اور اُس سے اونکو تاوان بڑھتا گیا پس اونکی تجارت نے اونکو نفع نہ دیا اور جو کچھ کہ اونکے ہاتھ مین تھا اور اوسکو وہ لوگ اپنا ملک خیال کرتے تھے وہ سب اون سے زائل ہو گئی اور محمدیون کی شان مین اللہ نے فرمایا کہ انفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ (یعنی تم اون چیزون کو خرچ کرو جس مین تمکو اللہ نے اپنا خلیفہ بنایا ہے) اور نوح علیہ السلام کی امت کی شان مین اللہ نے فرمایا کہ ان لا تتخذوا من دونی وکیلا (یعنی میرے سوا دوسرے کو تم اپنا وکیل نہ بناؤ) پس اللہ نے اونکے لیے ملک کو ثابت کیا

اور اوسمین اپنے لیے وکالت رکھا اور محمد نبی او نمین اللہ کے جانشین ہین اور ملک اللہ ہی کے
لیے ہے اور نوح علیہ السلام کی امت مین اللہ اونکا وکیل ہے تو ملک اونکے ہوے اور
یہ ملک بھی خلافت کی ملک ہے پس حق تعالیٰ ملک در ملک ہوا چنانچہ شیخ ترمذی نے ایسا
کہا ہے ومکروا مکرا کبارا اور اونھون نے بڑے بڑے مکر کیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف
مدعو کی دعوت کرنا خود مکر ہے اس لیے مدعوا بتدا سے اوسکا فاقد نہ تھا تاکہ وہ انتہا مین اوسکی
طرف بلایا جاوے اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ (مین خدا کی جانب بلاتا ہون) یہ خود مکر ہے علی بصیرۃ
(واقف کاری پر) اسمین حضرت نوح علیہ السلام نے تنبیہ فرمائی کہ کل امور اوسی کے لیے ہین
پھر اون لوگون نے اوسکو مکر سے قبول بھی کیا جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اونکو
مکر کے ساتھ دعوت دی پھر اولیا محمدی آئے اور وہ سمجھے کہ اللہ کی طرف دعوت کرنا
باعتبار اوسکے ہویت کے نہین ہے بلکہ وہ باعتبار اوسکے اسما کے ہے اسی واسطے
اللہ پاک نے فرمایا کہ یَوْمَ نَحْشُرُ المتقین اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا (اور جسدن مین
تقیدات سے بچنے والون کو رحمن کی طرف مثل مہمانون اور رسولون کے
جمع کرونگا) یہان اللہ نے الی حرف غایت کو فرمایا اور اوسکو اسم رحمن سے مقرون کیا
پس اس اشارہ سے مجھکو تبلا دیا کہ تمام عالم اسم الٰہی کے تحت خیز ہے اور اونکو واجب
ہے کہ تقیدات سے بچتے رہین پھر قوم نے مکر مین کہا کہ لَا تَذَرُنَّ اٰلِھَتَکُمْ وَلَا تَذَرُنَّ
وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا (یعنی کبھی تم لوگ اپنے خداؤن کو
نہ چھوڑو اور نہ کبھی ودکو چھوڑو اور نہ سواع اور نہ یغوث ویعوق اور نسر کو) کیونکہ جب
وہ لوگ اونکو چھوڑ دیتے تو اوسیقدر حق تعالیٰ سے اونکو جہالت ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی
ہر معبود مین ایک خاص جہت ہے عارف اوسکو پہچانتا ہے اور جاہل اوس سے لاعلم ہی
اور محمدیون مین اللہ نے فرمایا وَقَضٰی رَبُّکَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ (اور تمھارا خدا
حکم کرچکا ہے کہ تم سوائے اوسکے کسیکی عبادت نکرو) اور جاننے والا جانتا ہے کہ ان صورتون
مین جو ظاہر ہین کون پوجا جاتا ہے اور انمین کون معبود ہے اور یہ تفریق اور کثرت
مثل اعضا کے صور محسوسہ مین ہے اور مثل قوای معنوی کے صورۂ روحانیہ

مین ہے پس ہر معبود مین غیر اللہ کی عبادت نہین ہوئی ہے اور ادنی مرتبہ عبادت کا ان مین
الوہیت کو خیال کرنا ہے او رکا نسلے یہ خیال نہوتا تو پتھر وغیرہ کبھی پوجے نہین جاتے اور اسیواسطے
حق تعالی نے رسول اللہ کو فرمایا کہ قُلْ سَمُّوْهُمْ (کہو کہ تم اون خداؤن کا نام لو) پس
اگر وہ لوگ اونکا نام لیتے تو پتھر اور درخت اور ستارہ وغیرہ اونکا نام بتلاتے اور اگر اون
سے کہا جاتا کہ تم نے کیسکی عبادت کی تو وہ کہتے کہ الہ کی۔ اور وہ لوگ یہ نہ کہتے تھے کہ ہم اللہ کی
عبادت کرتے ہین اور نہ وہ حصر کرکے کہتے تھے کہ ہم اوس اللہ معین کی عبادت کرتے ہین جو
سب معبودون کا معبود ہے اور اعلی درجہ عبادت کا یہ ہے کہ اونکو مظہر الٰہی جانے اور اونکی
اس اعتبار سے تعظیم کرے اور حق تعالی کو اسی مظہر مین مقصود اور محدود نہ کرے اللہ نے
فرمایا کہ وبشر المخبتین الذین یعنے خبت نار طبیعتہم (اور خبر دو اون مخبتین سے جنکی
طبیعت کی آگ بجھ گئی ہے) پھر وہ لوگ جواب مین اللہ کہتے ہین اور طبیعت نہین کہتے
وقد اضلوا کثیرا (اور بہت لوگون کو اونھون نے گمراہ کردیا ہے یعنے بہت لوگون کو وحدت
کے شمار مین مختلف جہت اور نسبتون سے اونھون نے متحیر کردیا ہے) ولا تزد الظالمین
(یعنی اون ظالمون کو جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہین) اور وہ لوگ کتاب کے وارث اور میرے
نزدیک برگزیدہ ہین سواے ضلالت یعنے حیرت کے اور کچھ نہ بڑھا مترجم کہتا ہے یہ ظالم
اس آیت مین ہین ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالمٌ
لنفسہ ومنہم مقتصدٌ ومنہم سابقٌ بالخیرات (پھر ہمنے کتاب کا اون کو وارث
کیا جو میرے بندون سے میرے نزدیک مقبول اور برگزیدہ ہین پس بعض اون سے
اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہین یعنے اپنے وجود کو بھلا دیتے ہین اور حیرت سے راہ
بھولتے ہین اور بعض اون سے میانہ رو اور متوسط ہین اور بعض اون سے اعمال خیر
مین سبقت کرنے والے ہین)

پس یہ تین مین اول ہین اور انکو اللہ نے مقتصد اور سابق پر مقدم رکھا ہے اور علماے محمدی
کہتے ہین کہ رب زدنی فیک تحیرا (اے میرے مالک مجھ مین تو اپنی تحیر اور حیرت بڑھا)
اور امت موسیٰ کے بارہ مین اللہ نے فرمایا کہ کلما اضاء لہم مشوا فیہ واذا اظلم علیہم
قاموا (یعنے جب تجلی الٰہی نے اونکے روحون اور قوے کو روشن کیا تب وہ لوگ مقامات
اور عالم قدس کی طرف چلے اور جب تجلی الٰہی نے منقطع ہو کر راستہ کو اونپر تاریک کردیا

تو وہ لوگ ٹھہر گئے پس حیرت والے کو حرکت دوری ہے اور حرکت دوری قطب کی ہر چہار طرف ہوتی ہے اسواسطے حیرت والا کبھی مطلب سے ہٹتا ہی نہیں ہے۔ اور مستطیل راستہ کا چلنے والا مقصد سے دوسرے طرف میلان رکھتا ہے اور مطلب سے باہر ہے اور وہ اوس چیز کو ڈھونڈ رہا ہے جو اوسی مین ہے اور جب وہ باہر ڈھونڈھتا ہے تو صرف اوسکو اودھر وہم و خیال ہے اور اوس طرف اوسکی غایت ہے پس اوسکے واسطے ابتدا اور انتہا اور اونکا مابین بھی ہے اور حرکت دوریہ والے کو ابتدا ہی نہین ہے تاکہ اوسکو ابتدا یہ لازم ہوا ور نہ اوسکے کوئی غایت ہے تاکہ اوسپر انتہائیہ حکم کرے پس اوسی کے لیے تمام وکمال وجود ہے اور اوسیکو جوامع الکلم اور جوامع الحکم دی گئی ہے۔ وَمِمَّا خَطِيئَاتِهِمْ أُغْرِقُوا اور اپنے گناہون سے وہ غرق کیے گئے اور یہ وہ چیز تھی جو اونکو وہان تک پہونچا دی پھر وہ لوگ دریاے علم اللہ مین غرق ہوگئے اور وہ لیجانے والی حیرت تھی۔ فَأُدْخِلُوا نَارًا پھر وہ لوگ علم کے پانی مین محبت اور شوق کی آگ مین داخل کیے گئے اور محمدیون کی شان مین اللہ نے فرمایا وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ (اور جب دریاے علم جوش زن ہوا اور یہ سجرت التنور سے مشتق ہے اسکے معنی یہ ہین کہ تمنے تنور جلایا یا سلگایا فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْصَارًا (پھر اون لوگون نے غیر خدا کو اپنا انصار اور معین و مددگار نپایا) پس اونھون نے اللہ ہی کو اپنا انصار پایا اور اوسی مین ابد تک ہلاک ہوے پس اگر اللہ اونکو ساحل طبیعت پر نکالتا تو اونکو اس درجۂ بلند اور منزل رفیع سے گرا دیتا اگرچہ یہ سب اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ ہی سے قائم ہے بلکہ کل مِن حیث الکل اللہ ہی ہے پھر نوح علیہ السلام نے کہا رَبِّ اے میرے مالک اور الٰہی یعنے اے میرے خدا نہ کہا کیونکہ رب کو مربوب کے ساتھ ثبوت ہے اور الٰہ مختلف اسمون مین نوعیت لیتا ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (ہر روز بلکہ ہر وقت وہ نئی شان مین ہے) پس رب سے انھون نے تکوین کی ثبوت چاہی ہے کیونکہ ترقی بغیر ثبوت تکوین کے صحیح نہین ہے لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ (زمین پر نہ چھوڑ) حضرت نوحؑ اونپر بد دعا کرتے ہین کہ وہ سب زمین کے اندر ہوجاوین اور زمین سے کل عالم اجسام مراد ہے اور محمدیون کے بارہ مین علم ہوا کہ لَوْ دَلَّيْتُمْ بِحَبْلٍ لَهَبَطَ عَلَى اللَّهِ (یعنے اگر تم رسی سے ڈول لٹکاؤ تو وہ اللہ ہی پر گرے گا) اور لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ (اوسیکا ہے جو کچھ آسمانون یا زمینون مین ہے)

اور جب تم زمین مین دفن کیے گئے اور وہ تمھاری ظرف ہے تو وہین تم حضرت الٰہی کے ساتھ
ہوے چنانچہ حکم ہوا وفیھا نعید کم و منھا نخرجکم تارۃ اخرٰی اور زمین مین تمکو پلٹا تا ہون
اور اسی سے دوسرے بار تمکو مین نکالونگا کیونکہ جہت کا اختلاف پلٹانے اور نکالنے کو مقتضی ہی
من الکافرین کافرون سے جو اپنی ہستی کو چھپانے ولے ہین اور کپڑون سے اپنے کو ڈھانکتے
ہین وجعلوا اصابعھم فی اذانھم اور اپنی انگلیون کو اپنے کانون مین لیے ہین اور نبیون کے
کلام کو اور اونکی دعوت کو قبول نہین کرتے کیونکہ وہ اپنے وجودات کے خفا کو ذات باری کے
وجود مین طالب تھے کیونکہ حضرت نوحؑ نے انکی دعوت اس واسطے کی تھی کہ اللہ تعالیٰ اونکے
وجودات کو ڈھانک لیوے دیارًا کوئی مکان والا یعنی کوئی انا کہنے والا باقی نرہے تاکہ منفعت
بھی عام ہو جیسے کہ دعوت عام ہی انک ان تذرھم کیونکہ تو اگر اون کو چھوڑ دیگا یضلوا عبادک
تیرے بندون کو وہ حیرت مین ڈالین گے پھر وہ انکو عبودیت سے نکالین گے اور ربوبیت
کے اسرار مین اون کو لائین گے جو اونہین ہی پس وہ لوگ بندہ اور رب دونون ہونگے ولا
یلدوا اور نہ نتیجہ دینگے اور نہ ظاہر کرین گی الا فاجرا مگر مخفی امر کے ظاہر کرنے اور فاش کرنے
والے کو کفارا اور بعد ظاہر کرنے کے ظاہر کی ہوئی چیز کے چھپانے ولے اور مخفی کرنے والے
کو پس وہ لوگ مخفی رازون کو علانیہ کہین گے پھر بعد ظاہر کرنے کے عوام سے اوسکو چھپائینگے
اور دیکھنے والا صاحب عقل اسمین حیرت کریگا اور ظاہر کرنے ولے کا مطلب اوسکے ظاہر کرنے
سے نہ پہچانے گا اور نہ چھپانے والے کا مقصود اوس کے چھپانے سے سمجھے گا اور ظاہر کرنیوالا
اور چھپانے والا دونون ایک ہی شخص ہونگے رب اغفرلی اے میرے مالک میرے وجود کو تو
چھپالے اور میرے ہی سبب سے میرے کمالات پر پردہ ڈالدے تاکہ میرا مقام اور میری قدر لوگون
کو نہ معلوم ہو جیسے کہ تیری قدر لوگون کو تیرے اس آیت مین نہین معلوم ہی وما قدروا اللہ
حق قدرہ اور لوگون نے اللہ کی ویسی قدر نہ کی جیسی اوسکی قدر چاہیئے لمن دخل بیتی
اور اوسکو چھپا جو میرے گھر مین داخل ہو یعنے میرے قلب مین یعنے بعد فنا کے جب میرا قلب اللہ کا
گھر ہو جاوے اور میرے قلب مین تجلی کرے تو کسیکو یہ ظاہر نہو مومنا یعنے اون اخبارات الٰہیہ کا مین
۵۴
تصدیق کرنے والا ہو جاؤن جو میرے قلب مین تجلی الٰہی کے وقت حاصل ہوا ور اخبارات

الٰہی وہ ہین جسکو اوسکے نفس نے بعد ظاہر ہونے کے کہا ہو وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اور میرے عقول کو چھپاؤ وَالْمُؤْمِنَاتِ اور میرے نفوس کو مخفی کرو وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِیْنَ اور نہ زیادہ کرو ظالمون کو جو غواشی کے سبب سے مستتر ہین اور وہ اہل غیب ہین جو حجب ظلمانی کے پیچھے محفوظ ہین اِلَّا تَبَارًا مگر ہلاکی کو یعنے اپنی ذات ہین تو اونکی ہلاکت کو بڑھا تاکہ وہ لوگ ذات حق کے مشاہدہ سے اپنے نفسون کو نہ پہچانین۔ اور اپنے کو مشاہدہ نکرین اور جو کوئی نوح علیہ السلام کے اسرار پر واقفیت چاہتا ہو تو اوسکو فلک الشمس تک ترقی کرنا چاہیئے اور وہ اسرار میری کتاب تنزلات موصلیہ مین مذکور ہے والسلام۔

چوتھی حکمت قدوسیہ کی فص کلمۂ ادریسیہ مین ہی

عُلُوّ یعنے رفعت کی دو نسبتین ہین ایک علو مکان اور دوسرے علو تمکین۔ علو مکان حضرت ادریس علیہ السلام کو ہے چنانچہ ارشاد ہوا وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا یعنے مین نے ادریس کو مکان عالی پر رفعت دی اور مکانات مین اعلی مکان وہ ہی جسپر عالم افلاک کی چکی گردش کر رہی ہی اور وہ فلک الشمس ہی اور اوسی مین ادریس علیہ السلام کی روحانیات کا مقام ہی اور اوسکے نیچے سات فلک ہین اور اوسکے اوپر بھی سات فلک ہین اور وہ یعنے فلک الشمس پندرھوان فلک ہی پس جو فلک کہ اوسکے اوپر ہین وہ یہ ہین فلک احمر یعنے مریخ اور فلک مشتری اور فلک کیوان یعنے زحل اور فلک منازل یعنی ثوابت اور فلک اطلس جسکو فلک البروج بھی کہتے ہین۔ اور فلک کرسی اور فلک عرش اور جو اوسکے نیچے ہین وہ یہ ہین فلک زہرہ اور فلک کاتب یعنی عطارد اور فلک قمر اور کرۂ نار اور کرۂ ہوا اور کرۂ پانی اور کرۂ خاک پس اس جہت سے کہ فلک الشمس اور آسمانون کا قطب ہے حضرت ادریس رفیع المکان ہوے اور علو تمکین ہم محمدیون کے لیے ہے چنانچہ حق تعالی سے ارشاد ہوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ یعنے تم لوگ درجہ مین بہت بلند ہو اور اوس علو درجہ مین اللہ بھی تمہارے ساتھ ہو اور حق تعالی علو مکان سے پاک ہی اور علو تمکین سے وہ پاک نہین ہی اور جب ہم محمدیون کے عُبّاد اور عُمّال کی نفوس ڈرے تو اللہ نے معیت کے بعد ہی فرمایا کہ

وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ یعنے وہ کبھی تمھارے عملون کو کم نکریگا اور عمل مکان کا طالب ہی اور علم تمکین اور رفعت کا طالب ہے اسی واسطے اللہ نے دونون رفعتون کو جمع کیا علو مکان کو جو عمل سے حاصل ہوتا ہے اور علو تمکین کو جو علم سے حاصل ہوتا ہی پھر علو تمکین کی شرکت جو معیت مین حاصل ہے اوسکے تنزیہ کو فرمایا کہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى یعنے تو اپنے پروردگار اعلیٰ کے نام کی اس اشتراک معنوی سے تسبیح وتقدیس کر اور بڑے تعجب کی بات یہ ہو کہ انسان یعنی انسان کامل تمام موجودات مین اعلیٰ اور بلند تر ہو اور اوسکی طرف علو بالغیب منسوب ہے خواہ وہ علو مکان کی طرف منسوب ہو خواہ علو تمکین کی طرف ۔ اور علو تمکین سے درجہ کی رفعت مراد ہو پس انسان کامل کو علو ذاتی نہین ہو بلکہ وہ درجہ اور مکان کے علو سے عالی ہے اور علو ذاتی مکان اور درجہ کو ہے اور علو مکان جیسے اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى (یعنے رحمٰن عرش پر مستوی ہی اور علو تمکین ان آیتون مین ہے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهٗ یعنے ہر شئے سوائے اوسکی ذات مطلق کے ہلاک ہونے والی ہو وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ یعنے اوسیکی طرف ہر چیز پلٹتے ہین اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ کیا اللہ کے ساتھ کوئی الہ برابر ہو سکتا ہی اور جب اللہ نے فرمایا کہ وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا یعنے مین نے اوسکو مکان عالی مین رفعت دی پس لفظ علی کو جو مرادف عالی کا ہو مکان کی صفت بنائی ہے ۔ اور اس آیت اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً مین علو تمکین ہے (یعنے جب تیرے مالک نے فرشتون سے کہا کہ مین زمین مین خلیفہ بنانے والا ہون ۔ اور فرشتون کے بارے مین کہا کہ) اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ (یعنے کیا تمنے اپنے کو بڑا سمجھا یا تم عالی تھے) پس فرشتون کے لیے بھی علو ثابت ہوئی ۔ پس اگر یہ علو اونکے فرشتے ہونے کے سبب سے ہوتی تو کل فرشتے اس مین داخل ہوتے لیکن جب یہ علو عام نہین ہوئی باوجودیکہ وہ سب فرشتے کے حد مین مشترک ہین تو ہم نے جانا کہ یہ اللہ کے نزدیک درجہ کی علو ہے ایسی ہی خلفاء نوع انسان مین ہے کیونکہ اگر اونکو خلافت کے سبب سے علو ذاتی ہوتی تو ہر انسان کو علو ہوتی اور جب یہ عام نہوئی تو ہم نے جانا کہ یہ علو تمکین ہے اور اللہ کے اسماء حسنیٰ سے ایک نام علی بھی ہے پس وہ کس پر علی ہوگا کیونکہ عالم مین

سوا اوسکے کوئی دوسرا نہین ہے پس وہ بذاتہ علی ہے یا وہ کسی چیز سے بلند یا عالی ہوگا
کیونکہ سوائے اوسکے اور کیا ہے پس اوسکو بنفسہ علو ہے اور باعتبار وجود کے وہ موجودات
کا عین ہے پس موجودات جنکا نام محدثات ہے وہ بذاتہ علی اور بلند ہین کیونکہ موجودات
سوائے حق کے اور کوئی شے نہین ہے اور وہ بذاتہ علی ہے اور باضافت نہین ہے
کیونکہ وہ اعیان جنکو عدم ہے وہ ہنوز عدم مین ہین اونھون نے وجود کی بو ابتک
نہین سونگھی ہے پس وہ باوجود موجودات مین صورتون کے متعدد ہونگے ہنوز اپنی حالت
پر ہین اور مجموع کا عین مجموع مین ایک ہی ہے اور کثرت اسما مین پائی جاتی ہے اور
وہ نسبتین عدمی امور ہین اور موجود مین وہی ایک عین ہے جو ذات ہے پس وہ بنفسہ
عالی ہے اور باضافت اوسکو علو نہین ہے اور عالم مین اس حیثیت وحدت مین علو
اضافی ہے لیکن وجود کے جہات مین تفاضل اور تفاوت ہے پس عین واحد مین
باعتبار کثرت جہات کے علو اضافی ہے اسی واسطے ہم ہر مظہر مین کہتے ہین کہ وہ وہ نہین ہے
اور تو تو نہین ہے اور ابوسعید خزار رحمۃ اللہ جو وہ بھی جہات حق کے ایک جہت ہین اور خدا
کی زبانون مین سے ایک زبان ہین اپنے نفس سے خبر دیتے ہین کہ اللہ تعالی بغیر اضداد
مین جمع ہونے کے نہین پہچانا جا سکتا ہے اور اوسپر اضداد اوسکے ساتھ ایک ہی جہت مین
حکم کرین۔ وہی اول ہے اور وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے پس وہی
عین ظاہر ہے اور اپنے ظہور کے وقت وہی عین باطن ہے اور وجود مین اوسکو سوائے اوسکے
کوئی دوسرا دیکھنے والا نہین ہے اور نہ کوئی دوسرا ہے جس سے وہ چھپ سکے پس وہ اپنے
ہی نفس پر ظاہر ہے اور اپنے ہی نفس سے باطن اور مخفی ہے اور اوسی کا نام ابوسعید
خزار وغیرہ محدثات کے نام ہین اور جب ظاہر انا کہتا ہے تو باطن نہین کہتا ہے اور جب باطن
انا کہتا ہے تو ظاہر نہین کہتا ہے اور یہ حکم ہر ایک مین باعتبار ضدیت کے ہے کیونکہ دونون کا
متکلم ایک ہی ہے اور وہی عین سامع بھی ہے چنانچہ رسول اللہ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ
عَنْ اُمَّتِی مَا حَدَّثَتْ بِہٖ اَنْفُسُھَا یعنے اللہ میری امت کے اون گناہون سے درگذرا
جو اوس سے اوسکے بارہ مین نفس نے باتین کی ہین پس وہین نفس ہی بات کرنیوالا ہے
اور وہی اپنی بات کو سننے والا ہے اور وہی نفس کی باتون کو جاننے والا ہے اور ان سبکا
عین ایک ہی ہے اگرچہ احکام اور جہات مختلف ہین اور ان احکام کے اختلاف سے اور

عین کے ایک ہونے سے کوئی شخص لاعلم نہین ہوسکتا ہی کیونکہ اسکو ہر شخص اپنے نفس سے پہچانتا ہی
اور انسان حق تعالی کی صورت ہی پس اس کثرت جہات سے امور مختلط اور مشتبہ ہوگئے اور مراتب
معینہ مین واحد کو چند بار لانے سے اعداد ظاہر ہوتے ہین واحد ہی نے عدد کو موجود کیا اور
عدد نے واحد کی تفصیل کی اور عدد کا حکم بغیر معدود کے نہین ظاہر ہوتا ہی اور اسی سے عدد
معدوم ہے اور اوسی سے وہ موجود ہے اور کبھی ایک شے باعتبار حس کے معدوم ہوتی ہے
اور وہی باعتبار عقل کے موجود ہوتی ہی پس عدد اور معدود دونون کا ہونا ضرور ہی اور واحد
کا ہونا بھی ضرور ہے جو عدد کو بناتا ہے اور اوسکے سبب سے عدد بنتا ہی اور اگرچہ عدد کا مرتبہ
ایک ہی حقیقت رکھتا ہے مثلاً نو نیچے تک اور دس اوپر غیر متناہی تک عدد ہے لیکن
وہ حقیقت اونکی مجموعی حقیقت نہین ہی اور جمع احاد کا نام کبھی اون سے علیحدہ نہین ہوتا ہی
کیونکہ اثنین کی ایک حقیقت خاص ہی اور ثلثہ کی بھی ایک حقیقت خاص ہی ایسا ہی جہانتک
یہ مرتبے بڑہتے جائینگے ہر ایک کی حقیقت خاص ہوتی جائیگی اگرچہ سب کی حقیقت ایک ہی
یعنی مجموع آحاد دیگر اعداد سے ایک کی حقیقت بعینہ دوسرے کی حقیقت نہین ہی اور جمع احاد کا
لفظ سب اعداد کو شامل ہی اسی واسطے تو ان مراتب اعداد کو اوسی حقیقت جامعہ سے کہتا
ہی اور اوس قرابت اعداد پر اوس حقیقت جامع سے تو حکم کرتا ہے پس مراتب اعداد کے
قول مین بیس مرتبے حاصل ہوے پھر اوسی مراتب مین ترکیب داخل ہوکر غیر متناہی اعداد پیدا ہوے
پس برابر واحد کو تم عین وہ چیز ثابت کر رہے ہو جو تمہاری نزدیک اوسکے ذات سے وہ منفی
ہی اور جس نے اوسکو پہچان لیا جسکو مین نے اعداد مین ثابت کیا ہی تو جان لیگا حق منزہ وہی
خلق مشبہ ہی کیونکہ واحد سے عددیت کی نفی کرنا بعینہ اوسکا ثبوت ہی اور اگرچہ خلق خالق سے
متمیز ہے لیکن امر خالق وہی مخلوق ہی اور امر مخلوق وہی خالق ہی اور یہ سب ایک ہی عین سے
ہین نہین بلکہ وہی عین واحد اور عین کثیر دونون ہی انظر ماذا تری ای سالک تو دیکھ اب کیا دیکھتا ہی
قال یا ابت افعل ما تومر سالک نے کہا اے شیخ تو بمنزلہ باپ کے ہے کر جیسا تو مامور ہی اور
یہان ولد عین اپنا باپ ہی پس اوسنے اپنے ہی نفس کو ذبح کرتے دیکھا اور وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ
اسواسطے کہا یعنے مین نے بڑی ذبیحہ سے اوسکا فدیہ دیا۔ کیونکہ کبش کی صورت پر وہی

[illegible]

ظاہر ہوا جو انسان کی صورت مین ظاہر ہوا تھا پھر ولد کی صورت پر ظاہر ہوا نہین بلکہ اس حکم سے ظاہر ہوا کہ ولد بعینہ والد ہے اور فرمایا وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا اور اس نفس سے اوسی کے زوج کو پیدا کیا پس اوسنے اپنے ہی نفس سے نکاح کیا پس اوسی سے زوج ہے اور اوسی سے ولد ہے اور امر درصل ایک ہی ہے جیسے عدد مین واحد ہے پھر طبیعت کیا چیز ہے اور طبیعت سے کون ظاہر ہوتا ہے مین نے نہین دیکھا ہے کہ اوس سے ظاہر ہونے مین کوئی چیز کم ہوگئی ہے یا نہ ظاہر ہونے سے کوئی چیز بڑھ گئی ہے اور جو ظاہر ہوئی وہ اوسکا غیر نہین ہے اور صورتون کے اختلاف سے اور ان دونون پر حکم کے اعتبار سے وہ طبیعت عین شئے ظاہر نہین ہے کیونکہ یہ حار یابس ہے اور یہ بارد یابس ہے پس یبوست مین دونون جمع ہین اور حرارت اور برودت مین دونون جدا ہین۔ اور ان دونون کو طبیعت جامع ہے بلکہ وہ صورت ظاہر خود طبیعت ہی ہے اور طبیعت کی عالم آئینہ واحدہ ذات حق مین یہی صورتین ہین نہین بلکہ ایک ہی صورت مختلف آئینون مین ہی پس یہان موحدہ مشاہد کے لیے نظر ہی کے تفرق اور اختلاف سے حیرت اور سراسیمگی ہے اور جس نے میری بات کو سمجھ لیا وہ حیرت مین نہ پڑیگا اور اگر کوئی عارف علم کی ترقی مین ہو پس وہ محل ہی کے اقتضا سے ترقی اور زیادتی مین ہے اور محل بعینہٖ عین ثابتہ ہے پس اسی اعیان ثابتہ کے سبب سے حق تعالی مظاہر مین نئی نئی تجلیات سے جلوہ فرماتا ہے پھر اوس کے مظاہر کے اقتضا سے حق تعالی پر احکام بھی نئے نئے ہوتے ہین اور حق تعالی اون احکام کو قبول بھی فرماتا ہے اور اوسپر مظہر تجلی کا عین ہی حاکم ہو پس یہان سوائے اسکے اور کوئی دوسری شئے نہین ہے۔

فالحق بهذا الوجه فاعتبروا
وليس خلقا بذلك الوجه فاذكروا
من يدر ما قلت لم تخذل بصيرته
وليس يدريه الا من له البصر
جمّع وفرّق فان العين واحدة
وهي الكثيرة لا تبقي ولا تذر

پس حق تعالی اس جہت سے خلق ہے تم سوچ سمجھ لو اور وہ اوس جہت اطلاق سے خلق نہین ہو اسکو دلنشین کرلو جسنے میری بات کو سمجھ لیا تو اوسکی دلی بصارت منقطع نہو گی اور اوسکو سوائے بصارت والیکے دوسرا سمجھ نہین سکتا تم جمع اور فرق کرلو کیونکہ عین ایک ہو۔
اور وہی عین بہت ہو اور وہ عین تجلی کے وقت کثرت کو نہین چھوڑتی ہے اور نہ اوسکو باقی رکھتی ہو۔

پس بنفسہٖ عالی وہ ہی جسکو ایسا کمال ہو کہ وہ اوسکے سبب سے تمام امور وجودی اور نسبتین عدمی کو محیط ہو اور کوئی صفت اوسکے کمال سے فوت نہ ہو جاوے خواہ وہ صفات عرفاً اور عقلاً اور شرعاً اچھے ہون یا برے پس یہ کمال محیط خاصکر لفظ اللہ کے مسمی کو ہے اور جو لفظ اللہ کا مسمی نہوگا وہ یا تو اوسکا مظہر ہوگا یا اوس مین کوئی صورت یعنی اسم الٰہی یا صفت ذاتی ہو گی اگر وہ اوسکا مظہر ہے تو ضرور ہی تفاوت واقع ہو گا کیونکہ ہر ہر مظہر مین ایک خاص تجلی ہے اور اگر اوسمین اوسکی صورت ہو گی تو اوس صورت کو بعینہٖ کمال ذاتی ہو گا کیونکہ یہ صورت بعینہٖ وہ ذات ہی جسمین یہ صورت ظاہر ہے پس جو کچھ لفظ اللہ کے مسمی کے لیے ہے وہ بعینہٖ اس صورت کے لیے ہے اور یہ نہین کہہ سکتے ہین کہ یہ صورت بعینہٖ اللہ ہے اور نہ یہ اوسکا غیر ہے اور ابو القاسم بن قسی نے اوسی طرف اپنی کتاب خلع النعلین مین ان لفظون سے اشارہ کیا ہی کہ ہر نام الٰہی نام ہے اور وہ ہر نام سے موسوم ہے اور نعتین سے وہ موصوف ہوتا ہے کیونکہ ہر نام یا ذات پر دلالت کریگا یا اوس معنی پر دلالت کریگا جسکے واسطے وہ لفظ مسوق اور موضوع ہے اور یہ اسم اوس معنی موضوع لہٗ کو طلب کرتا ہے پس باعتبار ذات پر دلالت کرنے کے تمام اسما اوسی کے لیے ہین اور باعتبار معنی خاص پر دلالت کرنے کے وہ معنی اوسی لفظ کے ساتھ منفرد ہے وہ اسم اور اسمون سے متمیز ہے جیسے رب اور خالق و مصور وغیرہ ہین پس باعتبار ذات کے اسم عین مسمی ہے اور باعتبار خصوصیت معنی کے جسکے واسطے لفظ موضوع ہے اسم مسمی کا غیر ہے جب یہ ثابت ہو گیا کہ عالی وہ ہے جو بذاتہٖ علو رکھتا ہو اور مکان اور تمکین کے سبب سے اوس مین علو نہ ہو تو معلوم ہوا کہ حق تعالےٰ مکان یا تمکین کے سبب عالی نہین ہے بلکہ وہ بنفسہٖ عالی ہے اور علو تمکین اولو الامر کے ساتھ مختص ہے جیسے بادشاہ یا حکام یا وزیر یا قاضی اور کل اہل منصب ہین خواہ ان مین منصب کی اہلیت ہو یا نہو اور جو علو کہ کسی صفت کے سبب سے ہوتی ہی وہ اس طرح نہین ہے کیونکہ کبھی کسی عالم شخص پر ادنی درجہ کا جاہل حکومت کے منصب سے حکومت کرتا ہے پس یہ فقط عہدہ کے سبب سے بالتبع عالی ہے اور بذاتہٖ وہ عالی ہے کیونکہ جب وہ عہدہ سے معزول ہو جاتا ہی تو اوسکی رفعت و تمکنت بھی دور ہو جاتی ہی اور علم والا ایسا نہین ہے۔

پانچوین حکمت مہیمیہ کی فص کلمہ ابراہیمیہ مین ہی

حضرت خلیل کا نام خلیل اسواسطے ہے کہ وہ تمام صفات الٰہیہ مین سریان کر گئے تھے اور تمام ذاتی صفات کو گھیر لیا تھا شاعر نے کہا ہی۔

قَدْ تَخَلَّلْتَ مَسْلَكَ الرُّوحِ مِنِّی	وَبِذَا سُمِّیَ الْخَلِیلُ خَلِیلاً
تو میری روح کے راستون مین سرایت کر گیا ہے	اور اسی سبب سو حضرت خلیل کا خلیل نام ہوا

اور آپ کا سریان جمیع صفات الٰہی مین ایسا ہی جیسے رنگ کپڑے وغیرہ مین سریان کرتا ہی گویا عرض بمنزلہ جوہر ہو جاتا ہی اور یہ مثل مکان اور مکین کے حلول کے نہین ہی یا خلیل اسواسطے اونکا نام ہوا کہ حق تعالےٰ وجود ابراہیم کی صورت مین سریان کر گیا ہو اور ان دونون سے ہر ایک حکم صحیح ہی کیونکہ ہر حکم کے لیے ایک محل ہی اوس حکم سے وہان ظہور فرماتا ہی اور اوس محل سے تجاوز نہین کرتا ہی کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ حق تعالیٰ محدثات کی صفات سے ظاہر ہوتا ہو اور اوس سے خود ہی خبر دی ہی اور صفات نقص و ذم سے ظہور کرتا ہی اور کیا تم نہین دیکھتے کہ مخلوق حق تعالیٰ کی صفات سے من اولہ الی آخرہ ظاہر ہوتا ہی اور تمام صفات حق کے مخلوق کے لیے ثابت ہین جیسے کہ محدثات کے صفات حق تعالیٰ کے لیے ثابت ہین اللہ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ تمام حمد وثنا اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام عالم والونکا پروردگار ہی پس ہر حامد اور محمود کی حمد وثنا کی غایت اوسی طرف پلٹتی ہی اور وَاِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ محمود اور مذموم دونون کو عام ہے یعنی ہر امر کا وہی مرجع ہے اور اس عالم مین کوئی چیز محمود اور مذموم ہونے سے خالی نہین ہے جاننا چاہیئے کہ جب کوئی چیز کسی چیز مین سریان کرتی ہے تو وہ شے جسمین سریان ہوئی ہو محمول فیہ ہوتی ہے پس متخلل بصیغہ اسم فاعل اوس مین باطن اور نہان مخفی ہوتا ہے اور متخلل اسم مفعول ظاہر ہوتا ہی اور متخلل اسم فاعل اوسمین باطن اور نہان ہوتا ہی اور وہ ظاہر کی غذا ہے جیسے کہ پانی صفوف وغیرہ مین جب سریان کرتا ہے تو وہ اوس پانی سے بڑھتا ہے اور پھولتا ہے پس اگر حق تعالیٰ ہی ظاہر ہے تو خلق اوس مین پوشیدہ ہے پس اسوقت مین حق تعالےٰ کے تمام اسما خلق ہوے جیسے اوسکا سمع وبصر وغیرہ ہے اور اوسکی تمام نسبتین اور اسما کا نام خلق ہے اور اگر خلق ہی ظاہر ہے تو حق تعالیٰ خلق مین پوشیدہ ہے اور وہی ان سب مین باطن ہے پھر مخلوق کا سمع وبصر وہاتھ و پیر اور سب اوسکے قواے حق تعالیٰ ہی ہوا چنانچہ حدیث صحیح مین

اسی طور پر وارد ہے پس اگر ذات حق ان تمام نسبتون سے خالی ہو جاوے تو وہ الہ نہ
رہیگا اور ان نسبتون کو ہمارے ہی اعیان ثابتہ نے حادث کیا ہے پس ہم ہی لوگون سے
خود مالوہ ہو کر اوسکو الہ بنا یا ہے پس جب تک کہ ہم لوگ نہ پہچانے جاوین وہ نہین پہچا نا
جا سکتا ہے اسی لیے حضرت رسول اللہ نے فرمایا کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ
(یعنے جس نے اپنے نفس کو پہچانا تو اوسنے اپنے خدا کو پہچانا) کیونکہ آنحضرت تمام مخلوق سے
اللہ تعالی کے بڑے عالم تھے اور بعض حکما اور ابو حامد غزالی نے دعوی کیا ہے کہ بغیر عالم
کی طرف نظر کرنے کے اللہ جانا جا سکتا ہے یہ دعوے غلط ہے ہان ایک ذات قدیم ازلی
البتہ معلوم ہو سکتی ہے اور بغیر مالوہ کے جانے ہوے اوس ذات کو الہ نہین جان سکتے
ہین پس مالوہ اللہ تعالی پر دلیل اور اوسکا بتلانے والا ہوا پھر اسکے بعد دوسرے وقت
کشف سے تجھکو معلوم ہوگا کہ حق تعالی خود ہی اپنے نفس پر اور اپنے خدا ہونے پر
دلیل ہے اور وہ اس اعیان کے حقایق اور اوسکے حالات کے موافق نوع نوع اور نئی
نئی صورتون مین تجلی فرماتا ہے اور یہ کشف و شہود بعد اس علم کے ہوتا ہے کہ وہ ہمارا خدا ہے
پھر دوسری کشف ہوتی ہے اوس سے تمکو ظاہر ہوتا ہے کہ ہم لوگون کی صورت حق تعالی
مین ہے اور ہم مین سے ہر ایک دوسرے کو حق تعالی مین دکھلائی دیتا ہے اور ہر ایک
دوسرے کو پہچانتا ہے اور ہم مین کا ہر ایک دوسرے سے ممیز ہے پس ہم لوگون مین
بعض وہ لوگ ہین جو جانتے ہین کہ یہ ہماری معرفت ہم لوگون سے حق تعالی ہی مین واقع
ہوئی ہے اور بعض ایسے لوگ ہین کہ وہ نہین جانتے ہین کہ یہ ہم لوگون کے معرفت ہم سے
کس مین یا کس حضرت مین واقع ہے مین خدا کے ساتھ اوسکے جاننے والون مین ہونے
سے پناہ مانگتا ہون پھر وہ دونون کشفون کے ساتھ ہی جانتا ہے کہ اللہ تعالی ہم لوگون پر
ہمارے ہی اقتضا عین سے حکم کرتا ہے نہین نہین بلکہ ہم لوگ خود اپنے نفسون پر اپنے
ہی سبب سے حکم کرتے ہین لیکن یہ حکم علم حق مین ہے اسیواسطے اللہ نے فرمایا کہ
فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ یعنے پھر بین پر حق تعالی کے لیے بڑی حجت ہے جسوقت وہ اون
باتون مین حق تعالی کو کہتے ہین جو اون کے موافق نہین ہے کہ تو نے کیون ایسا ہمارے
ساتھ کیا پس قیامت کے روز اونپر اصل امر منکشف ہو جایگا اور یہ وہ امر ہوگا جو اللہ
عارفون کو آج یہان دنیا مین منکشف ہے اور دیکھین گے کہ حق تعالی نے اون کے ساتھ

ادن امور کو نکیا ہے جسکا اونھون نے دعویٰ کیا تھا کہ اسکو حق تعالیٰ نے کیا ہے بلکہ وہ سب امور
اونھین سے تھے کیونکہ حق تعالیٰ اونکو اوسی حالت پر جانتا تھا جس حالت پر وہ تھے پھر ان حجاب
والون کی حجت باطل ہو جائیگی اگر تم کہو کہ اس قول کا کیا فائدہ ہے وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ
یعنے اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دیتا مین کہتا ہون کہ لَوْ شَآءَ مین لو حرف امتناعی ہے
پس یہ مشیت ممتنع ہوئی اور اوس نے اوسی حالت کو چاہا جسپر اصل امر ہے لیکن عقل
حکم دیتی ہے کہ ممکن کا عین شے اور اوسکے نقیض دونون کو قبول کرتا ہے پھر دو عقلی حکمون
سے جو واقع ہوگا تو یہ وہی حکم ہوگا جسپر ممکن اپنے ثبوت کے وقت تھا اور لَهَدٰىكُمْ کے
معنی لَبَيَّنَ لَكُمْ کے ہین یعنے اگر چاہتا تو تمپر ظاہر کر دیتا اور اللہ تعالیٰ نے عالم کے ہر ممکن کی
چشم بصیرت کو کھولا نہین ہے تاکہ امر فی نفسہ کو جس حالت پر وہ ہے ادراک کرے کیونکہ
ممکنات مین بعض اقتضا عین سے عالم ہین اور بعض جاہل ہین اسیواسطے نہ چاہا اور تم سب
کو ہدایت نہ دیا اور نہ ایسا چاہیگا اور ایسے ہی ان یشآء مین ہے پس کیا ایسی اوسکی مشیت
ہوسکتی ہے؟ نہین یہ نہین ہوسکتی ہے ۔ کیونکہ اوسکی مشیت مین ایک ہی تعلق ہوتا ہے
اور یہ مشیت ایک نسبت ہے جو علم کے تابع ہے اور علم معلوم کے تابع ہوتا ہے اور معلوم
تم ہو اور تمھارے حالات ہین پس علم کو معلوم مین کوئی اثر نہین ہے بلکہ معلوم کو البتہ
علم مین اثر ہے پس خود معلوم اوسکو وہی امور دیتا ہے جن پر وہ اپنے عین مین ہے اور
خطاب الٰہی اوسیقدر پر وارد ہے جسپر مخاطبین کا اتفاق ہے اور اوسپر اونکی عقل مقتضی
ہے اور اون باتون پر خطاب نہین وارد ہوا ہے جو کشف سے حاصل ہوتی ہین اسواسطے
مومن بہت ہین اور عارف صاحب کشف تھوڑے ہین اور ہم لوگون سے ہر ایک کے لیے
ایک مقام معین ہے اور یہ وہ مقام ہے جسکے ساتھ تم ثبوت عین مین تھے پھر اوسی مقام
کے ساتھ تم اپنے وجود مین ظاہر ہوئے یہ اوسوقت ہے جب ثابت ہوجاوے کہ آئینہ
حق مین وجود تمھارا ہی ہے اور جب یہ ثابت ہوجاوے کہ اعیان مین حق تعالیٰ کو وجودی
اور تعین نہین ہے تو بیشک وجود حق مین تمکو حکم ہوگا اور اگر ثابت ہو کہ تم ہی موجود ہو
تو بلا شک حکم بھی تمھارا ہوگا اگرچہ اصل مین حق تعالیٰ حاکم ہے لیکن وہ فقط وجود کا فیضان
تمپر کرتا ہے اور تمپر تمھارا ہی حکم ہے پس تو حمد و ذم دونون اپنی ہی نفس کی کر اور اللہ
تعالیٰ کے لیے صرف فیضان وجود کا حمد باقی رہتا ہے کیونکہ وہ خاص اوسی کے لیے ہے

تمھارے لیے نہین ہے پس تو حکمون سے اوسکی غذا ہے اور وجود سے تیری وہ غذا ہے پس حق تعالی پر حکم متعین ہے جو تمپر متعین ہے اور حق تعالی سے تمپر حکم ہے اور تم سے اوسپر ہے مگر تیرا نام مکلف رکھا جاتا ہے اور اوسکا نام مکلف بصیغہ اسم مفعول نہین ہے اور تم کو اوسی چیز کی اللہ نے تکلیف دی جسکو تم نے زبان حال سے کہا کہ مجھکو فلان چیز کی تکلیف دی اوس چیز کی تمکو تکلیف دی جس حالت پر تم تھے ۔

فیحمدنی واحمدہ	پس وہ اپنی صورت پر پیدا کرنے سے میری مدح کرتا ہے اور مین اوسکی حمد کرتا ہون ۔
ویعبدنی واعبدہ	اور میری حاجات کے پورے کرنے مین وہ میری خدمت کرتا ہے اور مین اوسکی عبادت کرتا ہون ۔
ففی حال اقر بہ	پس ایکحال یعنی مقام وحدت اور جمع مین ہم اوسکے اقرار کرتے ہین ۔
وفی الاعیان اجحدہ	اور اعیان یعنی مقام کثرت اور مرتبہ تقیید مین ہم اوسکا انکار کرتے ہین ۔
فیعرفنی وانکرہ	اور وہ مجھکو ہر جگہ پہچانتا ہے اور مین اوسکو ہر جگہ نہین پہچانتا ہون ۔
واعرفہ فاشھدہ	اور ہم اوسکو بعض جگہ پہچانتے ہین اور اوسکو مشاہدہ کرتے ہین ۔
فانی بالغنی وانا	اور کہان سے اوسکو ہملوگون سے مطلقا غنا ہوگا کیونکہ ہملوگ ظہور
اساعدہ واسعدہ	اسما مین اوسکی مدد دیتے ہین اور اپنی ذاتون مین اوس کے جلال وجمال کو ظاہر کرکے ہم اوسکو مسعود کرتے ہین ۔
لذلک الحق اوجدنی	اور اسیواسطے حق تعالی نے ہملوگون کو موجود کیا ۔
فاعلمہ فاوجدہ	تاکہ ہم اوسکو جانین اور اوسکو ادراک کرین یا اوسکے اسما کو موجود کرین
بذا جاء الحدیث لنا	اور اسی بارہ مین ہم لوگون کو حدیث آئی ہے ۔
وحقق فیّ مقصدہ	اور ہم لوگون مین اوسکا مقصد پورا ہوا ۔

اور جب حضرت خلیل کا یہ مرتبہ ہوا جسکے سبب سے اونکا نام خلیل ہوا تو اسی لیے اونھون نے مہمانی ایجاد کی اور ابن مسرۃ الجبلی نے اونکو حضرت میکائیل مالک الارزاق کے ساتھ کیا ہے اور مرزوقین کی غذا رزق سے ہوتی ہے اور جب رزق ذات مرزوق مین اس طور پر سریان کرتی ہے کہ کوئی عضو بغیر سریان غذا کے نہین باقی رہتا ہے تو حضرت خلیل تمام مقامات الہی مین جسکی تعبیر اسما سے کرتے ہین سریان کرگئے کیونکہ غذا

مقتذی کے ہر ہر جزو مین سریان کرتی ہے اور ذات حق مین سوا اسماکے اجزا کہان ہی پھر اون اسما مین حق تعالیٰ جل وعلا کی ذات ظاہر ہوتی ہے -

فنحن له كما ثبتت
أدلتنا ونحن لنا

پس ہم لوگ اوسکے مظہر کمال ہونے سے اوسکی غذا ہوئے جیساکہ ہمارے دلائل نے اسکو ثابت کیا ہی اور ہم لوگ باعتبار اعیان ثابتہ کے اپنے وجود خارجی کے غذا ہوئے -

وليس له سوى كوني
فنحن له كنحن لنا
فلي وجهان هو وأنا
وليس له أنا بأنا
ولكن في مظهره
فنحن له كمثل إنا

اور حق تعالیٰ کو سوائے ہم لوگون کے تکوین کے اور کوئی چیز نہین ہے
پس ہم لوگ اوسکے مملوک ہوئے جیسے ہم اپنے مملوک ہین
پس ہم لوگونکو دو جہت ہوئی باعتبار اطلاق کے ہویت اور باعتبار تقیید کے انانیت
اور حق تعالیٰ کو ہماری انانیت سے انانیت نہین ہے بلکہ ذاتی ہے
لیکن اوسکی انانیت کا ظہور ہم لوگون مین ہے -
اور ہم لوگ اوسکے لیے مثل ظرف کے ہوئے -

اللہ تعالیٰ اپنے مظاہر کی زبان سے حق فرماتا ہی اور وہی سلوک والون کو راستہ بتلاتا ہی

چھٹی حکمت حقیہ کی فص کلمۂ اسحاقیہ مین ہی

فداء نبي ذبح ذبح لقربان
وأين ثواج الكبش من نوس إنسان
وعظمه الله العظيم عناية
به أو بنا لم أدر من أي ميزان
ولا شك أن البدن أعظم قيمة
وقد نزلت عن ذبح كبش لقربان
فيا ليت شعري كيف ناب بذاته
شخيص كبيش عن خليفة رحمان
ألم تدر أن الأمر فيه مرتب
وفاء لأرباح ونقص لخسران

کیا نبی کے بدلہ ذبیحہ قربت حق کے لیے ذبح ہوتی ہے ؟
اور مینڈھے کی آواز انسان کی آواز سے کہان برابر ہوسکتی ہے -
اور اللہ عظیم نے ذبیحہ کو اپنی عنایت سے عظیم فرمایا یہ عظمت ذبیحہ کے جہت سے یا ہم لوگون کی جہت سے ہے نہ معلوم یہ کس قسم سے ہے -
اور شک نہین ہے کہ بدن قیمت مین اس سے بہت بڑا ہے -
اور قرب حق کے لیے وہ مینڈھے کے ذبیحہ سے درجہ مین کم ہے -
کاشکے یہ معلوم ہوتا کہ ادنی درجہ کا شخص مینڈھا خلیفہ رحمان کی جگہ کیونکر بالذات نائب مناب ہوسکتا ہے -
کیا تمکو نہین معلوم ہے کہ اس بارہ مین حکم الٰہی مساوات اور ترتیب کو مقتضی ہے اور یہ حکم ازلی کو پورا کرتا ہے اوسکو کرنا مستعد کے لیے کمال نہین ہے اور اوسکا نکرنا نقصان اور خسارہ ہے -

فلا خلق اعلی من جماد و بعدہ
نبات علی قدر یکون و اوزان
وذو الحس بعد النبت فالکل عارف
بخلاقہ کشفا و ایضاح برہان
واما المسمی آدما فمقید
بعقل و فکر و قلادة ایمان
بذا قال سہل والمحقق مثلنا
لانا وایاہم بمنزلة احسان
فمن شہد الامر الذی قد شہدتہ
یقول بقولی فی خفاء و اعلان
ولا تلتفت قولا یخالف قولنا
ولا تبذر السمراء فی ارض عمیان
ہم الصم والبکم الذین اتی بہم
لاسماعنا المعصوم فی نص قرآن

پس کوئی مخلوق جماد اور اوسکے بعد نبات سے اعلی نہین ہے
کیونکہ ان دونون سے اپنے اپنے قدر اور مرتبہ پر ہین ۔
اور بعد نبات کے ہر ایک حس اور عقل والے ہین پس انمین سے
ہر ایک اپنے خالق کو کشف اور صاف دلائل سے پہچانتے ہین
اور آدم کا مسمی عقل اور فکر اور ایمان کے
طوق سے مقید ہے ۔
اور سہل اور ہمارے ایسے محقق نے بھی اسیکو کہا ہے
کیونکہ ہم اور وہ احسان کے مرتبہ مین ہین ۔
پس جس نے اوس امر کو مشاہدہ کیا جسے مینے مشاہدہ کیا ہے
تو وہ ہمارے ہی قول کو خفیۃ اور علانیہ کہیگا ۔
اور تو اوس قول کی طرف التفات نکر جو ہمارے قول کے مخالف ہے
اور اس گندم یعنے علم حقایق کو نابیناؤن کے زمین مین یعنے
محجوبین کے استعداد مین نہ بو ۔
یہی لوگ صم اور بکم ہین جنکے لیئے رسول معصوم ہمارے سنانے کو
اس قول کو نص قرآن مین لایا ہے ۔

اللہ تعالی ہماری اور تمھاری دونوں کی مدد کرے جاننا چاہیے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے صاحبزادے کو فرمایا کہ مین خواب مین تمکو ذبح کرتے ہوے دیکھتا ہون اور خواب عالم خیال کو کہتے ہین پھر حضرت ابراہیم نے اس خواب کی تعبیر نفرمائی اور وہ ایک مینڈھا تھا جو ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے کی صورت مین اونکو خواب مین دکھلائی دیا تھا اور اللہ نے اون کے صاحبزادے کی فدیہ حضرت ابراہیم کے وہم سے ذبح عظیم کے ساتھ اوسی کبش کو کیا اور اللہ کے نزدیک اون کے خواب کی تعبیر یہی تھی اور اونکو اس صورت کی خبر نتھی ۔ پس تجلی صوری جو عالم خیال مین ہوتی ہے اوسکو دوسرے علم کی حاجت ہی جس سے وہ معلوم کرے کہ اللہ کا اس صورت سے کیا مقصود ہے کیا تم نہین دیکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رض کی

[illegible]

[illegible]

تعبیر مین اونسے کیا فرمایا جب اونھون نے تعبیر بیان کی آنحضرت نے فرمایا کہ کچھ تمنے صحیح کہا اور کچھ خلاف اور جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپ سے چاہا کہ مجھکو صحیح اور غلط جو مین نے کہا ہے آپ بتلا دیوین تو رسول اللہ نے ایسا نکیا اور اوسکے صحت کے بارہ مین اللہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیل اللہ کو جسوقت اونکو پکارا یہ فرمایا ابراھیم قد صدقت الرؤیا یعنی اے ابراہیم تمنے خواب کو سچ کر دیا اور یہ نہ فرمایا کہ صدقت فی الرؤیا انہ ابنک یعنی تمہارا خواب سچ تھا کہ وہ تمھارا بیٹا ہے کیونکہ ابراہیم خلیل اللہ نے اوس خواب کی تعبیر نہ کی بلکہ اونھون نے ظاہر صورت کو اختیار کیا جسکو اونھون نے دیکھا تھا اور خواب تعبیر کو چاہتا ہی اور اسی لیے عزیز مصر نے ارکین سلطنت سے کہا کہ میرے خواب کی تعبیر دو ان کنتم للرؤیا تعبرون اگر تم خواب کی تعبیر دیتے ہو اور تعبیر کے معنی صورت خواب سے امر آخر کی طرف تجاوز کرنے کے ہین پس حضرت یوسف نے گائے کو قحط سالی اور فراخ حالی مین سال سے تعبیر فرمایا اور اگر حضرت ابراہیم کا خواب سچا ہوتا تو وہ اپنے صاحبزادہ قرۃ العین کو ذبح کیے ہوتے بلکہ حضرت ابراہیم نے خواب کو قصداً سچ بنا دیا کہ وہ عین اونکے صاحبزادہ تھے اور اسیواسطے اللہ کے نزدیک ذبح عظیم اونھین کے صاحبزادے کی صورت مین ہوئی پس حق تعالیٰ نے اونکی طرف سے فدیہ دلایا کیونکہ حضرت ابراہیم کے ذہن مین وہ سچا خواب تھا اور یہ اصل مین اللہ کے نزدیک فدیہ نہ تھا پھر جس نے اوسکو ذبح کرنا تصور کر لیا اور خیال نے اوسکو ابن ابراہیم مان لیا اور اگر وہ خیال مین مینڈھے کو دیکھتے تو اوسکو ابن یا کسی دوسرے امر سے تعبیر کرتے پھر اللہ نے فرمایا کہ ان ھذا لھو البلاء المبین یعنی صاف اونکا امتحان تھا یعنی صریح آزمائش تھی یعنی یہ اونکے علم کا امتحان تھا کہ محل خواب جس تعبیر کو مقتضی ہے اوسکو ابراہیم سمجھ سکتے ہین یا نہین۔ کیونکہ حق تعالیٰ جانتا ہے کہ محل خواب تعبیر کو مقتضی ہے پس ابراہیم خلیل اللہ نے اسمین غفلت کی اور محل کو اوسکا حق ندیا اور اسی سبب سے اونھون نے خواب کو سچ کر دیا جیسا کہ تقی ابن مخلد امام صاحب مسند نے کہا ہے اونھون نے حدیث صحیح مین سنا جو اون کے نزدیک ثابت تھی کہ رسول اللہ نے

فرمایا کہ من رانی فی المنام فقد رانی فی الیقظۃ فان الشیطان لا یتمثل علی صورتی یعنے جسنے مجھکو خواب مین دیکھا تو اوس نے مجھکو عالم بیداری مین دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت پر متمثل نہین ہوتا ہے پس تقی بن مخلد نے آنحضرت کو خواب مین دیکھا اور آنحضرت نے اونکو اس خواب مین دودھ پلایا پھر تقی ابن مخلد نے اس خواب کو سچ بنایا اور قے کرنا چاہا ہیں اون کی قے مین دودھ گرا اور اگر وہ خواب کی تعبیر کرتے تو وہ دودھ عالم ہوتا پھر اللہ نے اونکو علم کثیر سے دودھ کے پینے کے مقدار پر محروم کیا گیا تم نہین دیکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دودھ کا پیالہ دیا گیا پھر آپ نے فرمایا کہ مین نے اوسکو اسقدر پیا کہ میرے ناخنون سے سیری ظاہر ہوئی پھر مین نے اپنا جھوٹا عمر کو دیا آپ سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ آپ نے اسکی کیا تعبیر فرمائی آپ نے فرمایا کہ علم اسکی تعبیر ہے اور آنحضرت نے اوسکو دودھ ہی خواب کی صورت پر رکھا کیونکہ آپ محل خواب اور مقتضاے تعبیر کو جانتے تھے اور یہ معلوم ہے کہ رسول اللہ کی وہ صورت جسکو جس نے مشاہدہ کیا ہے وہ مدینہ منورہ مین مدفون ہے اور آنحضرت کی صورت روح اور اونکی لطیف جان کو کسی نے نہین دیکھا ہے اور نہ کسی نے اپنی صورت روحی کو دیکھا ہے اور تمام روحین اسی درجہ مین ہین پھر آنحضرت کی روح مبارک خواب دیکھنے والے کے لیے اوس جسد کی صورت مین متجسد ہوتی ہے جس جسد پر آنحضرت نے وفات فرمائی ہے اور ممکن نہین ہے کہ شیطان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت پر خواب مین نمودار ہو کیونکہ خواب دیکھنے والے کے حق مین اللہ تعالی کی طرف سے یہ عصمت اور شان نبوی کی عظمت ہے اسی لیے جو کوئی آنحضرت سے خواب مین مشرف ہوتا ہے تو وہ سب چیزون کو خواہ اوامر ہو یا نواہی ہون یا کوئی خبر ہو آپ سے لیتا ہے جیسے کہ عالم حیات مین کل احکام کو آپ سے باقتضاے لفظ لیتا تھا یعنی وہ لفظ جو آپ سے صادر ہو یا کسی حکم پر بالنص یا ظاہر یا مجمل یا متشابہ کسی اقسام لفظ سے دلالت کرتا ہو لیس وہ باعتبار لفظ کے بغیر تعبیر کے حکم کو قبول کرتا ہے پھر اگر رسول اللہ نے خواب مین اسکو کوئی چیز مرحمت فرمائی تو اسی شے مین تعبیر کیجاتی ہے اور اگر وہ چیز محسوسات مین اوسی طرح سے ظاہر ہو جیسے وہ خیال مین تھی تو اوس خواب مین تعبیر کی حاجت نہین ہے اور اوسی قدر پر حضرت خلیل علیہ السلام اور امام تقی ابن مخلد نے اعتماد کیا اور اسی پر وہ دونون کاربند ہوے اور جب خواب کو سچ

دو جہت ہوے اور اللہ تعالی نے مجھکو اوس بارہ مین جو ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیا اور اون سے کہا ادب سکھایا کیونکہ مقام نبوت اوسکی مقتضی تھی تو مین نے حق تعالی کی کسی صورت پر دیکھے جانے مین جانا جسکو دلیل عقلی روکتی ہے کہ ہم اوس صورت کو کسی امر مشروع کے ساتھ تعبیر کرین اور وہ تعبیر باعتبار رائی یعنے دیکھنے والے کے حالت کے ہوگی یا باعتبار مکان کی حالت کے ہوگی جس مین اوس نے حق تعالی کو دیکھا ہے یا باعتبار دونون حالتون کے ہوگی اور اگر اوس صورت کو عقل نہ منع کرے تو ہم اوسکو اوسی صورت پر چھوڑ دینگے جس صورت پر ہمنے اوسکو دیکھا ہے جیسے ہم قیامت مین حق تعالی کو کامل اور صحیح وسالم صورت پر دیکھین گے۔

وللواحد الرحمٰن فی کل موطن
اور حق تعالے واحد رحمٰن کے لیے ہر محل مین

من الصور ما یخفی وما هو ظاهر
صورتین ہین جو مخفی اور ظاہر ہین

فان قلت هذا الحق قد تك صادقا
اور اگر اوسی کو کہو کہ یہی حق ہے تو تم سچے ہو

وان قلت امر اخر انت عابر
اور اگر تم کہو کہ کوئی دوسرا امر ہے تو تم تعبیر کرتے ہو

وما حكمه فی موطن دون موطن
اور حق تعالی کے حکم یا حالات کسی خاص محل سے

ولكنه بالحق للخلق سافر
مخصوص اور دوسری محل سے منتفی نہین ہے بلکہ اوسکے علم اور حالات تمام خلق مین سرایت کیے ہوئے ظاہر اور آشکارا ہین

اذا ما تجلی للعیون ترده
اور جب وہ ہماری آنکھون مین تجلی کرتا ہے

عقول ببرهان علیه تثابر
تو عقل اوسکو رد کرتی اور حجت اور براہین کے ساتھ اوس پر پیش آتی ہے۔

ويقبل فی مجلی العقول وفی الذی
اور صحیح نظر والے اوسی کو مظہر عقل یعنی عالم تنزیہ اور عالم خیال

يسمی خيالا والصحيح النواظر
یعنی مظہر مثالی اور صور حسی مین مشاہدہ کرتے ہین اور وہ اوسکی تجلی کو انھین قبول کرتے ہین۔

حضرت ابو یزید بسطامی اس مقام مین فرماتے ہین کہ اگر عارف باللہ کے قلب کے ایک زاویہ مین عرش اور جو کچھ اوسکے نیچے ہے کروڑ بار بلکہ اسکے صد چند سما جاوے تو عارف کو اوس کی حس تک نہوگی اور عالم اجسام مین ابو یزید بسطامی کی اسیقدر وسعت تھی اور مین کہتا ہون کہ اگر عارف کے قلب کے ایک زاویہ مین غیر متناہی چیزون کے وجود کو اونکے

عین موحدہ کے ساتھ متناہی فرض کرین تو اوسکے علم مین اون چیزون کی اوسکو حس تک نہوگی کیونکہ یہ ثابت ہوچکا ہے کہ قلب مین حق تعالیٰ سما جاتا ہے اور اسکے ساتھ بھی اوسکو سیری نہین ہوتی ہے کیونکہ اگر وہ بھر جاوے تو سیری ہو اور ابو یزید بسطامی نے اوسی کو کہا ہے اور مین نے بھی تمکو اس مقام پر اپنے قولون مین تنبیہ کیا ہی اور وہ یہ ہین

یا خالق الاشیاء فی نفسہ	انت لما تخلقہ جامع
اے اپنے نفس مین چیزون کے پیدا کرنیوالے	تو اوسکا جامع ہے جس کو تو پیدا کرتا ہے
تخلق ما لا ینتہی کونہ	فیک فانت الضیق الواسع
تو اپنے نفس مین اون چیزونکو پیدا کرتا ہی جس کا وجود	غیر متناہی ہے پس تو ہی ضیق اور واسع ہے
لو ان ما قد خلق اللہ ما	لاح بقلبی فجرہ الساطع
اگر تمام مخلوق کو اللہ میرے قلب مین پیدا کرے	تو میرے قلب کے نور کے سامنے اوسکا چمکیلا نور ظاہر نہوگا
من وسع الحق فما ضاق عن	خلق فکیف الامر یا سامع
ای سننے والو جو حق تعالیٰ کو سما گیا ہے تو وہ خلق سے	کیونکر تنگ ہوسکتا ہی اور اوس کا کیا حال ہوگا

ہر انسان اپنے خیال مین قوت واہمہ سے اون چیزون کو پیدا کرتا ہے جنکا وجود سوا ہے خیال کے خارج مین نہین ہوتا ہے اور یہ عام امر ہے اور عارف اپنی ہمت سے اون چیزون کو پیدا کرتا ہی جنکا وجود خارج محل ہمت مین ہوتا ہے لیکن اوسکی ہمت ہمیشہ اوسکی حفاظت کرتی رہتی ہے اور یہ حفاظت اوسکی ہمت کو تھکاتی نہین ہے یعنی اسکی ہمت اوس چیز کی حفاظت سے نہین تھکتی ہے جسکو اوسی ہمت نے پیدا کیا ہے اور جب عارف پر اوس مخلوق کی حفاظت سے غفلت طاری ہوتی ہے تو وہ مخلوق جسکو اس نے پیدا کیا ہے معدوم ہو جاتی ہے مگر جب وہ عارف جو تمام حضرات کا ضابطہ ہو اور مطلقا اوسپر غفلت نہ طاری ہوتی ہو بلکہ تمام حضرات سے ایک کا ہمیشہ وہ مشاہد رہتا ہو تو جب یہ عارف کسی چیز کو اپنے ہمت سے پیدا کرے اور اوسکو یہ احاطہ کامل ہو تو وہ مخلوق ویکی صورت پر تمام حضرات مین ظاہر ہوگی اور صورت ہی ایک دوسرے کی حفاظت کرینگی پھر جب یہ عارف کسی ایک حضرت یا چند حضرات سے غافل ہو اور ایک حضرت کا ہمیشہ مشاہد اور حافظ ہو کیونکہ اسمین اوسکے مخلوق کی صورتین ہین تو اوس کی ایک صورت کی حفاظت کرنے کے سبب سے تمام صورتین اون حضرات

مین محفوظ رہین گے جس سے وہ غافل ہے اور تمام حضرات سے غفلت کرنا کامل اور غیب
کامل کسی کو صحیح نہین ہے کیونکہ غفلت عام خلائق اور خواص کسیکو کبھی عام نہین ہے اور مین نے
یہان ایک ایسے راز کو ظاہر کیا ہے کہ اہل اللہ ہمیشہ ایسے رازون کے نہ ظاہر کرنے
پر کوشش بلیغ کرتے آئے ہین اور اسکو لوگون سے چھپاتے ہین کیونکہ اسمین اون کے
اس دعوی کی رد ہے جو کہتے ہین کہ ہم لوگ خدا کے ساتھ ہین اور اوسمین فنا ہین اور حق تعالے
کو کسی چیز سے غفلت نہین ہے اور بندہ کو ضرور ہے کہ ایک سے غفلت ہو اور ایک سے
نہو پس بندہ باعتبار اوس چیز کے حفظ کے جسکو اس نے پیدا کیا ہے کہہ سکتا ہے کہ مین
حق ہون لیکن بندہ کی حفاظت اوس صورت کے لیے ایسی نہین ہے جیسے حق تعالی کی حفاظت
اوس صورت کے لیے ہوتی ہے اور مین نے فرق بیان کیا کہ بندہ اوس صورت سے ایک
حضرت مین غافل ہے اور دوسرے مین اوس سے غافل نہین ہے اور حق تعالی کو کبھی
کسی وجہ سے غفلت نہین ہوتی ہے پس اس سے بندہ حق تعالی سے متمیز ہوا اور اللہ تعالے
کا حفظ اپنے مخلوقات کو اس طرح نہین ہے بلکہ وہ ہر صورت کی بالتعین حفاظت
فرماتا ہے اور یہ وہ مسئلہ ہے جسکے بارہ مین مجھکو مکاشفہ مین خبر دیگئی ہے اور اسکو
کسی نے کسی کتاب مین نہین لکھا ہے سوا اس کتاب کے کہ اسمین یہ مسئلہ لکھا گیا ہے
اور یہ مسئلہ زمانے مین دریتیم اور یکتا و بے مثل و بے نظیر ہے پس تم اسکو کبھی نہ
بھولو اور اسکے غفلت سے بچو کیونکہ جس حضرت مین کہ تمکو صورت کے ساتھ حضور
باقی رہتا ہے اوسکی مثال اوس کتاب کے مانند ہے جسکے بارہ مین اللہ نے فرمایا
ہے کہ ما فرطنا فی الکتاب من شیٔ یعنے مین نے اس کتاب مین کوئی چیز کم نہین کی کیونکہ
یہ کتاب واقع اور غیر واقع دونون کو جامع ہے اور اسکو وہی سمجھے گا جو بذاتہ قرآن ہو یعنی علم
حقایق کا کتاب جامع ہو کیونکہ اہل تقوی کے لیے اللہ تعالی ایک نور فارق کو پیدا کرتا
ہے اوس سے حق اور باطل مین امتیاز حاصل ہوتی ہے اور تقوی باللہ اور تقوی فی اللہ
بقا بعد الفنا کے وقت حاصل ہوتے ہین اور تقوی کے ہر مراتب کو فرقان یعنی امر فارق لازم
ہے اور ان فرقانون مین بڑا فرقان یعنی فارق وہی جو مقام فرق بعد الجمع مین ہوتا ہی اور یہ فرقان
کبھی ایسا ہی ہوتا ہے جیسا مین نے اس مسئلہ مین ذکر کیا ہے کہ اوس سے بندہ اور رب مین
تمیز حاصل ہوتی ہے اور یہ فرقان اور فرقانون سے نہایت عالی ہے۔

فوقتاً یکون العبد رباً بلا شک

پس کبھی بندہ صفات الٰہی سے بیشک رب ہوتا ہے

فان کان عبداً کان بالحق واسعاً

پس حق یہ بندہ ہوتا ہو تو حق کے سبب سے صاحب وسعت و قدرت ہوتا ہے

فمن کونہ عبد ایری عین نفسہ

پس وہ بندہ ہونیکے جہت سے اپنے نفس کے عین کو عاجز دیکھتا ہے

ومن کونہ ربا یری الخلق کلہ

اور وہ رب ہونے کے جہت سے تمام خلق ملک اور

وعجز عما طالبوہ بذاتہ

اور وہ بذاتہ اونکے مطالبونکے پورا کرنیسے عاجز ہے

فکن عبد رب ولا تکن رب عبدہ

پس تو خدا کا بندہ ہو اور اوسکے بندے کا خدا اور رب نہو

ووقتاً یکون العبد عبدا بلا افک

اور کبھی بندہ یعنی انسان کامل سچ ہی بندہ ہوتا ہے

وان کان ربا کان فی عیشۃ ضنک

اور جب رب ہوتا ہو تو نہایت ہی تنگ زندگی مین ہوتا ہے

و یتسع الامال منہ بلا شک

اور اسوقت بیشک مو جد سے طرف اوسکی امیدین وسیع ہوتی ہین

یطالبہ من حضرۃ الملک والملک

ملکوت کو دیکھتا ہو کہ اس سے اپنا حق طلب کرتے ہین

لذا تری بعض العارفین بہ یبکی

اسی سبب سے تم بعض عارفین کو حق تعالی کے ساتھ یا اس حکم سے روتے ہوسے دیکھتے ہو۔

فتذھب بالتعلیق فی النار والسبک

تاکہ تو اس تعلق کے سبب سے آگ مین جاوے اور سبک کے لیے تو دوزخ مین ڈالا جاوے۔

[illegible] ۱۲

ساتوین حکمت علیہ کی فص کلمۂ اسماعیلی مین ہی

جاننا چاہیے کہ اسم اللہ مسمی کا احدی الذات اور کل بالاسما ہے دلینی اوسکے ذات مین کثرت نہین ہی اوسکی ذات واحد ہی اور اوسکے جہات مین کثرت ہے اسیواسطے وہ باعتبار اسما کے کل ہی اور ہر موجودات کے لیے اللہ تعالی سے اوسکا رب خاص ہی اور اللہ کا کل اسما سے اوسکے لیے رب ہونا محال ہی اور احدیت الٰہی مین کسیکا قدم نہین ہی کیونکہ احدیت ذاتی کے بارہ مین یہ نہین بولتے ہین کہ تھوڑا اوسکا ایک کے لیے ہو اور تھوڑا اوس سے دوسرے کے لیے ہے کیونکہ احدیت تبعیض اور تجزوی کو قبول نہین کرتی ہے پس اوسکی احدیت کل اسما کا مجموع ہے اور وہ اسما اوس ذات مین بالقوۃ تھے اور سعید وہ شخص ہے جو اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ ہو اور عالم مین جتنی چیزین ہین وہ سب اپنے رب کے نزدیک ہے مرضی اور پسندیدہ ہین کیونکہ وہ سب مربوب ہین اونہین پر ربوبیت واقع ہوتی ہے

پس مربوب اپنے رب کے نزدیک مرضی اور پسندیدہ ہوا اسواسطے وہ سعید ہوا اور اسی سبب سے سہل نے کہا ہے کہ ربوبیت کا ایک راز ہے اور وہ تو ہی ہے ہر ہر معین سے وہ مخاطب ہو کر یہ کہتے ہین۔ کاشکے وہ راز ظاہر ہو جاوے تو ربوبیت باطل ہو جاوے اسیواسطے سہل نے اس راز کے ظہور کے امتناع سے اسپر (لو) حرف امتناعی داخل کیا ہے اور وہ راز ظاہر نہوگا اسواسطے ربوبیت بھی کبھی باطل نہو گی کیونکہ عین کو اوسی کے رب سے وجود ہے اور عین ہمیشہ دینا یا برزخ یا آخرت مین باقی رہے گا لہذا ربوبیت بھی ہمیشہ رہیگی اور باطل نہوگی اور کل پسندیدہ چیز محبوب ہوتی ہے اور محبوب کے کل افعال بھی محبوب ہوتے ہین پس کل افعال اوسکے حسب مرضی ورپسندیدہ ہوے کیونکہ یہ فعل عین کا نہین ہے بلکہ یہ فعل اوسکے رب کا ہے جو اوسمین ظاہر ہے پس عین کو اوسکی طرف فعل کی نسبت کیے جانے سے تسکین ہوئی اور عین بھی اوس سے راضی ہوا جو اوسمین یا اوس سے اوسکے رب کے افعال ظاہر ہوتے ہین اور وہ افعال بھی پسندیدہ اور مقبول ہوے کیونکہ ہر فاعل یا صانع اپنے فعل سے یا صنعت سے راضی ہوتا ہے کیونکہ یہ اپنے فعل یا صنعت کا اصلی حق پورا کرچکا اللہ پاک نے فرمایا اعطی کل شئ خلقه ثم هدى یعنے اللہ بیان کرچکا کہ اوس نے ہر چیز کو اوسکی خلقت دے دی پس وہ نقصانی یا زیادتی نہین قبول کرسکتی ہے پس اسماعیل علیہ السلام اسکے اطلاع سے جسکو مین نے ذکر کیا اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ اور برگزیدہ ہوے اور اسی طرح ہر موجود اپنے رب کے نزدیک برگزیدہ ہے اور جب ہر موجود اپنے رب کے نزدیک برگزیدہ ہوا تو اس بنا پر یہ نہین لازم آتا ہے کہ وہ دوسرے عبد کے رب کے نزدیک بھی برگزیدہ اور مقبول ہو دیکھنے ضرور نہین ہے کہ مضل کا عبد ہادی کے نزدیک بھی برگزیدہ ہو اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے برگزیدگی کا سبب یہ تھا کہ اونھون نے ربوبیت کو کل مجموع سے لیا تھا اور ایک رب سے نہ لیا تھا پس انکو کل سے وہی متعین ہوا جو اونکی استعداد کے مناسب تھا پھر وہی متعین اونکا رب ہوا اور کوئی شخص حق تعالیٰ کو احدیت کی جہت سے رب نہین بنا سکتا ہے اور اسیواسطے اہل اللہ نے تجلی کو احدیت مین ممتنع کہا ہے کیونکہ جب تم حق تعالیٰ کو اس تجلی سے دیکھو گے تو وہ اپنا دیکھنے والا خود ہی ہے اور ہمیشہ وہ اپنا دیکھنے والا

خود ہی رہا اور اگر تم حق تعالیٰ کو اوسکی تجلی سے اور اپنے نفس سے دیکھو تو بھی یہان احدیت زائل
ہوگئی کیونکہ نظرتہ مین تاخطاب کی ضمیر بعینہٖ عین منظور نہین ہے - پس ضرور ہے کہ اس مین کسی
نسبت کا وجود ہو جو ناظر اور منظور دو امرون کو مقتضی ہوئی اور یہان اثنینیت کے پائے
جانے سے احدیت زائل ہوگئی اور جب حق تعالیٰ نے اپنے نفس کو خود ہی دیکھا تو ظاہر ہی
کہ وہی اس وصف مین ناظر اور منظور دونون ہے پس مقبول اور برگزیدہ جسکا
مطلقاً مقبول اور برگزیدہ ہونا صحیح نہین ہے مگر اوسوقت جب اس مین اون کل فعلونکا
استعداد ہو جو رب الارباب مقبول کرنے والے سے ظاہر ہوتے ہین اور حضرت
اسمعیل علیہ السلام کو اور اعیان پر اسواسطے فضیلت ہوئی کہ حق تعالیٰ نے اونکو اس
صفت سے موصوف فرمایا ہے کہ وہ اپنے رب کے پاس مقبول اور برگزیدہ تھے
اور اسی طرح ہر نفس مطمئنہ کو کہا گیا کہ ارجعی الیٰ ربک یعنے تو اپنے رب کی طرف
رجوع ہو - پس حق تعالیٰ نے نفس مطمئنہ کو بھی فرمایا کہ تو اپنے اوسی رب کی طرف
رجوع ہو جو حضرت الٰہی سے تیرا طالب ہے اور جسکے کمال اور انوار کی تو مظہر ہی
پس نفس مطمئنہ نے کل ارباب سے اپنے رب کو بخوشی و رضا پہچان لیا فادخلی
فی عبادی اور میرے اون بندگان خاص کے زمرہ مین داخل ہوجانے کو عبودیت
خاصہ کا مقام حاصل ہے اور وہ عباد جو اس آیت مین یہان مذکور ہین یہ سب
وہ عبد ہین جنھون نے اپنے رب کو پہچان لیا ہے اور اپنے ارباب پر اور ارباب
سے کفایت اور آنکھین قصر کر لی ہین اور با وجود احدیت عین کے دوسرون
کے رب کو نہین دیکھتے ہین اور ان ارباب مین احدیت عین کی ضرور ہی
وادخلی جنتی اور میری جنت مین داخل ہو جا جو میرا حجاب اور پردہ ہی
اور تو ہی میری جنت ہے پس تو اپنی ہی ذات مین مخفی اور مستتر ہو جا
کیونکہ مین تجھ ہی سے پہچانا جاؤنگا جیسے کہ تو مجھ سے موجود ہے پھر جس نے
تجھکو پہچانا اسنے مجھکو پہچانا کیونکہ تیری حقیقت مین ہی ہون اور جب مین
نہ پہچانا جاؤنگا تو تو بھی نہ پہچانا جائیگا اور جب تو اپنے نفس مین داخل ہونا
چاہے گا تو تو اوسمین داخل ہو جائیگا پھر تو اپنے نفس کو دوسری معرفت سے
پہچانیگا اور یہ معرفت اوس معرفت کے سوا ہوگی جس سے تو نے نفس کو خدا کے

پہچاننے کے وقت نفس کے پہچاننے سے پہچانا تھا پھر تجھکو دو معرفتین حاصل ہونگی ایک معرفت نفس اور رب کی باعتبار تیرے نفس کے ہو گی اور دوسری معرفت نفس اور رب کی باعتبار رب کے ہو گی اور باعتبار تیرے نفس کے نہو گی۔

فانت عبدٌ وانت ربٌ	لمن له فيه انت عبد
پس تو ہی بندہ ہے اور تو ہی رب ہے	جس مین تو اوس کا بندہ ہے
وانت ربٌ وانت عبدٌ	لمن له في الخطاب عهدٌ
اور تو ہی رب ہے اور تو ہی بندہ ہے	جسکا قول اَلَسْتُ مین معاہدہ ہے
فكل عقد عليه شخصٌ	يحله من سواه عقدٌ
اور ہر معاہدہ پر ایک ایک شخص ہے	اوسکی وہی مخالفت کرتا ہو جسکو اوسکے سوا معاہدہ ہے

اور جب اللہ اپنے بندون سے راضی ہوا تو وہ لوگ مقبول اور برگزیدہ ہوے اور حضرت ربوبیت اور حضرت عبودیت مین مثلین کی تقابل ہے اور دو مثل دو ضد ہوتے ہین کیونکہ مثلین ایک جگہہ جمع نہین ہوتے ہین اور انہین امتیاز محل سے حاصل ہوتا ہی کیونکہ حقیقت مین دونون کی امتیاز نہین ہے اور حضرت عبودیت اور ربوبیت مین ہر شئے ایک دوسرے سے متمیز ہے۔

فلم يبق الا الحق لم يبق كاين	وما ثمه موصول ولا ثم باين
پس مقام وحدت مین سواے حقتعالی کے کوئی نرہا مین نہ کوئی واصل موں رہا اور نہ کوئی۔	اور کوئی موجودات سے نرہا اور بیان وحدت حقیقت مفارق اور مبائن باقی رہا۔
بذا جاء برهان العيان فما ارى	بعيني الا عينه اذ اعاين
اور برہان کشف بھی اسیکو لایا ہے اور جب مین کے اور کسیکو اپنے دونون آنکھون سے نہین	مین معاینہ کرتا ہون تو سواے اوسکے دیکھتا ہون۔

ذلك لمن خشي ربه وہ مقام رضا اوسنکے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہین کہ یہ وہ نہین ہوسکتے ہین کیونکہ انکو دونون کے مابہ الامتیاز کا علم حاصل ہے اور اوس تمیز پر ہمہ موجودات مین ادن چیزون کے ساتھہ بعض اعیان کا جہل جسکو عالم باللہ لایا ہی ہمارے لیے کافی دلیل ہے پس اس سے بندون مین باہم تمیز اور فرق حاصل ہوئی اور اس بندون کے تمیز سے ارباب مین بھی باہم تمیز واقع ہوئی اور اگر ان ارباب مین

باہم تمیز نہ ہوتی تو ہر اسم الٰہی کی تفسیر من کل الوجوہ اونھین چیزون سے ہوتی جن سے دوسرے اسم کی تفسیر ہوتی ہی کیونکہ اسم معز کی تفسیر اسم مذل کی تفسیر سے نہین کیجاتی ہے اور اسیطرح اور اسماہین اور یہ ظاہر ہے لیکن مزاحدیت کی جہت سے عین مذل ہی چنانچہ ہم ہر اسم مین کہتے ہین کہ وہ ذات پر دلیل ہین اور باعتبار ہویت کے حقیقت اسم پر دال ہین پس سب کا مسمی ایک ہی ہوا اور باعتبار مسمی یعنے ذات کے معز عین مذل ہے اور باعتبار نفس اسم اور اوسکے حقیقت کے معز عین مذل نہین ہے کیونکہ عقل مین ہر ایک کا مفہوم مختلف ہی

فلا تنظر الی الحق
پس تو حقتعالی کی طرف ان موجودات سے

فتعریه عن الخلق
خارج مین نہ دیکھ اور تو لباس خلق سے حقتعالی کو برہنہ کر

ولا تنظر الی الخلق
اور تو مخلوق کو حق تعالے سے باہر نہ دیکھے

وتکسوه سوی الحق
اور تو خلق کو سوائے حق کے اور کوئی لباس نہ پہنا

ونزهه وشبه
اور تو اوسکی تنزیہ اور تشبیہ کر

وقم مقعد الصدق
اور مقعد صدق مین جو قرآن مین آیا ہی مقام کر

وکن فی الجمع ان شئت
اور بعد اسکے اگر تو چاہے تو مقام جمع مین رہ

وان شئت ففی الفرق
اور اگر تو چاہے تو مقام فرق مین رہ

تحز بالکل ان کل
اور اگر تمام بندگان خدا اپنے کمالات ظاہر ہون

تبدّی قصب السبق
تو تو ہی اس جولانگاہ کے نیزون کو گھیر لیگا

فلا تفنی ولا تبقی
اور تو باعتبار حقیقت کے فنا ہوگا اور نہ تو باعتبار خلقیت کے باقی رہے گا۔

ولا تفنی ولا تبقی
اور نہ اعیان مطلقاً فنا ہونگے اور نہ وہ مطلقا باقی رہین گے۔

ولا یلقی علیک الوحی
اور وہ وحی جو تمپر آتی ہے وہ غیر مین القا نہین ہوتی ہے۔

فی غیر ولا تلقی
اور تو بھی اوس وحی کو ربوبیت کے اعتبار سے اپنے غیر پر القا نہین کرتا ہے۔

اور حق تعالی کی ثنا اور حمد صدق وعدہ پر ہے اور صدق وعید پر نہین ہی اور حق تعالی بالذات ثنا محمود کا طالب ہے یعنی واسطے ذات حق کی ثنا ... کو پورا کرنے سے آ...

اور وعید کے پورا کرنے سے اوسکی ثنا نہین آئی ہی بلکہ وعید سے درگذر کرنے مین اوسکی ثنا آئی ہے۔ اللہ نے فرمایا فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ یعنی تم اللہ تعالی کو اپنے رسولون کے وعدون کا خلاف کرنے والا کبھی نہ جانو اور وعیدون کا خلاف کرنے والا نفرمایا بلکہ فرمایا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ یعنے وہ اونکے برائیون سے درگذر یگا اور اسمعیل علیہ السلام کی تعریف کی کہ وہ وعدہ کو پورا کرنے والا تھا اور حق تعالی کے بارہ مین وقوع وعید کا امکان زائل ہوگیا کیونکہ اس امکانکے وقوع مین امر مرجح کی حاجت تھی اور وہ مرجح گناہ تھا جس سے درگذر ہوا پس اب مرجح باقی نرہا۔

فلم یبق الا صادق الوعد وحدہ
اب تنہا صادق الوعدہ ہے باقی رہگیا
وما لوعید الحق عین تعاین
اور حق تعالی کے وعید کا کوئی عین مشاہدہ نرہا

وان دخلوا دار الشقاء فانہم
اور اگر وہ لوگ دوزخ مین جائینگے
علی لذۃ فیہا نعیم مباین
تو اوس مین وہ لوگ ایک لذت مین ہونگے

نعیم جنان الخلد فالامر واحد
اور وہ انکی نعمت خلد برین کی نعمت کے مخالف ہوگی
وبینہما عند التجلی تباین
اور اون دونون نعمتون مین تجلی کا فرق ہے

یسمی عذابا لعذوبۃ طعمہ
اور اوسکی شیرینی مزہ کے سبب سے اوس لذت کا نام عذاب رکھا گیا۔
وذالک لہ کالقشر والقشر صاین
اور یہ نام اوس نعمت کے لیے مثل چھلکے کے ہے اور چھلکا اندر کے مغز کا محافظ ہوتا ہے۔

آٹھوین حکمت روحی کی فص کلمۂ یعقوبی مین ہی

دین کی دو قسم ہین ایک دین حق کے نزدیک ہی اور اون لوگون کے نزدیک ہی جنکو حق تعالے نے معرفت دی ہی اور اونکے نزدیک ہے جنکو اوس نے معرفت دی ہے جس کو حق تعالے نے معرفت عنایت فرمائی ہے اور دوسرا دین خلق کے نزدیک ہی اور نہ اللہ نے اس دین کا اعتبار کیا ہے اور وہ دین حق تعالی کے نزدیک ہے یہ وہ ہی جسکو اللہ نے مقبول فرمایا ہی اور دین خلق پر اوسکو رتبہ عالی بخشا ہے۔ اللہ نے فرمایا وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ

مُسْلِمُونَ ابراہیمؑ اور یعقوبؑ نے اسی دین کی وصیت کی کہا اے میرے فرزندان تحقیق کہ اللہ نے تم لوگون کے لیے دین کو مقبول اور برگزیدہ کیا ہے پس تم کوشش کرو کہ تمھارا خاتمہ ایسے دین پر اسلام کے حالت مین ہو یعنے اوس دین کے فرمانبرداری اور اطاعت پر خاتمہ بخیر ہوا اور دین پر الف لام تعریف اور عہد کا لایا ہے اسواسطے دین مخاطب کو معلوم اور جانا ہوا ہے اور وہ اللہ پاک کے اس قول مین ہے ان الدین عند اللہ الاسلام اللہ کے نزدیک اسلام ہی دین ہے اور اسلام کے معنی اطاعت اور فرمانبرداری کے ہین پس دین تمھاری اطاعت ہی سے مطلب ہے اور اس مین شک نہین ہے کہ فرمانبرداری بندہ سے ہوتی ہے اس لیے دین بندہ ہی سے ہوا اور خدا کے نزدیک کا دین بھی شریعت ہے جسکے تم مطیع اور منقاد ہو پس اطاعت کرنا دین ہے اور شریعت جسکو اللہ نے مشروع کیا ہے ناموس ہے پس جو کوئی ان احکام کی اطاعت سے موصوف ہوا جسکو اللہ نے مشروع فرمایا ہے تو اوسی نے دین کو قائم کیا یعنے اوسکو وجود مین لایا جیسے وہ نماز کو قائم کرتا ہے یعنے اوسکو وہ وجود مین لاتا ہے پس بندہ ہی دین کا موجود کرنے والا ہوا اور حق تعالی ان احکام کا واضع ہوا اور اطاعت عین تمھاری ہی فعل ہے پس دین تمھارا ہی فعل ہے اور تم اوسی کے سبب ہوئے جو تم سے وجود مین آیا اور جیسے کہ تمھارے لیے سعادت کو اوسی نے ثابت کیا جو تمسے افعال وجود مین آئے ہین اسی طرح اسمائے الہی کو اوسی کے افعال نے ثابت کیا ہے اور تم ہی لوگ اسمائے الہی ہوا اور یہ افعال محدثات ذہن مین اوسکے آثار یعنی ماسوا سے اوسکا نام اللہ ہوا اور تمھارے سے ہی آثار سے تمھارا نام محدث ہوا انہیں سبب تم دین کو قائم کروگے اور اون احکام کے تم مطیع اور منقاد ہوگے جنکو اللہ نے تمھارے لیے مشروع کیا ہے تو اللہ تعالی تم کو اپنی منزلت اور مرتبت عنایت فرماویگا اور انشاء اللہ مین انقیاد کے معنی مین بسط اور تفصیل کرونگا جس سے کوئی بڑا فائدہ واقع ہوا اور اوسکو اوس دین کے بیان کرنے کے بعد لکھونگا جو خلق کے نزدیک ہے اور اللہ تعالی کے نزدیک بھی وہ معتبر ہے پس دین بالکلیہ اللہ ہی کے لیے ہے اور اوسکا وجود بالکل تمسے ہے حق تعالی سے نہین ہے مگر اصلیت کے اعتبار سے کیونکہ وہی توفیق دینے والا ہے اللہ پاک نے فرمایا کہ ورہبانیۃ ابتدعوھا اور رہبانیت کو

انھون نے اپنے طرف سے ایجاد کیا۔ اور وہ ناموس حکمیہ تھے جسکو رسول معلوم عام خلایق مین اللہ کے نزدیک سے خاص طریقہ سے نہ لایا تھا جو طریقہ عرف مین معلوم تھا اور جب ان ناموس حکمیہ کی مصلحت اور حکمت جو ظاہر ہین مقصود مین حکم الٰہی کے موافق ہوئین جو شریعت الٰہی کے وضع کرنے سے حاصل ہوتی ہے تو اللہ نے اوسکو اس طرح معتبر رکھا جیسے اپنی شریعت کو اونکے لیے معتبر رکھتا ہے اور اس ناموس حکمیہ کو اللہ نے اونپر فرض نہین کیا اور جب اللہ نے درمیان اپنے اور اونکے دلون کی رحمت اور عنایت کا دروازہ اوس طرف سے کھولا جدھر سے اون کو خبر نہ تھی تو اوس نے اون کے دلون مین اونھین کی ایجاد کی ہوئی شریعت کی عظمت اور منزلت ڈالی اور وہ لوگ اوس سے اللہ کی رضامندی اور خوشنودی ڈھونڈھنے لگے اور یہ طریقہ نبوی جو تعریف الٰہی سے مشہور ہے اسکے سوا دوسرا طریقہ تھا پھر اللہ نے فرمایا فما رعوها یعنی وہ لوگ جنھون نے اسکو مشروع کیا تھا اور وہ اون کے لیے مشروع ہوئی تھی اوسکی ایسی مراعات نہ کی حق رعایتہا جیسی اوسکے مراعات کا حق ہے الا ابتغاء رضوان اللہ لیکن اون لوگون نے رضاے الٰہی کے طلب کی مراعات کی۔ اسی واسطے اون لوگون نے رضاے الٰہی حاصل ہونے کا عقیدہ کر لیا تھا فاتینا الذین آمنوا منہا اجرہم۔ پس ہم نے اون لوگون کو اجر دیا جو اوس شریعت موضوعہ کے مطیع اور منقاد ہوے وکثیر منہم فاسقون اور بہتیرے اون لوگون کے جن مین یہ عبادت مشروع ہوئی فاسق ہین یعنے اوسکی اطاعت اور اوسکے حق کے پورا کرنے سے باہر ہین اور جو اسکا رام اور فرمانبردار نہوا تو اوسکے لیے یہ شریعت اوس چیز کو رام نکریگی جو اوسکو راضی اور خوشنود کرے لیکن امر الٰہی گردن فرو کرنے اور رام ہونے کو مقتضی ہے۔

اور اسکی توضیح یہ ہے کہ مکلف حکم بجالانے سے یا موافق ہوگا یا مخالف ہوگا اور موافق مطیع مین کوئی کلام ہی نہین ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے اور مخالف اپنے حاکم کے مخالفت کرنے مین اللہ تعالیٰ سے منجملہ دو باتون کے ایک کا طالب ہے یا اس کے خطا سے وہ درگذرے اور معاف فرماوے یا اسپر مواخذہ کرے اور دوسرے ایک کا ہونا ضرور ہے کیونکہ ایک امر فی نفسہ ثابت ہے پس ہر حال یہ اللہ تعالیٰ کا منقاد ہونا بندہ

کی طرف بسبب اوسکے افعال اور اوس حال کے جسپر وہ ہے صحیح ہے (کیونکہ اوسی کے اقتضا سے حق تعالی اوسکے اعیان ثابتہ کے مطلوب کو دیگا) پس حق تعالی کے منقاد ہونے مین حال ہی موثر ہوئی اور اسی سبب سے دین جزا ہوا یعنے خوش کرنیوالی اور ناخوش کرنے والی چیزون کے دینے مین توافق اور تقابل ہوا۔

رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ یہ خوش کرنے والی جزا ہے یعنی اللہ اون سے خوشنود ہوا اور وہ اوس سے خوشنود ہوے ومن یظلم منکم نذقہ عذابا کبیرا یہ ناخوش کرنے والی جزا ہے یعنے جس نے تم مین سے ظلم کیا ہے اوسکو ہم بہت بڑے عذاب چکھاینگے اور نتجاوز عن سیئاتھم یہ بھی اون کی مرضی کے موافق جزا ہے یعنے اللہ پاک اون کے گناہون سے درگذرے گا۔ اب ثابت ہوگیا کہ دین جزا ہے جیسے کہ دین اسلام ہے اور اسلام عین انقیاد ہوتا ہے پس یہ اوس چیز کا منقاد ہوا جو اوسکو خوش کرے اور ناخوش کرے اور یہی جزا ہے یہ کلمات اسباب مین ظاہر شریعت کے زبان سے تھا۔

اور اسمین راز اور امر تحقیقی یہ ہے کہ جزا وجود حق کے آئینہ مین تجلی ہے پھر ممکنات پر وہی چیزین عود کرینگی جسکو اونکی ذاتون نے اونکے حالات مین دیا ہے کیونکہ ممکنات کو ہر حالات مین ایک نئی صورت ہے اسواسطے اونکی صورتین حالات کے اختلاف سے مختلف ہوتی رہتی ہین پھر تجلی الٰہی بھی حالات کے اختلاف سے مختلف ہوتی ہے اور بندہ مین تجلی ہونے کے موافق اثر پڑتا ہے پس اوسی نے اپنے کو خبر دی اور اوسی نے اپنے کو خبر کا ضد دیا بلکہ وہ خود اپنا منعم اور اپنا معذب ہے پس اپنے ہی نفس کی مذمت کرے اور اپنے ہی نفس کی حمد کرے اور اللہ تعالی کے لیے ممکنات کے علم مین اور اونکے جاننے مین بہت ہی بڑی دلیل ہے کیونکہ علم معلوم کے تابع ہوتا ہے پھر وہ سر جو اسپے مسئلہ مین اس سے اعلی ہے یہ ہے کہ ممکنات اپنے اصل عدم پر ہین اور یہ وجود حق تعالی کا اون حالات کے صورتون پر ظاہر ہے جسپر ممکنات فی نفسہ اپنے اعیان ثابتہ مین تھے اب تمکو معلوم ہو گیا کہ کون لذت پاتا ہے اور کون رنج والم اوٹھاتا ہے اور ہر ہر حال مین یکے بعد دیگرے کیا چیز تعاقب آتی ہے اور اسی تعاقب کے سبب سے جزا کا نام عقوبت اور عقاب رکھا گیا ہے اور لفظ عقوبت کا استعمال تعاقب کے معنی مین لغۃً خیر اور شر دونون مین

جائز ہی مگر عرف عام نے خیر مین جزا کا نام ثواب رکھا ہی اور شر مین اوسکا نام عقاب رکھا ہی اور اسی
تناقب کے سبب سے دین کا نام عادت رکھا گیا ہے یا اس لفظ سے اوسکی شرح کی گئی ہے
کیونکہ یہ اوسی چیز پہ عود کرتا ہے جسکو اوسکی حالت مقتضی اور وہ طالب ہوتا ہے اسیواسطے
دین عادت ہے۔ شاعر نے کہا ہے کہ بینک من ام الحویرث قبلھا ۱۲ ہی عادتک
اور عادت کے معنی یہ ہے کہ کوئی امر بعینہ اپنے حالات کی طرف عود کرے اور یہ معنی وجود مین
نہین لیا جا سکتا ہے کیونکہ عادت مین تکرار ہوتی ہے لیکن عادت مین حقیقت ایک ہی
ہوتی ہو جو ذہن مین معقول ہے اور تشابہ اور تماثل صورت مین ہوتی ہے جو خارج مین موجود ہو
کیونکہ ہم جانتے ہین کہ نفس انسانیت مین زید عمر کا عین ہے لیکن زید بعینہ عمر ہی اور ان دونون مین
انسانیت نے عود نہین کی ہو کیونکہ اگر وہ عود کرتی تو کثیر ہوتی اور وہ ایک ہی حقیقت ہی اور جو
چیز ایک ہوتی ہو وہ بنفسہ کثیر نہین ہوتی اور ہم جانتے ہین کہ تشخص مین زید عین عمرو نہین ہی
پس زید کا تشخص عمر کا تشخص نہین ہے پھر ہم دو چیزون مین باوجود پائے جانے تشخص کے
حس مین ایسی تشابہ کے سبب سے عادت یعنی عود بولتے ہین اور حکم صحیح مین باعتبار ماہیت
اور حقیقت کے اوسکو عود کرنا نہین کہتے ہین پس یہ من وجہ عود ہے اور من وجہ عود نہین ہے
جیسا کہ وہ من وجہ جزا ہے اور من وجہ جزا نہین ہے کیونکہ جزا بھی منجملہ احوال ممکن کے
ایک حال ہے اور یہ وہ مسئلہ ہے جس سے اس شان کے علما نے غفلت کی ہے یعنی انھون نے
پورے طور پر اسکے ظاہر کرنے سے غفلت کی ہے نہ یہ کہ وہ لوگ اس مسئلہ کو جانتے نہ تھے
کیونکہ یہ مسئلہ تقدیر کے اسرار سے ہے جس سے خلائق پر حکم ہوتا ہے۔
جاننا چاہیے کہ جیسے طبیب یا ڈاکٹر کو خادم طبیعت کہتے ہین ویسے ہی رسل اور اونکے ورثہ
کو بھی علی العموم امر الٰہی کے خادم بولتے ہین اور نفس الامر مین وہ لوگ احوال ممکنات کے
خادم ہین اور اونکی خدمت ممکنات کی یہ بھی ایک حال منجملہ اونکے اون حالات کے ہے
جسپر وہ اپنے اعیان ثابتہ کے وقت تھے دیکھو یہ کیا تعجب کا مقام ہے مگر یہان اونکے خادم
ہونے سے مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے مخدوم یا مالک فرمان کے وقت مستعد کھڑے رہتے ہین اور
وہ منشور خواہ بالحال ہو خواہ بالقول ہو ہر حال مین آمادہ رہتے ہین اور طبیب کو خادم

طبیعت اوسوقت کہتے ہین جب وہ طبیعت کے مرض کے بڑھانے یا گھٹانے ہین مدد کرے کیونکہ طبیعت نے مریض کے جسم ہین ایک خاص قسم کا مزاج پیدا کیا ہے جس مزاج خاص کے سبب سے اوس شخص کا مریض نام رکھا گیا پس اگر طبیب طبیعت کی اوسکے موافق خدمت کرتے تو وہ مقدار مرض کو طبیعت کے سبب سے بڑھا سکتا ہے اور اوسکو صحت حاصل کرنے کے لیے مرض سے روک بھی سکتا ہے اور صحت بھی طبیعت سے دوسرا مزاج خاص پیدا کرنے سے ہوتی ہے اور یہ مزاج اوس مزاج مرض کے مخالف ہوتا ہے پس اسوقت ہین طبیب مطلق خادم ہی طبیعت کا نہین ہو سکتا ہے بلکہ یہ اوسکا وزیر بھی ہے وقتاً فوقتاً اوسکے راے ہین دست اندازی بھی کرتا ہے اور وہ خادم اس جہت سے ہے کہ وہ مریض کے جسم کو اچھا کرنا یا اوسکے مزاج مرض کو بدلنا بغیر طبیعت کے نہین کر سکتا ہے پس وہ اسکے حق ہین ایک وجہ خاص سے سعی کرنے والا اور مدد دینے والا ہوا اور عموماً من کل الوجوہ اوسکا ممد و معاون بھی نہین ہے کیونکہ ایسے مقام ہین اور ایسے مسئلون ہین تقسیم صحیح نہین ہے پس طبیب من وجہ طبیعت کا خادم ہوا اور من وجہ اوسکا خادم نہوا۔

اسی طرح رسل علیہ السلام اور اونکے ورثہ حق تعالیٰ اور اوسکے امر کے خدمت ہین احوال مکلفین حکم ہین دو طور پہ ہین (ایک طور وہ ہے کہ حکم کرتے ہین اور مامور بہ کے واقع ہونے کا علم الٰہی ہین ارادہ بھی ہے اور دوسرا طور وہ ہے کہ حکم کرتے ہین لیکن مامور بہ کے واقع ہونے کا علم الٰہی ہین ارادہ نہین ہے) پھر بندے سے موافق ارادہ خدا کے امر صادر ہوتا ہے اور اللہ کا ارادہ اوسکے ساتھ موافق علم الٰہی کے ہوتا ہے اور علم الٰہی اوسکے ساتھ موافق علم دینی معلوم کے اپنی ذات کا وسکو ہوتا ہے پس معلوم اپنے ہی صورت پر ظاہر ہوا پس رسل علیہ السلام اور اونکے ورثا ارادہ کے ساتھ امر الٰہی کے خادم ہین اور مطلقاً وہ ارادہ کے خادم نہین اور رسل علیہم السلام مکلف سے ضرر دینے والی چیزون کو حکم الٰہی سے انکی سعادت حاصل ہونے کے لیے دور کرتے ہین اور جب وہ ارادہ الٰہی کے خادم ہوتے تو نصیحت نکرتے اور جب انھون نے نصیحت کی تو اوسی ارادہ سے کی پس رسول اور اونکے وارث نفوس کے لیے آخرت کے طبیب ہین اور جب اللہ انکو حکم کرتا ہے

تو وہ اوسکے فرمان کی اطاعت کرتے ہین پھر وہ اوسکے حکم اور ارادہ مین دیکھتے ہین پس وہ اللہ کو اوس چیز مین حکم کرتے دیکھتے ہین جو اوسکے ارادہ سے مخالف ہے پھر وہی ہوتا ہے جسکا اللہ نے ارادہ کیا ہے اسیواسطے امر ہوتا ہے پھر اوس امر کا ارادہ فرمایا ہے تب وہ واقع ہوتا ہے اور جس مامور بہ کی مامور سے واقع ہونے کا ارادہ نہین کرتا ہے تو وہ مامور سے نہین واقع ہوتا ہے اور اسکے نہ واقع ہونے کا نام مخالفت اور عصیان رکھا جاتا ہے پس رسول امر الٰہی کا پہونچا دینے والا ہے اور اسی واسطے رسول اللہ نے فرمایا کہ شَیَّبَتْنِی اٰخِرُ سُوْرَۃِ هُوْد یعنی مجھکو سورۂ ہود کے آخر نے پیر ناتوان کردیا اور اوسکے مثل اور بھی فرمایا ہے کیونکہ سورۂ ہود کا آخر اس آیت کو شامل ہے فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ یعنے جیسا تمکو حکم ہوا ہے اوسی پر تم مستقیم رہو اور آپ کو کَمَا اُمِرْتَ کے لفظ نے ضعیف کردیا کیونکہ آپ کو یہ علم نہ تھا کہ کیا ارادہ کے موافق حکم ہوا ہے تو واقع ہوگا یا ارادہ کے مخالف حکم ہوا ہے تو واقع ہوگا اور کوئی شخص ارادہ کے حکم کو بغیر واقع ہونے امر کے نہین پہونچا تا ہے لیکن وہ لوگ پہچانتے ہین جنکے چشم بصیرت کو اللہ نے کھولدیا ہے پھر وہ اعیان ممکنات کو اوسکے اعیان ثابتہ کے وقت جس حالت پر وہ ہوتا ہے چشم بصیرت سے ادراک کرلیتے ہین پھر اوسوقت وہ جیسا اوسکو دیکھتے ہین حکم کرتے ہین اور یہ کبھی کبھی اوقات مخصوصہ مین ہزار مین ایک کو ہوتا ہے اور یہ ہمیشہ مصاحب حال نہین رہتا ہے رسول اللہ کو حکم ہوا کہ قُلْ لَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ کہدو مین نہین جانتا ہون کہ میرے اور تمھارے ساتھ کیا ہوگا یعنی حجاب کی تصریح کردو اور کشف سے اسیقدر مقصود ہوتا ہے کہ بعض امور خاص پر اطلاع ہوجاوے نہ کہ اسکے سوا کل امور پر (مثل باری تعالیٰ کے واقفیت کے کیونکہ یہ جمالہ اللہ ہی کی شان ہے)۔

نوین حکمت نوریہ کی فص کلمۂ یوسفی مین

یہ حکمت نوری ہے اسکا نور حضرت خیال پر منبسط ہوتا ہے اور اہل عنایت سے یعنے

پیغمبرون مین وحی الٰہی کا آغاز اسی سے ہوتا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ پہلے جس سے رسول اللہ صلی اللہ وسلم کو وحی شروع ہوئی یہی سچے خواب تھے پھر جو خواب آنحضرت ؐ دیکھتے تھے وہ مثل صبح طلوع ہونے والے کے ظاہر ہوتے تھے آپ فرماتے ہین کہ اون خوابون مین کسی قسم کا خفا اور استتار نہ ہوتا تھا اور یہانتک انھین کا مبلغ علم تھا دوسرون کا علم اس قدر نہ تھا اور ایسے خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چھ مہینے تک ظاہر ہوتے رہے پھر آپ کے پاس فرشتہ آیا اور آپ یہ جانتی تھین جو رسول اللہ ؐ نے فرمایا ہے کہ تمام لوگ خواب مین ہین جب وہ مرینگے تو بیدار ہونگے ۔

تعبیر

اور جتنی چیزین کہ خواب کے وقت دیکھی جاتی ہین وہ اسی قبیل سے ہوتی ہین اور اونھین تعبیر کی حاجت ہوتی ہے اگرچہ حالات مختلف ہوتے رہین پھر اون کے کہنے کے موافق چھ مہینے گذر گئے بلکہ انسان کی عمر کی بھی یہی حالت ہے کیونکہ یہ خواب در خواب ہے اور جتنے واردات کہ اس قبیل کے ہوتے ہین اون کا نام عالم خیال ہے اسیواسطے اون امور کی تعبیر ہوتی ہے جو بنفسہ کسی ایک صورت پر ہین لیکن وہ کسی اور صورت مین ظاہر ہوئے ہین پھر تعبیر دینے والا اس صورت سے جسکو اوس نے خواب مین دیکھا ہے اوس صورت کی طرف تجاوز کرجاتا ہے جسپر وہ اصل مین ہے اگر اس نے سچی تعبیر دی ہے ۔ جیسے علم دودھ کے صورت مین ظاہر ہوا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی تعبیر دی اور فرمایا کہ اس دودھ کی صورت کا مآل علم ہے اور جب رسول اللہ ؐ کے پاس وحی آتی تھی تو آپ سے روزمرہ کے محسوسات سے لیے جاتے اور آپ کسی کپڑے سے ڈھانک لیے جاتے اور اون حاضرین سے جو آپ کے پاس ہوتے تھے اوسوقت آپ غائب ہوجاتے اور جب آپ سے یہ حالت دور ہوجاتی تو پھر وہ چیزین اپنے اپنے محل پر عود کرتی تھین اور آپ ان باتون کو عالم خیال مین ادراک کرتے تھے مگر اوسوقت آنحضرت ؐ کو نائم اور صاحب خواب نہین کہتے تھے اور اسی طرح جب آپ کے پاس فرشتہ مرد کی صورت مین آتا تھا تو وہ بھی عالم خیال مین تھا کیونکہ وہ در اصل مرد نہین ہے بلکہ وہ فرشتہ ہے انسان کی

صورت مین آیا ہے لیکن اہل نظر پہچاننے والے نے تعبیر دے دی اور اوسکی
اصلی صورت کو پہونچ گئے اور فرمایا کہ یہ جبرئیل ؑ ہین تمھارے پاس تمکو تمھارے دین کی
باتین سکھانے کو آئے تھے اور حاضرین سے آپ نے فرمایا کہ اوس آدمی کو میرے
پاس پلٹا لاؤ پس اسمین آپ نے صورت کی نسبت سے جس مین وہ لوگون کے پاس
ظاہر ہوے تھے اونکا نام آدمی رکھا پھر فرمایا کہ یہ جبرئیل ؑ ہین پس اس مین آپ نے
اون کے آدمی کے خیالی صورت کے مآل کو اعتبار کیا اور آپ دونون باتون مین
سچے تھے پہلے مین اپنے عین حسی یعنی چشم کی تصدیق کی اور دوسرے مین یعنی
جبرئیل کہنے مین آپ نے بصیرت یعنے قلب کی تصدیق فرمائی کیونکہ وہ واقعی
جبرئیل تھے اور حضرت یوسف ؑ صدیق نے فرمایا کہ انی رایت احد عشر
کوکبا و الشمس و القمر رایتھم لی ساجدین مین نے گیارہ ستارے
اور آفتاب اور ماہتاب کو دیکھا کہ وہ مجھکو سجدہ کر رہے ہین پس آپ نے بھائیون
کو ستارہ کی صورت مین دیکھا اور والد اور خالہ کو آفتاب اور ماہتاب کی صورت
مین دیکھا اور یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے تھی اور اگر مرئی کی طرف
سے ہوتی تو اون کے بھائیون کا ظہور ستارے کی صورت مین وہ صورت
جو دیکھی جاتی ہے اور والد اور خالہ کا ظہور آفتاب اور ماہتاب کی صورت مین
اون کی مراد کے موافق ہوتا لیکن جب اون کو حضرت یوسف علیہ السلام کے
رویا کی خبر نہوئی تو حضرت یوسف ؑ کی ادراک انھین کے خزانہ خیال مین رہی اور
جب یوسف علیہ السلام نے اس خواب کا قصہ باپ سے بیان کیا تھا تو حضرت
یعقوب علیہ السلام اسکو جان چکے تھے اسی واسطے آپ نے فرمایا کہ یا بنی لا تقصص
رویاک علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا اے میرے پیارے بیٹے تم اس
خواب کا قصہ اپنے بھائیون سے نہ بیان کرو تاکہ وہ لوگ تمھارے ساتھ کوئی
برا مکر کرین پھر حضرت یعقوب ؑ نے اپنی خبر کی اوس مکر سے برات بیان کی
اور اوس مکر کو شیطان سے لاحق کیا اور ان سے مکر کی نسبت شیطان کی طرف
خود ہی مکر تھا پھر آپ نے فرمایا کہ ان الشیطان للانسان عدو مبین
یعنی شیطان انسان کا ظاہر اور صاف دشمن ہے یعنے کھلم کھلا عداوت کرنیوالا ہے

پھر یوسف علیہ السلام نے اسکے بعد اخیر واقعہ مین فرمایا کہ ھذا تاویل رویای من قبل قد جعلھا ربی حقا یعنی یہی ہمارے پہلے خواب کی تعبیر ہے اللہ نے اوسکو صحیح کیا یعنے اوسکو صورت خیالی سے عالم محسوسات مین ظاہر کیا اور رسول اللہ نے فرمایا کہ سب لوگ سوے ہین پس اس تقدیر پر یوسف علیہ السلام کا یہ قول قد جعلھا ربی حقا بمنزلہ اوس شخص کے کلام کے ہوا جو نیند مین دیکھتا ہو کہ مین اوس خواب سے جسکو مین دیکھ رہا تھا جاگ گیا ہون پھر اوسیوقت اوس نے خواب کی تعبیر بھی نیند ہی مین دی ہو اور اسکو خبر نہین ہے کہ مین خود نیند مین ہون اور نیند مجھسے دور نہین ہوی ہے اور جب وہ اصل مین جاگے گا تو کہے گا کہ مین نے نیند مین ایسا خواب دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ گویا مین جاگ گیا ہون اور اس خواب کی فلان تعبیر دی ہے - یہی اس کی مثال ہے اب تم دیکھو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ادراک مین اور حضرت یوسف علیہ السلام کے اخیر واقعہ کے ادراک مین جبوقت اونھون نے کہا کہ ھذا تاویل رویای من قبل قد جعلھا ربی حقا کتنا فرق ہے ؟ اس آیت کے معنی یہ ہین کہ اللہ نے اس خواب کو جو خیال مین تھی محسوسات مین ظاہر کر دیا حالانکہ یہ پہلے ہی سے محسوسات مین تھی کیونکہ خیال ہمیشہ محسوسات چیزون کو بتاتا ہے اور سواے اسکے معقولات کو نہین بتایا اب دیکھو کہ سید الانبیا و خاتم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارثون کا علم کیسا شریف اور بلند تر ہے اور مین کلام کو عالم خیال کی تحقیق مین یوسف محمدی کی زبان سے بسط و تفصیل دونگا تاکہ تمکو اوسپر پورا وقوف ہو - انشاء اللہ تعالی -

اب مین کہتا ہون - تم سمجھو - کہ وہ جو عالم کا مسمی ہے یا اوسپر غیر حق بولا جاتا ہے اوسکو حق تعالی سے وہی نسبت ہے جو سایہ کو شخص سے ہے پس وہ اللہ تعالی کا ظل ہے اور یہ عین وہ نسبت ہے جو وجود کو عالم کی طرف ہے کیونکہ ظل بلا شک حس مین موجود ہے لیکن اسکا ظہور اسوقت ہوگا جب وہان کوئی شخص یا چیز ہو جسمین وہ ظل ظاہر ہو یہانتک کہ وہ ذات جسمین وہ ظاہر ہوتا ہے اگر تم اوسکو معدوم کر سکو تو وہ ظل ذہن مین معقول ہوگا اور خارج حس مین وہ موجود نہوگا بلکہ اوس شخص کی ذات مین جسکی طرف ظل منسوب ہے وہ بالقوۃ ہوگا جیسے درخت گٹھلی مین بالقوۃ ہوتا ہے پس یہ

ظل الٰہی جو عالم کا مسمی ہے اسکے ظاہر ہونے کے محل ممکنات کے اعیان ہین اور اوسکے
اعیان پر یہ ظل ممتد یعنے بچھے ہوئے ہین - پس اس ظل مین اوسیقدر ادراک ہوگا
جسقدر اوس ذات سے وجود اوس پر ممتد ہے لیکن ذی ظل کا ادراک اوس کے
اسم نور سے حاصل ہوتا ہے اور یہ ظل اعیان ممکنات پر صورت غیب مین ممتد یعنے
واقع ہوا ہے اور وہ صورت غیب اور ان کو مجہول ہے کیا تم نہین دیکھتے کہ سایہ مین
سیاہی ظاہر ہوتی ہے اور یہ اوسکے ذاتی خفا کے طرف اشارہ ہے کیونکہ ظل اور
ذی ظل کے درمیان مین مناسبت بعید ہے اور اگر ذی ظل ابیض یا احمر ہوتا ہی
تو اوسکا ظل بھی ویسا ہی ہوتا ہے کیا تم نہین دیکھتے کہ جب پہاڑ دیکھنے والے کی
نظر سے دور ہوتا ہے تو وہ سیاہ معلوم ہوتا ہے حالانکہ اصل مین وہ اس رنگ
پر نہین ہے جو حس مین معلوم ہوتا ہے اور اس رنگ کے ظاہر ہونے کا سبب بعد
دوری کے اور کوئی دوسرا سبب نہین ہے یا جیسے کہ آسمان کا نیلگون ہوتا ہے
یہی اجسام غیر منیرہ مین بعد ہی نے یہ نتیجہ دیا ہے کہ دیکھنے مین وہ سیاہ معلوم ہوتا
ہے - اسی طرح اعیان ممکنات کے منور نہین ہین کیونکہ وہ بنفسہ معدوم ہین اگرچہ
وہ حضرت علم مین ثبوت سے موصوف ہین مگر وجود سے موصوف نہین ہین کیونکہ
وجود ہی نور ہے اور اجسام نیرہ بعد سے حس مین چھوٹا معلوم ہوتا ہے پس یہ
بعد کی دوسری تاثیر ہے اسی واسطے حس اجسام نیرہ کو دور سے صغیر الجحم
ادراک کرتا ہے اور وہ بنفسہ اپنے عین مین اس مقدار سے بہت بڑے ہین اور کمیت
مین اس سے بدرجہا زائد ہین چنانچہ ہم دلائل سے جانتے ہین کہ مثلاً آفتاب
جرم مین زمین سے ایک سو ساٹھ مثل اور تین ثمن (۱۶۰ ۳/۸) بڑا ہے اور وہ
دیکھنے مین ایک سپر کے برابر ہے پس یہ بھی بعد ہی کا اثر ہے یعنے بعد کے دو اثر
ہین - اجسام نیرہ جیسے ستارہ وغیرہ ہین انکو دور حجم مین چھوٹا دکھلاتا ہے اور غیر نیرہ
کو سیاہ اور نیلگون بتلاتا ہے پس عالم سے ہم اوسی قدر جان سکتے ہین جتنا
ظل یعنی سایہ سے ہم ادراک کرتے ہین اور حق تعالیٰ سے اسقدر مجہول رہتا ہی
جتنا شخص سے رہتا ہے جس سے وہ ظل موجود ہے پس اس اعتبار سے
کہ وہ اوسیکا ظل ہے جانا جاسکتا ہے اور اس اعتبار سے کہ اوس ظل کی

ذات مجہول ہی کہ اوس ظل کی کیا صورت ہے جس سے یہ ظل ممتد ہوا ہے تو حق تعالی
بھی اس اعتبار سے مجہول ہے اسی واسطے ہم کہتے ہین کہ حق تعالی من وجہ مجہول ہی
اللہ تعالی نے فرمایا کہ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ کیا تم نے خدا کی طرف
نظر نہین کی کہ کیسے اوس نے سایہ کو ممدود کیا وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَہٗ سَاکِنًا
اور اگر وہ چاہے تو اوس کو ساکن کرے یعنے اپنے ذات مین اوسکو بالفعل سے
بالقوۃ کر دے فرماتا ہے کہ حق تعالی اس طرح نہین ہے کہ جب وہ ممکنات پر تجلی
کرے تب وہ ظاہر ہو اور یہ تجلی نہونے کے وقت وہ ظل اور ممکنات کے ہو
جنکا کوئی عین وجود مین ظاہر ہی نہین ہے ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَیْہِ دَلِیْلًا
پھر ہمنے اوس سایہ پر آفتاب کو دلیل اور بتلانے والا بنایا اور وہ آفتاب اسکا
اسم نور ہے جسکو مین بیان کر چکا ہون اور حس اوسکو مشاہدہ کرتی ہے
کیونکہ ظل کو بعد نور کے عین نہین ہوتا ہے ثُمَّ قَبَضْنَاہُ اِلَیْنَا قَبْضًا یَّسِیْرًا
پھر مین اوسکو اپنی طرف تھوڑا تھوڑا لیتا ہون اور اوسکو اپنی طرف لینے کی
وجہ یہ ہے کہ وہ اوسی کا ظل ہے پس وہ ظل اوسی سے ظاہر ہوا ہے اور اوسی
کی طرف ہر امر پلٹتے ہین پس وہ وہی ہے اور وہ اوسکا غیر نہین ہے اور وہ کل
چیزین جسکو تم ادراک کرتے ہو ممکنات کے اعیان مین حق تعالی ہی کا وجود ہے
اور باعتبار ہویت حق کے وہ اوسیکا وجود ہے اور باعتبار صورتوں کے اختلاف
کے وہ ممکنات کے اعیان ہین اور جیسے کہ صورتون کے اختلاف سے اوس سے
ظل کا نام دور نہین ہوتا ہے ویسے ہی صورتون کے اختلاف سے اوس سے
عالم اور غیر حق کا نام بھی دور نہین ہوتا ہے اور باعتبار احدیت کے اوسکا ظل
ہونا بھی حق ہے کیونکہ وہی واحد احد ہے اور باعتبار صورتون کی کثرت کے
وہی عالم متعدد ہے اب اہل فطانت و ذکاوت اوسکو سمجھ جاوین جسکو مین نے
تم سے کھول کر بیان کیا ہے اور جیسے امر وجود اس طرح پر ہے جیسا مین نے
تم سے ابھی ذکر کیا تو عالم متوہم ہی امر ہے اور اوسکو در اصل وجود نہین
ہے اور خیال کے یہی معنے ہین یعنے تمکو ایسا خیال ہوا کہ وہ ایک
شئے زائد ہے اور حق تعالی سے خارج اور منقسم قائم ہے اور

در اصل یہ اس طرح نہین ہے کیا تم نہین دیکھتے کہ جب سایہ اوس شخص سے ملا ہوا
ہوتا ہے جس سے وہ ممتد ہوا ہے تو اوس ظل کا انفکاک اوس اتصال سے محال
ہے کیونکہ ہر شئے کو اپنے ذات سے انفکاک محال ہے اب تم اپنے عین کو پہچانو
کہ تم کون ہو اور تمھارے ہویت کیا ہے اور تمکو حق تعالی سے کس چیز نے منسوب
کیا ہے اور کس جہت سے تم حق ہو اور کس جہت سے تم عالم ہو اور کس اعتبار
سے تم اوسکے غیر اور سوا سے اور مثل ان لفظون کے ہو اور اس علم مین علما متفاوت
ہین بعضون کو اسمین تھوڑا علم ہے اور بعضون کو بہت ہے اسواسطے بعض عالم ہین
اور بعض اعلم ہین پس حق تعالی اس ظل خاص کی نسبت سے صغیر اور کبیر اور صافی
اور اصفی ہے جیسے نور کو شیشہ سے نسبت ہے کہ وہ شیشہ مین دیکھنے والے سے
حجاب مین ہونے کے سبب سے اوسی کے رنگ سے رنگ بہ رنگ
ہوتا رہتا ہے اور در اصل اوسکو کوئی رنگ نہین ہے لیکن اسی طرح آبگینہ
کے رنگ سے وہ مختلف رنگون مین دکھلائی دیتا ہے اور مین اسکو تمھارے
حقیقت کی مثال خدا کے ساتھ بعینہ دیکھتا ہون اب اگر تم کہو کہ نور شیشہ کی سبزی
کے سبب سے سبز ہے تو تم سچ کہتے ہو اور اسوقت تمھارا شاہد حس ہے اور
اگر تم کہو کہ وہ سبز نہین ہے اور نہ اوسکو اصل مین کوئی رنگ ہے کیونکہ یہ تمکو دلیل
سے معلوم ہوتا ہے تو بھی تم سچ کہتے ہو اور اسوقت تمھارا شاہد نظر عقلی
صحیح ہے پس یہ نور ظل سے ممتد ہے اور یہ ظل عین شیشہ ہے پس وہ شیشہ اپنی
صفائی کے سبب سے ظل نوری ہے اسی طرح ہمارے بنی نوع سے
جو کوئی صفائی کے سبب سے حق تعالی کے ساتھ زیادہ متحقق ہے تو اوسمین
حق تعالی کی صورت اور مظاہر سے زیادہ ظاہر ہوتی ہے اور ہمارے نوع انسان
سے بعض ایسے ہین کہ حق تعالی اونکا سمع اور بصر اور کل قوا اور جوارح
ہوتا ہے کیونکہ اس سے شارع نے حق تعالی کی طرف سے خبر دی ہے اور
اسکے ساتھ ہی وہ عین ظل باقی رہتا ہے کیونکہ سمعہا وبصرہا کی ضمیر
اوسی بندے کی طرف عود کرتی ہے اور سوا اسکے اور بندے اس طرح
نہین ہین پس اس بندے کو اور لوگون سے حق تعالی کے وجود مین

زیادہ قرب کی نسبت ہے - اور جب اصل امر اسکے موافق ہوا جسکو مین نے ثابت کیا ہے
تو تم محض خیال ہوے اور تمہارے سبھی مدرکات جنکو تم غیر حق کہتے ہو وہ بھی خیال
ہوے اور تمام موجودات اور وجود خیال در خیال ہین اور وجود حق باعتبار اپنی
ذات اور عین کے خاصکر اللہ ہی ہے اور وہ باعتبار اوسکے اسماکے نہین ہے کیونکہ
اوسکے اسماکے دو مدلول ہین ایک مدلول وہ ہے جو اوسکا عین اور حق تعالی کی
ذات ہے اور یہ مسمی کا عین ہے اور دوسرا مدلول وہ ہے جسپر اسم دلالت کرتا ہی
اور اوس سے ایک اسم دوسرے اسم سے جدا ہوتا ہے اور امتیاز پاتا ہے یعنے وہ
صفت ہے کیونکہ دو اسمون مین وہی ما بہ الفضل اور ما بہ الامتیاز ہے ورنہ کہان
عفو اور کہان ظاہر اور کہان باطن اور کہان اول اور کہان آخر اب تم کو ظاہر ہو گیا
کہ وہ کونسی جہت ہے جس سے ایک اسم دوسرے کا عین ہے اور وہ کونسی جہت
ہے جس سے ہر اسم دوسرے کا غیر ہے پس جس اعتبار سے کہ وہ مدلول اوسکا
عین ہے تو وہ حق ہے اور جس اعتبار سے کہ وہ اوسکا غیر ہے تو وہ خیالی حق ہے
جسکے درپئے ہم تھے سبحان اللہ کیا پاک ہے وہ ذات عالی جسکی دلیل خود ہی
اوسکا نفس ہے اور اوسکی ہستی اوسی کی عین ذات سے ثابت ہوتی ہے
اور جو کچھ کہ ہستی مین ہے اوسپر احدیت دلالت کر رہی ہے اور جو کچھ کہ خیال مین
ہے اوسپر کثرت دلالت کرتی ہے پس جو کوئی کثرت پر قائم رہا وہ عالم کے ساتھ رہا
اور اسما الہیہ اور اسماے عالم کے قرین ہوا اور جو کوئی احدیت پر قائم رہا تو وہ باعتبار اوسکی
ذات کے جو عالم والون سے غنی ہے حق تعالی کے ساتھ رہا اور اسوقت اوسکو حق تعالی
کی معیت باعتبار اوسکی صورتون کے نہوگی اور جب حق تعالی عالم والون سے غنی ہے
تو غنا بعینہ اوسکی طرف اسما کی نسبت سے بھی غنا ہے کیونکہ اسما جیسے کہ ذات احدیت
پر دلالت کرتے ہین ویسے ہی دوسرے مسمیات پر دلالت کرتی ہین اور اون مسمیات
کو اونہین اسماکے اثار ثابت کرتے ہین - اللہ تعالی نے فرمایا - قل ھو اللہ احد
تم کہو کہ وہ اللہ باعتبار اپنے عین کے احد اور ایک ہے - اللہ الصمد اور اللہ
باعتبار ہمارے وجود اور کمالات کے اوس کی طرف منسوب اور مستند ہونے
کے صمد ہے یعنے کسیکا محتاج نہین ہے اور کل اوسکے محتاج ہین

لم یلد باعتبار اپنی ہویت اور نحن ہونے کے اپنے کیکو نہین جنا ہے و لم یولد باعتبار
ہویت اور نحن ہونے کے وہ کسی دوسرے سے پیدا نہین ہوا و لم یکن لہ کفواً احد
اور باعتبار ہویت اور نحن ہونے کے کوئی اوسکا مثل نہین ہے پس یہی اوسکی صفت ہی
اور قل ہو اللہ احد سے اوسکی ذات فرد ہوئی اور اوسکی صفتون سے جو ہم لوگون کو معلوم
ہے اوس کی کثرت ظاہر ہوئی پس ہم لوگ پر حم سے پیدا کرتے ہین اور دوسرون
سے پیدا ہوتے ہین اور ہم سب لوگ اوسکی طرف مستند ہین اور ہم لوگ ایکدوسرے
کے مثل اور قرابتدار ہین اور یہ ذات واحد ان صفتون سے غنی اور بے پروا ہی
جیسے وہ ہم لوگون سے غنی اور بے احتیاج ہے اور اللہ تعالیٰ کی نسب یہی سورۂ
اخلاص ہے اور اسی بارہ مین یہ سورہ اوتری ہے اور اللہ تعالیٰ کی احدیت کو جو باعتبار
اسماے الٰہی کے ہے اور وہ ہم لوگون کے طالب ہین کثرت کی احدیت کہتے ہین
اور احدیت کو اللہ کے جو ہم لوگون اور اسماے غنا کی جہت سے ہے عین کی
احدیت بولتے ہین اور ان دونون پر اسم احد کا اطلاق ہوتا ہے اسکو سمجھو اور اللہ نے
ظلال کو بنایا اور داہنے بائین سے اوسکو پلٹایا اور سر فرو کرایا تاکہ وہ تمھارے لیے
تمیز اور اوسپر دلیل ہو اور تم پہچانو کہ تم کون ہو اور تم کو اوس سے کیا نسبت ہے
اور اوسکو تم سے کیا نسبت ہے اور کہان سے اور کس حقیقت الٰہی سے ماسواے حق کو
اللہ کی طرف احتیاج کلی ہوئی اور وہ اس فقر سے متصف ہوا اور کہان سے اوسکو
فقر نسبی بعض کو بعض کی طرف احتیاج ہونے سے حاصل ہوئی اور اوس سے
وہ موصوف ہوا اور تاکہ تم کو معلوم ہو کہ کہان سے اور کس حقیقت سے حق تعالے
لوگون سے غنا کی صفت سے موصوف ہوا اور کہان سے وہ اہل علم سے غنی ہوا
اور عالم غنا سے متصف ہوا یعنی عالم کے بعض کو بعض سے اوسی جہت مین غنا
ہے جس مین اوسکو اوسی سبب سے افتقار ہے کیونکہ عالم کو اسباب کی طرف
بیشک افتقار ذاتی ہے اور تمام اسباب سے بڑا سبب اوسکے لیے حق تعالی
کا سبب ہوتا ہے اور عالم کو اللہ کے احتیاج مین سواے اسماے الٰہی کے اور
کچھ سبب نہین ہے اور اسماے الٰہی اون اسمون کو کہتے ہین جسمین عالم کو اپنے
مثل کے عالم مین یا عین ذات حق مین احتیاج ہو لیکن وہی اسم جسمین عالم کو

احتیاج ہے اللہ سے اور اسیواسطے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید۔ اے لوگو تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی غنی اور جمیع صفات سے محمود ہے اور ظاہر ہے کہ ہم لوگون کو بعض کو بعض سے حاجت ہے اسواسطے ہمارے اسما یا ہماری ذات اللہ ہی تعالیٰ کے اسما ہین کیونکہ بے شک اوسکی طرف احتیاج و اقتضا ہے اور ہمارے اعیان نفس الامر مین اوسکی ظل ہیں اور اوسکی غیر نہین ہین اور باعتبار حقیقت کے وہ ہماری ہویت ہے اور باعتبار تقیید کے وہ ہماری ہویت نہین ہے پس وہ من وجہ میری ہویت ہے اور من وجہ میری ہویت نہوا۔ اور مین نے اللہ کی معرفت کا طریقہ ہموار اور درست کر دیا اب تم نظر کرو اللہ تعالیٰ بندہ کی زبان سے سچ فرماتا ہے اور سالکون کو وہی راستہ بتلاتا ہے۔

وسطی حکمت احدیت کی فص کلمہ ہودیہ مین ہے

ان اللہ علی الصراط المستقیم۔ اللہ تعالیٰ مستقیم راستہ پر ہے یعنی ظاہر ہے اور مخفی نہین ہے اور علی العموم اوسکا عین ہر چھوٹے اور بڑے اور جملہ چیزون کے جاننے اور نہ جاننے والون مین ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر ادنیٰ اور اعلیٰ مین وسیع ہے وما من دابۃ فی الارض الا ھو اٰخذ بناصیتہا ان ربی علی صراط مستقیم ہر چلنے والے کی پیشانی اوسی کے ہاتھ مین ہے اور میرا رب سیدھی راہ پر ہے پس ہر چلنے والا بلکہ ہر شئے اپنے رب کی سیدھی راہ پر ہے پس اسوجہ سے وہ مغضوب علیہم مین داخل نہوا اور نہ ضالین مین جب کہ ضلالت اور غضب الٰہی دونون عارضی امور ہین اور انکا مآل کار رحمت ہے تو رحمت ہی ہر شئے پر وسیع ہوئی اور یہ رحمت غضب پر سابق ہے اور حق تعالیٰ کے سوا سب چیزین دابہ ہین کیونکہ سب ذی روح ہین اور عالم مین کوئی ایسی شئے نہین ہے جو بنفسہ حرکت کرتی ہو بلکہ وہ سب اپنے غیر سے اوسکی متابعت کے سبب سے حرکت کرتے ہین جو راہ مستقیم پر ہے اور وہ راستہ جب ہی ہوگا کہ وہ اوسپر مشی اور رفتار کرے۔

اذا دان لك الخلق		جب خلوق تمہاری رام اور فرمان بردار ہے۔

فقد دان لك الحق
وان دان لك الحق
فقد لا يتبع الخلق
فحقق قولنا فيه
فقولي كله حق
فما في الكون موجود
تراه ما له نطق
وما خلق تراه العين
الا عينه حق
ولكن مودع فيه
لهذا صورة حق

تو حق تعالی بھی تمھارا رام اور فرمان بردار ہے
اور جب حق تعالی تمھارا مطیع اور منقاد ہے
تو کبھی مخلوق اوسکے پیرو نہین ہوتے ہین
اور میری باتون کو اسمین صحیح اور درست جانو
کیونکہ میری کل باتین صحیح اور درست ہین۔
اور عالم مین کوئی ایسا موجود نہین ہے
جس کے لیے تم نطق اور زبان نہین دیکھتے ہو
اور جن مخلوقات کو کہ آنکھ دیکھتی ہے
اون سب کا عین حق تعالی ہی ہے
اور حق تعالی کی اونمین ودیعت بدیع مفوض ہے
اسیواسطے یہ صورتین مثل موتیون کے اوسکے درج مین ہین

اور جاننا چاہیے کہ علوم الہی ذوقی جو اہل اللہ کو حاصل ہین وہ قوا کے اختلاف سے جو اون علوم سے حاصل ہین مختلف ہین حالانکہ اون سب کا مرجع ایک ہی عین ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ مین اونکا سمع ہوتا ہون جس سے وہ سنتا ہے اور مین اوسکا بصر ہوتا ہون جس سے وہ دیکھتا ہے اور مین اوسکا ہاتھ ہوتا ہون جس سے وہ گرفت کرتا ہے اور مین اوسکا پیر ہوتا ہون جس سے وہ چلتا پھرتا ہے پس اس حدیث مین مذکور ہے کہ حق تعالی کی ہویت ان جوارح کا عین ہے اور یہ جوارح بندون کے عین ہین پس ہویت ایک ہی ہے اور جوارح مختلف ہین اور ہر فرد عضو کو جسے جارحہ کہتے ہین ایک علم ذوقی مختص ہے اور یہ کل علوم ہر ہر عضو کے ایک ہی عین سے ہین اور جوارح کے اختلاف سے وہ علوم بھی مختلف ہوتے ہین جیسے پانی کی حقیقت واحد ہے لیکن مقامات اور جگھون کے اختلاف سے وہ مزہ مین مختلف ہوتا رہتا ہے کیونکہ بعض شیرین اور پیاس بجھانے والا ہے اور بعض شور اور کھاری ہے لیکن تمام حالات مین وہ پانی ہی رہتا ہے اور اپنے حقیقت سے بدلتا نہین ہے اگرچہ اسکے مزے بدلتے رہتے ہین لیکن ماہیت وہی رہتی ہے

اور یہ حکمت ارجلی یعنے پیر کا علم ہے کیونکہ یہ سلوک سے حاصل ہوتا ہے
(اور سلوک لغوی معنی سے پیر کے متعلق ہے) اور اللہ تعالی نے اسکو لفظ
اکل مین اشارۃً اون لوگون کی شان مین ذکر فرمایا جنپرا وسنے اس حکم کو لکھا
اور وہ لوگ اسکو قائم نہ کیے لاکلوا من فوقهم ومن تحت ارجلهم یعنے اگر وہ
لوگ اوسکو قائم کرتے تو وہ علوم الہیہ سے غذا کرتے جو اُن کے روحون پر
فیضان ہوتا اور اون علوم سے وہ پرورش پاتے جو سلوک سے اونکو حاصل ہوتا
اور یہ حکمت ارجل کا علم اس لیے ہے کہ طریق جسکے معنی صراط کے ہین وہ سلوک
یعنی رفتار اور چلنے پھرنے کے لیے ہے اور چلنا پھرنا بغیر ارجل یعنے پیرون کے
کبھی نہین ہوسکتا ہے اور یہ شہود جو اوسکے پیشانی کے پکڑنے مین اللہ تعالے
کے ہاتھ سے ہے جو صراط مستقیم پر ہے عالم اذواق سے اسی فن خاص (یعنے
علم ارجل) کا نتیجہ دیتا ہے۔ ونسوق المجرمین اور مین مجرمون کو چلاونگا۔ اور یہ
مجرمین وہ لوگ ہین جو اوس مقام کے مستحق ہین جسکی طرف اللہ نے اونکو ریح دبور
سے روانہ کیا ہے اور اللہ نے اونکو اونکے نفسون سے اوس ریح دبور سے
ہلاک کیا ہے پس حق تعالے اونکی پیشانیون کو پکڑتا ہے اور ہوا اونکو چلاتی ہے
اور یہ ہوا عین اونکے خواہشات اور ہواے نفسانی ہین جنپر وہ پہلے سے تھے
الی جہنم جہنم کی طرف اور یہ جہنم وہی بُعد ہے جو اونکے وہم مین تھا اور
جب اللہ نے اونکو اوس مکان مین بھیجا تو وہ لوگ عین قرب مین آگئے اور
اونکے حق مین جہنم کا مسمی اون سے دور ہوگیا اور استحقاق کے سبب سے وہ
قرب کے نعیم سے فائز ہوے کیونکہ وہ لوگ گنہگار اور مجرم تھے۔ اور اللہ
تعالی نے اونکو اس مقام ذوقی لذیذ ورفیع کو احساناً نہ دیا ہے بلکہ اون لوگون
نے اوسکو اپنے حقائق کے استحقاق سے عمل کے وسیلہ سے لیا ہے اور
اوس اعمال پر یہ لوگ پہلے تھے اور وہ لوگ صراط مستقیم پر اپنے اعمال
سے چل پھر رہے تھے کیونکہ اونکی پیشانی ایسے مالک کے ہاتھ مین تھی جو اس
صفت کا موصوف ہے اور وہ لوگ اوس طرف اپنے ارادہ سے بخوشی ورضا
نہین گئے ہین بلکہ وہ جبراً اوس طرف چلائے گئے ہین یہانتک کہ وہ عین قرب

اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے نصرت بالصبا واہلکت عاد بالدبور یعنی مجھکو صبا سے نصرت ہوئی اور قوم عاد دبور سے ہلاک ہوئی ۱۲ مترجم

میت کی طرف مین پہونچ گئے ۔ ونحن اقرب الیہ منکم ولا تبصرون اور میت کی طرف ہم تمسے زائد قریب ہون لیکن تم دیکھتے نہین اور وہ میت اسواسطے دیکھتی ہے کہ اوسکا پردہ کھولدیا ہے اسیواسطے اوسکی بصر تیز ہے اور وہ کسی میت سے مخصوص نہین ہے یعنے قرب مین شقی سے سعید کے ساتھ مخصوص نہین ہے پس اخبار الٰہی مین خدا کے بندہ کے ساتھ قریب ہونے مین کوئی خفا اور استتار نہین ہے اور کوئی قرب اس سے زائد نہین ہے کہ حقتعالٰے کی ہویت بندہ کے اعضا کی عین ہو اور بندہ یہی اعضا اور قوا ہی ہے اور اسکے سوا وہ دوسری چیز نہین ہے پس بندہ حق ہے اور وہی خلق مین حق مشہود ہے پس خلق معقول ہے اور حق تعالٰے محسوس ہے اور مومنین اور اہل کشف ووجدان اوسکو خلق مین مشاہدہ کرتے ہین اور جو لوگ کہ ان دونون کے سوا ہین اونکے نزدیک حق تعالٰے معقول ہے اور خلق مشہود ہے پس یہ لوگ بمنزلہ کھاری اور شور پانی کے ہین اور جماعت اولی بمنزلہ شیرین پانی پیاس بجھانے والے کے ہین اور وہ اسکے پینے والے کو سائغ اور حلق سے فرو ہونے والا ہے اور لوگون کی دو قسمین ہین ایک وہ ہین جو راستہ پہ چلتے ہین اور اوسکو اور اوسکے غایت کو اپنے حق مین اوس راستہ پر پہچانتے ہین اور دوسرے وہ لوگ ہین جو راستہ پہ چلتے ہین مگر اوسکے غایت اور انجام کو نہین پہچانتے اور یہ عین وہی راستہ ہے جسکو دوسری قسم نے پہچان لیا ہے پس عارف اللہ کی طرف بصارت اور چشم بینش سے بلاتا ہے اور غیر عارف اللہ کی طرف تقلیداً اور جہالتہً بلاتا ہے کیونکہ یہ علم خاص اسفل السافلین سے حاصل ہوتا ہے اسلیے کہ ارجل یعنے پیر شخص سے نیچے ہے اور جو اوس سے بھی نیچے ہے تو وہ اسفل ہے اور پیر کے نیچے راستہ ہی ہے پس جسنے جان لیا کہ حق تعالٰی عین طریق ہے تو اسنے اصل امر کو اصلی طور سے پہچان لیا کیونکہ اوسی ذات جل وعلا مین وہ چلا ہے بدینوجہ کہ وہی معلوم ہے اور وہی عین سالک اور مسافر پس عالم بھی سوا اوسکے اور چیز نہین ہے اب اپنی حقیقت پہچانو کہ تم کون ہو اور اپنا راستہ جانو کیونکہ اصل الامر تمکو ترجمان الحق کی زبان سے ظاہر ہوگیا ہے اگر تم سمجھ گئے ہو اور وہ ترجمان حق کی زبان صحیح ہے

اور اسکو وہی سمجھے گا جسکو حق تعالے نے سمجھا دے کیونکہ حق تعالے کی بہت نسبتین ہین
اور اوسکے مختلف جہات ہین۔ کیا تم قوم ہود کو نہین دیکھتے کہ جب اونھون نے کہا
هذا عارض ممطرنا یہ ابر ہملوگون کو بارش دینے والا ہے۔ تو اونھون نے اللہ تعالے
کے ساتھ ظن خیر کیا اور حق تعالی بندے کے گمان کے پاس ہی ہے جو وہ حق سے
رکھتا ہے پھر اللہ تعالی نے اونکے اس قول سے لفظ بل کے ساتھ اضراب کیا اور (فرمایا
کہ **بل هو ما استعجلتم به** بلکہ یہ وہی چیز ہے جسکی تم عجلت کر رہے تھے) اور اونکو
اوس چیز سے خبر دی جو قرب مین نہایت ہی تام و کمال درجہ ہے کیونکہ جب اللہ تعالے نے
اونپر بارش بھیجی تو وہ زمین کا بہرہ تھا اور اون تخمونکا پٹانا اور پانی دینا تھا جو اوسمین
بوے گئے ہین اور اوس بارش کے نتیجے پر بعد کو ہونچینگے اسیواسطے اللہ نے اونسے
فرمایا کہ **بل هو ما استعجلتم به ريح فيها عذاب اليم** بلکہ یہ وہ چیز ہے جسکی تم
جلدی کر رہے تھے یہ ریح ہے جسکا مزا راحت ہے اور اسمین ستانے والا عذاب ہے
(جسکا انجام عذوبت اور حلاوت ہے) اور اسمین اللہ تعالے نے اوسکی راحت کی
طرف اشارہ فرمایا ہے کیونکہ اسی ریح نے اونکو اس ہیکل تاریک اور راستہ
دشوار گذار و ناہموار حجب سیاہ و دیجور سے راحت بخشی ہے اور اس ریح مین عذاب
ہے یعنی ایک ایسی چیز ہے جسکو وہ آیندہ شیرین اور لذیذ سمجھینگے جب وہ اوسکو
چکھین گے۔ مگر یہ بالفعل اونکو مالوف کے ترک ہونے سے ستائیگی اور آزار دیگی
پھر عذاب نے اونمین ہاتھ لگایا اور اونکو ہلاک کیا پھر اس ہوا مین اونکا امر مطلوب
اوس سے زیادہ قریب ہوا جیسا اونھون نے اوسکو خیال کیا تھا **فدمرت**
كل شئ بامر ربها فاصبحوا لا ترى الا مساكنهم پھر اوس ہوا نے اپنے رب
کے حکم سے ہر چیز کو ہلاک کر دیا اور وہ اس طرح ہوگئے کہ صرف اونکا مسکن اور
مکان ہی دیکھا جاتا تھا اور وہ مکان اور مسکن اونکے جثہ اور بدن تھے جنکو اونکے
حقائق روحون نے آباد اور معمور کیا تھا اور اون سے اس نسبت خاصہ کی
حقیقت زائل ہوگئی اور اونکے ہیاکل اور صورتون پر وہ حیات خاص باقی
رہی جو اجسام پر حق تعالی سے فائض ہے اور اوسی حیات سے حق تعالی
کے نزدیک اونکے ہاتھ اور پیر اور پوست ناطق ہو کر گواہی دینگے اور

اونکی رائین اور چابکین یعنے بلائین کلام کرینگی اور یہ سب بخصوص اونکی مین تصریح وارد
ہین ۔ مگر اللہ تعالے نے اپنے نفس کو غیرت سے موصوف کیا ہے اور
غیرت ہی سے اوس نے فواحش اور برے کامون کو حرام کیا ہے اور فحش
وہی ہے جو ظاہر ہوا اور جو فحش کہ باطن ہے وہ اوسکے اعتبار سے فاحش
ہے جسکے نزدیک صفت فحش کی ظاہر ہوئی ہے اور جب اوسنے فواحش کو حرام کیا
یعنی اس حقیقت کے اظہار کو منع کیا جسکو مین ذکر کرچکا ہون تو اوس نے اوسکو
غیرت سے چھپایا اور وہ حقیقت یہ ہے کہ حقتعالے اشیا کا عین ہے اور وہ غیرت
باعتبار غیر ہونے کے تم ہی ہو اور غیر کہتا ہے کہ یہ سمع زید کا سمع ہے اور عارف
کہتا ہے کہ یہ سمع عین حق تعالے کا ہے اور اسی طرح دوسرے باقی قواے اور
اعضا مین ہے اسیواسطے ہر کسی نے حق تعالے کو نہین پہچانا اور اسی سبب سے
لوگ متفاوت ہوے اور اون لوگون کے مرتبے مین باہم امتیاز ہوئی اور فاضل
اور مفضول دونون ظاہر ہوے اور جب اللہ تعالی نے مجکو اپنے انبیاء اور رسولون
کے اعیان پر جو نوع بشر سے کل از آدم تا محمد صلے اللہ علیہ وسلم تھے اطلاع دی
اور ایک مقام یا مرتبہ مین اونکے اعیان کو مجکو مشاہدہ کرادیا تو مین اوسی مقام
اور مرتبہ مین شہر قرطبہ مین ۵۸۶ ہجری مین مقیم ہوا اور اوس جماعت سے کسی
نے سواے ہود علیہ السلام کے مجھسے کلام نہ کیا اور اونھون نے مجکو اونکے
جمع ہونے کے سبب سے خبر دی اور مین نے حضرت ہود کو اور لوگون مین ضخیم
اورتن آور اور حسین اور خوش بیان دیکھا اور امور حقائق کا اونکو عارف اور
کاشف پایا اور ہماری دلیل اونکے لیے امور حقائق کے کشف پر یہ آیت ہوئی

وما من دابة الا هو آخذ بناصيتها ان ربي على صراط مستقيم

یعنی کوئی چلنے والا ایسا نہین ہے جسکی پیشانی اللہ تعالی کے ہاتھ مین نہو یعنی
سب کے اختیارات اوسی کے زمام قدرت مین ہین اور میرا پروردگار جل شانہ
راہ مستقیم پر ہے ۔

اور مخلوق کو اس کلام سے زیادہ کیا بشارت ہوگی پھر بڑا احسان اللہ کا ہم لوگون پر
یہ ہے کہ اس کلام کو حضرت ہود علیہ السلام سے قرآن مین ہملوگون تک پہونچایا

پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے جو تمام حقایق کے جامع تھے اوسکو اوس حدیث سے تمام و
کمال بیان کر دیا جسمین حق تعالی نے خبر دی ہے کہ حق تعالے سمع اور بصر اوس بندہ کا اور پیر کا
عین ہے اور جمیع حواس کا عین ہے اور اوسکا قواے روحانی کا عین ہونا حواس سے
زیادہ قریب بعقل ہے اسیواسطے رسول اللہ نے اقرب مجہول الحد کو نہ بیان فرمایا
اور فقط ابعد معلوم الحد پر اکتفا فرمایا اور حق تعالی نے ہملوگون سے اپنے نبی ہود علیہ السلام
کے کلام کو جو اپنی قوم سے فرماتے تھے بیان فرمایا تا کہ ہملوگون کو بشارت ہو اور حضرت
رسول اللہ نے اللہ تعالی سے اونکے کلام کو ہملوگون سے ہماری بشارت کے لیے
ترجمہ فرمایا پھر یہ علم اون لوگون کے سینہ مین کامل و مکمل ہو گیا جنکو اللہ نے علم وادراک
عنایت فرمایا ہے اور اللہ نے فرمایا کہ وما یجحد بایاتنا الا القوم الکافرون اور
میری آیتون سے وہی لوگ انکار کرتے ہین جو حقتعالی سے محجوب اور ساتر ہین اور
وہ لوگ اوسکو حسد اور بخل اور ظلم سے چھپاتے ہین اگرچہ وہ اوسکو پہچان گئے ہون اور
مین نے کبھی کسی آیت یا حدیث مین یہ نہین دیکھا کہ اوس مین تحدید نہ خواہ اوسکو
قرآن مین اللہ تعالی نے اپنے بارہ مین فرمایا ہو یا رسول اللہ نے ہملوگون سے حدیث مین
اوسکو پہونچایا ہو اور اوسکا مرجع حقتعالی کی طرف ہوتا ہو خواہ وہ تنزیہ یا غیر تنزیہ پہلی
صفت اوسکی عما ہے کہ نہ اوسکے اوپر ہوا ہے اور نہ اوسکے نیچے ہوا ہے پس
حق تعالی اسمین خلق کو پیدا کرنے کے پہلے سے تھا پھر ذکر فرمایا کہ وہ عرش پر مستوی
ہے یہ بھی تحدید ہے۔ پھر ذکر فرمایا کہ وہ سماء دنیا پر اوترتا ہے پس یہ بھی تحدید ہے
پھر ذکر کیا کہ وہی آسمان مین ہے اور وہی زمین مین ہے اور وہی ہمارے ساتھ ہے
جہان کہین ہم سب ہون یہان تک اوسنے خبر دیدی کہ وہ ہملوگون کا عین ہے اور
ہملوگ محدود ہین تو اوس نے اپنے نفس کو محدود ہونے سے موصوف کیا اور آیت
لیس کمثلہ شیء بھی حد ہے اگر ہم کاف کو زائد لین اور صفت کے لیے نہین کہین جو محدود
سے متمیز ہوتا ہے تو وہ بھی محدود ہوتا ہے کیونکہ وہ عین یہ محدود نہین ہے پس
اطلاق تقیید کی قید کے ساتھ بھی مقید ہے اور مطلق اطلاق کی قید سے مقید ہے اور یہ سمجھ
والے کے لیے ہے اور اگر ہم کاف کو صفت کے لیے کہین تب تو ہمنے اوسکو محدود ہی
کر دیا اور جب ہم لیس کمثلہ شیء کو مثل کے نفی کے لیے لیوین تو ہمنے اوسکے مفہوم اصلی

اور حدیث صحیح سے یقیناً جان لیا کہ وہ اشیا کا عین ہے اور محدود ہی اگرچہ اوسکے حدود مختلف ہون پس وہ ہر محدود کی حد سے محدود ہے اور جب کسی شے کی حد ہوتی ہے تو وہ حقتعالیٰ ہی کی حد ہے اور وہی مخلوقات زمانی اور غیر زمانی مین ساری ہی اور اگر یہ امر صحیح نہوتا تو کسی موجود کا وجود صحیح نہین ہوتا اور وہ عین وجود ہے اور وہ ہر شے پر بذاتہ محافظ ہے اور اوسکو شے کی محافظت تھکاتی نہین ہے پس اوسکو کل اشیا کی حفاظت کرنی عین اپنی صورت کی حفاظت ہے اور وہ اس سے پاک ہے اور بدتر ہے کہ کوئی شے اوسکی صورت کا غیر ہو اور سوا اوسکے دوسری صورت صحیح نہین ہی پس شاہد ہے شاہد وہی ہی اور مشہود سے مشہود وہی ہے اور تمام عالم اوسکی صورت ہی اور وہ حق تعالی تمام عالم کا روح ہی اور وہی عالم مدبر ہے اور یہ تمام عالم ہی انسان کبیر ہے جسکا حق تعالیٰ روح ہی

وهو الكون كله	وهو الواحد الذي	پس وہی تمام ہستی ہے اور وہی ایسا واحد ہے کہ اوسکے
قائم كوني بكونه	ولذا قلت نغتذي	ہستی سے میری ہستی قایم ہی اسیواسطے مین نے کہا کہ ہم سب غذا کرتے ہین
فوجودي غذاءه	وبه نحن نحتذي	پس میرا وجود اوسکا غذا ہی اور ہم بھی غذا کرنے مین اوسکے پیرو ہین
فيه منه ان نظر	بوجه تعوذ ـه	اور اگر تم دیکھو تو ایک جہت سے اوسکے ساتھ اوسی سے میرا استعاذہ ہی

اور اسی کرب کے سبب سے اللہ نے تنفس لیا پھر وہ تنفس اسم رحمن کی طرف منسوب ہوئی کیونکہ حق تعالیٰ نے اسی اسم سے اون چیزون پر رحم کیا جنکو نسبت الہیہ طالب تھی۔ اور وہ طلب صورت عالم کو موجود کرنا تھا اور صورت عالم وہی ہے جسکو مین نے حقتعالیٰ کا ظاہر کیا ہی کیونکہ حقتعالیٰ ہی ظاہر ہے اور حق تعالیٰ ہی اوس صورت کا باطن ہے کیونکہ باطن بھی وہی ہے اور وہی اوّل ہے جس وقت وہ تھا اور عالم یعنے یہ صورت نہ تھی۔ اور وہی آخر ہے کیونکہ اعیان عالم کے ظاہر ہونے کے وقت ہی اوسکا عین تھا پس آخر عین ظاہر ہے اور باطن عین اوّل ہے اور وہ ہر شے کو جانتا ہی کیونکہ وہ اپنے نفس کو جانتا ہے پھر جب اوس نے صورتون کو نفس رحمانی مین ظاہر کیا تو پھر اون نسبتون کا تسلط ظاہر ہوا جنکو اسماے الٰہی سے تعبیر کرتے ہین اور اب عالم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف صحیح ہوئی اسیواسطے اہل عالم حق تعالیٰ کی طرف منسوب ہوئی رسول اللہؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ آج مین

تمھاری نسبتون کو پست کرونگا اور اپنی نسبتون کو بلند کرونگا یعنے آج مین تمسے اون نسبتون کو لے لونگا جو تمکو تمھارے نفس کی طرف ہے اور تمھاری اون نسبتون کو اپنی طرف رجوع کرونگا واین المتقون اور کہان ہین تقوے کرنے والے یعنے وہ لوگ کہان ہین جنھون نے اللہ تعالی کو ذات وصفات مین اپنا پردہ بنایا تھا اور حق تعالے اُنھین کا ظاہر تھا یعنے وہ اونکی ظاہری صورتون کا عین تھا اور یہ وہ لوگ سب سے درجہ مین بڑے ہین اور مغفرت کے زیادہ مستحق ہین اور سب کے نزدیک لوگون سے یہ قوی تر ہین اور کبھی تقوے والا وہ شخص ہوتا ہے جس نے اپنے نفس کو مع صورت محسوسہ کے حق تعالے کا پردہ بنایا ہو کیونکہ حقتعالے کی ہویت بندے کے جمیع قوای ہین اسیواسطے بندہ کے مسمی کو حق تعالے کے مسمی کا شہود مین پردہ بنایا - تاکہ عالم کو غیر عالم سے تمیز کرین اللہ پاک نے فرمایا قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون تم کہدو کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونون برابر ہو سکتے ہین انما یتذکر اولو الالباب مغز کو پہونچنے والے ہی لوگ نصیحت اور عبرت لیتے ہین - اور یہ وہ لوگ ہین جو ہر شے کے مغز سخن کو دیکھتے ہین جو ہر چیز کا غایت اور مقصود ہے کیونکہ کوتاہی کرنے والے جد وجہد کرنے والے پر سبقت نہین لیجا سکتے ہین اسی طرح مزدور کبھی خانگی غلام کے برابر نہین ہوتے اور جب حق تعالی من وجہ بندہ کا پردہ ہوا اور بندہ من وجہ حق تعالی کا پردہ ہوا تو پھر تجھے ہین جو چاہو کہو اگر چاہو تو اوسکو خلق حق کہو (یعنے خلق کو موصوف اور حق کو اوسکی صفت ٹھہراو) اور اگر چاہو تو اوسکو حق خلق کہو (یعنے حق کو موصوف اور خلق کو اوسکی صفت پہلے کا اولٹا مانو) اور اگر چاہو تو اوسکو من کل الوجوہ نہ حق کہو اور نہ خلق کہو اور اگر چاہو تو اوسمین اپنی حیرت بیان کرو اب تمھارے مرتبون کی تعیین سے مطلب ظاہر ہوگیا اور اگر تحدید نہوتی تو رسول اللہ قیامت کے دن اللہ تعالے کی صورتون کی تحویل سے خبر نہ دیتے اور نہ اوسکو نفس سے خلع صورت کرنے سے موصوف کرتے -

فلا تنظر العینُ الا الیہ	پس آنکہ سوا اوسکے اور طرف نظر نہین کرتی ہے
ولا یقعُ الحکم الا علیہ	اور حکم سوا اوسکے اور کسی پر واقع نہین ہوتا ہے -
ونحن لہ وبہ فی یدیہ	اور ہم سب اوسکے ہین اور اوسکے سبب سے اوسکے ہاتھ مین ہین -

اور تمام حالون مین ہم سب اوسیکے نزدیک ہین ۔	وفی کل حال فانا لدیہ

اور اسی سبب سے وہ نہین پہچانا جاتا ہے اور پہچانا بھی جاتا ہے اور اوسکی تنزیہ بھی ہوتی ہے اور اوسکی توصیف بھی ہوتی ہے پس جو کوئی کہ حق تعالی کو اپنے نفس سے اپنے ہی نفس مین اوسکی آنکھون سے دیکھے تو وہی عارف ہے اور جو کوئی کہ حق تعالی کو اپنے نفس سے اپنے نفس مین نہ دیکھے اور اپنے نفس کی آنکھ سے قیامت مین اوسکے دیکھنے کا منتظر رہے تو وہ جاہل ہے ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے خدا کے بارہ مین کوئی عقیدہ ضرور ہے تاکہ وہ اوسی عقیدہ کے ساتھ خدا کی طرف رجوع ہو اور وہ اوسی عقیدہ کی صورت مین حق تعالے کو طلب کرے پس جب اللہ تعالی اوسی عقیدہ کی صورت مین اوسکے لیے تجلی کریگا تو وہ اوسکو پہچانے گا اور اوسکا اقرار کریگا اور جب وہ اوسکے لیے اور صورتون مین تجلی کریگا تو وہ اوسکو نہ پہچانے اور اوس سے پناہ مانگے گا اور نفس الامر مین وہ اوسکے ساتھ بے ادبی کریگا لیکن وہ بے ادبی اوسکے زعم مین حقتعالی کے ساتھ نہایت ہی ادب ہوگا اور اعتقاد والا اوسی الہ مین اعتقاد کریگا جسکو اوس نے اپنے زعم مین اپنے نفس سے بنایا ہے پس کل اعتقادی الہ والے اپنے ہی نفس کو اور اوس چیز کو دیکھینگے جسکو اونھون نے اپنے عقیدہ مین بنایا ہے پس تم لوگون کے مرتبون کو اللہ کے علم مین دیکھو ۔ اور بعینہ یہی مرتبہ قیامت کے دن خدا کے دیدار مین ہوگا اور مین تمکو اسکے سبب سے اطلاع دیچکا ہون پس تم اوسکو کسی عقیدہ خاص مین مقید کرنیسے بچو اور اوسکے ماسوا کے انکار کرنے سے الحذر الحذر کرو تاکہ تمسے خیر کثیر فوت نہو جاوے بلکہ اسمین اس امر کا اصلی طور پر علم تمسے چھوٹا جاتا ہے کیونکہ یہ امر بنفسہ مقید نہین ہے اور تم اسکو اپنے ہی عقیدہ مین مقید کر دیتے ہو اب تم اپنے نفس مین کل اعتقادی صورتون کے ہیولی اور اصل بنجاؤ کیونکہ یہ اللہ تبارک و تعالی کسی خاص عقیدہ مین محصور ہونے اور دوسرے مین محصور نہونے سے برتر اور وسیع ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے فاینما تولوا فثم وجہ اللہ یعنے جہان تم منہ پھیرو وہین اللہ تعالی کی ذات ہے اور حق تعالے نے کسی مکان کو اور مکانون سے خاص کرکے ذکر نفرمایا ہے اور فرمایا کہ وہان اللہ تعالی کی ذات ہے اور ذات جسکو اللہ نے وجہ فرمایا ہے وہی اوسکی حقیقت ہے پس حق تعالے نے اس سے عارفون کے دلون کو تنبیہ کر دیا تاکہ اونکو

کوئی عارضی چیز ہین اس چھوٹی زندگی مین ایسی باتون کے استحضار سے نہ روکین کیونکہ
بندہ نہین جانتا ہے کہ کس سانس مین اوسکی جان قبض ہوگی کیونکہ کبھی غفلت کے وقت
بندہ کی جان قبض ہوتی ہے پھر یہ اوسکے برابر نہین ہوسکتا ہے جسکی جان عین حضور
مین قبض ہوتی ہے پھر حق تعالیٰ کے خاص بندے اس علم کے ساتھ ظاہری صورت اور
حالت مقیدہ مین نماز مین مسجد حرام ہی کی طرف توجہ کرنا ضروری جانتے ہین اور وہ
اعتقاد کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ اوسکی نماز کے وقت اوسکے قبلہ مین ہے اور یہ بھی
فاینما تولوا فثم وجہ اللہ کے مراتب وجہ حق سے ایک مرتبہ ہے پس مسجد حرام کی
جہت اونھین مراتب سے ہے اور اوسمین اللہ تعالیٰ کی ذات ہے لیکن تم یہ نہین کہو
کہ وہ فقط نہین ہے بلکہ تم اپنے ادراک کے وقت توقف کرو اور مسجد حرام کی طرف
استقبال کرنے مین ادب کرنے کو فرض جانو اور اوسکے اوس محل خاص مین محصور
نہ کرنے سے ادب ضرور کرو بلکہ یہ مسجد حرام بھی منجملہ اور مکانات کے ایک مکان ہے
جسکی طرف منھ پھیرنے والا منھ پھیرتا ہے اب تمکو اسی سے معلوم ہوگیا کہ وہ ہر جہت
کے مکان مین ہے اور انھین اعتقادون کے سواے اور کچھ نہین ہے پس ہر شخص
راہ راست پر ہے اور کل راہ راست والے ماجور ہین اور کل ماجور سعید ہین اور
کل سعید اپنے خدا کے نزدیک مرضی اور پسندیدہ ہین اگرچہ وہ تھوڑے زمانہ کے لیے
آخرت مین شقی ہون کیونکہ اہل عنایت یعنے انبیاءؑ اور اولیاؒ بھی بیماری اور رنج
مین اس تھوڑی زندگی دنیا مین مبتلا ہوتے ہین باوجودیکہ ہم جانتے ہین کہ وہ
لوگ اہل حق اور خدا کے نزدیک اہل سعادت ہین پس اللہ کے بعض بندون کو
یہ تھوڑا رنج و آزار آخرت کی زندگی مین ہوگا جس کے مکان کا نام جہنم یا دوزخ
ہے لیکن اسکے ساتھ بھی کوئی اہل علم اور وہ شخص جسپر یہ امر اصلی طور پر کھل گیا
ہے یہ نہین یقین کرسکتا ہے کہ اونکو وہان کوئی خاص قسم کی نعیم نہوگی خواہ وہ
اوس نعیم کو اس رنج و آزار کے مفقود ہونے سے پاتے ہون خواہ اونکے لیے
کوئی مستقل نعیم اس سے زائد ہو جیسے بہشت والون کو بہشت مین نعیم ہے صورت
اوّل مین جب عذاب اون سے اوٹھ گیا تو اوس رنج والم کے پانے سے
اونکا راحت ہی پانا اونکے لیے نعیم ہوئی۔ واللہ اعلم۔

گیارھوین حکمت فتوحی کی فص کلمۂ صالحیہ مین ہی

من الآیات آیات الرکائب	بعض معجزون سے انبیا علیہم السلام کی سواریان ہین۔
وذلک لاختلاف فی المذاہب	اور یہ اختلاف ہر ایک کے مذہب اور طریقہ کے اختلاف ہونیکے سبب ہی
فمنہم قائمون بہا بحق	پس بعض اون سے اوسکو حق کے ساتھ قائم رکھتے ہین۔
ومنہم قاطعون بہا السباسب	اور بعض لوگ اون سے بیابان و صحرا طے کرتے ہین
فاما القائمون فاہل عین	اور اوسکو حق کے ساتھ قائم کرنیوالے شہود اور اعیان والے ہین۔
واما القاطعون ہم الجنائب	اور اوس سے بیابان طے کرنے والے وہ اطراف وجوانبین کے حجاب والے ہین۔
وکل منہم یاتیہ منہ فتوح غیوبہ من کل جانب	اور انمین سے ہر ایک کو حق تعالی سے اوسکی غیبی فتوحات ہر طرف سے آتی ہین۔

معلوم کر واللہ تعالی تمکو توفیق دیوے کہ ایجاد کے بنا ہونے کا فردیت پر ہی اور انمین تثلیث ہوتی ہے اسواسطے فردیت کی ابتدا تین سے ہی اور اوپر جہانتک جاؤ اور تین جمیع افراد کا اوّل ہے اور اسی حضرت الہیہ کی فردیت سے عالم موجود ہوا اللہ پاک نے فرمایا کہ وانما قولنا اذا اردنا شیئا ان نقول لہ کن فیکون جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرتے ہین تو ہم اتنا ہی اوسکو کہتے ہین کہ موجود ہو پس وہ موجود ہو جاتا ہے پس فردیت ارادہ اور قول والی ذات ہے اور اگر یہ ذات اور اوسکا ارادہ (یعنے کسی شے کے موجود کرنے کو توجہ خاص کی نسبت) پھر اوس توجہ خاص کے وقت حق تعالی کا اوسکو لفظ کن کہنا نہوتا تو کوئی شے موجود نہوتی پھر اوس شے مین بھی فردیت ثلاثہ ظاہر ہوئی اور اسی فردیت کے سبب سے جو اوسکے طرف سے ہی اوسکا موجود ہونا صحیح ہوا اور وجود سے اوسکا موصوف ہونا درست ہوا اور اوسکی فردیت ثلاثہ یہ ہے۔ اوسکا شے ہونا اور اوسکا سننا اور موجود کرنے والے کے ایجاد کے حکم کو بجا لانا۔ اب تین تین سے مقابل ہوے۔ اوسکی ذات جو عدم کے وقت ثابت تھی بمقابلہ اوسکے موجد کے ذات کے ہے اور اوسکا سننا موجد کے ارادہ کے مقابلہ مین ہے اور موجد کی ایجاد کے حکم کو اوسکا بجا لانا بمقابلہ

موجد کے لفظ کن سے کہنے کے ہے اب وہ شے موجود ہوگئی پس تکوین کی نسبت اوسی شے
کی طرف ہے اور اگر اس کہنے کے وقت مین تکوین کی قوت اوسمین بذاتہ نہوتی تو وہ
وجود مین نہ آتی ۔ پس اوس شے کو اوسکی ذات نے اسکے بعد موجود کیا کہ ایجاد کے
امر کے وقت مین وہ موجود نہ تھا ۔ خدا نے ثابت کر دیا کہ تکوین وایجاد خود شے ہی
سے ہوتی ہے حق تعالے سے نہین ہوتی اور جو حق تعالے سے ہوتا ہے وہ صرف
اوسکا امر ہے اور اسی طرح اوس نے اپنی ذات سے خبر دیدی ہے کہ انما
امرنا لشئی اذا اردنا ان نقول لہ کن فیکون جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرتے
ہین تو صرف ہم اوسکو حکم دیتے ہین کہ موجود ہوا اور وہ موجود ہو جاتی ہے ۔ آئین
اللہ تعالے نے موجود ہونے کی نسبت اپنے حکم سے اوسی شے کی طرف کی ہے اور وہ
اپنے کلام مین سچا ہے اور اسکو نفس الامر مین عقل قبول کر لیتی ہے جیسے وہ حاکم
جس سے لوگ ڈرتے ہون اور اوسکی نافرمانی نہ کرتے ہون جب وہ اپنے غلام
کو کہے کہ کھڑا ہو جا تو وہ اپنی سرکار کے حکم بجا لانے کو کھڑا ہو جاتا ہے اور اس
غلام کے کھڑے ہو جانے مین اوسکے سرکار کا سوا اسے اوسکو کھڑے ہونے کا حکم کرنے
کے اور کوئی دخل نہین ہے اور کھڑا ہونا غلام کا فعل ہے اور اوسکی سرکار کا فعل
نہین ہے پس ایجاد وتکوین کی بنا تثلیث پر قائم ہے یعنے جب دونون طرف خدا
اور بندہ سے تین چیزین پائی جاوین تو شی موجود ہوتی ہے پھر دلائل سے معنی
کے وجود مین بھی تثلیث کا حکم جاری ہوا پس ضرور ہے کہ دلیل تین چیزون سے
خاص طور پر مخصوص شرطون سے مرکب ہوا اور اسوقت وہ ضرور ہی نتیجہ دیگا
اور بطور خاص یہ ہے کہ صاحب نظر وفکر اپنی دلیل کو دو مقدمون سے مرکب کرے
اور ہر مقدمہ دو مفردون کو شامل ہو تو دونون مقدمون مین چار مفرد ہوے ان
چارون سے ایک دونون مقدمون مین مکرر ہوتا ہے تاکہ ایک کو دوسرے سے
ربط ہوا اور یہ مثل نکاح کے نوع انسانی مین ہے اب تین ہی مفرد رہے اور نہین ہے
کیونکہ ایک دونون مقدمون مین مکرر ہے پھر اس سے نتیجہ پیدا ہوتا ہے جب یہ
ترتیب اسی خاص صورت پر ہو اور وہ خاص طور یہ ہے کہ ایک مقدمہ کو دوسرے
سے اوس ایک مفرد کے مکرر کرنے سے ربط دین اور یہ وہ ربط ہے جس سے

تثلیث صحیح ہوتی ہے اور شرط مخصوص یہ ہے کہ محکوم بہ نتیجہ کا حد اوسط سے اعم ہو
یا اوسکے مساوی ہو اور اسوقت مین نتیجہ صحیح دیگا اور جب ایسا نہو گا تو غلط نتیجہ دیگا
اور اس غلط نتیجہ کی مثال عالم مین موجود ہے جیسے افعال کی نسبت بندے کی طرف
بغیر اللہ کی طرف منسوب کرنیکے کرتے ہین یا تکوین و ایجاد کی نسبت مطلقاً اللہ کیطرف
بغیر بندہ کے کرتے ہین اور اللہ نے تکوین کی نسبت اوسی کی طرف کی ہے جسکو
حق تعالیٰ نے (کن) کہا گیا ہے اور معانی مین تثلیث کی مثال یون ہے جب ہم اسپر
دلیل لانا چاہتے ہین کہ عالم کا وجود کسی سبب سے ہے تو اس طرح کہتے ہین کہ عالم
حادث ہے اور تمام حادث کا کوئی سبب ضرور ہے کبریٰ مین میرے ساتھ دو مفرد ہین
سبب اور حادث اور جب ہم دوسرا مقدمہ (عالم حادث ہے) بولتے ہین تو دونون
مقدمون مین حادث کا لفظ مکرر ہوتا ہے اور تیسرا مفرد عالم کا لفظ ہے تو نتیجہ نکلا
کہ عالم کا بھی کوئی سبب ضرور ہے بس نتیجہ مین وہی ظاہر ہوا جو ایک مقدمہ مین مذکور
ہے اور وہ سبب کا ہونا ہے اور وہ طور خاص لفظ حادث کا مکرر ہونا ہے اور
شرط خاص علت لینے کبریٰ کا عام ہونا ہے کیونکہ حادث کے موجود ہونے کی علت
سبب بڑی ہے اور وہ الٹ سے عالم کے حادث ہونے مین عام ہے اور عالم سے
میرا مطلب عموم فی الحکم ہے پھر ہم حادث پر حکم لگاتے ہین کہ اوسکا کوئی سبب ضرور
ہے خواہ وہ سبب کبریٰ کے مساوی ہو یا اوس سے اعم ہوتا کہ حد اصغر حد اکبر کے
حکم مین داخل ہو جانے اور نتیجہ صحیح دیوے پس یہ تثلیث کا حکم معانی کے موجود
ہونے مین بھی ظاہر ہوا جو دلیلون سے شکار کیا جاتا ہے پس ہستی کی بنا تثلیث پر
ہے اسیواسطے حضرت صالح علیہ السلام کی حکمت جو اونکی قوم کے لیے جانے
مین ظاہر ہوئی تین دن تھے اور وہ وعدہ جھوٹا نہ تھا پھر اس تین دن کے
وعدہ نے سچا نتیجہ دیا اور وہ صحیح تھا جس سے اللہ نے اونکو ہلاک کیا پھر وہ
لوگ اپنے گھرون مین ایسے بیٹھے رہے کہ پھر کھڑے نہ ہو سکے اور اوس
تین روز کے پہلے دن مین اونکی قوم کا چہرہ زرد ہو گیا اور دوسرے دن
سُرخ ہو گیا اور تیسرے دن مین سیاہ ہو گیا پھر جب تین دن پورے ہو چکے
تو اونکی استعداد صحیح ہوئی اور فساد کا کون انہین ظاہر ہوا اور اوس کون کے

ظہور کا نام ہلاک رکھا گیا پس اون بدبختون کے چہرہ کا زرد ہونا مقابلہ مین نیکبختون
کے چہرہ کے روشن ہونے کے تھا اور وہ اس آیت مین اللہ پاک کے ہے وجوہ
یومئذٍ مسفرۃ بہت سے چہرے اوسدن روشن ہونگے اور مسفرۃ سفور سے مشتق
ہے جسکے معنی ظاہر ہونے کے ہین اور یہ اونکے نیکبخت ہونے کی علامت تھی
جیسے اونکے چہرہ زرد ہونا حضرت صالح علیہ السلام کے قوم مین بدبختی کی علامت
تھی اور اونکے چہرہ کا سُرخ ہونا نیکبختون مین ضحک کے مقابلہ مین تھا کیونکہ
ضحک یعنی ہنسی چہرہ کے سرخ کرنے والی سبب ہے پس نیکبختون مین وہ رخسارون
کی سُرخی ہے اور بدبختون کے چہرہ کا سیاہ ہونا نیکبختون مین استبشار کے
مقابلہ مین ہے جو اللہ تعالےٰ کے کلام مین مذکور ہے پس یہ اونکے چہرونمین سرور
کے اثر کرنے سے ہے جیسے کہ وہ بدبختون کے چہرہ مین سیاہی کے اثر کرنے سے
ہے - اسیواسطے اللہ تعالےٰ نے دونون فریقون مین بشریٰ کا لفظ فرمایا ہے یعنی
اونکو ایسی بات فرما دیگا جو اونکے چہرون مین اثر کرے پھر وہ بات اونکے
چہرہ کو اوس رنگ کی طرف پھیر دیگی جس سے اونکا چہرہ اسکے پیشتر موصوف
نہ تھا - پس نیک بختون کے بارہ مین اللہ نے فرمایا کہ یبشرھم ربھم برحمۃ منہ
ورضوانٍ یعنے اونکے پروردگار نے اونکے چہرون پر اپنی رحمت اور خوشنودی
کا اثر ڈالا اور بدبختون کے بارہ مین اللہ نے فرمایا کہ فبشرھم
بعذاب الیم پس اونکے چہرون پر اللہ نے آزار دینے والی عذاب کا اثر
ڈالا اور اسکا اثر ہر فریق کے چہرہ پر وہی ہے جو اونکے دلون مین اللہ تعالےٰ
کی بات سے حاصل ہوا ہے اور اونکے ظاہر صورت پر وہی شے ہے جو
اونکے باطن مین کوئی کلام کا مفہوم ثابت اور مستقر ہے پس اونکے سوا
اونمین کسی دوسرے نے اثر نہین کیا ہے جیسے کہ تکوین اونمین سوا اونکے
کسی دوسرے سے نہین تھی پس اللہ کے لیے لوگون پر اونکے سعید اور
شقی ہونے مین بہت بڑی دلیل ہے پس جس کسی نے اِس حکمت کو سمجھ لیا
اور اپنے ذہن مین اسکو دلنشین کر لیا اور اپنا مشہود لہ اوسکو بنا لیا تو اوس کے
نفس نے غیر کے تعلق سے راحت پالی اور جان لیا کہ اسپر جو کچھ خیر و شر

وارد ہوتے ہین سب اوسی سے ہین اور خیر سے میرا مطلب یہ ہے کہ اوسکی غرض کے موافق ہو اور اوسکی طبیعت اور مزاج کے مناسب ہو اور شر سے مقصود یہ ہے کہ اوسکی غرض کے مناسب نہ ہو اور نہ طبیعت اور مزاج کے مناسب ہو اور اس شہود والا تمام موجودات کے عذروں کو اونکی طرف سے قائم کرتا ہے اگرچہ وہ لوگ خود عذر نکرسکین اور جانتا ہے کہ اسمین جو کچھ کہ ہوا وہ سب اوسی سے ہوا چنانچہ مین اسکو پہلے ہی اس مسئلہ مین فکر کرچکا ہون کہ علم معلوم کے تابع ہے اور جب اوسکو کوئی ایسا امر پیش آتا ہے جو اوسکی غرض کے موافق نہین ہے تو وہ اس ضرب المثل کو پڑھتا ہے کہ یداك کسبتا وفوك نفخ یعنے تمھارے دونون ہاتھون نے کیا ہے اور تمھارے ہی منھ نے اوسکو پھونکا ہے اور اللہ تعالے اپنے بندہ کی زبان سے سچ فرماتا ہے اور وہی سالکون کو راہ بتلاتا ہے۔

بارہوین ۱۲ حکمت قلبیہ کی فص کلمۂ شعیبیہ مین ہے

جاننا چاہیے کہ عارف باللہ کا قلب اللہ کی رحمت سے بھی زیادہ وسیع ہے کیونکہ اوسکے قلب نے حق جل جلالہ کو سما لیا ہے اور اوسکی رحمت حق تعالی کو نہین سما سکتی ہے اور عام خلائق کی زبان سے اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ حق تعالے راحم ہے مرحوم نہین ہے کیونکہ رحمت کا حق تعالی مین کوئی حکم نہین ہے اور خاص لوگون کی زبان سے یہ اشارہ ہے کہ اوسکی رحمت اوسکو سما سکتی ہے کیونکہ اللہ تعالے نے اپنے کو رسول اللہ کی زبان سے نفس سے موصوف کیا ہے جو تنفیس سے مشتق ہے جسکے معنی سانس لینے کے ہین اور یہ اسماء الٰہی مسمی کے عین ہین اور مسمی عین حق تعالی کی ہویت ہے اور یہ اسماء اوسکے طالب ہین جنکو اونکے حقایق اونکو چاہتے ہین اور وہ حقائق جنکو اسماء طلب کرتے ہین یہی عالم ہین پس الٰہیت مالوہ کی طالب ہے اور ربوبیت مربوب کی خواستگار ہے اور اگر ایسا نہین ہے تو الٰہیت اور ربوبیت کا عین فرض کرنے مین وجود حقیقی مین عالم ہی سے ہوگا اور حق تعالی اپنی ذات کے اعتبار سے عالم والون سے غنی ہے اور ربوبیت کو یہ حکم نہین ہے اب یہ امر درمیان ربوبیت کے طلب اور ذات کے استحقاق کے باقی رہا اور ذات کی استحقاق عالم

والون سے غنا رہے اور اصل مین ربوبیت اور اس صفت سے ذات کا موصوف ہونا عین اسی ذات کا ہے اور جب امر الٰہی مین نسبتون کے حکم سے یکے بادیگرے تعارض ہوا تو اللہ تعالی نے اپنے نفس کو بندون پر شفقت کرنے سے موصوف فرمایا چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہے پس پہلی تنفس جو اللہ نے لی ہو وہ ربوبیت کی صفت سے تھی اور وہ عالم کو موجود کرنے سے اسم رحمن کی طرف منسوب ہو جسکو ربوبیت اپنی حقیقت مین طالب تھی اور تمام اسماء الٰہی اوسکے مقتضی اس طریقہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اوسکی رحمت ہر شے کو وسیع ہے اسواسطے وہ حق تعالی کو بھی وسیع ہوئی پس وہ قلب سے بھی زیادہ وسیع ہے یا وہ وسعت مین قلب کے مساوی ہے اب جاننا چاہیے کہ حق تعالے تجلی کے وقت صورتون مین اپنے کو تحول فرماویگا یعنے ایک صورت سے دوسری صورت مین اپنے کو ظاہر کریگا۔ چنانچہ یہ حدیث صحیح مین ثابت ہو چکا ہے اور جب حق تعالی کو بندہ کا دل سما لیتا ہے تو اوسکے ساتھ کوئی دوسری شے مخلوقات کی گنجایش اوسکے دل مین نہین رہتی ہو تو گویا اوسکا قلب حقتعالے سے بھر جاتا ہے اور اوسکے معنی یہ ہین کہ جب حقتعالی کی طرف اوسکی تجلی کے وقت نظر کرتا ہو تو اوسکو ممکن نہین ہو کہ اوسکے ساتھ غیر کی طرف نظر کرسکا اور عارف کا قلب وسعت کے اعتبار سے ویسا ہی ہو جیسا کہ ابو یزید بسطامی نے کہا ہو کہ اگر عارف کے قلب کے ایک کونے مین عرش اور جو اوسکے نیچے ہے کر دیا بلکہ اسکے سو چند مرتبہ بھی سما جاوے تو اوسکو اوسکی حس تک نہو گی اور جنید رضی اللہ عنہ نے بھی اسی بارہ مین فرمایا ہے کہ جب حادث قدیم کے مقرون ہوتا ہے تو اوسکا کوئی اثر باقی نہین رہتا ہے پس جس قلب نے کہ قدیم کو سما لیا ہے وہ حدث اور حادث کو موجود کیسے جان سکتا ہے یا کیونکر اوسکا حس کرسکتا ہے اور جب حق تعالے کی تجلی صورتون مین تنوع ہوتی رہتی ہے تو ضرور ہے کہ اوسکا قلب بھی صورت کے اعتبار سے وسیع اور تنگ ہوتا رہتا ہے جسمین تجلی الٰہی واقع ہوتی رہتی کیونکہ قلب مین کوئی حصہ ویسا صورت سے زائد بچتا ہی نہین ہے جسمین کہ تجلی کا وقوع ہوتا ہے اور عارف یا انسان کامل کا قلب بمنزلہ نگینہ انگوٹھی کی جگہہ ہے وہ زائد نہین ہوتا ہو بلکہ اوسکی مقدار اور شکل پر گول ہوتا ہے اگر نگینہ گول ہے ورنہ وہ جگہہ مربع اور مسدس اور مثمن وغیرہ

ہوتی ہے اگر نگینہ مربع یا مسدس یا مثمن یا اور کسی دوسری شکل کا ہو اور نگینہ کی جگہ انگوٹھی مین نگینہ ہی کے برابر ہوتی ہے اور اوسکے سوا کسی اور صورت پر نہین ہوتی ہے اور یہ اوسکے برعکس ہے جسکی طرف اس طائفہ نے اشارہ فرمایا ہے کہ حقتعالے بندہ ہی کی استعداد کے موافق اوسپر تجلی فرماتا ہے اور یہ اس طرح نہین ہے کیونکہ بندہ حق تعالے کے لیے اوسی صورت کی مقدار پر ظاہر ہوتا ہے جسمین حق تعالی اوسکے لیے تجلی فرماتا ہے اور اس مسئلہ کی تحریر یہ ہے کہ اللہ تعالی کی دو تجلیاں ہوتی ہین ایک تجلی غیب اور دوسری تجلی شہادت۔ اور تجلی غیب سے حق تعالی بندہ کو وہ استعداد عنایت فرماتا ہے جسپر اوسکا قلب ہوتا ہے اور تجلی ذاتی ہے جو درحقیقت غیب ہے اور یہ وہ ہویت ہے جسکا حق تعالے بذاتہ مستحق ہے اور یہ اوسکے لیے ہمیشہ دائمًا اور ابدًا رہتا ہے پھر جب اوسکو یہ استعداد حاصل ہو جاتی ہے تو اللہ تعالے اوسکے لیے تجلی شہودی سے عالم شہادت مین تجلی فرماتا ہے پھر وہ حق تعالے کو اوس تجلی مین دیکھتا ہے اور اوسکا قلب متجلی لہ کی صورت پر ظاہر ہوتا ہے جیسا مین نے اوسکو ذکر کیا ہے پس اوسی حق تعالے نے بندہ کو استعداد بخشی چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ اعطی کل شیء خلقہ ثم ہدی یعنے اللہ نے ہر چیز کو اوسکی مخلوقیت کا حصہ دیا پھر اوسکو اوسکے موافق ہدایت دی۔ پھر اوس نے حجاب کو درمیان سے اوٹھالیا تب بندہ نے حقتعالے کو اپنے اعتقادی صورت مین دیکھا پس وہ عین اوسکا اعتقاد ہے اسیواسطے قلب اور آنکھ حق تعالے مین اوسی صورت کو دیکھتے ہین جو اوسکے اعتقاد مین ہین پس جو حق کہ اوسکے اعتقاد مین ہے اوسی کی صورت کی قلب مین گنجایش ہے اور وہی اوسپر تجلی فرماتا ہے تب وہ اوسکو پہچان لیتا ہے پس آنکھ اعتقادی ہی حق کو دیکھتی ہے اور اعتقادون کے نوع بنوع ہونے مین کسی قسم کا اخفاء اور استثنا نہین ہے پس جس نے اوسکو کسی خاص صورت مین مقید کر دیا ہے وہ اوسکو اپنے اعتقاد کی غیر صورت مین نہ پہچانے گا اور وہ اوسکا اقرار اوسی اعتقادی صورت مین کریگا جب وہ اوسپر متجلی ہوگا اور جس نے اوسکو ہر تقیید سے مطلق رکھا ہے تو وہ اوسکو سب مین پہچانیگا اور ہر صورتون مین جسمین وہ تحول فرماویگا اوسکا اقرار کریگا اور وہ اپنی طرف سے اوس صورت کی مقدار پر حقتعالے کی اطاعت کریگا۔

اور اوسکی اطاعت غیر متناہی طریقون سے ہے کیونکہ اوسکی تجلی کرنے کی صورتین بھی غیر متناہی ہین اور کسی حد پر وہ صورتین ٹھہرتی نہین ہین اسی طرح عارفون مین اللہ تعالی کے علم کی کوئی غایت نہین ہی کہ وہان وہ ٹھہر سکے بلکہ ہر عارف ہر زمانہ مین اللہ سے اوسکے علم کا زیادہ طالب ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ رب زدنی علما اے میرے رب تو میرا علم بڑھا پس علم اور تجلی دونون طرفون سے غیر متناہی ہین۔ یہ اوسوقت ہی جب تم اوسکو حق اور خلق دونون کہو اور جب تم حق تعالی کے اوس قول مین نظر کرو جو رسول اللہ کے زبان مبارک سے وارد ہوا ہے کہ مین اوسکا پیر ہوتا ہون جس سے وہ چلتا پھرتا ہی اور مین اوسکا ہاتھ ہوتا ہون جس سے وہ گرفت کرتا ہی اور مین اوسکی زبان ہوتا ہون جس سے وہ بولتا ہی اور سوا اسکے اور قوتین اور اونکی جگہین ہین جو وہی اعضا ہین تو تم فرق نکرو بلکہ تم کہو کہ یہ سب چیزین حق ہین یا یہ سب چیزین خلق ہین کیونکہ وہ کثرت کی جہت سے خلق ہی اور وحدت کی جہت سے حق ہی اور ان سب کا عین ایک ہی ہی پس اس صورت کا عین جو اب متجلی کے ہے عین اوس صورت کا ہی جو اس تجلی کے پیشتر تھی اسواسطے وہی تجلی اور متجلی لہ دونون ہے۔ دیکھو کہ شان الٰہی مین باعتبار اوسکے ہویت اور اسما حسنی کے حقایق مین عالم کی طرف باعتبار اوسکی نسبت کے کیا کچھ تعجب کا مقام ہی غور کرو۔

فمن ثمه وما ثمه	وہان کون ہے اور یہان کیا ہے۔
وعین ثمه هو ثمه	اور وہان کا عین وہی یہان ہے۔
فمن قد عمه خصه	پس جس نے اوسکی تعمیم کی اوسی نے اوسکی تخصیص کی (کیونکہ تعمیم کی قید خود تخصیص ہے)
ومن قد خصه عمه	اور جسنے اوسکی تخصیص کی اوسی نے اوسمین اوسکی تعمیم کی (کیونکہ اوس تخصیص مین اور موجود بھی شامل ہی)
فما عین سوی عین	کیونکہ کوئی عین دوسرے کے عین کا غیر نہین ہی۔
فنور عینه ظلمه	اور نور کا عین بعینہ ظلمت کا عین ہی۔
فمن یغفل عن هذا	اور جو کوئی اس سے غفلت کرتا ہی۔
یجد فی نفسه غمه	وہ اپنے نفس مین کرب اور حجاب پاتا ہی۔
ولا یعرف ما قلنا	اور ہماری باتون کو خدا کا وہی بندہ پہچان سکتا ہی۔
سوی عبد له همه	جسکو ہمت قوی اور ارادت راسخ ہو۔

اللہ نے فرمایا کہ ان فی ذالک لذکری لمن کان لہ قلب ہے۔ اسمین اون لوگون کے لیے نصیحت ہے جنکو دل ہو اور قلب اسواسطے فرمایا کہ وہ اقسام اقسام کی صورتون اور صفتون مین پلٹتا رہتا ہے اور لمن کان لہ عقل اللہ تعالی نے نہ فرمایا کیونکہ عقل کے لغوی معنی پیر باندھنے کے ہین اور اصل مین بھی یہ قید ہے اور عقل کے کہنے مین یہ امر جلیل ایک ہی صفت سے محصور ہو جاتا اور اوسکی حقیقت نفس الامر مین محصور ہونے سے انکار کرتی ہے پس اس بنا پر یہ عقل والون کے لیے نصیحت نہین ہے اور یہ عقل ولے اہل عقیدہ ہین جنکا بعض بعض کو کافر کہتا ہے اور ایک دوسرے کو لعنت کرتا ہے فما لھم من ناصرین اور اونکا کوئی مدد اور معاون نہین ہے کیونکہ ہر اعتقادی الہ کو دوسرے اعتقادی الہ مین کوئی دباؤ یا حکم نہین ہے پس اعتقاد والا اوس سے یعنے دوسرے الہ سے اون باتون کی نفی کریگا جسکو اوس نے اپنے الہ مین اعتقاد کیا ہے اور اوسکی وہ مدد کرے گا اور وہ الہ جو اوسکے عقیدہ مین ہے وہ اوسکی مدد نکریگا۔

اسی لیے منازع لہ کے اعتقاد مین اوس الہ کا کوئی اثر نہین ہوتا ہے اور اسی طرح منازع کو بھی اوسکے الہ سے جو اسکے اعتقاد مین ہے کسی قسم کی مدد نہین پہونچتی ہے پس اون لوگون کے لیے کوئی مدد اور معاون نہوا اور حق تعالی نے اونکے اعتقادی الہون سے نصرت اور مدد کی نفی اس معنی سے کی ہے کہ ہر فرد الہ کا ہر ہر معتقد کو علیحدہ علیحدہ مدد نکریگا بلکہ منصور بھی مجموع ہین اور ناصر بھی مجموع ہین پس عارف کے نزدیک امر خیر حق ہے جسکا کبھی وہ انکار نہین کرسکتا ہے پس جو لوگ کہ دنیا مین اہل خیر ہین وہی آخرت مین بھی اہل خیر ہین اسیواسطے اللہ نے فرمایا کہ لمن کان لہ قلب یعنی اسمین نصیحت قلب والے کے لیے ہے جو ہر تجلیات مین منقلب ہوتے رہتے ہین پس اوسکے قلب نے اپنے کو مختلف شکلون مین منقلب ہوتے ہوے حق تعالی کو مختلف صورتون مین انقلاب ہونے کو جان لیا تو اوس نے اپنی ہی نفس سے حق تعالی کے نفس کو پہچانا اور اوسکا نفس حق تعالی کے ہویت کا غیر نہین ہے بلکہ موجودات مین ہوئی اور ہونے والی چیزون سے کوئی اللہ تعالی کی ہویت کا غیر نہین ہے بلکہ وہ عین حق ہے پس ان صورتون مین

[illegible]

[illegible]

وہی عارف اور عالم مقر ہے اور وہی غیر عارف اور غیر عالم اور منکر دوسری شکلون مین
ہے یہ اوس شخص کا بہرہ ہے جس نے حق تعالیٰ کو تجلی اور شہود سے عین جمع مین پہچانا ہو
اور اس آیت لمن کان لہ قلب کے یہی معنی ہین یعنے اوسکے انقلابات سے وہ بھی
نوع بنوع ہوتا رہے اور اہل ایمان وہ لوگ ہین جو انبیا اور رسل علیہم السلام کے حق تعالیٰ
کی خبرون مین مقلد اور پیرو ہون اور وہ مقلد اہل ایمان نہین ہین جنھون نے خبر احاد مین
اصحاب فکر و نظر اور دلائل عقلی پر اوسکو تاویل کرنے والے کی تقلید کی ہو اور (الا القی
السمع) کی آیت سے وہی لوگ مراد ہین جو انبیا و رسل علیہم السلام کے مقلد ہین کیونکہ
اخبار الٰہی رسل ہی علیہ السلام کی زبان حق ترجمان پر وارد ہوے ہین اور وہ یعنے یہ
جو القاسمع کرتا ہے اور حق کی طرف کان کرتا ہے تو وہ مشاہد ہے اور اس قول سے
حضرت خیال اور اوس مسموع صورت کے استعمال پر تنبیہ ہے اور اس احسان کے بارہ
مین رسول اللہ کا قول اسی شہود اور استعمال کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے ان
تعبد اللہ کانک تراہ و اللہ فی قبلہ المصلے یعنی تو اوسکی ایسی عبادت کر
گویا تو اوسکو دیکھ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ مصلی کے قبلہ مین ہے اسیواسطے وہ مشاہد ہو
اور جو کوئی نظر فکری والے کا مقلد ہے اور نظر و فکر کی قید سے مقید ہے تو وہ اسے القی
السمع و ھو شہید مین داخل نہین ہے معنی یہ ہین کہ کان لگایا اور وہ اوسکا مشاہد
ہے کیونکہ یہ شخص جس نے القاسمع کیا تو ضرور ہے کہ اوسکا مشاہد ہو جسکو ہم نے ذکر
کیا ہے اور جو کوئی ہمارے مذکور کا مشاہد نہو تو اس آیت سے یہان وہ مراد نہین ہے
کیونکہ یہ وہ لوگ ہین جنکے بارہ مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو اذ تبرّأ الذین اتّبعوا من
الّذین اتّبعوا یعنے جو لوگ کہ مطبوع ہین وہ اپنے تابعین سے بری ہو جائینگے اور
رسل علیہم السلام اپنے تابعین سے برارت نہ چاہینگے پس اے ولی تو اوسکو جو ہمنے
تجھسے ذکر کیا ہے حکمت قلبیہ مین تحقیق کرلے اور اس حکمت کے خاص ہونے کا سبب
شعیب علیہ السلام کے ساتھ یہ ہے کہ اسمین بہت شعبہ اور شاخین ہین۔ اور اوسکے
غیر تتنا ہی ہین کیونکہ ہر اعتقاد ایک شعبہ ہے پس کل اعتقاد بہت شعبے ہوے اور جب
اون سے پردہ کھول دیا جائیگا تو ہر شخص کو حق تعالیٰ کا انکشاف اوسکے اعتقاد کے موافق ہوگا
اور کبھی حق تعالیٰ کا انکشاف حکم مین اونکو عقیدہ کے خلاف ہوگا اور اس آیت کے یہی معنی

ہین وَبَدَا لَھُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مَا لَمۡ یَکُوۡنُوۡا یَحۡتَسِبُوۡنَ اور حق تعالی سے اونکو وہ چیزین ظاہر ہونگی جو اونکی عقل و پندار مین بھی نہ تھین ۔ اور اکثر ان حکمون کے اختلافات معتزلیون کے ایسے ہونگے جو اللہ تعالی کے ساتھ اعتقاد کرتے ہین کہ جب بندہ بغیر توبہ کے مرے گا تو گنہگارون مین وعید کا نفوذ ہوگا اور جب کوئی شخص مرے گا اور اللہ کے نزدیک وہ مرحوم ہے اور اللہ تعالی کی عنایت اسکے حق مین سابق ہے یعنی وہ معذب نہوگا تو وہ اللہ کو غفور رحیم پائیگا اور اللہ تعالی سے اسپر وہ رحمت و عفو ظاہر ہونگے جو اسکی عقل و پندار مین بھی نہ تھے ۔ اور ہویت کے بارہ مین یہ ہے کہ بعض بندے اپنے اعتقاد مین جزم کرتے ہین کہ اللہ تعالی ایسا ایسا ہے پھر جب اونسے پردہ تعین کا کھولدیا جائیگا تو وہ اپنے اعتقادی صورت مین اسکو دیکھین گے اور وہ حق تھا اسیواسطے انھون نے اوسکا اعتقاد کیا تھا اور جب تعین کا عقدہ اونسے کھل جائے گا تو حق تعالی سے تقئید کا اعتقاد بھی اونکے دلون سے زائل ہوجائیگا اور وہ اعتقاد مشاہدے سے علم تقئید کا اعتقاد بھی اونکے دلون سے زائل ہوجائیگا اور وہ اعتقاد مشاہدے سے علم یقینی ہوا کرے گا اور بصارت تیز ہونے کے بعد اونکی آنکھین تھک کر پھر نیچے کو پلٹے گی پھر حق تعالی بعض بندون پر صورتون مین تجلی کے اختلاف سے دیکھنے کے وقت اونکے عقیدہ کے خلاف ظاہر ہوگا کیونکہ اوسکی تجلی ایک صورت مین مکرر نہین ہوتی ہے پھر ہویت کے بارہ مین اونپر یہ آیت پوری صادق آتی ہے وَبَدَا لَھُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مَا لَمۡ یَکُوۡنُوۡا یَحۡتَسِبُوۡنَ اور اونکو حق تعالی سے اوسکی وہ ہویت ظاہر ہوگی جسکو وہ قبل پردہ کھولے جائینگے ہویت باب مین نہ جانتے تھے (یعنے پہلے وہ لوگ اوسکے ہونیکو مقید جانتے تھے اور اب بعد حجاب اوٹھ جانے کے اوسکو مطلق دیکھینگے) اور مین اپنی کتاب معارف الٰہیہ مین تجلیات کے باب مین مرنے کے بعد ترقی کی صورتون کو ذکر کرچکا ہون جہان مین نے اسے ذکر کیا ہے کہ مین کشف مین اس طائفہ کے بعض لوگون سے ملا اور مین نے اونکو اس مسئلہ مین بہت سے فوائد بتلائے جو اونکو معلوم نہ تھے اور بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ ترقی مین ہین لیکن حجاب کی لطافت اور اوسکے

رقت اور صورتون کے تشابہ کے سبب سے اونکو اسکی خبر نہیں ہی جیسے اللہ کا قول ہی
وَاُتُوا بِهٖ مُتَشَابِهًا اور انکو اوسکی تشابہ چیزین دیگئین۔ اور وہ رزق یا حجاب عین آخر نہیں
ہی کیونکہ عارف کے نزدیک وہ شبیہ من حیث ہو شبیہ دونون دوغیر ہین اور اہل تحقیق کثرت
مین واحد کو دیکھتے ہین جیسے کہ اسما آلہیہ مدلول ہین وہ جانتے ہین کیونکہ اونکے حقایق اگرچہ مختلف
اور بہت ہین مگر اونکا عین ایک ہی ہی پس یہ کثرت عین واحد مین معقول اور مفہوم ہی اور اوسکی
تجلی کے وقت عین واحد مین کثرت مشہود ہوتی ہی جیسے کہ ہر صورت کی حد یا تعریف مین اوسکی
ہیولی کو لیتے ہین اور وہ صورتون کی کثرت اور اختلاف کے ساتھ بھی درحقیقت ایک ہی جوہر
کی رجوع ہوتا ہی اور وہ اوسکا ہیولی ہی پھر جس نے اپنے نفس کو اس معرفت سے پہچانا ہو تو وہ
خدا کو بھی پہچانا ہی کیونکہ اللہ نے اوسکو اپنی صورت پر بنایا ہی۔ وہ حق تعالی کی ہویت اور حقیقت
کا عین ہی اسی واسطے علما اور حکما سے کوئی شخص نفس اور اوسکے حقیقت کی معرفت پر مطلع
نہوا سوائے الہٰیین اور ربانیین کے جیسے انبیا اور رسل علیہم السلام اور اکابر صوفیہ رحمہم اللہ
ہین اور حکما متقدمین اور ارباب فکر و نظر اور متکلمین جنہون نے نفس کی ماہیت اور حقیقت
پر کلام کیا ہی تو اونہین سے کوئی شخص اوسکی حقیقت پر آگاہ نہیں ہوا ہی اور نظر فکری کبھی اوسکی
ماہیت کو دیکھ ہی نہیں سکتی ہی اور جس نے نظر فکری ہی سے نفس کی ماہیت کا ادراک چاہا ہو اوسکی
مثال ایسی ہی کہ ورم والے کو اوسنے فربہ جانا اور ہیزم تر کو جو سلگنے کے قابل نہیں ہے اوسنے
جلانے کی نظر سے پھونکا۔ اور بیشک انپر وہی مثل صادق آتی ہی جو قرآن مین ہی ضَلَّ
سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا یعنے اونکی کوششین
اس دنیا کی زندگی مین ضایع ہوئین اور وہ سمجھتے ہین کہ ہم لوگ اچھا فعل کر رہے ہین پھر
جس کسی نے کسی امر کو اوسکے غیر طریقہ سے طلب کیا ہو تو وہ اوسکی تحقیقات مین کامیاب
نہیں ہو سکتا ہی اور اللہ نے کیا خوب عالم اور اوسکے تبدل بارہ مین فرمایا ہی کہ عالم ہر نفس
کے ساتھ ایک ہی عین خلق جدید مین ہی پھر اللہ تعالی نے اس طائفہ کے حق مین بلکہ اہل عالم کے
حق مین فرمایا کہ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ بلکہ وہ لوگ ہمیشہ خلق جدید کی لباس
مین ہین۔ یا خلق جدید مین ملتبس ہین لیکن اشاعرہ نے اسپر بعض موجودات مین اطلاع

[illegible]

پائی ہی اور وہ اعراض ہین اور سوفسطائیون نے اسپر تمام عالم مین وقوف پایا ہے
لیکن انکو تمام ارباب نظر وفکر نے اس مسئلہ مین جاہل بنایا ہی لیکن دونون فریقون
اشاعرہ اور فلسفہ نے اسمین تھوڑی خطا کی ہی سوفسطائی نے یہ خطا کی ہی کہ باوجودیکہ وہ تمام
عالم کے تبدل کے قائل ہین لیکن عین جوہر کے واحد ہونے پر اونکو اطلاع نہوئی جو ذہن
مین معقول ہی اور ان صورتون سے پیشتر بھی وہ موجود تھا اور اوس جوہر کا وجود انھین صورتون
مین ہے جیسے کہ اون صورتون کا ذہن مین معقول ہونا اوسی جوہر سے ہے پس کاشکے
وہ لوگ اسکے قائل ہوتے تو اصلی امر درجہ تحقیق پہ فائز ہوجاتے اور اشاعرہ نے یہ خطا کی
ہی کہ انھون نے یہ نہین سمجھا کہ تمام عالم اعراض کا مجموعہ ہے اس لیے وہ ہر زمانہ بلکہ ہر آن مین
بدلتا رہتا ہی کیونکہ عرض دو زمانون مین باقی نہین رہتا ہے اور یہ اونکو اشیا کے حدود مین ظاہر
ہوتا ہے کیونکہ جب وہ لوگ کسی شے کی تعریف کرتے ہین تو اونکی حد مین وہی اعراض ظاہر
ہوتے اور یہ بھی اونکو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اعراض جو اس جوہر کی حد مین مذکور ہین
وہ اس جوہر کی حقیقت اور عین ہین جس سے وہ جوہر بذاتہ قائم ہے اور عرض ہونے
کے اعتبار سے وہ بذاتہ قائم نہین ہوسکتا ہی پس مجموع اعراض سے جو بذاتہ قائم نہین
ہین جوہر آیا جو بذاتہ قائم ہی جیسے تحیز ذاتی جسم کے لیے ہے اور اوس جوہر کا اعراض
کو قبول کرنا اوسکا حد ذاتی ہے اور شک نہین ہے کہ قبول کرنا عرض ہے اور وہ
بغیر قابل یعنے قبول کرنے والے کے نہین ہوسکتا ہے کیونکہ وہ بذاتہ قائم نہین ہے
اور قابلیت جوہر کی ذاتی صفت ہے اور تحیز عرض ہے اور وہ بغیر متحیز کے
نہین ہوسکتا ہے کیونکہ وہ بھی بذاتہ قائم نہین ہے اور تحیز اور قبول جوہر غیر محدود
پر کوئی امر زائد نہین ہے کیونکہ حدود کے جو اجزاے ذاتی ہین وہ محدود ہین اور
اوسکی ہویت کی عین ہین۔ اور اسوقت لازم آتا ہے کہ اعراض جو بذاتہ قائم نہین ہین
اب جوہر ہون یعنے بذاتہ قائم ہون اور اونکو اس خلق جدید کی خبر نہین ہی جسپر
وہ دمبدم ہین اور یہ وہی لوگ ہین جو خلق جدید مین ملتبس ہین ورنہ صاحب کشف
مین بصر و بصیرت سے دیکھتے ہین کہ اللہ تعالی ہر ساعت و ہر دم مین تجلی فرماتا ہی اور
اوسکی تجلی ایک صورت مین مکرر نہین ہوتی ہے اور وہ یہ بھی مشاہدہ کرتے ہین

[illegible]

کہ ہر تجلی ایک خلق جدید کو دیتی ہو اور دوسرے خلق جدید کو لیجاتی ہو پس اوسکا جانا وہی فنا ہے جو ہئی تجلی کے وقت حاصل ہوتا ہو اور جسکو دوسری تجلی دیتی ہو وہی بقا ہو فافہم

تیرہوین حکمت ملکیہ کی فص کلمۂ لوطیہ مین ہے

ملک کے معنی سختی کے ہین اور ملیک سخت چیز یا زور آور آدمی کو کہتے ہین چنانچہ آٹا گوندھتے ہین اور وہ سخت ہو جاتا ہو تو بولتے ہین کہ ملکت العجین یعنے مین نے اوسکی ترکیب مین زور دیا اور اسکے خمیر کو سخت کیا اور قیس ابن حطیم اپنے نیزہ کی تعریف مین کہتا ہو۔ ملکت بھا کفی فانہرت فتقہا۔ الخ

یعنے میرے ہاتھ کا سخت نیزہ اوسپر پڑا پھر مین نے اوسکے زخم کو وسیع کر دیا جو ضرب سے کھل گیا تھا کہ اس طرف کا آدمی جو کھڑا ہے اوس طرف کی چیزون کو دیکھلے اور لوط علیہ السلام کے قول کے جسکو اللہ تعالی نے بیان کیا ہو یہی معنی ہے وہ یہ ہو لوان لی بکم قوۃ او اوی الی رکن شدید کاشکے مجھکو تمہارے ساتھ زور ہوتا یا مین کسی رکن مستحکم مین پناہ لیتا اسیواسطے رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی ہمارے برادر لوط علیہ السلام پر رحم فرماوے وہ رکن مستحکم مین پناہ لیتے تھے اسمین رسول اللہ نے تنبیہ فرمائی ہو کہ وہ اللہ تعالی کے ساتھ اوسکے اسم شدید کی جہت سے تھے اور جس چیز کی لوط علیہ السلام نے اپنی جماعت کی طرف رکن شدید کے ساتھ قصد فرمایا تھا اور لو ان لی بکم قوۃ کے کہنے سے اونکے ساتھ مقاومت چاہا تھا تو وہ یہان ہمت تھی جو خاصکر بشر ہی سے ہوتی ہو اسیواسطے رسول اللہ نے فرمایا کہ اوسوقت سے یعنے اوس زمانہ سے کہ لوط علیہ السلام نے فرمایا کہ او اوی الی رکن شدید جب کوئی نبی بھیجا گیا تو اپنے قوم کے معاونین اور موالفین کی حفاظت مین بھیجا گیا۔ اور وہ جماعت معاونین کی اوسکو اوسکی قوم سے بچاتی تھی جیسے کہ ابو طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاون تھے اور حضرت لوط علیہ السلام نے اس قول (لوان لی بکم قوۃ) اسواسطے فرمایا کہ وہ اللہ سے اس آیت اللہ الذی خلقکم من ضعف کو فرماتے ہوے سن لیا تھا کہ وہ تمہارا ایسا اللہ تعالی ہے جس نے تمکو ضعف سے پیدا کیا

[illegible]

ثم جعل من ضعف قوة پھر بعد ضعف کے تمکو قوی بنایا - پس یہ قوت جعل جاعل سے عارض ہوئی ہی اسواسطے یہ محض عرضی قوت ہے ثم جعل من بعد قوة ضعفا وشیبة پھر قوت کے بعد اوسی نے ضعف اور پیری دیا اور ضعف اصل خلقت خلقتکم من ضعف کی طرف رجوع ہوتا ہی اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے اوسکو اوس حالت کی طرف رد کیا جس سے اوسکو پیدا کیا تھا چنانچہ خود اللہ نے فرمایا ہی و بعضکم من یرد الیٰ ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئا اور بعض تم سے سال سن کی طرف پلٹائے جاتے ہین تاکہ وہ علم کے بعد کسی چیز کو نہ جانین - اللہ نے اوسمین یہ ذکر کیا ہے کہ وہ اول ضعف کی طرف پلٹا جایا جاتا ہی اسواسطے ضعف کے باب مین پیر کا حکم مثل بچے کے ہے اور نہی بعد چالیس برس پورا ہونے کے بھیجا گیا ہے اور یہی زمانہ قولے بدنی کے ضعف اور انحطاط کی ابتدا کا ہی اور اسی سبب سے حضرت لوط نے فرمایا کہ لوان لی بکم قوة یعنی کاشکے مجھکو تمھارے ساتھ قوت ہوتی اسمین وہ ہمت موثرکے طالب ہین - اگر تم کہو کہ اس ہمت موثر سے اونکو کیا چیز مانع تھی کیونکہ جب اوسکی حقیقت سالکین اور تابعین مین موجود ہی تو رسل علیہم السلام کو وہ بدرجہ اولی ہونا چاہیے مین کہتا ہون کہ تم سچ کہتے ہو لیکن تمنے ایک دوسرے علم کے نقصان سے یہ اعتراض کیا ہے وہ یہ ہے کہ معرفت الٰہی ہمت کے لیے کوئی تصرف ہی نہین چھوڑتی ہے اور جیسے جیسے معرفت بڑھیگی ویسی ہی ویسی ہمت کے تصرف مین کمی ہوگی اور اسکے دو وجہ ہین ایک یہ ہے کہ وہ مقام عبودیت مین متحقق ہوگیا ہے اور اوسکی نظر خلقت طبعی کے اصل کی طرف پڑتی ہی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہان متصرف فیہ دونون ایک ہوگئے ہین اسی واسطے وہ اوسکو دیکھتی ہی نہین ہے جسپر وہ اپنی ہمت کو روانہ کرے پس اتحاد ہی اوسکو تصرف سے مانع ہے اور عارف اس شہود مین دیکھتا ہے کہ منازع لہ اپنے اوس حقیقت سے نہین پھرا ہے جسپر وہ اپنے ثبوت عین اور عدم کے وقت تھا اور وجود مین بھی وہی ظاہر ہوا ہے جو عدم کے وقت ثبوت عین مین تھا اسواسطے اس نے اپنے حقیقت سے تجاوز نہین کیا ہے اور نہ اپنے راستہ سے بھٹکا ہے پس اسکا نزاع نام رکھنا محض امر عارضی ہے جو اس حجاب سے

ظاہر ہوا ہے جو لوگوں کے آنکھوں پر ہے چنانچہ خود اللہ پاک نے ان لوگوں کے بارے مین فرمایا ہے ولکن اکثر الناس لا یعلمون ظاہرا من الحیوۃ الدنیا وعن الاخرۃ ھم غافلون۔ لیکن بہتیرے لوگ نہین جانتے ہین۔ وہ صرف دنیا کے ظاہر زندگی کو جانتے ہین۔ اور آخرت سے یہ لوگ غافل ہین، اور یہی غافلین مطلوب ہین کیونکہ یہ اونھین کے قول سے ہے کہ فی قلوبنا غلف‌ٌ یعنے ہم لوگون کا دل غلاف مین ہے یعنے حجاب مین ہے، اور یہ وہ حجاب ہے جو اونکو اس امر کے اصلی ادراک سے مخفی رکھتا ہے پس یہ اور اسی کے مثل اور چیزین عارف کو عالم مین تصرف کرنے سے روکتی ہین حضرت شیخ ابو عبداللہ بن محمد قائد نے شیخ ابو سعود بن شبلیؒ سے فرمایا کہ تم تصرف کیون نہین کرتے ہو حضرت ابو سعود نے فرمایا کہ مین نے حق تعالیٰ پر چھوڑ دیا کہ جس طرح وہ چاہے مجھ مین تصرف کرے اور اس سے اون کی مراد اللہ تعالیٰ کا وہ قول ہے جس مین وہ فرماتا ہے کہ فاتخذہ وکیلاً (تم اوسکو اپنا وکیل بناؤ) اس لیے کہ وکیل ہی تصرف کرتا ہے اور علی الخصوص حضرت ابو سعود رحمہ اللہ سن چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ (تم اون چیزون کو خرچ کرو جس مین اللہ تعالیٰ نے تمکو اپنا جانشین بنایا ہے) اس سے حضرت ابو سعودؒ اور کل عارفین نے یقیناً جان لیا ہے کہ جو تصرفات یا اور چیزین کہ انکے ہاتھ مین ہین وہ اونکا اصلی نہین ہے کیونکہ وہ اسمین جانشین اور خلیفہ ہین پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس چیزین جس مین مین نے تمکو اپنا خلیفہ اور اوسکا مالک بنایا ہے تم مجھکو اپنا وکیل بناؤ اور مجھکو اوسمین اپنا متصرف مانو اسی واسطے حضرت ابو سعودؒ نے فاتخذہ وکیلاً کے حکم کی تعمیل فرمائی پھر ایسے شخص کو جو ایسے امور کا شاہد ہو کیونکہ ہمت باقی رہ سکتی ہے جس سے وہ تصرف کر سکے اور ہمت بغیر جمعیت کے اپنا فعل نہین کرتی ہے اور اہل ہمت کو سوائے اوس چیز کے جسپر وہ اپنی پوری ہمت کو جمع کر چکا ہے اور طرف وسعت اور فراخی نہین ہوتی ہے اور یہ معرفت اوسکو اس جمعیت سے متفرق کر دیتی ہے اور وہ عارف جسکو پوری معرفت حاصل ہی اپنے کو نہایت ہی عاجز اور ضعیف دیکھتا ہی۔

ایک ابدال نے حضرت شیخ عبدالرزاقؒ سے کہا کہ تم ابو مدین سے بعد سلام کے

کہو کہ اے ابو مدین آپ مشکل حادثون کو ہم لوگون کی طرح کیون نہین دفع کرتے حالانکہ آپ پر بہت سے مشکلات پیش آتے ہین۔ اور ہم لوگون کو خواہش ہے کہ آپ کے درجہ مین ہون اور آپ کو ہمارے درجہ مین ہونے کی خواہش نہین[له] ہے اور ابو مدین ایسے ہی تھے اور انکو ابدا اون کا مرتبہ حاصل تھا۔ اور سوائے اونکے اور لوگ اور ہم لوگ ضعف اور عجز کے مقام مین اون سے بڑہے ہوئے ہین اور باوجود اس مرتبہ کے بھی اونھون نے وہی کہا جو کہا۔ اور یہ تصرف بھی اوسی قبیل سے ہے جو لوط علیہ السلام کو حاصل تھا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی مقام مین اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرمایا کہ مَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ (مین نہین جانتا ہون کہ میرے اور تمھارے ساتھ کیا ہوگا۔ مین صرف اوس وحی کا تابع ہون جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے) پس رسول اللہ بھی اوسی وحی سے حکم فرماتے تھے جو اون کے پاس آتی تھی اور آپ کے پاس سوائے عجز اور ضعف اور غیب کی لاعلمی بیان کرنے کے اور کچھ نہ تھا۔ پھر اگر اونکو تصرف کرنے کے بارہ مین وحی بالجزم آگئی ہے تو وہ تصرف کرتے ہین اور اگر ممانعت آگئی ہے تو وہ باز رہتے ہین اور اگر وہ مخیر کر دیے گئے ہین تو تصرف کے ترک کرنے کو اختیار کرتے ہین۔ مگر جب کوئی معرفت مین خام ہوتا ہے تو وہ تصرف کو اختیار کرتا ہے حضرت ابو سعود[رض] نے اپنے معتقدین سے فرمایا کہ مجھکو اللہ تعالیٰ نے پندرہ برس سے تصرف بخشا ہے لیکن مین نے اسکو تکلف کی نظر سے چھوڑ دیا ہے۔ ہم لوگون نے اسکو تکلف کی راہ سے نہین چھوڑا ہے کیونکہ تکلف بطور ایثار کے کسی چیز کے چھوڑنے کو کہتے ہین بلکہ ہم لوگون نے تصرف کو کمال معرفت کی راہ سے چھوڑا ہے کیونکہ معرفت الٰہی بطور اختیار تصرف کو مقتضی نہین ہے اور جب کوئی عارف ہمت سے عالم مین تصرف کرتا ہے تو وہ یا امر الٰہی سے ہوگا یا محض مجبوری کے وقت مین ہوگا اور بالاختیار کبھی نہوگا اور اس مین شک نہین ہے کہ مقام رسالت تصرف کو طالب ہے تاکہ اوسکی رسالت کو لوگ قبول کرین جس کو وہ لایا ہے اور اسکے ہاتھ سے کوئی ایسی چیز ظاہر ہونی چاہیے جس سے اوسکی امت اور قوم کے نزدیک اوس کی تصدیق ہو تاکہ اللہ تعالیٰ کا دین غالب رہے اور ولایت

له یعنی آپ تصرفات کی خواہش نہین رکھتے ہمارے طرح کا تصرف کرتے ہین باوجودیکہ آپ کو وہ مرتبہ حاصل ہے ۱۲ مترجم

اس طرح نہین ہے اور اسکے ساتھ بھی رسول ظاہر ہین اوسکے طالب نہین ہوتے ہین
اس لیے کہ رسول کو اپنی قوم پر شفقت ہوتی ہے بدینوجہ وہ نہین چاہتا کہ اونپر حجت کے
ظاہر کرنے مین زیادہ مبالغہ کرے اس سبب سے کہ وہ اونکی ہلاکی کا سبب ہوتا ہے
پس وہ حجاب کو اونپر باقی رکھتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جب کوئی معجزہ کسی جماعت پر
ظاہر ہوتا ہے تو بعض لوگ اوسوقت رسول پر ایمان لاتے ہین اور بعض اوسکو پہچانتے
ہین لیکن بعض اوسکا انکار کرتے ہین اور ظلم اور سرکشی اور حسد سے اوس کی تصدیق
کو ظاہر نہین کرتے ہین اور بعض اوسکو سحر اور شعبدہ کی طرف منسوب کرتے ہین
اور جب رسول نے یہ دیکھا کہ ایمان وہی لائیگا جسکے دل کو اللہ نے نور ایمان سے
روشن کیا ہے اور جو شخص نور ایمان سے معجزہ کی طرف نظر کرے گا اوس کے حق مین
معجزہ کچھ نفع نہ دیگا تو اونکی ہمتین معجزہ کی طلب سے پست ہوگئین کیونکہ اوسکا اثر
تمام دیکھنے والون مین یا اونکے دلون مین عام نہین ہے چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے
اکمل المرسلین اور اعظم مخلوقین اور اصدق الحال اولین و آخرین محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے حق مین فرمایا ہے کہ اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ (یعنے جسکے اسلام کو تم محبوب رکھتے ہو اوسکو تم ہدایت نہین
کرسکتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور راہ حق پر لاتا ہے) اور
اگر ہمت کو مستقل اثر ہوتا تو اپنے محل مین ضرور اثر کرتی اور ظاہر ہے کہ کوئی
شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہمت مین اکمل اور افضل اور اعلیٰ اور اقوی
نہین ہے اور اسکے ساتھ بھی آپ کے چچا ابو طالب کے اسلام مین ہمت نے اثر نہ
کیا اور انھین کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے جسکو ہم نے اوپر ذکر کیا ہے
اور اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان مین فرمایا
ہے کہ انکا کام صرف تبلیغ ہے اور یہ بھی فرمایا کہ لیس علیک ھدٰھم ولکن اللہ یھدی
من یشاء (تمپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اونکی ہدایت نہین ہے لیکن اللہ ہی جسکو چاہتا ہے
ہدایت کرتا ہے) اور سورۂ قصص مین اللہ تعالیٰ نے یہ بڑھایا ہے کہ وَهُوَ اَعْلَمُ
بِالْمُهْتَدِيْنَ ہدایت پانے والون کو اللہ خوب جانتا ہے یعنے اون لوگون کے ساتھ
جنھون نے اپنی ہدایت کا علم اللہ تعالیٰ کو عدم کے وقت اعیان ثابتہ مین بخشا ہی اس سے

ثابت ہوا کہ علم معلوم کے تابع ہے پس جو کوئی کہ اعیان ثابتہ اور عدم کے وقت مومن ہو تو اوسی صورت سے وجود مین بھی ظاہر ہوگا اور اللہ تعالیٰ اوسکو پہلے ہی جان چکا ہی کہ وہ ایسا ہوگا اسیواسطے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ اور وہ ہدایت پانے والون کو خوب جانتا ہی اور جب اس طرح فرمایا تو یہ بھی کہا کہ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ میرے نزدیک ہمارے اعیان ثابتہ کا قول بدلا نہین جائیگا کیونکہ میرا قول مخلوقات مین میرے علم پر ہوتا ہے وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِیْدِ اور مین بندون پر ظلم کرنے والا نہین ہون یعنی مین نے اونکے لیے کفر کو مقدر نہین کیا ہے جو اونکو شقی کرتا ہی پھر مین نے اون سے اوس چیز کا مطالبہ کیا ہو جو اون کی وسعت مین نہین ہے کہ اوسکو لاوین بلکہ مین نے اونسے وہی معاملہ کیا جسکا لائق مین نے اونکو جانا اور مین نے اونکو اوسکا لائق جبھی جانا کہ انھون نے خود اپنے نفسون سے مجھکو علم دیا کہ مین اسکا لائق ہون پس اگر یہ ظلم ہے تو وہ خود ظالم ہین اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَلٰکِنْ کَانُوْا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ لیکن وہ خود اپنے نفسون پر ظلم کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے اون پر ظلم نہین کیا ہی ایسا ہی مین نے اونسے وہی کہا جسکو اونکے ذات نے مجھکو کہنے دیا اور مجھکو اپنی ذات معلوم ہے کہ وہ کس حالت پر ہے اور اسمین کیا کہنا چاہیے اور کیا نہین کہنا چاہیے پس مین نے اونکو وہی کہا جسکو مین نے جانا کہ اونکو یہ کہنا چاہیے پس مجھسے حکم کرنا اور کہنا ہے اور اون سے حکم بجالانا اور نہ کرنا اور اونکا حکم کو نہین بجالانا ہے۔

فَالْکُلُّ مِنَّا وَمِنْهُمْ	پس کل چیزین ہمارے اعیان ثابتہ اور اسما صفات سے ہین
وَالْاَخْذُ عَنَّا وَعَنْهُمْ	اور اونھون نے علم کو ہمسے لیا اور ہم نے وجود کو اونسے لیا
اِنْ لَا یَکُوْنُوْا مِنَّا	اگرچہ وہ اسما وصفات ہم سے نہین ہین۔
فَنَحْنُ لَا شَکَّ مِنْهُمْ	لیکن ہم لوگ بیشک اونہین سے ہین۔

ائے ولی تو اس حکمت ملکیہ کو کلمہ لوطیہ مین تحقیق کرلے کیونکہ یہ حکمت معرفت کا مغز ہے

فَقَدْ بَانَ لَكَ السِّرُّ	کیونکہ سِر قدر تمکو ظاہر ہوگیا۔
وَقَدِ اتَّضَحَ الْاَمْرُ	اور امر وجود تمپر ظاہر ہوگیا۔
وَقَدْ اُدْرِجَ فِی الشَّفْعِ	اور جسکو وتر یعنے طاق بولتے ہین۔

ذات ۱۲

۱؎ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی دو قسمین ہین ایک حکم ایجادی ہوتا ہے جو بلفظ کن ہے اوس حکم کا بجالانا ہر چیز کو ضروری ہے اور دوسرا حکم ایمانی ہے جو ہدایت [illegible]

وہ شفع (اعیان ثابتہ ۱۲) یعنے جفت مین مندرج اور فانی ہوگیا۔	الذی قیل ھوالوتر

چودھوین[۱۴] حکمت قدریہ (منسوب بسر قدر ۱۲) کی فص کلمہ عزیریہ مین ہے

جاننا چاہیے کہ قضا اشیا مین اللہ تعالی کے حکم کرنے کو کہتے ہین اور حق تعالی کا علم اشیا مین اوسکے حد علم پر ہوتا ہے جو اونکی ذات اور حالات سے متعلق ہی اور اللہ تعالی کا علم اشیا مین اوسی حد پر ہوتا ہے جسکو معلومات نے دیا ہے کہ وہ بنفسہ کس حد پر ہین اور قدر اون حالات کے وقت معین کرنے کو کہتے ہین جنپر اشیا اپنے اعیان ثابتہ مین تھے اور اسمین کچھ بھی کمی و بیشی نہین ہوتی ہے پس قضا نے اشیا پر اونھین کے اعیان ثابتہ سے حکم کیا ہے اور قدر کا تعین ستر ہے اور یہ اوسکے لیے ہے جسکو قلب ہے اور وہ صاحب دل ہے اور کان لگا کر وہ شہادت دیتا ہے پس اللہ تعالی کے مخلوقات پر بہت بڑی حجت ہے اور حاکم در اصل عین مسئلہ کا تابع ہے یعنی وہ اوسی کے اقتضاے ذات سے حکم کرتا ہے اور محکوم اپنے اقتضاے ذات سے حاکم پر حکم کرتا ہے کہ وہ مجھپر فلان حکم کرے پس ہر حاکم اوسکے اقتضاے ذات کے حکم سے محکوم علیہ ہے خواہ اسمین کوئی حاکم ہو اس مسئلہ کو تحقیق کرلو کیونکہ تقدیر کا مسئلہ شدت ظہور کے سبب سے لوگون پر مجہول ہے اور اسی سبب سے یہ معلوم نہین ہوا اور اس مسئلہ کی جستجو اور جد بلیغ کے ساتھ تجسس بہت ہے اور جاننا چاہیے کہ رسل علیہ السلام کو رسالت کی حیثیت سے نہ ولایت کی حیثیت سے امت کے مراتب پر معرفت حاصل ہے کہ وہ کس درجہ پر ہین پس اونکو اوسیقدر علم ہے اور اوتنے ہی علم کے ساتھ وہ بھیجے گئے ہین جتنی اوس رسول کی امت کو حاجت ہے اور اس سے کم و بیش نہین ہوا اور امتین باہم دیگر درجہ مین متفاوت ہین بعض کو بعض پر فضیلت ہے اسواسطے رسل علیہم السلام بھی آپس مین متفاوت درجہ پر ہین اور رسالت مین اونکا علم بھی امتون کی تفاوت سے متفاوت ہے اور یہی معنی اس آیت کے ہین تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ان رسولون مین بعض کو بعض پر ہمنے فضیلت دی ہے جیسا کہ وہ لوگ بھی اپنی استعداد کے موافق متفاوت ہین اور یہ تفاوت استعداد کے موافق متفاوت ہین اور یہ تفاوت استعداد علوم اور احکام مین اونکی ذات کی طرف راجع ہے اور وہ اس آیت مین ہے

ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض اور ہمین ہی نے ایک نبی کو دوسرے نبی پر فضیلت
دی ہے اور مخلوق کے بارہ مین اللہ نے فرمایا واللہ فَضَّلَ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ
اور اللہ نے تم مین سے ایک کو دوسرے پر رزق اور بہرہ مین فضیلت دی ہے اور رزق
کے دو قسم ہین بعض روحانی رزق ہے جیسے علوم اور معارف ہین اور بعض جسمانی جیسے
غذا رہے پھر اللہ نے فرمایا کہ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (اور ہم اوس رزق کو
اندازہ معلوم کے برابر اوتارتے ہین) اور وہ اندازہ معلوم یہی استحقاق ہے جسکے
خلق طالب ہین کیونکہ اللہ نے ہر چیز کو اوسکی مخلوقیت کا حصہ بخشا ہے پس اللہ تعالیٰ
اوسیقدر اپنی طرف سے اوتارتا ہے جتنا وہ چاہتا ہے اور وہ اوسیکو چاہتا ہے جسکو
وہ جان چکا ہے پھر اوسیکا وہ حکم کرتا ہے اور وہ اوسیکو جانتا ہے جسکو معلوم نے
حق تعالیٰ کو اپنی طرف سے علم دیا ہے جیسا مین کہہ چکا ہون اور وقت مقرر کرنا دراصل
معلوم ہی سے ہوتا ہے اور قضا اور علم اور ارادہ اور مشیت یہ سب قدر کے تابع ہین
اسی واسطے مسئلہ تقدیر کا راز بہت بڑا علم ہے اور اللہ تعالیٰ اس مسئلہ کا فہم اوسیکو عنایت
کرتا ہے جسکو اوس نے معرفت تامہ سے خاص کیا ہے اور مسئلہ تقدیر کا علم اوسکے جاننے
والے کو بالکلیہ راحت اور عذاب الیم دونون بخشتا ہے پس یہ دو نقیضون کو دیتا ہے اور اسیکے
سبب اسماے الٰہی آپس مین ایک دوسرے کے مقابل ہوے اور اسکی حقیقت موجود
مطلق اور موجود مقید دونون مین حکم کرتی ہے اور کوئی مسئلہ کے حقیقت سے قوی تر و اعلیٰ
و اتم و احکم نہین ہے کیونکہ اسکا حکم متعدی اور غیر متعدی دونون کو شامل ہے اور جب
انبیا علیہم السلام کو اونکے علوم صرف وحی الٰہی سے خاص طور پر آئے تو اونکے دل نظر
عقلی سے سادہ ہوے کیونکہ وہ جانتے ہین کہ عقل ان امور کو نظر فکری سے اصلی طور
پر دریافت کرنے سے قاصر ہے اور اخبار الٰہی بھی اون امور کے ادراک سے قاصر ہین کیونکہ
وہ صرف ذوق اور وجدان سے حاصل ہوتے ہین اسیواسطے انسان کامل کا علم صرف
تجلی الٰہی مین باقی رہا اور حق تعالیٰ بصر اور بصیرت کے آنکھون سے پردہ کھولتا نہین ہے
تاکہ وہ قدیم اور حادث عدم اور وجود محال اور واجب اور ممکن کو اصلی طور پر جیسا وہ اپنے
حقایق اور اعیان مین ہین ادراک کرے اور جبکہ حضرت عزیر علیہ السلام کا علم خاص طور
پر وجدان اور ذوق سے ہوا لہذا اونپر عتاب آیا اور اگر وہ کشف کے طریقہ سے اوسکو

طلب کرتے جسکو مین نے ذکر کیا تو اونپر عتاب نہ آتا اور انکے سادہ لوحی پر بعض تفسیرون سے
اونکا یہ قول دلالت کرتا ہے کہ اَنّٰی یُحْیِی ھٰذِہِ اللّٰہُ بَعْدَ مَوْتِھَا تعجب سے فرماتے
ہین کہ کہان سے یا کیونکر اللہ تعالی بعد مرنے کے اسکو زندہ کریگا؟ اور ہمارے نزدیک حضرت
عزیر کے اس کہنے کی صورت مثل ابراہیم علیہ السلام کے اس کہنے کی صورت کی ہے
رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِی الْمَوْتٰی اے میرے مالک مجھکو دکھلا دے کہ تو مُردون کو کیسے زندہ
کرتا ہی اور اس طرح کے سوالات فعل سے جواب کے مقتضی ہوئی نہ قول سے۔ اور یہ فعل
حق تعالی نے اونھین ظاہر کیا وہی اونکے جواب تھے اور وہ جواب اس آیت ہی فَاَمَاتَہُ
اللّٰہُ مِائَۃَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَہٗ پھر اللہ تعالی نے اونکو سو برس تک مارا یعنے مردہ رکھا
پھر اونکو اوٹھایا تب اللہ نے اونسے فرمایا کہ وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ کَیْفَ نُنْشِزُھَا
ثُمَّ نَکْسُوْھَا لَحْمًا تم ہڈیون کی طرف نظر کرو کہ مین کیسے اونکو جوڑتا ہون پھر مین اونکو گوشت
پہناتا ہون پھر اونھون نے بالتحقیق معائنہ کیا کہ اجسام کیسے اوگتے ہین پس اللہ تعالی نے
اونکو کیفیت دکھلادی اور اونھون نے اللہ تعالی سے مسئلہ تقدیر سے سوال کیا تھا جس مین
بغیر کشف اعیان ثابتہ کے جو عدم مین تھا اشیا کا ادراک نہین ہوتا ہی پس اللہ تعالی نے
اونکو یہ نہین بتایا کیونکہ اسپر اطلاع علم الٰہی سے مختص ہے اور محال ہی کہ اوسکو سوا اسے
اللہ تعالی کے کوئی دوسرا جانے کیونکہ اعیان ثابتہ غیب کی پہلی کنجیان ہین جسے کوئی سوا
اوسکے نہین جانتا ہی اور کبھی اللہ تعالی بعض بندون کو جسکو چاہتا ہے اون مین سے
بعض اشیا پر اطلاع بخشتا ہے اور جاننا چاہیے کہ اعیان ثابتہ کا نام مفتاح دکنجی) اوسوقت
رکھتے ہین جب وہ بند ہوتا ہی اور اوسکو کھولنا چاہتے ہین اور کھولنے کا وقت اشیا
کے ساتھ تکوین کے تعلق کا وقت ہے اور اگر چاہو تو کہو کہ وہ مقدور کے ساتھ قدرت
کے تعلق کا وقت ہے اور اسمین اللہ تعالی کے سوا دوسرے کو ذوق نہین ہی
پس اسمین تجلی اور کشف اور قدرت اور فعل کسیکو نہین ہوتا ہے سوا اللہ تعالی
کے کیونکہ یہ اوسی کیواسطے خاص ہے اور یہ وجود مطلق اوسیکو ہے جو کبھی مقید
نہین ہوتا ہے پھر جب مین نے دیکھا کہ حق تعالی نے عزیر علیہ السلام پر اونکے
سوال سے عتاب کیا جو تقدیر کے بارہ مین تھا تو مین نے جانا کہ وہ اسی اطلاع کے
طالب تھے اور اونھون نے چاہا کہ مجھکو ایسی قدرت ہو جو مقدور سے متعلق رہے

اور یہ اوسی ذات کو صحیح ہے جسکو وجود مطلق ہو اور دوسرون کو ممکن نہین ہے پس وہ ایسی
چیز کے طالب تھے جسکا وجود مخلوق مین ذوقاً ممکن نہین ہے کیونکہ کیفیتون کا ادراک
صرف ذوق سے ہوتا ہے اور حدیث سے جو ہم لوگون کو روایت آئی ہے کہ اللہ تعالی نے
حضرت عزیر کے پاس وحی بھیجی کہ لئن لم تنتہ لامحون اسمک عن دیوان
النبوۃ اگر تم اس تعجب کے کہنے سے باز نہ آوگے تو مین تمھارا نام نبوت کے دفتر
سے مٹا دونگا تو اسکے معنی یہ ہین کہ مین وحی سے خبر دینے کا طریقہ تمسے اوٹھا دونگا
اور تمکو اور امور تجلی سے دونگا اور تجلی ہمیشہ تمھاری استعداد کے موافق ہوا کریگی جس سے
تمکو ادراک ذاتی حاصل ہوتا کہ تمکو معلوم ہو کہ ہم نے اپنے ہی استعداد کے موافق ادراک
کیا ہی پھر اوسوقت تم اس امر مین نظر کرو جسے تمنے طلب کیا ہے پس اگر اس امر کو تم
تجلی مین نہ دیکھو تو جانو کہ میرے پاس اوس چیز کی استعداد نہین ہے جسکے ہم طالب
ہین اور وہ صرف ذات الٰہی سے مخصوص ہے اور تمنے جان لیا ہے کہ اللہ تعالی نے
ہر مخلوق کو اوسکی مخلوقیت کا حصہ دیدیا ہے اور جب تمکو اسکی تعداد خاص کو ندی تو تمھارے
لیے اوسنے مخلوق ہی نہین کیا ہے اگر تمھارے واسطے وہ مخلوق کرتا تو وہ استعداد
بھی تمکو دیتا جسنے خبر دی ہے کہ ہمنے ہر مخلوق کو اوسکی مخلوقیت کا حصہ بخشا ہے پس
تم خود اپنے سوال سے باز رہوگے اور نہی الٰہی کے تم اس مین محتاج نہ ہوگے
اور یہ بھی حضرت عزیر پر اللہ تعالی کی عنایت ہے کہ وہ اپنے ہی علم سے اسکو جان
گئے اور اپنی ہی لاعلمی سے اوسکو نہ جانے اور جاننا چاہیے کہ ولایت فلک محیط
انبیا اور اولیا سب کو شامل ہے اسی واسطے ولایت کبھی منقطع نہین ہوئی
اور جو خبرین کہ ولایت کے متعلق ہین وہ بھی عام ہین اور نبوت تشریع
منقطع ہو جاتی ہے چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین منقطع ہوگئی اسی واسطے
آنحضرت نے فرمایا کہ فلا نبی بعدی میرے بعد کوئی صاحب شریعت نہوگا
ولا رسول اور نہ کوئی رسول ہوگا اور رسول ہی شریعت جدید لانے والا ہے
اور اس حدیث نے اولیا رحمہم اللہ کی پیٹھ توڑ دی کیونکہ یہ حدیث عبودیت
کے تمام وکمال ذوق کے انقطاع کو متضمن ہے اسواسطے اونپر عبودیت
کا خاص نام جاری نہین ہو سکتا ہے کیونکہ بندہ چاہتا ہے کہ اپنے

سردار کے کسی نام مین اوسکو مشارکت نہو اور وہ سردار اللہ ہی ہے - اور اللہ تعالی
نے اپنا نام نبی یا رسول نہین رکھا اور ولی اپنا نام رکھا اور اس اسم سے اپنے کو موصوف
فرمایا ہے چنانچہ کہا - اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اللہ ایمان والون کا ولی ہے اور پھر کہا
اللّٰہ ھو الولی الحمید اللہ ہی ولی اور حمید ہے اور یہ نام اللہ کے بندون پر دنیا اور
آخرت مین باقی اور جاری ہے پس نبوت اور رسالت کے منقطع ہونے سے بندہ کا
کوئی خاص اسم سوائے حق تعالی کے باقی نرہا مگر اللہ تعالی اپنے بندون پر مہربان ہے
اسواسطے اوسنے نبوت عامہ کو باقی رکھا جسمین تشریع نہین ہے اور احکام کے ثبوت
مین اونکے لیے اجتہاد مین تشریع کو بھی قائم رکھا اور تشریع مین اونکے لیے وراثت کو
باقی رکھا اسیواسطے فرمایا کہ العلماء ورثة الانبیاء یعنے علماء نبیونکے
ورثہ ہین - اور اسمین سوائے اجتہادی احکام کے اور کوئی دوسری شے میراث
نہین ہے اسیواسطے اونھون نے اون احکام کو مشروع رکھا - اور جب تم نبی کو ایسا
کلام کرتے دیکھو جو حد تشریع سے باہر ہے تو وہ عارف اور ولی ہونے کی جہت سے
ہے اور اسیواسطے اونکا عالم اور ولی ہونے کا مرتبہ رسالت یا صاحب شریعت
یا نبی ہونے کے مرتبہ سے بڑہا ہوا ہے - اور جب تم کسی اہل اللہ کو کہتے سنو یا کسی
اہل اللہ سے تمھاری طرف منقول ہو کہ وہ کہتا ہے کہ ولایت نبوت سے اعلی ہے پس
اسکے کہنے والے کی بھی یہی مراد ہوتی ہے جو ہمنے بیان کی یا وہ کہتا ہے کہ ولی کو نبی اور
رسول پر فوقیت ہے تو اوس سے شخص واحد مین اوسکی مراد ہے یعنے رسول بحیثیت
ولایت کے نبوت اور رسالت کی حیثیت سے اکمل اور افضل ہے اور یہ مطلب
نہین ہے کہ وہ ولی جو نبی کے تابع ہے اوس سے اعلی اور افضل ہو کیونکہ تابع کبھی
متبوع کے اوس امر کا ادراک نہین کر سکتا ہے جسمین وہ اوسکا تابع ہے اور اگر یہ اوس
امر کا مدرک ہوتا تو اوسکا تابع نہوتا - پس رسول اور نبی مشرع کا مرجع ولایت اور علم
کی طرف ہوتا ہے کیا تم نہین دیکھتے کہ اللہ تعالی نے آنحضرت کو اور لوگون سے زیادہ علم
طلب کرنے کو فرمایا اور آنحضرت کو حکم کرکے فرمایا کہ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا تم کہو کہ اے میرے
مالک تو میرا علم بڑہا - اور یہ اسواسطے ہے کہ تم جانتے ہو کہ شریعت مین اعمال مخصوصہ کی
تکلیف اور افعال مخصوصہ سے نہی ہوتی ہے اور اسکا محل یہی دار دنیا ہے پس

یہ منقطع ہوجاتے ہین اور ولایت اس طرح نہین ہے کیونکہ اگر ولایت منقطع ہوتی تو وہ
من حیث ہی ہی یعنی مطلقاً منقطع ہوتی جیسے کہ رسالت مطلقاً منقطع ہوگئی اور جب ولایت
من حیث ہی ہی منقطع ہوتی تو اوسکا نام بھی نہ رہتا حالانکہ ولی اللہ تعالی کا نام ہے اور یہ
نام اوسکے لیے ہمیشہ باقی ہے پس ولی اوس بندہ کا نام ہے جو اللہ کے اخلاق سے متخلق
ہوگیا ہو اور اپنے کو فنا کرکے اوسکے ساتھ متحقق ہوا ہو اور بقا بعد الفنا سے اوسنے
تعلق حاصل کیا ہو۔ پس اللہ تعالی کے قول کا مطلب یہ ہوگا جو حضرت عزیر سے فرمایا کہ
اگر تم مسئلہ تقدیر مین تعجب کے سوال سے باز نہ آوٗگے تو مین تمھارا نام نبوت کے
دفتر سے مٹا دونگا اور تمکو ہر چیز کا ادراک تجلی سے ہوگا اور نبی اور رسول کا نام تمسے
زائل ہوجائیگا اور صرف ولایت تمکو باقی رہیگی مگر قرینہ حال سے معلوم ہوا کہ یہ خطاب قائم مقام
وعید کے ہے اور جب کوئی اس حالت کو خطاب کے ساتھ مقترن کرے تو وہ جانیگا کہ اوسمین
مرتبہ ولایت کے بعض خصوصیت کے منقطع ہونے کی وعید ہے اور اوس خصوصیت کا
انقطاع اسی دار دنیا مین ہوگا کیونکہ نبوت اور رسالت ولایت کے دو خاص
درجہ ہین اور یہ دون خاص درجے ولایت کے بعض مرتبہ کو شامل ہین اور اوس سے
معلوم ہوا کہ نبی اوس ولی سے اعلی اور افضل ہے جسکو نبوت تشریع اور رسالت نہو
اور جس کسی کے نزدیک یہ دوسری حالت سے مقترن ہو جبکی مرتبہ نبوت بھی مقتضی
ہے تو اوسکے نزدیک ثابت ہوگا کہ یہ وعدہ ہے وعید نہین ہے اور سوال
عزیر علیہ السلام کا مقبول ہے کیونکہ نبی ولی خاص کو کہتے ہین اور وہ قرینۂ حال
حال لیگا کہ ان سے ولایت مین اس خصوصیت کے ساتھ ایسے امر پر اقدام کرنا
محال ہے جسکو وہ جانتے ہین کہ اللہ اس سے ناخوش ہوتا ہے یا اوسکا حاصل
ہونا محال ہے اور جب کوئی ان حالات سے مقترن ہوا اور اوسکے نزدیک یہ
حالات ثابت ہون تو اوسکے نزدیک یہ قول الٰہی لامحون اسمك عن دیوان النبوۃ
وعدہ کے مقام پر صادر ہوگا اور یہ وہ خبر ہوی جو اونکے مرتبہ باقیہ کے علو پر دلالت
کرتی ہے اور یہ مرتبہ باقیہ انبیا اور رسل کو دار آخرت مین ہے جو شریعت کا
مقام نہین ہے اور اس مرتبہ پر کوئی شخص جنت اور دوزخ مین داخل ہونیکے
بعد نہوگا اور یہی مرتبۂ ولایت ہے اور مین نے جنت اور دوزخ مین ہونیکی۔

قید اسواسطے لگائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشروع کیا ہے کہ اصحاب فترات اور چھوٹے بچے اور دیوانین اور بڑی لوگ ایکھ زمین مین جمع کیے جاوینگے (اوس زمین کو ساہرہ کہتے ہین) تاکہ اونمین عدالت قائم کیجاوے اور گناہون پر اون سے مواخذہ کیا جاوے اور جنت والون کو اونکے اعمالون کا ثواب اور بدلہ دیا جاوے اور جب وہ لوگ اوس کنارہ ایک میدان مین جمع ہونگے تو اونمین ایک نبی اونھین سے افضل اور اشرف مبعوث ہوگا اور اونکے لیے نور آگ کی صورت مین ظاہر ہوگا پھر وہ نبی جو اوسدن مبعوث ہوگا اوسکو لیکر اونکے پاس آئیگا اور اونسے کہیگا کہ مین اللہ کا رسول ہون تمھارے پاس بھیجا گیا ہون تم مین سے اس آگ مین جو میری اطاعت کریگا وہ نجات پائیگا اور جنت مین داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کریگا اور مجھ سے مخالفت کریگا وہ ہلاک ہوگا اور دوزخ مین جائیگا۔ پس بعض لوگ اسکی تصدیق کرینگے اور بعض تکذیب۔ پس جس نے اونکے حکم کی بجاآوری کی اور اپنے کو آگ مین پھینکدیا وہ سعید ہوا اور ثواب عمل کو پہونچا اور اوس آگ کو سرد اور بچانے والی پایا اور جو اوسکی نافرمانی کریگا وہ مستحق عقوبت ہوگا اور آگ مین اپنی مخالفت کے عمل سے جائیگا تاکہ اللہ تعالیٰ کا عدل بندون مین قائم ہو اور ایسا ہی یہ قول ہے يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ جسدن پنڈلی کھولدی جاوئے۔ یعنے آخرت کے امور سے کوئی بڑا امر ظاہر ہو وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ اور سجدے کی طرف بلائے جاوینگے پس یہی انھین تکلیف اور شریعت ہوگی پس بعض انمین سے سجدہ کی قدرت رکھین گے اور بعض نہ رکھینگے۔ اور یہ وہی لوگ ہونگے جنکے بارہ مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سجدہ کی طرف وہ لوگ بلائے جاوینگے لیکن وہ سجدہ نہ کرسکینگے جیسے کہ ابوجہل وغیرہ ہین پس اسقدر شریعت قیامت مین جنت اور دوزخ مین داخل ہونیکے پیشتر باقی رہیگی اسیواسطے ہمنے بعد داخل ہونیکے قید لگائی ہے الحمد للہ رب العالمین۔ حمد وثنا خدا ہی کو سزاوار ہے جو تمام اہل عالم کا پروردگار ہے۔

پندرھوین ۱۵ حکمت نبوی سے فص کلمہ عیسوی مین ہے

عن ماء مریم او عن نفخ جبرئیل	کیا مریم کے پانی سے یا جبرئیل کے نفخ سے۔

فی صورة البشر الموجود من طین	جو آدمی کے خاکی صورت مین موجود ہوئے ۔
تکون الروح فی ذات مطہرة	ذات مریم یا عیسی مین روح بنی ہو طبیعت سے پاک تھی ۔
عن الطبیعة تدعوها السجین	اور اوسی طبیعت کو تم سجین کہتے ہو ۔
لاجل ذلک قد طالت اقامته	اسیواسطے روح کا قیام اوس ذات مین بہت زمانہ دراز
فیها فزاد علی الف بتعیین	تک رہا یعنی وہ زمانہ ہزار سال معین سے بڑھگیا ۔
حتی یصح له من رتبة نسب	یہانتک کہ اونکو اپنے خدا سے نسبت صحیح حاصل ہوئی اور وہ
به یوثر فی العالی وفی الدون	اوسی نسبت سے علویات اور سفلیات مین اثر رکھتے تھے
الله طهره جسما ونزهه	اور اللہ نے اونکے جسم کو طبیعی ناپاکیون سے طاہر و پاک کیا اور
روحا وصیره مثلا بتکوین	اونکے روح کو نقصانات سے منزہ کیا اور تکوین طیر وغیرہ سے اونکو مثل اپنا

جاننا چاہیے کہ روح کی خاصیت یہہ ہی کہ جب کسی چیز مین داخل ہو یا کسی کو عضو سے مس کرے تو وہ چیز زندہ ہو جاتی ہے اور حیات اوسمین سرایت کر جاتی ہے اسی واسطے سامری نے ایک مشت خاک کو رسول کے پیر کے نیچے سے لیا اور وہ رسول جبریل تھے اور یہی روح ہین اور سامری اس بات کا جاننے والا تھا کیونکہ جب اوس نے جانا کہ یہہ جبریل ہین تو معلوم کر لیا کہ جہان جہان جبریل کا پیر پڑا ہے اوسمین حیات سرایت کر گئی ہے اللہ نے فرمایا کہ فقبضت قبضة من اثر الرسول اگر صاد سے قبض قبضۃ پڑہین تو یہہ معنی ہونگے کہ سامری نے سر انگلیون سے یا چٹکیون سے تھوڑی خاک رسول کے پیر کے نیچے کی لی اور اگر ضاد سے قبض قبضہ عام قرأت سے پڑھین تو یہہ معنی ہونگے کہ رسول کے پیر کے نیچے کی خاک سامری نے چنگل بھر لی اور سامری نے وہ خاک گائے کے بچہ کے صورت مین ڈالی پس وہ بچہ گائے کی طرح بولنے لگا اوس آواز کو عربی مین خوار کہتے ہین اور وہ اگر اوس خاک کو کسی اور صورت مین ڈالتا تو اوس روح کی آواز اوسی صورت کی طرف منسوب ہوتی جیسے رغا اونٹ کی آواز یا ثواج بھیڑ کی آواز یا یعار بکری کی آواز یا صوت اور نطق اور کلام آدمی کی آواز ہے پس اسقدر حیات جو اشیا مین ساری ہے اوسکا نام لاہوت ہے اور ناسوت اوس محل کا نام ہے جسمین وہ روح

[illegible]

قائم ہے اور کبھی ناسوت کو معہ اوسکے روح کے جس سے وہ بدن قائم ہو روح بولتے ہین اسی
واسطے عیسیٰ کو روح اللہ کہتے ہین ، پھر جب روح الامین جبریل علیہ السلام حضرت مریم کے روبرو
صحیح اور سالم انسان کی صورت مین ظاہر ہوے تو حضرت مریم نے خیال کیا کہ یہ انسان ہے
مجھ سے مباشرت چاہتا ہے تب اونھون نے اللہ کے ساتھ اپنے مجموعی ہمتون سے اوس
انسان سے پناہ چاہی تا کہ اللہ اونکو اوس سے بچاوے کیونکہ وہ جانتی تھین کہ یہ امر جائز نہین
ہے پس اوسوقت اونکو اللہ کے ساتھ حضور تام حاصل ہوئی اور یہی حضور تام روح معنوی
ہے پس کاشکے حضرت جبریل مریم مین اوسوقت اوسی حالت پر پہونکتے تو حضرت عیسیٰ
اوسیوقت ظاہر ہوتے اور اونکے اختلاف خلقت اور تیزی کے سبب سے کوئی ان کی
برداشت نہ کرسکتا تھا کیونکہ اونکی مان کی پریشانی اور اضطرابی اونمین سرایت کرتی پس
جب حضرت جبریل نے اسنے کہا کہ مین تیرے خدا کا بھیجا ہوا ہون مین تجھکو پاک لڑکا دینے
کو آیا ہون تب وہ انقباض خاطر سے منبسط ہوئین اور خوشی سے آپکا سینہ کھل گیا اور منشرح
ہوگیا اوسوقت حضرت جبریل نے عیسی علیہ السلام کو اونمین پھونکا پس جبریل علیہ السلام
کلمۃ اللہ کے مریم کی طرف ناقل ہوے جیسے کہ پیغمبر اللہ کے کلام کی امت ناقل ہین اور
کلمتہ القاها الی مریم وروح منہ کے یہی معنی ہین یعنی عیسی علیہ السلام اللہ کے کلمہ
ہین اونکو مریم کی طرف القا فرمایا اور وہ روح اللہ ہین ۔ پھر مریم مین شہوت سرایت کی
اور مریم کے اصلی پانی اور جبریل کے وہمی پانی سے جو اوس نفخ کی رطوبت مین آیا تھا
عیسی علیہ السلام کا جسم بنا کیونکہ جسم حیوانی کے نفخ مین رطوبت ہوتی ہے اوسکی وجہ یہ
ہے کہ اسمین ارکان اربعہ سے پانی کا رکن ہوتا ہے پس عیسی علیہ السلام کا جسم جبریل
کے نفخ کے وہمی پانی اور مریم علیہا السلام کے اصلی پانی سے بنا اور عیسی علیہ السلام
دو جہت سے بشر کی صورت پر ہوے ایک جہت اونکی مان کی طرف سے تھی اور دوسری
جہت جبریل سے تھی کیونکہ وہ بشر کی صورت پر ظاہر ہوئی تھی اور یہ دو جہتین اسواسطے
ہوئین کہ اس نوع انسانی مین تکوین خلاف عادت نہ واقع ہو پھر حضرت عیسی علیہ السلام
مردون کو زندہ کرنے لگے کیونکہ وہ روح الٰہی تھی اور اصل مین زندہ کرنے کا فعل اللہ
سے اور نفخ کا فعل حضرت عیسی علیہ السلام کا مردون کو زندہ کرنا اس حیثیت سے
اونکا اصلی فعل تھا کہ وہ اونہین کے نفخ سے ظاہر ہوا تھا جیسے کہ

عیسی علیہ السلام مان کی اصلی صورت سے ظاہر ہوگئے تھے اور یہی فعل زندہ کرنے کا حضرت
عیسیٰ سے وہی بھی تھا کیونکہ اصل مین یہ فعل اللہ کا تھا پس آپ اوس حقیقت کے جامع ہوئے
جسپر آپ مخلوق تھے جیسا کہ مین نے اوپر بیان کیا ہے کہ وہ جبریل کے نفخ کے وہمی پانی
اور مریم کے اصلی پانی سے پیدا ہوئے تھے اسیواسطے زندہ کرنے کا فعل بھی اونکی طرف
اصلی اور وہمی دونون طورون سے منسوب ہوا ہے اور اسی لیے اصلی جہت سے ان کی
شان مین کہا گیا ہے کہ و یحیی الموتی اور عیسیٰ مردہ کو زندہ کرتا ہے اور وہمی جہت سے
کہا گیا کہ فتنفخ فیہ فیکون طیرًا باذن اللہ تم (عیسی) ان مین پھونکتے ہو تو وہ اللہ کے
حکم سے پرندہ ہوجاتا ہے اور ضمیر مجرور مین فیکون عامل ہے اور تنفخ عامل نہین ہے
اور یہ بھی احتمال ہے کہ اوسمین تنفخ عامل ہو پھر وہ پرندہ ہوجاتا ہے یعنی وہ اپنے حسی جسمانی
صورت کی حیثیت سے خود پرندہ ہوجاتا ہے اور اسی طرح وہ کور مادرزاد اور برص والون
کو اچھا کرتے تھے اور کل چیزین جو اونکی طرف منسوب ہین وہ سب اللہ اور ضمیر متکلم کے
اذن کی طرف ان آیتون باذنی او باذن اللہ کے مثل مین منسوب ہین اور جب فیہ جار مجرور
تنفخ سے متعلق ہوگا تو نافخ فعل نفخ مین ماذون ہوگا اور پرندہ نافخ سے اللہ کے حکم کن
سے وجود مین آئیگا اور جب نافخ اللہ کے حکم سے نافخ ہوگا تو پرندہ کا وجود خود اوس سے
ہوگا پس اسوقت مین اوسکا عامل یکون ہوگا اور اگر عیسی کی اصل خلقت مین توہم اور
اصلیت دونون نہوتے تو ان صورتون مین دو اعتبار نہ پیدا ہوتے بلکہ ان سب مین
دو اعتبار ہین کیونکہ خود عیسی کی طرف منسوب ہونا اسکی مقتضی ہین اور عیسی علیہ السلام
کا تواضع اور عاجزی سے ظہور ہوا اسی واسطے اونکی امت کے لیے مشروع ہوا کہ وہ ہاتھ
سے جزیہ دیوین اور وہ ذلیل اور نظرون مین چھوٹے رہین اور جب کوئی انکو رخسارہ پر
طمانچہ مارے تو اونکو حکم ہے کہ دوسرا گال یا رخسارہ طمانچہ مارنے والے کو دیدین اور
اوسپر رفعت اور استعلا نہ چاہین اور نہ اوس سے قصاص کے طالب ہون یہ سب
اونکے لیے مان کے جہت سے تھا کیونکہ عورتون کو ہمیشہ پستی کا میلان رہتا ہے۔
اور تواضع خاص اونھین کی عادت ہوتی ہے کیونکہ وہ ہمیشہ حکم اور حس دونون مین
مردون کے نیچے رہتی ہین۔ اور جو کچھ قوت کہ ان مین زندہ اور اچھا کرنے کی تھی تو وہ
سب جبریل علیہ السلام کے نفخ کی جہت سے تھی کیونکہ وہ بشر کی صورت مین ظاہر ہوئے تھے

اور عیسی علیہ السلام ہمیشہ مردون کو بشری کی صورت مین زندہ کرتے تھے اور اگر جبریل علیہ السلام بشری
صورت مین نہ آتے بلکہ موجودات اور کوئی دوسری عنصری صورت حیوان یا نبات یا جماد مین آتے تو عیسے
علیہ السلام اوسی صورت مین مردہ کو زندہ کرتے اور اوسی صورت مین ظاہر ہوکر اپنا فعل کرتے اور اگر
جبریل علیہ السلام نورانی صورت مین آتے جو عناصر اور ارکان اربعہ سے باہر ہے تو عیسی علیہ السلام
اوسی اصلی طبیعت نوری عنصری مین ظاہر ہوکر مردون کو زندہ کرتے کیونکہ اوسوقت جبریل علیہ السلام
اپنی اصلی طبیعت نوری سے نہ نکلتے تو عیسی بھی زندہ کرنیکے فعل مین اپنی طبیعت نوری سے طبیعت
عنصری کیطرف نہ نکلتے۔ اور حضرت عیسی کی صورت بشری تھی جو اونکی مان کی جہت سے
اونکو حاصل تھی پھر عیسی علیہ السلام کے بارہ مین کہاجاتا تھا جب وہ مردہ کو زندہ کرتے تھے
کہ یہ وہ نہین ہین۔ اور انکی طرف نظر کرنے مین اوسوقت لوگون کو حیرت ہوتی تھی جیسے کسی
عقل والے کو نظر فکری کے وقت حیرت ہوتی ہے کیونکہ وہ لوگ ایک شخص مشخص بشر کو
دیکھتے تھے کہ وہ مردہ کو زندہ کرتا ہے اور یہ فعل زندہ کرنے کا اللہ ہی تعالی کے ساتھ
خاص ہے اور اونکا زندہ کرنا بھی حیوانون کا زندہ کرنا نہ تھا کہ وہ حرکت کرنے لگے بلکہ
وہ لوگ اس زندہ کرنے سے مردہ کو بولتا ہوا اور کلام کرتا ہوا دیکھتے تھے اسیواسطے
دیکھنے والے کو حیرت ہوتی تھی کیونکہ وہ ایک بشری صورت کو اثر الٰہی سے متصف دیکھتے
تھے پھر اسی حیرت نے حضرت عیسی کے بارہ مین بعضون کو اسپر مجبور کیا کہ وہ حلول کے
قائل ہون اور اونہین خدا کہین کیونکہ وہ اپنے حکم قم باذن اللہ سے مردونکو زندہ کرتے
تھے اور اسیواسطے وہ لوگ کفر سے منسوب ہوے کیونکہ کفر کے معنی چھپانے کے ہین
اور اون لوگون نے حق تعالی کو جو مردون کو زندہ کرتا تھا عیسی علیہ السلام کی صورت
بشری مین چھپا دیا الامتحان۔ اسیواسطے اللہ نے فرمایا کہ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو
المسیح ابن مریم بیشک وہ لوگ کافر ہین جو مسیح ابن مریم کو اللہ کہتے ہین اور اللہ نے
اون لوگون کو خطا اور کفر مین تمام اور پوری آیت مین جمع کیا ہے اور وہ لوگ
فقط ہو اللہ کے کہنے سے کافر نہوے اور نہ فقط ابن مریم کہنے سے کافر ہوے (بلکہ
مجموع آیت ان اللہ ھو المسیح ابن مریم کے کہنے سے کافر ہوے) پھر اون لوگون نے
اللہ سے صورت ناسوتیہ بشریہ کی طرف عدول کیا کہ حق تعالی صورت عیسوی سے کے

مترجم [illegible] مخصوص ہے ۱۲ [illegible]

ضمن مین مردون کو زندہ کرتا تھا اور انہون نے عدول اور تضمین ابن مریم کی لفظ سے
کیا ہے اور وہ صورت ناسوتی حسی بیشک ابن مریم کی تھی۔ پھر سننے والے نے خیال
کیا کہ اونھون نے الوہیت کو صورت کے طرف منسوب کیا ہے اور الوہیت کو اونھون
نے صورت کا عین بنایا ہے اور اونھون نے ایسا نہ کیا تھا بلکہ وہ ہویت الٰہی کو صورت
بشری کے ابتدا مین لائے تھے جو ابن مریم کی ناسوتی صورت تھی پھر اون لوگون نے
صورت اور اوسکے حکم مین اولاً فرق بیان کیا کہ وہ مثل الہ کے ہے یا صورت
محکوم بہ اور ہویت آلہی محکوم علیہ مین اونھون نے فصل ظاہر کیا مگر اونھون نے
دوسرے وقت صورت کو محکوم علیہ کا عین بنایا جیسے کہ جبریل بشری صورت
مین تھے اور نفخ نہ تھا پھر جب اونھون نے مریم مین نفخ کیا تو صورت اور نفخ
کے پائی گئی اسواسطے نفخ صورت کی حد ذاتی نہین ہے پھر عیسے علیہ السلام کے
بارہ مین مذہب والون مین اختلاف واقع ہوا کہ وہ کیا تھے جنھون نے انکی
صورت بشری انسانی کی طرف نظر کی وہ اونکو ابن مریم کہتے ہین اور جنھون نے
انکی مثالی بشری صورت کی طرف نظر کی وہ جبریل سے منسوب کرتے ہین اور جنھون
نے اسکے مردون کو زندہ کرنے کی طرف نظر کی وہ انکی روح کو اللہ تعالے کی طرف
منسوب کرتے ہین اور انکو وہ روح اللہ بولتے ہین یعنے جن لوگون مین اونھون نے
پھونکا تھا تو اونہین اوسی روح آلہی سے حیات ظاہر ہوئی تھی اور کبھی انہین حق تعالے
متوہم ہوتا تھا اور کبھی انہین فرشتہ جبریل متوہم ہوتے تھے اور کبھی انہین بشریت اور انسانیت
متوہم ہوتی تھی پس وہ دیکھنے والے کے نزدیک اوسکے غلبہ ظن کے موافق تھے
اور وہ کلمۃ اللہ تھے اور وہی روح اللہ تھے اور وہی عبد اللہ خدا کے بندہ تھے
اور یہ اختلاف صور حسیہ بشریہ مین عیسے علیہ السلام کے سوا اور دوسرے کا نہین ہے
بلکہ ہر شخص اپنے صوری باپ کی طرف منسوب نہین ہے اور کوئی شخص صورت بشری مین
اپنی روح پھونکنے والے کی طرف منسوب نہین ہے کیونکہ جب اللہ تعالے نے جسم
انسانی کا تسویہ یعنی درستی کر لیتا ہے تو وہ خود اوسمین اپنی روح سے پھونکتا ہے چنانچہ
چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی یعنے جب
مین اوس جسم کا تسویہ کرون اور اوسمین مین اپنی روح پھونکون - پس اسمین وہ

روح تکوین اور عینیت کی جہت سے حق تعالیٰ کے طرف منسوب ہوئی اور عیسی علیہ السلام اصطلاح
نہین تھے کیونکہ انکے جسد اور صورت بشری کا تسویہ نفخ روحی کے ساتھ ہوا اور اوسکے
بدن کا تسویہ نفخ روحی مین مندرج تھا اور اونکے سوا اور لوگ جیسا مین نے ذکر کیا اونکے
مثل نہ تھے دکیونکہ اونکے بدنون کا تسویہ نفخ روح سے پیشتر ہوتا ہے) پس کل موجودات
اللہ تعالیٰ کے کلمات ہین جنکو فنا نہین ہے یعنے غیر متناہی ہین کیونکہ وہ سب لفظ کُن سے بنے ہین
اور لفظ کُن اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہے پس کیا کلمہ حق تعالیٰ کی طرف اوسی حیثیت سے منسوب ہے
جس حیثیت پر اللہ تعالیٰ کی ذات ہے؟ اور ذات کی ماہیت تمکو معلوم نہین ہی یا حق تعالیٰ اوسکی صورت
پر نزول فرماتا ہی جسکو وہ کُن کہتا ہی اس تقدیر پر لفظ کن کہنا اوس صورت کی عین حقیقت ہوئی
جسمین حق تعالیٰ نے نزول فرمایا ہے اور اوسمین ظاہر ہوا ہے پس بعض عارف ایک ہی
جانب کو اختیار کرتے ہین (یعنے اللہ ہی لفظ کن متکلم اور خالق اور محیی سب تھا) اور بعض
لوگ صرف دوسری جانب کو اختیار کرتے ہین (کہ اللہ لفظ کن کا متکلم تھا اور بندہ خدا کے
حکم سے اوسکا خالق اور محیی تھا) اور یہ مسئلہ بغیر ذوق صحیح کے نہین معلوم ہوسکتا ہے
جیسے حضرت ابویزید نے معلوم کیا تھا جب ایک چیونٹی اون سے مرگئی تھی اور جب
اونھون نے اوس چیونٹی مین پھونکا تو وہ زندہ ہوگئی پس اوسوقت اونکو معلوم ہوا کہ اسکا
نافخ یعنے پھونکنے والا کون تھا۔ اور وہ عیسوی مشہد تھے (یعنے اونکا روح اللہ کا مشرب
تھا) اور ایک حیات معنوی علم سے زندہ کرنا ہوتا ہے پس وہ حیات الٰہی ذاتی بنفسہ
عالی اور نوری ہوتی ہے اسیکے بارہ مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا
فَاَحْیَیْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ ط اور جو شخص کہ مردہ تھا
پس مین نے اوسکو زندہ کیا اور مین نے اوسکے لیے نور بنایا اور وہ اوسی نور سے
لوگون مین آتا جاتا ہے اور جو شخص کہ مردہ نفوس کو حیات علمی سے خاص مسئلہ
سے زندہ کرتا ہے جو علم اللہ کے متعلق ہے تو اوسی نے اوسکو حیات علمی سے زندہ کیا
اور وہ حیات علمی اوسکے لیے نور ہوتی ہے اور وہ اوسکے ساتھ لوگون مین یعنے اپنی ہمشکلون
اور ہمشکلون مین چلتا پھرتا ہے۔

فلولاہ ولولانا	لما کان الذی کان
اگر وہ اور ہم لوگ نہ ہوتے	تو یہ جو کچھ کہ ہوا نہ ہوتا۔

فانا اعبد حقا

اور ہم لوگ واقعی مین بندے ہین

وانا عینہ فاعلم

اور جب تم عالم کو انسان کبیر کہتے ہو تو

فلا تحجب بانسان

پس تم انسان سے محجوب نہ رہو

وکن حقا وکن خلقا

اور تم حق ہو تم اور خلق

وغذ خلقہ منہ

اور تم اوسکے خلق کو اوسیکی غذا دو

فاعطیناہ ما یبدو

اور جو کچھ کہ اوسکے وجود سے ہم لوگون مین ظاہر تھا

تو ہم لوگون نے فنا فی اللہ ہوکر

فصار الامر مقسوما

پھر امر وجود ہم مین اور اوسمین اون چیزون سے

منقسم ہوا ہے۔

فاحیاہ الذی یدری

پھر میرے قلب کو حیات علمی سے اوس نے زندہ کیا جو اوسکو جانتا

وکنا فیہ اکوانا

اور ہم لوگ علم حق مین اعیان ثابتہ اور عالم

ارواح مین اکوان۔

ولیس بدائم فینا

اور یہ تجلی الٰہی ہم لوگون مین ہمیشہ نہین ہے

وان اللہ مولانا

اور اللہ تعالیٰ ہم لوگون کا مالک ہے

اذا ما قلت انسانا

ہم ہی لوگ دانسان کامل ور افراد اوسکے عین ہین

فقد اعطاک برہانا

کیونکہ کشف اور نقل نے تمکو حجت و برہان دیے ہین

تکن باللہ رحمانا

تاکہ تم اللہ جامع اسماء رحمان کے ساتھ رہو

تکن روحا وریحانا

تاکہ تم گل و بلبل کی طرح ہمیشہ خوش رہو۔

بہ فینا واعطانا

اور اوس نے ہم لوگون کو دیا تھا اور سکو

وہ سب دیدیا۔

بایاہ وایانا

یعنے اوسکو اپنے اعیان ثابتہ سے دیا اور اوس نے

ہمکو اپنا کمال اور وجود بخشا۔

بقلبی حین احیانا

تھا جب اوس نے مجھکو حیات حسی سے زندہ کیا تھا

فاعیانا وازمانا

اور اس صورت انسانی تک پہونچنے مین

زمانہ اور دہور تھے۔

ولکن ذاک احیانا

لیکن یہ وقتا فوقتا ہوتی ہے۔

اور جو مین نے نفخ کے بارہ مین ذکر کیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے بغیر تسویہ جسم کے حضرت عیسیٰ کی روح کو بشری صورت مین پھونکا تو اسپر یہ امر بھی دلالت کرتا ہے کہ

حق تعالی نے اپنے کو نفس رحمانی سے موصوف فرمایا ہے اور ہر موصوف کو ضرور ہے
کہ اپنے صفت کے جمیع لوازمات کا پابند ہو اور تمکو معلوم ہے کہ نفس کے متنفس
مین کیا لوازمات ہین - اسی لیے نفس الٰہی نے عالم کی تمام صورتون کو قبول کیا ہین نفس
الٰہی صور عالم کے لیے مثل جوہر ہیولی کے ہوا اور یہی نفس رحمانی عین طبیعت ہے
پس عناصر بھی صورت طبیعہ کی صورتین ہین اور جو کچھ کہ عناصر کے اوپر ہین اور جو کچھ
کہ اوس سے متولد ہین وہ سب طبیعت کی صورتین ہین اور جو کچھ کہ عناصر کے اوپر ہین
وہ ارواح عالی ہین جو ساتون آسمانون سے اوپر ہین - اور ساتون آسمانونکی
روحین اور اون آسمانون کے اعیان یہ سب عنصری ہین کیونکہ وہ عناصر کے دہوون
سے پیدا ہین جو عناصر سے پیدا ہین - اور جسقدر فرشتے کہ ہر آسمان سے پیدا ہوے
ہین وہ سب اوسی آسمان کے مادہ سے ہین اسواسطے یہ سب عنصری ہین اور جو
اون سے اوپر ہین وہ سب طبیعی ہین اور اسی سبب سے اللہ نے اونکو یعنی ملاے اعلی کو
اختصام سے موصوف کیا ہے (وہ اس آیت مین ہے وَمَا کَانَ علم بالملاء
الاعلی اذ یختصمون یعنے ملا اعلی فرشتہ عالین کو علم نہ تھا اسواسطے وہ جھگڑتے
تھے) کیونکہ طبیعت ایکدوسرے کے مقابل ہے اور وہ تقابل جو اسماے الٰہیہ
مین ہین وہ نسبتین ہین اونکو نفس ہی نے دیا ہے کیا تم اوس ذات بحت کو نہین
دیکھتے جو ان حکمون اور نسبتون سے خارج ہے کہ کیسے اوسمین اہل عالم سے غنا آئی
ہے اسیواسطے عالم اپنے موجد کی صورت پر ظاہر ہوا اور اونکا موجد
نفس الٰہی کے سوا کوئی دوسرا نہین ہے پھر اپنی حرارت کے سبب سے اوپر ہوا
اور اعلی کا اوسکو میلان ہوا اور اپنے برودت اور رطوبت کے سبب سے وہ نیچے
ہوا اور اسفل کا اوسکو میلان ہوا اور اپنے یبوست کے سبب سے وہ ٹھہرا اور
اوسکو ثبوت ہوا اور جنبش سے وہ باز رہا پس رسوب برودت اور رطوبت کے
سبب سے ہے کیا تم طبیب کو نہین دیکھتے کہ جب وہ کسی کو دوا پلانا چاہتا ہے
تو وہ اوسکے پیشاب کے قارورہ مین دیکھتا ہے جب اوس نے دیکھا کہ کچھ اجزا نیچے
بیٹھ گئے ہین اور اوسکے قارورہ مین رسوب ہے تو وہ جان لیتا ہے کہ نضج کامل ہوا
ہے اور اوس وقت وہ مریض کو دوا پلاتا ہے تاکہ وہ جلد کامیاب ہو اور طبیعت کی

رطوبت اور برودت سے رسوب ہوتا ہے پھر اس شخص انسانی کی مٹی اللہ ہی کے دونون
ہاتھون سے گوندہی گئی اور وہ دونون ہاتھ ایک دوسرے کے مقابل ہین اگرچہ
اللہ تعالی کے دونون ہاتھ مین یعنے برکت والے ہین لیکن ان دونون کا فرق مخفی
نہین ہے اور اگر اون دونون مین فرق نہوتا تو وہ دو کیون ہوتے - کیونکہ طبیعت
مین اوسیکا اثر ہوتا ہے جو اوسکے مناسب اور مقابل ہو غیر کا اثر نہین ہوتا ہے
اور وہ آپس مین مقابل ہین اسیواسطے اللہ تعالی اسمین دونون ہاتھون کو لایا ہے
اور جب اللہ نے اوسکو دونون ہاتھون سے بنایا تو اسی مباشرت یعنے ہاتھ لگانے
کے سبب سے اوسکا بشر نام رکھا اور یہ وہ مباشرت ہے جو جناب الٰہی مین اوسکے
ہاتھون سے لائق اور یہ دونون ہاتھ وہ ہین جو ذات باری کی طرف قران مین منسوب
ہین - اور یہ محض نوع انسانی کے ساتھ اللہ نے عنایت وکرم کے سبب سے کیا -
اور اسکے سجدہ سے انکار کرنے والے کو حق تعالی نے فرمایا کہ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا
خَلَقْتُ بِيَدَيَّ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْن یعنے کس چیز نے تجکو اوسکے
سجدہ کرنے سے روکا جسکو مین نے اپنے دونو ہاتھون (جلال وجمال) سے بنایا
کیا تو نے اپنے مثل کے عنصری پر غرور کیا ؟ یا تو عنصر والون سے عالی اور اشرف ہے
اور تو ایسا نہین ہے اور عالین سے وہ فرشتے مراد ہین جو بذاتہ اعلی اور اوسنے ہین
اگرچہ وہ طبیعی ہین لیکن اونکی نورانی خلقت مین عنصر نہین ہے اور انسان کو انواع عنصری
پر کوئی وجہ فضیلت کی نہین ہے مگر اسیقدر کہ وہ مٹی سے بشر بنا ہے پس وہ عناصر کے
تمام مخلوق سے عمدہ قسم ہے کیونکہ اورونمین دونون ہاتھون کی مباشرت اور لگاو نہین
پائی گئی ہے پس انسان اپنے مرتبہ مین ارضی وسماوی فرشتون سے بڑہا ہوا ہے
اور ملائکہ عالین نص قرانی کے دلیل سے اس نوع انسانی سے بہتر اور برتر ہین - پھر جو کوئی
نفس الٰہی کو پہچاننا چاہے تو اوسکو چاہیے کہ عالم کو پہچانے کیونکہ حدیث مین ہے من عرف
نفسہ فقد عرف ربہ یعنے اپنے نفس کو پہچانا پس اوسنے اپنے رب کو پہچانا اور
عالم کے پہچاننے کی وجہ یہ ہے کہ اوسمین حقتعالی کی صورت ظاہر ہے یعنے عالم نفس
رحمانی مین ظاہر ہے اور یہ وہ نفس ہے جسکو اللہ نے اسماے حسنی سے تنفس لیا ہے
اور اون اسماے حسنی کے آثار کے نہ ظاہر ہونے سے وہ کرب پاتا تھا اور اونکے آثار کے

له دونون ہاتھون سے جلال وجمال مراد ہے منہ

ظاہر ہونے سے وہ راحت اور فرحت پاتا ہے پھر اللہ نے اونکے آثار کو اپنے نفس مین موجود کرنے سے اپنے ہی نفس پر منت رکھا۔ پس اس نفس کا پہلا اثر اسی جناب الٰہی مین پا یا گیا۔ پھر رفتہ رفتہ یہ کرب گھٹتا گیا یہانتک کہ جب کل غمون سے تنفس کے سبب سے راحت حاصل ہوئی تو آخر مین انسان وجود مین آیا۔

فالکل فی عین النفس — کالضوء فی ذات الغلس

پس سب چیزین عین نفس رحمانی مین ہین — اور یہ وجود محض ایسا روشنی ہے جیسے تاریک چیز مین ہے

والعلم بالبرہان فی — سلخ النہار لمن نعس

اور حجت اور برہان کا علم اخیر حصہ مین — دن ہے جو اب غفلت مین اونگھنے والے کے لیے ہے

فیری الذی قد قلته — رؤیا یدل علی النفس

پھر وہ اون باتون کو جسکو مین نے کہا خواب سمجھتا ہے — جو نفس کو بتلاتا ہے اور اوسکی تعبیر نفس کو رکا وجود ہے

فیسریه من کل غم — فی تلاوته عبس

پھر یہ علم و ادراک اوسکو ہر غم سے راحت دیتی ہے — جو عبس تولی کی تلاوت مین اوسکو حاصل ہوئی تھی

ولقد تجلی للذی کل — جاء فی طلب القبس

اور حق تعالیٰ نے اوس مسافر کے لیے تجلی کی — جو آگ کی چنگاری ییون کے طلب مین آیا تھا

فرأه نوراً وهو نور — فی الملوك وفی العسس

پھر اوس مسافر سالک نے اوسکو نور دیکھا اور وہ نور — ہی ہے جسکی تجلی سلاطین طریقہ اقطاب

اور افراد اور پاسبانان دین اہل سلوک وغیرہ — مین ہوتی ہے۔

فاذا فہمت مقالتی — تعلم بانك مبتئس

اور جب تو میری باتونکو سمجھیگا — تو تو جانیگا کہ تو نہایت ہی محتاج اور فقیر ہے

لوکان یطلب غیر ذا — لرأه فیه وما انکس

اور اگر وہ مسافر سالک یعنی موسی علیہ السلام آگ سے سوا دوسرے — چیزون کو طلب کرتے تو وہ حق تعالیٰ کو اوسمین دیکھتے اور سر فرو نکرتے۔

اور جب حق تعالیٰ نے کلمہ عیسوی کو اس مقام برتر مین قائم کیا تاکہ ہم لوگ اور وہ لوگ اوسکو جان لیوین تو حق تعالیٰ نے اوس سے اون باتون سے استفہام کیا جو اوسکی طرف منسوب ہین کہ کیا وہ حق ہین یا نہین باوجودیکہ اللہ تعالیٰ علم اولی ازلی سے جانتا ہے

کہ آیا یہ امر واقع ہوا یا نہیں پس اللہ نے فرمایا آانت قلت للناس اتخذونی و امی الٰہین من دون اللہ۔ کیا تمنے اے عیسیٰ لوگون سے کہا کہ مجھکو اور میری مان کو اللہ تعالیٰ کے سوا سے دو خدا مانو پھر استفہام کرنے والے سکے جواب مین ادب ضرور چاہیے کیونکہ جب حق تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام پر اس مقام رفیع اور اس صورت مین تجلی فرمائی تو حکمت مقتضی ہوئی کہ عین جمع مین تفرقہ کے ساتھ جواب دیا جاے تب عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اور تنزیہ کو جواب پر مقدم کیا۔ سبحانک تو مخلوق کے حدوث و زوال سے پاک اور صاف ہے اور کاف خطاب سے حق تعالیٰ کی حد کی جس سے خطاب اور روبرو کلام کیا جاتا ہے اور جواب اسی کاف خطاب کو مقتضی ہے مایکون لی نہین سزاوار ہے مجھکو یعنے میرے نفس کو انانیت کی جہت سے بغیر تیرے صحیح نہین ہے ان اقول ما لیس لی بحق کہ مین اون باتون کو کہون جو مجھکو لائق نہین ہے یعنے ربوبیت کے دعوے کو میری ہویت اور میری ذات کوئی بھی مقتضی نہین ہے ان کنت قلتہ فقد علمتہ اگر مین نے اسے کہا ہے تو تو اوسکو جانتا ہے کیونکہ توہی کہنے والا ہے اور جو کوئی کسی بات کو کہتا ہے تو وہ اپنی کہی ہوئی بات کو جانتا ہے اور توہی میری زبان ہے جس سے مین کلام کرتا ہون چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ سے ہم لوگون کو اخبار الٰہی مین خبر دی ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ کنت لسانہ الذی یتکلم بہ مین اوسکا زبان ہوتا ہون جس سے وہ بولتا ہے پس حق تعالیٰ نے اپنی ہویت کو متکلم کی زبان کا عین بنایا اور کلام کو حق تعالیٰ نے اپنے بندہ کی طرف منسوب کیا پس عیسیٰ علیہ السلام خدا کے صالح بندہ نے اپنے جواب کو اس قول پر تمام کیا کہ تعلم ما فی نفسی توہی میرے نفس کی باتون کو جانتا ہے اور حق تعالیٰ ہی اس کلام کا متکلم ہے ولا اعلم ما فی نفسک اور مین تیرے نفس کی باتون کو نہین جانتا ہون پس حق تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی ہویت سے اونکی عدمی ہویت کی جہت سے علم کی نفی فرمائی اور اس حیثیت سے نفی نہین فرمائی کہ وہ قابل اور صاحب اثر ہین کیونکہ اس جہت سے وہ حق ہین انک انت علام الغیوب کیونکہ توہی غیبون کا جاننے والا ہے اور انت ضمیر فصل اور عماد کو بیان تاکید اور اوسپر اعتماد کے لیے لایا ہے کیونکہ غیب کو سواے اللہ کے دوسرا کوئی جانتا

ہی نہین ہے عیسی علیہ السلام نے اسمین تفریق اور جمع دونون کیے اور وحدت اور
کثرت دونون کیے اور وسعت اور تنگی دونون کے قائل ہوے پھر جواب کے ختم پر فرمایا
کہ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَا اَمَرْتَنِیْ بِہٖ یعنی مین نے اوسی بات کو اون سے کہا جسکا تونے
مجھکو حکم فرمایا تھا پس پہلی نفی مین اونھون نے یہ اشارہ فرمایا کہ مقام جمع مین عیسیٰ عیسیٰ
نہین ہے ۔ پھر استفہام کرنے والے کے ساتھ جواب دینے مین ادب کو ضروری
جانا اور اگر وہ ایسا نکرتے تو وہ علم حقائق کے عالم نہ کہے جاتے حاشا وکلا وہ علم
حقائق کے بڑے عالم تھے ۔ اسیواسطے اونھون نے کہا اِلَّا مَا اَمَرْتَنِیْ بِہٖ یعنی مین نے
وہی کہا جو تونے فرمایا تھا اور تو ہی میری زبان سے متکلم ہے اور تو ہی میری زبان ہے
تم اس روحانی الٰہی تنبیہون کی طرف نظر کرو کہ یہ کیسے لطیف اور دقیق ہین ۔ اِنِ اعْبُدُوا
اللّٰهَ یعنے تم اللہ کی عبادت کرو ۔ آنحضرت نے عبادتون کے اختلاف اور شریعتون
کے مختلف ہونے سے اسم اللہ کو لائے اور کسی اسم کو بغیر دوسرے اسم کے خاص
نہ کیا بلکہ ایسے اسم کو لائے ۔ جو سب اسمون کو جامع اور کل اسما کو محیط ہے پھر فرمایا
کہ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ یعنے وہ ہمارا اور تمھارا سب کا رب ہے اور معلوم ہے کہ اسم اللہ
کو جو نسبت کہ ربوبیت کی کسی ایک موجود سے ہے وہی نسبت بعینہ دوسرے
موجود کی طرف نہین ہے بلکہ اوس سے دوسری نسبت ہے اسیواسطے رَبِّیْ
وَرَبَّكُمْ کے کہنے مین دو کنایتون کی حضرت عیسیٰ نے تفصیل کی رَبِّیْ مین کنایہ بالمتکلم
ہے اور رَبَّكُمْ مین کنایہ بالمخاطب ہے اور حضرت روح اللہ نے اِلَّا مَا اَمَرْتَنِیْ بِہٖ سے
اپنے نفس کو مامور ثابت کیا ہے اور اونکے عبودیت کے سوا سے اور کوئی چیز
مامور نہین ہے کیونکہ امر اوسوقت ہوتا ہے جب کسی سے نفس فرمانبرداری کا تصور
صحیح ہو اگرچہ وہ حکم کی تعمیل نکرے اور جب امر الٰہی مراتب کے لحاظ سے نزول کرتا ہے
تو اوسی مراتب کے حکم سے ہر مرتبہ کا مظہر اوس رنگ سے رنگا جاتا ہے جس رنگ کو
اوس مرتبہ کی حقیقت دیتی ہے مامور کے مرتبہ کا بھی حکم ہوتا ہے جو ہر مامور مین ظاہر ہے
اور امر کے مرتبہ کو بھی حکم ہوتا ہے جو ہر امر مین وہ ظاہر ہے دیکھو حق تعالی فرماتا ہے
اقیموا الصلوٰۃ نماز کو قائم کرو پس اسمین حق تعالی آمر ہے اور بندہ مامور ہے اور بندہ
کہتا ہے رَبِّ اغْفِرْ لِیْ اے میرے مالک مجھکو بخشدے پس اسمین بندہ آمر ہے اور حق تعالی

مامور ہے پس جس چیز کو حق تعالے بندہ سے بذریعہ حکم کے چاہتا ہے تو یہ بعینہ وہی چیز ہے جسکا بندہ حق تعالی سے بذریعہ امر کے طالب ہے اوا اسی سبب سے ہر دعا مستجاب ہوئی اور دعا کا مستجاب ہونا ضرور ہے اگرچہ اوسمین تاخیر ہو جاوے جیسے کہ بعض مکلفین جو نماز کو قائم کرنیکے مخاطب ہین اور محل تکلیف مین وہ کھڑے کیئے گئے ہین امر کے ادا کرنے مین تاخیر کرتے ہین پس یہ مکلفین ایک وقت مین نماز کو نہین ادا کرتے ہین اور حکم کی تعمیل مین دیر کرتے ہین لیکن پھر دوسرے وقت مین وہ نماز کو ادا کرتے ہین اگر انکو اوسپر قدرت حاصل ہوی ہے پس قبول کرنا اور حکم کو بجالانا ضرور ہی اگرچہ وہ قصد ہی سے ہو پھر حضرت عیسیٰ نے فرمایا وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم اور جب تک مین اونمین ہون انپر گواہ ہون اور یہ نفرمایا کہ مین اپنے نفس پر اور اوپر گواہ ہون جیسے اوپر ان کی دیکھر فرمایا کیونکہ انبیا علیہم السلام جب تک کہ قوم مین ہین اونپر گواہ ہین فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم اور جب تو مجھکو لیوے یعنی اپنی طرف اوٹھا لیوے اور انکو تو مجھے محجوب کرے اور مجھکو اونسے محجوب کرے تو تو اونپر بغیر میرے مادہ اور جسم کے محافظ ہے بلکہ تو اونھین کے مادون مین اونکا محافظ ہے کیونکہ تو ہی اونکا بصر ہوتا ہے اور وہ خود محافظت کو مقتضی ہے پس انسان کا اپنے نفس کو دیکھنا حق کا اوسکو دیکھنا ہے اور حضرت عیسیٰ نے حق تعالی کو اونکا محافظ اسم رقیب سے کیا ہے کیونکہ اونھون نے حق تعالے کو اونکا مشاہد بنایا ہے پھر حضرت عیسیٰ نے چاہا کہ اپنے اور خدا کے درمیان مین کوئی فرق بیان کرین تاکہ معلوم ہو جاوے کہ عیسیٰ بندہ ہے کیونکہ وہ واقعی مین بندہ ہین اور حق تعالی حق ہے کیونکہ وہی رب ہے تو اسیواسطے اپنے نفس کے بارہ مین اونھون نے فرمایا کہ وہ شہید یعنے گواہ ہے اور حق تعالی کے بارہ مین فرمایا کہ وہ رقیب ہے اور اونکو اپنے نفس کے بارہ مین مقدم فرمایا اور کہا کہ علیہم شہیدا ما دمت فیہم جب تک اونمین ہون اونپر گواہ ہون پس ضمیر ہمکو اپنے نفس پر یعنے شہید پر اونپر رحمت کی نظر سے اور اپنی انکسار اور عجز کے لحاظ سے اور حق تعالی کے حضور مین ادب کے پاس سے مقدم کیا اور حق تعالے کے بارہ مین ضمیر ہم کو موخر کیا اور فرمایا کہ کنت الرقیب علیہم یعنے تو محافظ اونپر ہے کیونکہ حق تعالی تقدم فی الرتبہ کا مستحق ہے پھر یہ بتلا دیا کہ حق تعالی کا سوائے اسم رقیب کے وہ

نام بھی ہے جسکو عیسی علیہ السلام نے اپنے واسطے فرمایا ہے - اور وہ اسم شہید حضرت عیسیٰؑ کے قول وکنت علیہم شہیداً مین ہے پھر حضرت نے فرمایا وانت علی کل شئی شہید (مبتدا خبر) اور تو ہر چیز پر شاہد و ناظر ہے پس اس مین کل کا لفظ لائے جو تعمیم کے لیے ہے اور اوسکے بعد شئی کا لفظ لائے جو سب نکرون مین زیادہ نکرہ ہے اور پھر اوسکے بعد اسم شہید لائے پس حق تعالی ہر مشہود پر اس طرح شاہد ہے جیسے اوس مشہود کی حقیقت اوسکے شہادت کو مقتضی ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسمین قوم کو متنبہ کردیا کہ حق تعالی ہی قوم عیسیٰؑ پر شہید ہے اور کنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم مین بھی شہادت آنحضرت صلعم کی مطلوب تھی اسکے معنی یہ ہین کہ مین جب تک کہ اونمین مین ہون اونپر شاہد ہون پس حق تعالی کی یہی شہادت وہان مادۂ عیسوی مین تھی کیونکہ ثابت ہوچکا ہی کہ وہی اونکی زبان ہے اور وہی اونکا سمع اور بصر ہی پھر اسکے بعد حضرت عیسیٰؑ نے ایک ایسا کلمہ فرمایا جو عیسیٰؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم دونون کی طرف منسوب ہی - حضرت عیسیٰؑ کی طرف اوسکے منسوب ہونیکی وجہ یہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنی کتاب مین حضرت عیسیٰؑ سے اوس قول کو نقل فرمایا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اوسکے منسوب ہونیکی وجہ یہ ہے کہ وہ کلمہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جس شان ورفعت سے کہ واقع ہوا ہے وہ اپنے محل مین مذکور ہے یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر ایک رات کامل برابر اوسکو پلٹا پلٹا کر پڑھتے رہے اور اوسکے سوا اور طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ نفرمائی یہانتک کہ فجر طلوع ہوئی اور وہ کلمہ یہ ہے کہ ان تعذبہم فانہم عبادك وان تغفر لہم فانك انت العزیز الحکیم اگر تو اونکو معذب کرے تو وہ لوگ تیرے بندے ہین اور اگر تو اونکو بخشدے تو تو ہی صاحب عزت اور حکمت ہے اور اسمین (ھم) ہم ضمیر جمع مذکر غائب کی ہے جیسے کہ ہو ضمیر واحد مذکر غائب کی ہے پس مشہود حاضر ہے جو مراد ہے یعنے حق تعالی جو نفس رحمانی سے ظاہر ہے اوس سے اون لوگون کے لیے غیب ہی پر وہ ہوا جیسا کہ اللہ نے فرمایا ھم الذی کفروا یہان بھی ضمیر غائب فرمایا یعنے یہ وہی لوگ ہین جو کفر کی آڑ مین ہین پھر حضرت عیسیٰؑ نے یہان بھی فرمایا کہ ان تعذبہم ضمیر غائب سے اگر تو اونکو معذب کرے پس یہ غیب جو ضمیر غائب سے سمجھا جاتا ہے تو یہی اونکا عین حجاب ہے جسمین وہ لوگ حق تعالی سے

حجاب مین ہین پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اونکو حق تعالی کو قبل اونکے حاضر ہونے کی یاد دلادیا
تا کہ جب وہ لوگ حاضر ہوجاوین تو اونکی استعداد کی سرشت سے اونکی اعیان کے
خمیر مین خوب استحکام اور قوت آجاوے پھر اوس خمیر نے اونکو مثل اپنے کامل کردیا
یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہین کہ مین نے اونکو حضور ذکری سے مثل مین حضور کے کردیا فانہم
عبادک ۔ کیونکہ وہ لوگ تیرے بندے ہین اسمین وہ حرف خطاب کو توحید کی نظر سے
مفرد لائے جسپر وہ لوگ پیشتر تھے اور کوئی ذلت یا خواری بندہ ہونے کی ذلت سے
بڑی نہین ہے کیونکہ اونکو اپنے نفسون مین تصرف کا اختیار نہین رہتا ہے بلکہ وہ لوگ
اپنے مالک اور سردار کے ارادہ اور حکم پر ہوتے ہین اور اوسکا اونمین کوئی شریک
نہین ہوتا ہے اسیواسطے حضرت مسیح نے عبادک فرمایا اور حرف خطاب کو مفرد لائے
اور عذاب سے اون کی ذلت وخواری مراد ہے اور اون کے بندہ ہونے کے
سبب سے کوئی شخص اونسے زیادہ ذلیل وخوار نہین ہے پس جب اون کی ذات
خود ذلت وخواری کو مقتضی ہے تو تو اونکو ذلیل وخوار نکر کیونکہ وہ لوگ بندہ ہونے
کے سبب سے جس حالت غلامی مین کہ اب ہین اس سے تو اونکو زیادہ ذلیل وخوار نکریگا
وان تغفر لہم اور اگر تو اونکو اوس عذاب سے محفوظ رکھے جس کے وہ لوگ مخالفت
کے سبب سے مستحق ہین یعنے تو اپنے رحمت کو اونکے لیے مغفر بناجو اونکو عذاب سے
بچالیوے اور چھپالیوے اور عذاب کو اون سے وہ روکدیوے فانک انت العزیز خود ۱۲
کیونکہ تو ہی اونکا روکنے والا اور حامی ہے اور تو ہی اونکا ایسا بچاؤ ہے جو اون سے
عذاب کو روک دیتا ہے ۔ اور جس بندہ کو حق تعالی یہ اسم عنایت فرماتا ہے تو اوس کے
اعتبار سے حق تعالی کا معز نام ہوتا ہے اور اوس شخص کا نام کا جسکو یہ نام دیا گیا ہی
عزیز ہوتا ہے پھر اوسکے لیے حق تعالی منتقم اور معذب کے انتقام اور عذاب کے
ارادون سے روکنے والا بچاؤ ہوتا ہے جسکو عربی مین منیع الحمی کہتے ہین ۔ او یہان بھی
ضمیر فصل اور عماد کو تاکیداً بیان کے لیے لائے ہین تا کہ سب آیتین ایک ہی روش پر
ہون جیسے انک انت علام الغیوب ہے یعنے تو ہی غیب کا بڑا جاننے والا ہی
اور کنت انت الرقیب علیہم ہی اور تو ہی محافظ او نیہ تھے پس یہان بھی انک
انت العزیز الحکیم فرمایا یعنے تو ہی صاحب عزت اور حکومت ہے پس جس شب کو

آنحضرتؐ پوری رات اسکو متواتر پلٹ پلٹ کر پڑھد رہے تھے یہان تک کہ صبح نکل آئی اور حق تعالی
کے دربار مین سوال فرماتے تھے اور اجابت دعا کے طالب تھے تو آپ سے حق تعالی یہ
یہ آیت سوال اور الحاح تھی پس اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجابت دعا کو
پہلے ہی سوال مین سن لیتے تو کبھی آپ بار بار نہ پڑھتے اور حق تعالی آپ پر امتون
کے استحقاق عذاب کو فصل فصل کرکے مفصلاً پیش کرتا تھا اور آپ حق تعالی سے
ہر ہر عرض اور ہر ہر عین مین یہ فرماتے تھے کہ ان تعذبہم فانہم عبادک وان
تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم یعنے اگر تو اونپر عذاب کرے تو وہ تیرے بندے
ہین اور اگر تو اونکو بخشدے تو تو ہی صاحب عزت اور حکومت ہے اور اگر آنحضرتؐ
اوس عرض مین دیکھتے کہ حق تعالی اونکو بخشنا اور معاف کرنا نہین چاہتا ہے
تو اللہ تعالی کی مرضی کو اور اوسکے جناب کبریائی کے حق کو مقدم رکھتے اور اونپر
بددعا فرماتے اور دعا نہ کرتے پس حق تعالی نے اونپر اونھین گناہون کو عرض کیا
جسکے عفو کے وہ مستحق تھے اور یہ آیت مقتضی تھی کہ آنحضرتؐ بندون کے کل امور
کو حق تعالی کی طرف تفویض کردین اور گناہون کی معافی کی عرض کرین پس آپ نے
بھی ایسا ہی فرمایا۔ اور حدیث مین وارد ہی کہ حق تعالی بندہ کے دعا کی آواز کو جو وہ
حق تعالی سے کرتا ہے دوست رکھتا ہے اسی واسطے وہ دعا کے قبول کرنے مین دیر
فرماتا ہے تاکہ بندہ دعا کو مکرر کر کر عرض کرے پس یہ محبت کے سبب سے ہے نہ کہ
اعراض اور کم التفاتی سے ہے۔ اور اسی واسطے حضرت عیسیٰؑ اسم حکیم کو لائے کیونکہ
حکیم وہی ہے جو چیزون کو اونکی جگہ پر رکھے اور اشیا کے حقایق کے طلب اور اوسکی
صفات کے اقتضا سے وہ اوس چیز مین عدول حکمی نہ کرے اور حکیم ہی ترتیب کا جاننے
والا ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کے بار بار پڑھنے
مین اللہ کی طرف سے بہت بڑے علم ودانش پر تھے پس جو شخص کہ اس آیت کو
پڑھے تو اوسکو اسی طرح پڑھنا چاہیے جیسا کہ رسول اللہؐ نے پڑھا اور اگر ایسا نہو سکے
تو اس آیت پر ٹھہر جاتا بہتر ہے اور جب اللہ تعالی بندہ کو کسی امر کے کہنے کی
توفیق دیتا ہے تو وہ اوسی وقت توفیق دیتا ہے جب وہ اوسکے قبول
کرنے کا اور اوسکی حاجت کو پورا کرنے کا ارادہ کرلیتا ہے اور کوئی

شخص دعا کے قبول ہونے مین جلدی نکرے کیونکہ اوسکی توفیق خود اوسکے قبول ہونے کو مقتضی اور شامل ہے اور چاہیے کہ دعا کرنے والا اپنے دعا مین کل حالات مین مواظبت اور استمرار کرے جیسا کہ رسول اللہ نے اس آیت پر اوس شب مین مواظبت کی تاکہ وہ اپنے کان سے یا اپنے قوت سامعہ سے اجابت کو سن لیوین جس طرح وہ چاہین یا جس طرح حق تعالیٰ اونکو اجابت دعا کو سنا دے - کیونکہ اگر وہ تمکو زبان کے سوال کا بدلا دیگا تو وہ تمکو تمھارے ہی کان سے سنوا دیگا اور اگر وہ تمکو سوال کے معنے سے جزا دیگا تو وہ تمکو تمھارے ہی روح سامعہ سے سنوا دیگا یعنے قلب کو اطمینان اور تسکین دیگا جو قبول ہونے کی دلیل ہے ؎

سولھوین حکمت رحمانیہ کی فص کلمہ سلیمانیہ مین ہے

اِنَّہٗ (یعنے یہ خط مِنْ سُلَیْمَانَ (سلیمان علیہ السلام کا ہے) وَاِنَّہٗ (اور مضمون اوسکا یہ ہے) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (نام سے اللہ کے جسکی صفت عام رحمن اور صفت خاص رحیم ہے بعض لوگون نے اسم سلیمانؑ کو اسم اللہ پر مقدم کرنے مین اعتراض کیا ہے حالانکہ در اصل اس طرح نہین تھا - اس بارہ مین اون لوگون نے نا سزا باتین کی ہین جو سلیمان علیہ السلام کو حق تعالیٰ کی معرفت مین لایق نہین ہے اور کس طرح وہ باتین قابل پذیرائی ہو سکتی ہین حالانکہ خود بلقیس بلکہ سبا کہہ رہی ہے کہ اِنِّیْٓ اُلْقِیَ اِلَیَّ کِتٰبٌ کریم میرے پاس ایک خط نہایت ہی معزز اور مکرم آیا ہوا ہے اور شاید اونکو اس کہنے پر کسریٰ کے رسول اللہ کے نامہ کو پھاڑ دینے نے آمادہ کیا ہوگا - اور کسریٰ نے بغیر پڑھے اوسکو نہ پھاڑا تھا بلکہ اوسکو پڑھ لیا تھا اور اوسکے مضمون کو جان لیا تھا - اور بلقیس نے بھی ایسا ہی کیا تھا اور اگر ملکہ سبا کو مضمون خط سے واقفیت نہوتی تو اوسکو خط کی تعظیم و تکریم کی توفیق نہوتی - اور اوس نے خط کو پھاڑنے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی عزت کے سبب سے نہ بچایا کہ اونکا نام اللہ کے نام پر مقدم تھا یا اون کا نام اللہ کے نام سے موخر تھا - اور سلیمان علیہ السلام دو رحمتون رحمت امتنان اور رحمت وجوب کو لائے اور وہ دونون رحمن اور رحیم ہین پس رحمن مین رحمت امتنانی بیان فرمائی اور رحیم مین رحمت وجوبی کو ظاہر کیا اور یہ رحمت وجوبی بھی امتنان کی وجہ سے ہے

پس رحیم رحمٰن مین ضمنًا داخل ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا کہ انّہٗ کتب علی نفسہ الرحمہ حق تعالی
نے اپنے نفس پر رحمت کو واجب کیا ہے تاکہ وہ رحمت بندہ کے لیے اون اعمال کے
سبب سے جو یہ بندہ کرتا ہے (اور حق تعالی نے اوسی ذکر فرمایا ہے) حق تعالی پر اوسکا
حق ہوا اور حق تعالی نے اسکو اوس کے لیے اپنے نفس پر واجب کیا ہے
جس سے بندہ اس رحمت وجوبی کا حق تعالی سے مستحق ہوگا اور جو بندہ اس درجہ مین
ہو وہ جانتا ہے کہ اسکے اعضا مین سے کون عمل کر رہا ہے اور عمل انسان کے آٹھ
اعضا پر منقسم ہے اور حق تعالی خبر دیچکا ہے کہ وہی اوسکے ہر ہر عضو کی ہویت ہے
پس حق تعالی کے سوا دوسرا عمل کرنے والا نہین ہوا۔ اور صورت بندہ کی
ہے اور حق تعالی کی ہویت بندہ مین یعنے حق تعالی کے اسم مین مندرج اور شامل ہے
اور غیر اسم مین اوسکی ہویت مندرج نہین ہے کیونکہ حق تعالی ان ظاہر چیزون کا عین ہے
اور اوسی کا نام خلق ہے اور اسی ظہور کے سبب سے اوسکا ظاہر نام ہوا اور پیا آخر
بندہ کا نام ہوا اور بندہ یعنی خلق کی ہستی سے اوسکا ظاہر نام نہین ہے پھر آخر حق تعالی
کا نام ہوا جو بندون کی صورتون مین ظاہر ہے اور حق کا ظہور اور حق تعالی کے عمل
کا صدور بندہ پر موقوف ہے پس اس سبب سے اللہ تعالی کا نام باطن اور اول ظاہر
ہوا پھر جب تمنے خلق کو دیکھا تو اول اور آخر ظاہر اور باطن کو دیکھ لیا اور اس معرفت
سے حضرت سلیمان علیہ السلام بیخبر نہ تھے بلکہ یہ اوس ملک مین داخل تھا جسکو اونہون
نے مانگا کہ میرے بعد کسی کو ایسا ملک لایق نہو یعنے عالم شہادت مین کوئی اس
ملک کا سواے میرے اظہار نکرے۔ ورنہ یہ کل چیزین جو سلیمان علیہ السلام کو
حاصل تھین تمام اقطاب اولیاے کاملین کو ان سے پیشتر اور اسکے بعد بھی حاصل
ہین لیکن کوئی عالم شہادت مین اوسکو ظاہر نہین کرسکتا ہے کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو وہ کل چیزین دیگئین تھین جو حضرت سلیمانؑ کو دیگئین تھین لیکن آپ نے اوسکو
عالم شہادت مین ظاہر نفرمایا اور اللہ تعالی نے آنحضرتؐ کو ایک عفریت یعنی خبیث پر قدرت
بھی دی تھی جو آپ کو شب کو بہکانے آیا تھا۔ پھر آپ نے اوسکے پکڑنے کا قصد فرمایا بلکہ
آپنے اوسکو پکڑکر مسجد کے ایک ستون مین باندھ دیا تاکہ جب صبح ہو تو مدینہ کے
لڑکے اسکے ساتھ کھیلین۔ پھر آپ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آگئی تو اوسیوقت

آپ نے اوسکو ناکامیاب چھوڑ دیا اور اوسکو اوسکے مقام کی طرف پلٹا دیا اور آپ نے اپنی قدرت کو ظاہر نفرمایا اور سلیمان ہی علیہ السلام نے اوسکو ظاہر کیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے مُلک کا نارہ فرمایا اسواسطے وہ عام نہوا اس سبب سے ہم نے جانا کہ وہ کسی ملک کو چاہتے ہین پہر ہم نے اونکو دیکہا کہ اوس ملک مین جسکو اللہ نے اونکو بخشا تہا ہر جزو مین وہ شریک تھے تب مین نے جانا کہ وہ اوسکے ظاہر کرنے سے خاص کیے گئے تھے بلکہ وہ ہر ہرا جزا املاک اور اوسکے ظہور کے ساتھ مخصوص تھے اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عفریت کی حدیث مین یہ نفرماتے کہ فامکننی اللہ منہ یعنے اللہ نے مجھکو اوسکے پکڑنے کی قدرت دی تو مین کہتا کہ جب رسول اللہ نے اوسکے پکڑنے کا قصد کیا تب اللہ تعالیٰ نے انکو حضرت سلیمان ؑ کی دعا یاد دلادی پس رسول اللہ نے سمجھ لیا کہ مجھکو اللہ تعالیٰ اسکے پکڑنے پر اونکی دعا کے سبب سے قدرت دینا نہین چاہتا اسواسطے آپ نے اوسکو اپنے مقصد سے ناکامیاب واپس کردیا۔ اور جب آپ نے فرمایا کہ فامکننی اللہ منہ یعنے اللہ نے مجھکو اوسکی قدرت دی تو مین نے جانا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی انمین تصرف بخشا۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے اونکو حضرت سلیمان ؑ کی دعا یاد دلائی اور آپ نے حضرت سلیمان ؑ کے ساتھ ادب کیا پس اس سے مین نے جانا کہ حضرت سلیمان ؑ کے بعد کسی خلق کو ایسا ملک لائق نہوا اور اوس سے عموماً اوسکا ظاہر کرنا مراد ہے اور اس مسئلہ سے میری غرض اون دونون رحمتون پر جسکو سلیمان علیہ السلام نے ذکر کیا ہے صرف تنبیہ کردینا اور خبردار کردینا ہے اور رحمت وجوب رحیمی موسنون ہی کے ساتھ مقید ہے اور رحمت امتنانی رحمانی مطلقاً ہر شئے کو ہے چنانچہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ورحمتی وسعت علی کل شئ اور میری رحمت ہر شئے پر عام ہے یہانتک کہ اسماے الہیہ یعنے حقایق نسبت پر بھی عام اور وسیع ہے اور اسماے الہیہ اور نسبت ربانیہ سے رحمت امتنانی رحمانی کے نتیجہ ہین پہر رحمت وجوبی رحیمی کو اللہ تعالیٰ نے ہم لوگون کے ظہور کے سبب سے ہم ہی لوگون کی معرفت کے لیے اپنے نفس پر واجب کیا اور اوس نے مجھکو تبلادیا کہ وہی ہم لوگون کی ہوبیت ہے تاکہ ہم لوگون کو معلوم ہوجاوے کہ اوسنے اپنے نفس پر اپنے ہی نفس کے لیے رحمت کو واجب کیا ہے اور حق تعالیٰ کی رحمت اوس سے خارج نہین ہے پس دیکھو کہ کس پر اوس نے منت رکھی ہی اور یہان

سوا اوسکے کوئی دوسرا نہین ہے مگر زبان تفصیل کا حکم ضرور ہے تاکہ علوم مین خلق اللہ
کی تفاوت ظاہر ہو اور عین کے واحد ہونے کے ساتھ یہ کہنا صحیح ہووے کہ فلان فلانے
سے بڑا عالم یا بڑا جاننے والا ہے اور اسکے معنی یہ ہین کہ تعلق علم مین ارادہ کا تعلق کم ہے
اور یہ تفاوت ایسا ہے جیسا صفات الٰہیہ مین تفاوت ہوتا ہے کیونکہ علم کسی چیز کے تعلق
مین ارادہ پر حاکم ہے اور ارادہ قدرت پر حاکم ہے اور اسکا اولٹا نہین ہے کیا تم نہین
دیکھتے کہ جب تک کسی چیز کا علم نہو اوسکا ارادہ نہین ہوتا ہے اور جب کہ کسی چیز کا ارادہ
نہو اوسپر قدرت نہین ہوتی پس جب تک ارادہ کسی چیز کو خاص نکرے اور تعیین کے
ساتھ اوسپر حکم نکرے تو اوسوقت تک قدرت اوس سے متعلق نہین ہوتی ہے اور
قدرت کا ارادہ پر حکم نہین ہے اور نہ ارادہ کو علم پر حکم ہے بلکہ ارادہ علم کے تابع ہی
اور قدرت ارادہ کے تابع ہے اور اسکے برعکس نہین ہے پس صفات الٰہی مین بھی
تفاوت ہی اور کمال صفت علم کا کمال تعلق ارادہ اور زیادتی مین اوسکے تعلق قدرت پر ہی
اور اسی طرح سمیع اور بصیر الٰہی ہین بلکہ کل اسماے الٰہی اسی طرح مختلف درجہ پر ہین بعض مین
زائد ہین اور بعض مین کم ہین اور اسی طرح اون چیزون کا تفاوت ہے جو حق تعالیٰ مین
ظاہر ہین یعنے عین واحد ہونے کے ساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ فلان فلان سے بڑا عالم ہی
اور جیسے کہ تم کلی اسم الٰہی کو مقدم کرو تو اوسکا نام کل اسماے سے تم رکھ سکتے ہو اور ہر
اسماء سے تم اوسکی صفات کرسکتے ہو تو ایسے ہی مظاہر خلقی مین بھی ہر صفت مفضول
بہا کی اہلیت ہے پس ہر جزء عالم کا مجموعی عالم ہے یعنے وہ کل متفرقات عالم کے حقائق
کا قابل ہے پس ہمارا یہ قول کہ زید عمرو سے علم مین کم ہے حق تعالیٰ کی ہویت کو زید و عمر کے
عین ہونے مین کوئی نقصان نہین پیدا کرتا ہے اور صفت علم کی عمر مین زید سے اتم اور
اکمل ہوگی اور عمر زید سے اعلم بصیغہ اسم تفضیل ہوگا جیسے کہ اسماے الٰہیہ آپس مین متفاوت
ہین اور وہ غیر حق نہین ہین اسواسطے وہ حق تعالیٰ عالم ہونے کی جہت سے مرید
اور قادر ہونے کی تعلق سے عام ہے اور وہ وہی ہے اوسکا غیر نہین ہے پس سلطنت
دلی تو اوسکو کسی مظہر خاص مین نہ جان اور دوسرے مظہر مین اوس سے جاہل
نہ بن اور اوسکے یہان نفی اور وہان اثبات نکر مگر تو اوسکے اثبات و نفی اسطرح
کر جس طرح اوسنے اپنی اثبات و نفی کی ہے جیسے اپنے حق مین اوس نے

آیت جامعہ مین نفی اور اثبات کی ہے جسوقت حق تعالی نے فرمایا کہ لیس کمثلہ وھو السمیع البصیر اوسکے مثل کوئی چیز نہین ہے وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہی یسماع وسنے اپنے واسطے اسطرح صفت ثابت کی کہ ہر سننے والے اور دیکھنے والے حیوان وغیرہ سے عام ہوئی اور عالم مین جتنی چیزین ہین وہ سب حیوان ہین مگر دنیا مین بعض لوگون کے ادراک سے وہ مخفی ہین اور آخرت مین ہر آدمی کو وہ ظاہر ہونگے کیونکہ آخرت دار الحیوان یعنی زندگی کا گھر ہے اور ایسی ہی دنیا بھی ہے مگر اسمین بعض چیزون کی زندگی بعض لوگون سے مخفی ہے تاکہ خدا کے بندون مین حقایق عالم کے ادراک مین خصوصیت اور تفاوت ظاہر ہو پس جسکی ادراک کہ وسیع اور عام ہوگی اوسمین حق تعالی حکماً اوس شخص سے زیادہ ظاہر ہوگا جسکو وہ ادراک عام نہین ہے۔ پس تم اس تفاوت اور کمی اور بیشی سے محجوب نہ رہو اور جب مین نے تمکو اسمائے الٰہیہ مین تفاوت دکھلا دیا جسمین شک نہین ہے کہ وہ حق تعالی کے عین ہین اور اونکا مدلول اور مسمی سوا اللہ تعالی کے دوسرا نہین ہے تو اسکے بعد تم یہ نہ کہو کہ اون لوگون کا کلام صحیح نہین ہے جو یہ کہتے ہین کہ خلق کی ماہیت حق تعالی کی عین ہویت ہے پس سلیمان علیہ السلام اپنے نام کو اللہ کے نام پر کیسے مقدم کرینگے جیسا کہ ظاہر اہل تفاسیر او معترضین کا زعم ہے حالانکہ وہ خود اون لوگون سے ہین جنکو رحمت رحمانیہ نے موجود کیا ہی لیس ضرور ہے کہ رحمن ہر حوم پر مقدم ہو تاکہ ہر حوم کی نسبت رحمن کی طرف صحیح ہو اور اونکا یہ اعتراض خود علم حقائق کے خلاف ہے کیونکہ وہ لوگ مستحق تاخیر کو مقدم اور مستحق تقدیم کو محل تقدیم مین موخر کرتے ہین اور بلقیس کی حکمت اور اوسکے علم کی بلند پایگی یہ تھی کہ اوس نے خط لانیوالے کا ذکر نہ کیا کیونکہ اوس نے اُلقی بصیغہ مجہول کہا ہے جسمین فاعل کا ذکر نہین ہوتا ہی اور یہ اونھون نے اسواسطے کیا تاکہ ارکین سلطنت اور اعیان دولت کو وہ بتلادیوین کہ میرے نفس کو اون امور کے ساتھ اتصال ہے جنکا راستہ تم لوگون کو نہین معلوم ہے اور یہ بھی ملک مین تدبیر الٰہی ہے کیونکہ جب ارکین سلطنت کو اون خبرون کا طریقہ نہین معلوم ہوتا ہے جو بادشاہ کو پہونچتی ہین تو اعیان دولت کو تصرف کرنے مین اپنے نفسون پر خوف ہوتا ہے اور وہ اوسی امر مین تصرف کرتے ہین کہ جب وہ امر بادشاہ کو اون سے پہونچے تاکہ وہ اس تصرف کے بلاؤن سے محفوظ و مامون

رہین۔ اور اگر اونکو وہ شخص معلوم ہو جاوے جسکی معرفت سے بادشاہ تک خبر پہونچی ہے
تو وہ لوگ اوس سے معاملہ کرین اور اوسکو بہت رشوت دیوین تاکہ وہ لوگ خود جو چاہین
کرین اور اوس خبر کو بادشاہ تک پہونچنے نہ دیوین اور بلقیس نے کہا کہ اِنی اُلْقِیَ اِلَیَّ
کِتَابٌ کَرِیْمٌ یعنے مجھکو ایک خط نہایت معزز پہونچا ہے اور خط لانے والے کا
انھون نے نام نہ لیا تاکہ ارکین سلطنت پر اوس سے سیاست رہی اور اعیان دولت
اور رہبران ریاست کے دلون مین اوسکی وقعت اور ہیبت زیادہ ہو اور اسبات سے بلقیس
اون لوگون پر تقدم کے مستحق تھین۔ اور وہ اونپر ملکہ ہوئین۔
اور صف انسانی کے عالم کی فضیلت جنکے عالمون پر اشیا کے خواص اور تصرف کے اسرار
مین زمانہ کے مقدار سے ظاہر ہے کیونکہ دیکھنے والے کی نظر کا پلٹنا مجلس سے کھڑے ہونے
سے بہت جلد اور تیز ہوتا ہے کیونکہ نظر کی حرکت مدرکات کے ادراک کی طرف محل حرکت مین
جسم کے حرکت سے بہت تیز اور سریع ہوتی ہے کیونکہ وہ زمانہ جسمین نظر حرکت کرتی ہے بعینہ
وہی زمانہ ہے جسمین نظر کو مبصرات کے ساتھ تعلق ہے حالانکہ ناظر اور منظور کے درمیان مین
مسافت بعیدہ ہے اس سبب سے نظر کھولنے کا زمانہ بعینہ کواکب ثابتہ کے آسمان کے
ساتھ اوسکے تعلق کا زمانہ ہے اور دیکھنے والے کی طرف نظر پلٹنے کا زمانہ بعینہ اوسکے ادراک
نکرنے کا زمانہ ہے اور کسی مقام سے انسان کے کھڑے ہونے مین اس طرح نہین ہے
یعنے یہ جلدی اور تیزی نہین ہے پس آصف بن برخیا کا قول سے اس عمل مین بہت بڑھا
ہوا ہے اور آصف بن برخیا کا قول بعینہ اوسی زمانہ واحد مین عین فعل تھا پھر حضرت سلیمانؑ
نے اپنی انکھون سے اوسی مین بلقیس کے عرش کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا اور مستقرا
عندہ یعنے اپنے پاس سو اسطے کہا تاکہ کوئی ایسا خیال نکرے کہ اونھون نے عرش بلقیس کو
اوسکی جگہ پر بغیر نقل و حرکت کے حس بصر سے ادراک کر لیا اور ہم لوگون کے نزدیک
اتحاد زمانہ کے ساتھ نقل و حرکت نہین ہے بلکہ اوسمین اس طور سے عدم اور وجود
کا فعل ہوا کہ اوس سے سوا سے تجدد امثال کے جاننے والے کے کسیکو خبر نہوئی۔
اور تجدد امثال اس آیت سے ثابت ہے بَلْ ھُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ۔
بلکہ وہ لوگ ہمیشہ خلق جدید کی لباس مین ہین۔ یا خلق جدید مین ملتبس ہین۔

ہوگی ۱۲ مترجم سکے حرکت سے تیز وہانتک جسم نظر کی حرکت چاہے تو اوسکی طرف نظر کرنا فلک ثوابت اگر کوئی شخص مکانی ہمارا

اور جتنے وقت کہ اوسپر گذرتے ہین اوسمین وہ اون چیزون کو نہین دیکھتے ہین جسکو وہ پہلے دیکھتے تھے اور جب یہ عرش سلیمان علیہ السلام کے نزدیک اس طور پر آیا جیسا مین نے اوپر ذکر کیا تو عرش کے اپنی جگہ سے معدوم ہونے کا زمانہ بعینہ سلیمان علیہ السلام کے نزدیک ہر نفس کے ساتھ تجدد امثال سے اوسکے موجود ہونے کا زمانہ ہے اور کسی کو اسقدر تفاوت اور تجدد مثل کی خبر نہین ہے بلکہ انسان خود اپنے نفس کو نہین جانتا ہے کہ وہ ہر سانس مین معدوم ہوتا ہے پھر موجود ہوتا ہے اور یہ نکو کہ اس جملہ مین (پھر) جو مرادف ثمّ کا ہے مہلت اور تاخیر کو مقتضی ہے کیونکہ وہ صحیح نہین ہے بلکہ وہ عرب کے نزدیک مخصوص مقامون مین تقدم فی الشرف یا تقدم علیت کو مقتضی ہے جیسے شاعر کہتا ہے کہز الردینی ثمّ اضطرب[1] جیسے نیزہ ردینی ہلاتے ہین پھر وہ اضطراب اور جنبش مین آتا ہے اور اسمین شک نہین ہے کہ رمح کے ہلانے کا زمانہ بعینہ اوسکے اضطراب کا زمانہ ہے اور پھر یہان ثمّ لایا جو مرادف (پھر) کا ہے اور اسمین مہلت اور تاخیر نہین ہے پس اسی طرح ہر نفس کے ساتھ تجدد امثال ہوتا ہے اور شئے کے عدم کا زمانہ بعینہ مثل کے وجود کا زمانہ ہے جیسے کہ تجدد اعراض اشاعرہ کے دلیل مین ہے اور حضرت سلیمانؑ کے نزدیک بلقیس کے عرش کے آنے کا مسئلہ نہایت ہی مشکل مسئلون سے ہے مگر اوسکے نزدیک مشکل نہین ہے جسنے اسکو جان لیا ہو جو مین نے ابھی اونکے قصہ مین بیان کیا ہے کیونکہ عرش نے نہ مسافت طے کی اور نہ زمین کے طنابے کھینچے گئے اور نہ آصف نے اونکو زمین پہاڑکر دکھلایا اور یہ اوس شخص کو ظاہر ہے جو ہمارے تجدد امثال کے مسئلہ کو سمجھ گیا ہو جسکو مین ذکر کر چکا ہون اور یہ خرق عادت حضرت سلیمانؑ کے بعض مجلیس کے ہاتھ سے ہوا تاکہ بلقیس اور اونکے ساتھیون اور ارکین کے دلون مین جو حاضر تھے حضرت سلیمانؑ کی عظمت اور وقعت زیادہ ہو اور اسکا سبب یہ تھا کہ اللہ تعالی نے حضرت داؤدؑ کو حضرت سلیمانؑ کو ہبہ دیا تھا چنانچہ خود اللہ تعالی نے فرمایا کہ ووھبنا لداؤد سلیمان[موہوب لہ ۱۲] مین نے داؤدؑ[موہوب لہ] کو سلیمانؑ کو ہبہ دیا تھا۔ اور ہبہ واہب کا کسی چیز کو بطور انعام کے دینے کو کہتے ہین۔ اور ہبہ جزاء وفاق یا بطور استحقاق کے دینے کو نہین کہتے ہین۔ پس وہ خود پہلی نعمت تھی اور اللہ تعالی پر قوم کے لیے آپ حجت بالغہ تھے

[1] ۱۲ مترجم المتاسبے فینا ۔ اکشتم فہم کما ہیمد ۔ ردینتہ وہذا ۔ الی امرأۃ سماق ۔ کلا منہا منسوب ردینی فان ۔ ردینتہ ودرمح بقفال قناۃ

اور کفار اور مخالفین کے حق مین آپ سیف بُرّان اور ضرب سر شکن تھے اور حضرت سلیمانؑ کے علم کی خصوصیت اس آیت سے ظاہر ہے۔ ففهمناها سليمان پس ہمنے سلیمانؑ کو اوس قضیہ کا فیصلہ سمجھا دیا حالانکہ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کے فیصلہ مین باہم تناقض تھا۔ اسپر بھی اللہ نے فرمایا کہ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا اور اللہ نے ہر ایک کو حکومت اور علم دیا تھا۔ اور حضرت داؤدؑ کو اللہ تعالے کا دیا ہوا علم تھا جو واہب اور معطی کے حضرت سے تھا۔ اور حضرت سلیمانؑ کا علم اس مسئلہ مین عین اللہ کا علم تھا۔ کیونکہ اللہ تعالے یہان بغیر واسطہ سلیمانؑ کے حاکم تھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام محفل صدق مین حق تعالی کے ترجمان تھے اور جیسے کہ مجتہد مصیب جو اللہ کے حکم مین مصیب اور ترجمان حق ہے اوسکو دو اجر ہین پس حضرت سلیمانؑ کو بھی دو اجر ہوے اور اس حکم سے خود اللہ ہی اسمین حاکم ہے اور اگر حق تعالی اس قضیہ کو اپنے ولایت مین لیتا تو اپنی زبان فیض ترجمان یا رسول اللہ کی زبان سے بذریعہ وحی کے یہی حکم فرماتا۔ اور مجتہد مخطی جو اس حکم معین مین خطا کرے تو اوسکو ایک اجر ہے حالانکہ یہ اجتہاد بھی علم اور محکم ہے اور اس آیت محمدیہ کو اللہ تعالی نے اجتہاد اور حکم کے صواب مین حضرت سلیمان علیہ السلام کا رتبہ بخشا اور خطا مین حضرت داؤد علیہ السلام مجبت کا مرتبہ مرحمت فرمایا پس اللہ تعالے نے اس امت کو کیسی عمدہ فضیلت بخشی ہے اور جب بلقیس نے اپنے عرش کو یہان اپنے پاس دیکھا حالانکہ وہ جانتی تہین کہ سبا سے یہانتک بہت بڑا فاصلہ ہے اور اس مدت مین اوسکا نقل و حرکت بھی یہانتک محال ہے تو اوںھون نے کہا کہ كَأَنَّهُ هُوَ۔ گویا یہ ہو وہی ہے۔ اور اس سے انھون نے تجدد امثال کے مسئلہ کی تصدیق کی جسکو مین اوپر ذکر کرچکا ہون اور یہ باعتبار حقیقت کے وہی تھا اور صحیح امر بھی یہی ہے جیسے کہ زمانہ تجدد مین تم عین وہی شخص ہو جو تم زمانہ ماضی مین تھے پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کا کمال علم یہ تھا کہ آپ نے اوسکو صرح مُمَرَّد کے ذکر مین اوس سے ہشیار بھی کر دیا اور بلقیس سے کہا گیا کہ اُدْخُلِي الصَّرْحَ قلعہ مین داخل ہو۔ اور وہ قلعہ شیشہ کا چکنا اور صاف نشیب و فراز سے ہموار تھا جب بلقیس نے اوسکو دیکھا تو قلعہ کو دریا یا پانی سے

لباب سمجھا اور پنڈلیون سے کپڑے کو اوٹھالیا تاکہ کپڑا پانی سے بھیگ نہ جاوے پس حضرت سلیمانؑ نے اونکو اوس قلعہ سے متنبہ کردیا کہ انکا عرش جسکو اونھون نے دیکھا ہی وہ بھی اسی قبیل سے ہے پس یہ کیا خوب انصاف ہے کیونکہ حضرت سلیمانؑ نے اونکو بتلا دیا کہ انکا جواب جو کانہ ھو ہے وہ بہت ٹھیک ہے۔ (کیونکہ جیسے کہ یہ قلعہ غایت شفافی سے پانی کے مثل ہے اسی طرح یہ عرش بھی تجدد امثال سے اوس عرش کے مثل ہے اور اس مثل ہونے پر خود انکے قول مین کا ف حرف تشبیہ دلالت کررہا ہے اسی طرح حضرت سلیمانؑ کے قول مین ھکذا حرف تشبیہ مثل ہونے کو بتلا رہا ہے) بس بلقیس نے کہا کہ رب انی ظلمت نفسی واسلمت مع سلیمان اللہ رب العالمین اے میرے مالک مین نے اپنے نفس پر کفروشرک سے ظلم کیا اور اب مین سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اللہ عالم والون کے رب مطیع اور منقاد ہو گئے۔ یعنے سلیمان علیہ السلام کی طرح مین اللہ کے تابع فرمان ہوگئے پس یہ سلیمان علیہ السلام کی منقاد نہوئین بلکہ رب العالمین کی منقاد ہوئین اور سلیمان علیہ السلام خود عالم مین داخل ہین اور یہ اپنے عقیدہ مین سلیمان علیہ السلام کے رب کی مقید نہوئین جیسے کہ انبیا ر اور رسل علیہم السلام اپنے اللہ کے عقیدہ مین کسی رب معین کے مقید نہین ہوتے ہین بخلاف فرعون کے کہ اوس نے کہا کہ (مین موسیٰؑ اور ہارون کے رب پر ایمان لایا) کیونکہ اوس نے موسیٰؑ اور ہارونؑ ہی کے رب کو مقید کردیا اگرچہ ایک طور پر فرعون کا ایمان بھی اس بلقیسی انقیاد کے برابر ہوسکتا ہے اسلیئے کہ موسیٰؑ اور ہارون کا رب وہی ہے جو کل عالم والون کا رب ہے لیکن فرعون کے مقید کردینے سے اسمین اس اطلاق کی قوت نہین آتی ہے جو بلقیس کے ایمان مین ہے اسواسطے بلقیس فرعون سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے انقیاد اور اسلام مین فقیہہ اور منہہ اور دانا ہوئین اور فرعون اپنے ایمان مین وقت کے زیر حکومت تھا اسیواسطے اوس نے کہا کہ اٰمنتُ بالذی اٰمنت بہ بنو اسرائیل مین اوسپر لایا جسپر بنی اسرائیل ایمان لائے۔ پس اس نے رب کو خاص کردیا اور اوسکے خاص کرنیکی وجہ یہ تھی کہ اوس نے ساحرون کو اسی طور پر ایمان لاتے دیکھا جیساکہ اونھون نے کہا کہ با اللہ رب موسیٰ وھارون یعنے ہم اس اللہ پر ایمان لائے جو موسیٰؑ اور ہارون کا رب ہے۔ پس بلقیس کا ایمان سلیمان علیہ السلام

کے ایمان کے مثل ہوا اسیواسطے اونھون نے کہا کہ مع سلیمان یعنے سلیمانؑ کے ساتھ۔
پس اسلام اور انقیاد مین اونھون نے سلیمان علیہ السلام کی متابعت کی اور جن عقاید پر
حضرت سلیمان علیہ السلام گذر رہے تھے اونہین عقائد پر بلقیس بھی گذر تی تھین اور وہ
اس طرح ہے جیسے ہملوگ اللہ تعالی کے صراط مستقیم پر ہین بدینوجہ ہملوگون کی پیشانیان
اوسیکے ہاتھ مین ہین اور اسکو ہم لوگون کا چھوڑنا محال ہے پس وسکو ہم لوگون کی معیت
ضمنا ہے اور ہم لوگون کو اوسکی معیت نصًا وصراحۃً حاصل ہے کیونکہ اوس نے فرمایا ہے کہ
وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ اور جہان کہین تم رہو وہ تمھارے ساتھ ہے اور اسکو ہم لوگون کی
معیت ضمنًا اس طور سے ہے کہ ہم لوگون کی پیشانیا اوسیکے ہاتھ مین ہین۔ پس جہان کہین
وہ ہمارے ساتھ اپنے صراط مستقیم سے چلے حق تعالی ہمیشہ اپنے نفس کے ساتھ
ہے اور ہر فرد عالم کا صراط مستقیم پر ہے اور وہ صراط رب تعالی کی ہے اور
بلقیس نے سلیمان علیہ السلام سے اسی طرح جانا۔ اسیواسطے اُنھون نے للہ رب
العالمین کہا یعنے اللہ پر جو عالم والو کا رب ہے اور اس نے اپنے ایمان مین کسی
عالم کے رب کو خاص نکیا۔
اور وہ تسخیر عالم جو سلیمان علیہ السلام کو مخص تھی اور جس سے انکو دوسرے انبیاؑ پر
فضیلت تھی اور اللہ تعالی نے ایسا ملک اور حکومت بخشا تھا کہ اون کے بعد ویسا کسیکو
لائق نہین ہے پس یہ سب اونکو اللہ ہی کے حکم اور مشیت سے تھین اسیواسطے اللہ نے
فرمایا کہ فسخرنا له الريح تجري بامره اور ہمنے سلیمانؑ کے لیے ہوا کو مسخر کیا جو اونکے حکم سے
چلتی تھی۔ پس یہ اختصاص اوسیکے مسخر ہونے کے سبب سے نہ تھا کیونکہ اللہ تعالے ہم
سب لوگون کے حق مین بغیر تخصیص کے فرماتا ہے کہ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا
فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ اور اللہ نے اپنے طرف سے تمھارا اون سب چیزون کو مسخر
کیا جو آسمانون اور زمینون مین ہے۔ اور اسکے بعد ہوا اور ستارون وغیرہ کی تسخیر کو
ذکر فرمایا لیکن یہ سب چیزون کی تسخیر ہمارے حکم سے نہ تھی بلکہ اللہ تعالی کے حکم سے یہ
تسخیر تھی اور اگر تم سمجھو تو یہ سلیمان علیہ السلام کیکے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ یہ صرف اللہ کے
حکم سے بغیر اونکی ہمت اور قوت جمع کرنے کے تھا اور مجرد حکم کرنے سے یہ حاصل
ہوجاتا تھا اور میرے اس کہنے کا سبب یہ کہ ہم جانتے ہین کہ جب نفوس جمعیت کے

مقام مین آتے ہین تو اجرام عالم سے وہ نفوس خود منفعل اور متاثر ہوتے ہین اور مین نے
اس طریق مین اوسکو اکثر معاینہ کیا ہے پھر سلیمان علیہ السلام جس چیز کی تسخیر چاہتے تھے
تو اوسپر بغیر قوت اور ہمت جمع کرنیکے مجرد حکم فرماتے تھے اور وہ فوراً مسخر ہو جاتی تھی۔
اور جاننا چاہیے۔ خدا ہماری اور تمھاری دونون کی اونکے روح سے تائید کرے کہ جب
اس قسم کے عطیات بندہ کو حاصل ہوتے ہین خواہ وہ کوئی بندہ ہو۔ تو یہ اوسکی آخرت کے
ملک سے کسی چیز کو کم نہین کرتے ہین اور نہ اوسکا محاسبہ اوس سے ہوگا حالانکہ ان سب
چیزون کو سلیمان علیہ السلام نے حق تعالی سے طلب کیا تھا۔ اور اس طریقہ کا مذاق مقتضی
ہی کہ جو چیزین کہ اورون کے لیے آخرت مین مخزون ہین وہ اونکے لیے اسی دنیا مین جلد
دیدیگئین اور جب یہ اوسکو آخرت مین چاہین گے تو اون سے اوسکا محاسبہ ہوگا اور
اللہ تعالی نے حضرت سلیمان ع سے فرمایا ھذا عطاؤنا یہ میرے عطیات ہین۔ اور
تمھارے اور تمھارے غیر کے عطیات نفرمایا۔ فَامْنُنْ اوسکو دو اور لوگونپر منت رکھو۔
اَوْ اَمْسِكْ یا روک لو اور نہ و بغیر حساب بے حساب ہے یعنے میرے ان عطیات
کا تمپر آخرت مین محاسبہ نہوگا۔ پھر ہمنے اسی طریقہ کے مذاق سے جانا کہ حضرت سلیمانؑ کا
سوال اللہ ہی تعالی کے حکم سے تھا اور جب کسی چیز کی طلب امر الہی سے واقع ہو تو طلب
کرنے والے کو اوسکے طلب پر پورا اجر ملتا ہے اور اس طلب کے بعد اللہ تعالی کی
مشیت پر ہے چاہے تو اوسکے مطلوب کو اپنی طرف سے دیوے اور چاہے تو
اوسکی حاجت کو نہ پورا کرے اور روک لے کیونکہ بندہ نے اوس حکم کی تعمیل کرلی جسکو اللہ نے
اسپر واجب کیا تھا اور اوس نے حق تعالی سے سوال کرلیا اور اگر یہ اوسکو بغیر اللہ تعالی
کے حکم کے مانگتا تو اللہ تعالی اوسپر اوس چیز کا محاسبہ کرتا اور یہ حکم اون سب چیزونمین۔
جاری ہے جسکو بندہ اللہ سے مانگتا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ
نے فرمایا کہ قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا تم کہو کہ اے میرے خدا تو میرا علم بڑہا۔ پھر رسول اللہ
نے تعمیل حکم کی اور ہمیشہ علم کو اللہ سے زیادہ طلب کرتے تھے۔ یہان تک کہ جب آنحضرتؐ
کو خواب مین دودہ آتا تو آپ ہمیشہ اوسکی تعبیر علم سے فرماتے اور آپ نے ایک خواب کی
یہی تعبیر دی۔ جب رسول اللہ نے خواب مین دیکھا کہ آپ کے پاس ایک پیالہ دودہ کا
آیا اور آپ نے اوسکو پی لیا اور جو کچھ کہ بچگیا تو اوسکو حضرت عمر بن الخطابؓ کو دیدیا لوگون نے

کہا کہ یا رسول اللہ اسکی آپ نے کیا تعبیر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ اوسکی تعبیر علم ہے۔ ایسے ہی جب آپ کے پاس شب معراج مین فرشتہ دو برتن لایا ایک مین دودھ تھا اور دوسرے مین شراب تھا پس آنحضرتؐ نے دودھ کو پیا تب فرشتہ نے آپ سے کہا کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا اور آپ کے سبب سے اللہ نے آپ کے امت کو بھی راہ راست پر کیا پس جب دودھ ظاہر ہوتا تو وہ علم ہی کی صورت ہوتی تھی کیونکہ دودھ کی مثال مین اوس نے اپنی شکل بدلی تھی جیسے کہ جبریل علیہ السلام مریم کے پاس مستقیم القامت آدمی کی صورت مین ظاہر ہوئے تھے اور جب رسول اللہ نے فرمایا کہ الناس نیام اذا ماتوا انتبھوا۔ سب لوگ سوئے ہین جب وہ مرینگے تو جاگینگے۔ تو اسمین آنحضرتؐ نے ہلوگون کو تنبیہ کر دیا کہ جو کچھ کہ انسان اس دنیاوی زندگی مین دیکھتا ہے تو وہ بمنزلہ خواب وخیال کے ہے جسکو سونے والا دیکھتا ہے پس اوسکی تعبیر ضرور ہے۔

انما الکون خیال	وھو حق فی الحقیقۃ
ہستی محض خیال ہے	اور وہ حقیقت مین حق ہے
کل من یفھم ھذا	حاز اسرار الطریقۃ
جو کوئی ان باتون کو سمجھ جاوے	وہ طریقت کے اسرار کا پا ہو جاوے

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دودھ آتا تو آپ فرماتے کہ اللھم بارک لنا فیہ وزدنا اے میرے اللہ اسمین تو مجھکو برکت دے اور مجھکو تو اوس سے اور دے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو علم کی صورت دیکھتے تھے۔ اور آپ کو علم کے زیادہ طلب کرنیکا حکم تھا اور جب آپ کے سامنے دودھ کے سوا سے کوئی دوسری چیز آتی تو آپ فرماتے کہ اللھم بارک لنا فیہ واطعمنا خیرا منہ اے میرے اللہ تو اسمین مجکو برکت دے اور اس سے بہتر تو مجکو کھلا۔ اور جب کسیکو اللہ تعالی کوئی عطیہ امر الہی کے سوال سے دیتا ہے تو اوسپر اوس چیز سے دار آخرت مین اللہ تعالی محاسبہ نکریگا۔ اور جب کسیکو کوئی عطیہ اللہ تعالی سوال سے دیتا ہے لیکن اوس سوال کا اللہ سے اوسکو حکم نہین ہے تو اسمین اللہ تعالی کو اختیار ہے اگر چاہے تو اوس سے محاسبہ کرے اور اگر چاہے تو اوس سے محاسبہ نکرے اور ہم اللہ سے امید کرتے ہین کہ وہ خاصکر علم کے بارہ مین بندہ سے محاسبہ نکریگا کیونکہ اللہ تعالی کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کے

زیادہ طلب کرنیکا لعینہ وہی حکم اونکی امت کے لیے ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ رسول اللہ مین تم لوگون کے لیے بہت ہی اچھی اقتدا ہی پس تملوگون کے لیے رسول اللہ مین اس سے اچھی کیا اقتدا ہوگی ؟ یہ اوسکے لیے ہی جو ان باتون کو اللہ سے سمجھتا ہے۔ اور اگر ہم تمکو سلیمان علیہ السلام کے پورے مرتبے کیطرف اشارہ کرین تو تم یہان ایک ایسے امر کو دیکھوگے جسکی اطلاع سے تم ڈروگے کیونکہ اس طریقہ کے اکثر علما سلیمان علیہ السلام کی قدر و منزلت سے ناواقف ہین اور جیسا کہ اون لوگون کا سلیمان علیہ السلام کے ساتھ زعم ہے تو دراصل یہ امر اس طرح نہین ہے۔

سترہوین حکمت وجودیہ کی فص کلمہ داؤدیہ مین ہے

جاننا چاہیے کہ جب نبوت اور رسالت محض رحمت الٰہی سے مختص ہین اور اسمین یعنی نبوت تشریع مین کسب اور اکتساب کو کچھ بھی دخل نہین ہے تو اللہ تعالی کے عطیات بھی انبیا علیہم السلام پر اسی قبیل سے ہوتے ہین اور وہ عطیات اونپر محض ہبہ اور بخشش ہوتے ہین اور وہ کسی عمل کی جزا نہین ہین اور نہ اونسے اون عطیات پر جزا طلب کیا جاتا ہے پس اللہ تعالی کا اونکو کل چیزون کا دینا محض فضل وعنایت اور انعام کے طور پر ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا کہ ووھبنا لہ اسحق ویعقوب ہمین نے ابراہیمؑ کو اسحقؑ اور یعقوبؑ کو ہبہ کیا اور حضرت ایوبؑ کی شان مین اللہ نے فرمایا ووھبنا لہ اھلہ ومثلھم معھم ہمنے ایوبؑ کو اونکے اہل کو ہبہ کیا اور مثل کو اونکے ساتھ۔ اور موسیٰؑ علیہ السلام کے حق مین فرمایا ووھبنا لہ من رحمتنا اخاہ ھرون نبیا اور ہمین نے موسیٰؑ کو اپنی رحمت خاص سے اونکے بھائی ہارون کو نبوت بخشا۔ یعنی ہبہ کیا اور اوسکے مثل اور ہین۔ پس جسکو کہ اونکی پہلی ولایت تھی اوسیکو اونکے بعد کو ولایت ہوئی۔ اور یہ ولایت اونکی اوسکو اونکے عام حالات اور اکثر واقعات مین تھی۔ اور اونکا متولی خدا کا اسم وہاب تھا اور داؤد علیہ السلام کے حق مین فرمایا کہ ولقد آتینا داؤد منا فضلا مین نے داؤدؑ کو اپنی طرف سے محض فضل وعنایت سے دیا اور اسکے ساتھ جزا کو مقترن نکیا جسکا حقتعالے اون سے طالب ہو اور نہ یہ ذکر فرمایا کہ اللہ نے جو کچھ کہ اونکو دیا جسکو ابھی ذکر فرمایا تو وہ جزا کے طور پر تھا۔ اور جب حق تعالی نے اوسپر عمل سے شکر کا مطالبہ کیا تو آل داؤدؑ سے

اوسکا مطالبہ کیا اور حضرت داؤد کا اوسمین ذکر نکیا اور نہ کچھ اون سے تعرض کیا اور نہ داؤد کے
حق مین محض فضل و انعام تھے۔ اور اونکے آل کے حق مین محض فضل و انعام نہ تھے کیونکہ
اون سے اوسپر معاوضہ کا طلب ہوا اور اللہ نے فرمایا کہ اِعمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُکرًا وَقَلِیلٌ مِّن
عِبَادِیَ الشَّکُور یعنی اے اولاد داؤد تم انعامات کے شکر کے لیے عمل خیر کرو اور میرے
شکر کرنے والے بندے تھوڑے ہین۔ اور اگر انبیا علیہم السلام نے انعامات اور ہبات
الٰہی پر شکر کیا تو اوس شکر کا اللہ نے اون سے مطالبہ نکیا تھا بلکہ وہ اونکی طرف سے محض
تبرعًا تھا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماتقدم وماتاخر کے زلات اور لغزشون کے بخشے
جانے کے شکر مین اسقدر نماز مین کھڑے ہوے کہ آپ کے قدم مبارک ورم کرگئے اور سوجگئے
اور جب آپ سے اس بارہ مین کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا مین شکر گذار بندہ بنون اور حضرت
نوح علیہ السلام کی شان مین اللہ نے فرمایا انہ کان عبدا شکورا یعنی نوح شکر گذار بندہ تھا اور اللہ کے
شکر گذار بندے تھوڑے ہین۔ پس اللہ نے پہلی نعمت جو داؤد علیہ السلام کو دی ہے وہ یہ ہے کہ
اللہ نے اونکو ایسا نام عنایت فرمایا جسمین کوئی حرف متصل اور ملے ہوے نہین ہین اور اللہ
نے اس اسم سے اونکو عالم سے بالکل علحدہ کیا اور مجرد اسم سے اللہ نے ہملوگون کو اونکے
مرتبہ سے خبر دیا اور وہ حروف غیر متصلہ دال اور الف اور واؤ ہین۔ اور محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کا نام حروف اتصال اور انفصال دونون سے رکھا گیا۔ اسی واسطے اللہ نے اونکو
اپنی ذات حق سے متصل کیا اور عالم سے اونکو منفصل اور جدا کیا پس رسول اللہ کو اللہ
نے دونون حالتون کا باعتبار اسم پاک کے جامع بنایا جیسا کہ داؤد علیہ السلام کو باعتبار
معنے کے دونون حالتون کا جامع بنایا اور وہ جمعیت حضرت داؤد کے نام مین ندیا پس
یہ فضل جامعیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے ساتھ اللہ نے حضرت
داؤد علیہ السلام پر مختص کیا یعنی فقط رسول کے نام پاک سے آپ کی اس جامعیت پر
اللہ نے ہملوگون کو متنبہ کردیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ امر جمیع جہات سے حاصل
ہوا اور ایسا ہی آپ کے نام پاک احمد مین جامعیت ہے پس یہ بھی اللہ کی بڑی حکمت
ہی پھر حضرت داؤد کے عطیات سے جو محض فضل وعنایت کے طور پر تھے ترجیع جبال
کو ذکر کیا جو اونکے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ اور یہ جبال اور پہاڑ حضرت داؤد علیہ السلام ہی کی
تسبیح کو پڑھتے تھے تاکہ اونکا عمل حضرت داؤد کو حاصل ہو۔ اور اسی طرح پرندے

تسبیح کرتے تھے ۔ اور اللہ نے آپ کو قوت بخشی اور قوت سے آپ کی اللہ نے تعریف کی اور آپ کو حکمت اور فصل خطاب اللہ نے بخشا ۔ پھر بڑا احسان اور قربت کا مرتبہ جس سے حضرت داؤد مختص تھے یہ تھا کہ اللہ نے آپ کے خلیفہ ہونے پر قرآن مین نص اور تصریح فرمایا اور یہ بات اونکے ابنائے جنس کے نبیون سے کسی کے ساتھ اللہ نے نہین کیا ۔ اگرچہ اونمین بھی خلفا اور اللہ کے جانشین لوگ تھے اور اللہ نے فرمایا کہ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوی ۔ اے داؤد ہم مین نے زمین مین تجھکو اپنا خلیفہ بنایا پس تو لوگون مین حق کے ساتھ حکومت کرا اور رہو اور نفسانی خواہشون کی پیروی نکر یعنے تو اپنے حکومت مین خطرات نفسانی کی پیروی نکر جو تغیر میرے وحی کے تجھپر وارد ہوتے ہین فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللهِ پھر وہ تمکو اوس راستہ سے بھٹکا دیگا جس راستہ سے مین اپنے رسولون کے پاس وحی بھیجتا ہون پھر اللہ تعالی نے اونکے مرتبہ کا پاس و لحاظ کرکے فرمایا کہ ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب وہ لوگ جو اللہ کے راستہ سے بھٹکتے ہین اونپر روز حساب کو بھول جانے کے سبب سے نہایت ہی سخت عذاب ہی اور حضرت داؤد سے مخاطب ہوکر نفرمایا کہ فان ضللت عن سبیلی فلک عذاب شدید اگر تم میرے راستہ سے بھٹک جاؤگے تو تمپر نہایت سخت عذاب ہوگا اور اگر تم کہو کہ اللہ نے حضرت آدمؑ کے خلیفہ ہونے پر بھی تو نص اور تصریح کیا ہے تو مین کہتا ہون کہ اونکے خلافت کی نص ایسی نہین ہے جیسے حضرت داؤد کی خلافت پر نص ہے ۔ کیونکہ آدمؑ کے بارہ مین اللہ نے فرشتون سے فرمایا کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ مین زمین مین اپنا خلیفہ بنانیوالا ہون اور نہین فرمایا کہ انی جاعل آدم فی الارض خلیفۃ مین زمین مین آدمؑ کو خلیفہ بنانیوالا ہون ۔ اور اگر اللہ اس طرح فرماتا بھی تو انا جعلناک خلیفۃ فی الارض کے برابر نہین ہوتا جو داؤد کے حق مین ہے ۔ اسکے معنی یہ ہین کہ مین نے زمین مین تمکو خلیفہ بنایا کیونکہ داؤدؑ کی شان مین یہ خلافت صیغۂ ماضی سے محقق اور ثابت ہی اور جو آدمؑ کی شان مین ہی وہ اس طرح نہین ہے کیونکہ اوسمین جاعل اسم فاعل کا صیغہ ہی جو زمانہ ماضی اور استقبال دونون کو شامل ہی لیکن دونون زمانے مشتبہ ہین ۔ اور جو عبارت کہ آدمؑ کے خلیفہ ہونے پر دلالت کرتی ہے وہ اوسی قصہ مین اوسکے بعد ہی اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت

آدمؑ ہی عین وہ خلیفہ ہین جبکا اللہ نے نص اور تصریح فرمایا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اپنے بندون سے خبر دیوے تو تم اپنے قلب کو اخبارات الٰہی کی طرف متوجہ کرو جسمین وہ اونکی خبر دیتا ہے۔ اور ایسے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کے حق مین فرمایا کہ انی جاعلک للناس اماما۔ مین تم لوگون کا امام بنانیوالا ہون اور خلیفہ بنانے والا نفرمایا۔ اگرچہ ہم جانتے ہین کہ امامت سے یہان خلافت ہی مراد ہے لیکن یہ اوسکے برابر نہین ہوسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اوسکو اوسکے خاص اسم سے ذکر نفرمایا اور وہ خاص اسم خلافت ہے پھر داؤد علیہ السلام مین خلافت کی زیادہ خصوصیت یہ ہے کہ اونکو حکومت مین خلیفہ بنایا۔ اور حکومت اللہ ہی سے ہوتی ہے اسی واسطے اون کے بارہ مین فرمایا کہ فاحکم بین الناس بالحق حق کے ساتھ تم لوگون مین حکومت کرو۔ اور آدم علیہ السلام کی خلافت کبھی اس مرتبہ کی نہین ہے اور اون کی خلافت یہ ہے کہ یا وس شخص کے جانشین ہین جو زمین پر اسکے پہلے تھا۔ اور یہ نہین ہے کہ وہ اللہ کے نائب ہین۔ اور خلق اللہ مین حکم الٰہی سے حکومت کرتے ہین اور اگر یہ امر اس طرح ہوتا تو ضرور واقع ہوتا۔ اور میرا کلام صرف حضرت داؤد کی خلافت کی تصریح اور اوسکی تنصیص پر ہے اور اللہ تعالیٰ کی زمین مین بہت سے خلیفہ ہین اور وہ رسل علیہم السلام ہین اور آج کے روز جو خلافت ہے تو وہ رسل علیہم السلام سے ہے اللہ سے نہین ہے کیونکہ یہ لوگ اونھین حکمون سے حکومت کرتے ہین جنکو رسل علیہم السلام نے اونکے لیے مشروع اور جائز کیا ہے اور یہ لوگ اون احکام سے نکل نہین سکتے ہین۔ مگر یہان ایک دقیقہ اور باریک رمز ہی اوسکو ہمارے ہی ایسے لوگ سمجھ سکتے ہین۔ اور وہ رمز اون احکام کے ماخذ مین ہی جس سے وہ لوگ حکومت کرتے ہین اور رسل علیہم السلام نے اوسکو اونکے لیے مشروع کیا ہی کیونکہ جو لوگ کہ رسل علیہم السلام کے خلیفہ ہین وہ لوگ اوس حکم کو رسولؐ سے بذریعہ نقل کے یا بذریعہ اجتہاد کے لیتے ہین جسکا اصل بھی رسولؐ اللہ ہی سے منقول ہے اور ہم لوگون مین بعض لوگ ایسے ہین جو اوس حکم کو خود اللہ سے لیتے ہین پس وہ عین اوسی حکم مین اللہ کے خلیفہ ہین۔ پس اوسکا مادہ بھی اوسی جہت سے ہوتا ہے جس جہت سے کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مادہ تھا۔ پس وہ ظاہر مین رسولؐ اللہ کا اس سبب سے تابع کہلاتا ہی کہ وہ اوس حکم مین آنحضرتؐ کی مخالفت نہین کرتا ہے۔ جیسا کہ عیسٰی علیہ السلام ہین

کیونکہ جب وہ اوترینگے تو رسول اللہ کے احکام سے وہ بھی حکم فرمائینگے اور جیسے کہ محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت مین مذکور ہین کہ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ
اقْتَدِهْ - وہ لوگ اللہ کے ہدایت یافتہ ہین پس تو بھی اونھین ہدایت کی اقتدا کر اور یہ ولی جو اس عین
حکم کو اللہ سے لیتا ہی اوس حکم مین جسکے لینے کا طریقہ یہ جانتا ہی رحمت الٰہی سے مختص ہی اور رسول کا اسمین
وہ موافق ہی اور یہ ولی اس حکم کے مقرر اور ثابت رکھنے مین بمنزلہ اوس حکم کے ہی جسکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے متقدمین رسل علیہم السلام کی شریعت سے مقرر اور ثابت رکھا ہے پھر ہم لوگ اوس
حکم مقررہ کے رسول اللہ کے ثابت رکھنے کے سبب سے پیرو اور تابع ہین اور اس جہت سے
اوسکے پیرو اور تابع نہین کہ وہ رسول اللہ کے پیشتر اور دوسرے نبیون کی شریعت تھی - پھر
اسی طرح سے خلیفہ نے بے واسطہ اللہ سے عین اوس چیز کو لیا جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اللہ سے بے واسطہ لیا ہی پھر ہم اوسکو زبان کشف سے خلیفۃ اللہ بولتے ہین - کیونکہ
اوسنے بھی اوسکو ماخذ رسول سے لیا ہے - اور زبان شریعت ظاہر سے اوسکو رسول اللہ کا
خلیفہ کہتے ہین - کیونکہ اوسمین وہ رسول اللہ کا مخالف نہین ہے - اسیواسطے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اپنی خلافت کے بارہ مین کسی کی تصریح اور تخصیص نہ فرمائی اور نہ اپنے بعد
کسی خلیفہ کو معین فرمایا اور اسی حالت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر تنقیح اور تعیین
اس امر کے رحلت فرمایا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ آپ کے اُمت مین ایسے لوگ ہونگے
جو خلافت کو خود اللہ سے لینگے - اور ہماری شریعت کے حکم کی موافقت کرکے
وہ اللہ کے خلیفہ ہونگے اور جب رسول اللہ نے اسکو جان لیا تھا تو اسی واسطے
تعیین کے نکرنے سے آپ نے کسیکو اس امر خلافت سے نہین روکا - پس خلق خدا مین
اللہ کے بہتیرے ایسے خلیفہ ہین کہ وہ خود معدن رسول اللہ اور دوسرے مرسلین علیہم السلام
کے معدن سے اون چیزون کو لیتے ہین جنکو رُسل علیہم السلام اوس معدن سے
لیتے تھے - اور یہ لوگ یہان رسول مقدم کی فضیلت کو پہچانتے ہین کیونکہ رسول متقدم
کو اس علم کی زیادتی ممکن تھی اور وہ اوسکا قابل تھا بخلاف اس خلیفہ کے کیونکہ یہ اوس
زیادت کا مستحق اور قابل نہین ہے جسکے مستحق اور قابل کہ رسول علیہم السلام تھے
پس اسکو مشروعات سے وہی علم و حکمت دیجاتی ہین جو خاص رسول علیہم السلام کے لیے
مشروع ہوئی ہین - پس یہ ولی خلیفہ ظاہر مین آپ کا تابع ہے اور آپکا مخالف نہین ہے

اور رسل علیہم السلام خلافت مین اسکے خلاف ہین۔
کیا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہین دیکھتے کہ جب یہود نے خیال کیا کہ یہ موسیٰ کے شریعت پر کوئی چیز نہ بڑہائینگے جیسا کہ مین نے رسول اللہ کے ساتھ آجکل کی خلافت مین بیان کیا تو اون لوگون نے حضرت عیسیٰ پر ایمان لانے اور آپ کے نبی ہونے کا اقرار کیا۔ اور جب حضرت مسیح نے کوئی حکم بڑہایا کسی حکم کو اپنے رسول ہونے کے سبب سے منسوخ کیا جسکو حضرت موسیٰ نے مقرر کیا تھا تو اونکو اسکی برداشت نہو سکی کیونکہ اس بارہ مین حضرت عیسیٰ نے اونکے عقیدون کے خلاف کام کیا اور یہود رسالت کے اصلی شان سے ناواقف تھے تب ان لوگون نے حضرت عیسیٰ کو قتل کرنا چاہا اور پھر انکا وہ قصہ ہوا جسکو اللہ نے اپنی معزز کتاب مین ہم لوگون کو حضرت عیسیٰ اور یہود دونون کی حالون سے خبر دیا ہے اور جب عیسیٰ علیہ السلام رسول تھے تو اسی واسطے وہ زیادت کے قابل ہوے خواہ وہ زیادت کسی حکم مقررہ کے کم دینے سے ہو یا کسی نئے حکم کے بڑہا دینے سے ہو۔ کیونکہ کم کرنا بھی بلا شک حکم کا بڑہانا ہے اور جو خلافت کہ آج ہے اوسکو یہ منصب نہین ہے۔ اور شریعت مقررہ پر اجتہاد سے کمی اور زیادتی واقع ہوتی ہے مگر اوس شریعت منصوصہ پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ فرمائی گئی ہے کسی قسم کی تغیر ممکن نہین ہے۔ اور کبھی اس خلیفہ محمدی سے کوئی حکم حدیث کے خلاف واقع ہوتا ہے تب لوگون کا خیال ہوتا ہے کہ یہ اجتہادی خطا ہے حالانکہ اس طرح نہین ہے بلکہ اس امام کے نزدیک وہ حدیث کشف کے طریقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوتی ہے اور اگر ثابت ہوتی تو وہ اوس کے موافق حکم کرتا۔ اگرچہ اسمین طریقہ یہ ہے کہ اوس حدیث کے عدول حکمی سے عدل کرے اور بین بین رہے لیکن معنی پر وہم اور نقل کسی طریقہ سے وہ معصوم نہین ہو سکتا ہے پس ایسے اختلافات آجکل کے خلیفہ سے بھی واقع ہوتے ہین اور ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام سے بھی واقع ہوگا جب وہ نزول فرمائینگے اور بہت سے اجتہاد کے مشروع اور مقررہ احکام کو حضرت عیسیٰ اوٹھا دینگے پھر اوسکے اوٹھ جانے سے حق مشروع کی اصلی صورت ظاہر ہو جاویگی جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور خاصکر ایک ہی واقعہ مین جب اماموں کے احکام ایکدوسرے کے متعارض ہوتے ہین تو یقینا معلوم ہوتا ہے کہ اگر وحی آتی تو ایک ہی حکم ہوتا اور وہی الٰہی حکم کہلاتا۔ اور اوس حکم و اللہ کے سوا

جو اور احکام ہین تو اوسکو بھی حق تعالی ہی نے مقرر کیا ہے تاکہ اس اُمت سے تکلیف اور حرج اوٹھ جاوے اور اوسکو احکام مین وسعت اور کشادگی ظاہر ہو اسواسطے اوسکو شرع تقریر بولتے ہین یعنے رفع حرج کے لیے وہ ثابت رکی گئی ہے اور رسول اللہ کی یہ حدیث ظاہری خلافت مین ہے جسمین تیر و تبر و تلوار ہوتے ہین۔ وہ حدیث یہ ہے اِذَا بُوْیِعَ الْخَلِیْفَتَیْنِ فَاقْتُلُوْا الْاٰخِرَ مِنْهُمَا جب دو خلیفون سے ایک کی بیعت ہو گئی تو دوسرے کو مار ڈالو۔ اور اگر وہ دونون متفق بھی ہوجاوین تو بھی ایک کا قتل ضرور رہی بخلاف خلافت معنوی کے کیونکہ اسمین کسی کا قتل صحیح نہین ہی۔ اور قتل کا حکم فقط خلافت ظاہری مین آیا ہے اگرچہ اس خلیفہ کو یہ منصب حاصل نہین ہے کہ اللہ سے احکام کو بے واسطہ رسول کے لیلیوے اور وہ اللہ کا خلیفہ نہین ہی مگر جب عدل کرے تو یہ رسول اللہ کا خلیفہ ہوسکتا ہی پس یہ حکم اصل کے اعتبار سے ہے کیونکہ جب اللہ تعالی واحد ہی تو اوسکا مظہر بھی واحد ہونا چاہیے اور اس دوسرے خلیفہ سے وجود اثنین کا خیال ہوتا تھا اسواسطے اوسکے مارنے کا حکم دیا گیا اللہ تعالی فرماتا ہے کہ لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔ اگر اس آسمان و زمین مین اللہ کے سوا چند معبود ہوتے تو دونون مین فساد واقع ہوتا یہی آیت اوس حدیث کا ماخذ ہے ۔ اور اگر وہ دو معبود آپس مین اتفاق کرلین تو بتقدیر فرض اگر وہ دونون اختلاف کرین تو ایک ہی کا حکم نافذ ہوگا پھر جسکا حکم کہ نافذ ہوا وہی اصل مین خدا ہے اور جسکا حکم کہ نہین نافذ ہوا تو وہ خدا نہین ہی اور اسی مقام سے ہم جانتے ہین کہ جو حکم کہ عالم مین نافذ ہوتا ہے تو وہ اللہ ہی کا حکم ہے اگرچہ وہ حکم اصول مقررہ ظاہری کے خلاف ہو جسکو شریعت کہتے ہین۔ کیونکہ نفس الامر مین اللہ ہی کا حکم نافذ ہوتا ہے اس لیے کہ جو بات عالم مین واقع ہوتی ہی تو وہ مشیت الٰہیہ کے حکم پر ہوتی ہے اور شریعت مقررہ کے حکم پر نہین ہوتی ہے۔ اور اگرچہ شریعت بھی اللہ ہی کی مشیت سے مقرر ہوئی ہے لیکن فقط اس شریعت کا نفوذ اور تعیین ہوا ہے اور مشیت کو صرف اس کے وضع کرنے مین دخل ہے اور اوسکے قانون کے موافق عمل کرانے مین دخل نہین ہے کیونکہ اوسپر عمل کرنے کے لیے پھر دوسری مشیت کی حاجت ہے ۔ پس مشیت کی بہت بڑی سلطنت ہی اور اسی سبب سے ابوطالب نے اوسکو ذات کا عرش[لہ] بنایا کیونکہ مشیت بذاتہ حکم کی نفوذ کو مقتضی ہے اور کوئی شئے وجود مین مشیت سے باہر نہین

لہ یعنی جب اللہ اوس پر جلوس فرماویگا تو ضرور ہی حکم نافذ ہوگا ۱۲

واقع ہوتی ہے اور نہ کوئی چیز وجود سے بغیر مشیت کے جاتی ہے اور یہان جو امر الٰہی کہ خلاف قانون شریعت کے واقع ہوتی ہے تو اوسکا معصیت نام ہوتا ہے اور یہ امر بالواسطہ ہوتا ہے جسکا امر تکلیفی نام ہے اور یہ امر تکوینی نہین ہوتا ہے پس باعتبار امر مشیت کے کبھی کوئی شخص کسی فعل مین اللہ کی مخالفت نہین کرتا ہے اور جو مخالفت کہ واقع ہوتی ہے تو وہ امر واسطہ کے جہت سے ہوتی ہے۔ غور کرو۔ اور اصل مین مشیت کا امر عین فعل کے ایجاد پر متوجہ ہوتا ہے اور اوس شخص سے مشیت متعلق نہین ہوتی ہے جس کے ہاتھ پر وہ فعل ظاہر ہوتا ہے تاکہ اوس سے اوس فعل کا نہ ہونا محال سمجھا جاوے۔ لیکن اس محل خاص مین اوس فعل کا پایا جانا شرط ہے اور مشیت اصل مین مشروط سے متعلق ہی شرط سے متعلق نہین ہے۔ پھر کبھی یہی امر مشیت۔ اللہ کے امر تکلیفی کے مخالف ہوتا ہی اور کبھی اوسکے موافق ہوتا ہے اور اوسکا طاعت نام ہوتا ہے اور حمد وذم کی زبان جیسا وہ فعل ہو اوسکا مدح وذم کرتی ہی اور تعلق مشیت کے وہ تابع ہوتی ہے اور جب کل امور اس طرح ہوسے جیسا مین اوسکو ثابت کرچکا ہون تو اس سبب سے مخلوق کا انجام اونکے مختلف قسم ہونے پر بھی سعادت ہی کی طرف ہوا اور شارع نے اسی مقام کو اس سے تعبیر فرمایا ہے کہ اللہ کی رحمت ہر شئے پر وسیع ہے اور رحمت الٰہی اوسکے غضب سے سابق ہے پس سابق کو تقدم ہے اور جب اوسکو وہ امر لاحق ہوگا جسکو متاخر نے حکم دیا ہے تو پھر متقدم کا اوسپر حکم ہوگا اور رحمت اوسکو پہونچیگی کیونکہ غضب جو رحمت کا غیر ہے وہ سابق نہ تھا اور اس حدیث سَبَقَتْ رحمتہ علی غضبہ کے یہی معنی ہین یعنی اوسکی رحمت کو اوسکے غضب پر سبقت ہے پھر یہ رحمت ہر شخص پر حکم کریگی جو اوسکے پاس پہونچین گے۔ کیونکہ یہ رحمت غایت اور اخیر مین ٹھہرتی ہے اور ہر شخص غایت تک سیر کرتا ہے پھر جب وہ غایت پر پہونچے گا تو وہان رحمت سے وہ ضرور ملیگا اور غضب سے ضرور نجات پائیگا۔ پھر وہ ہر شخص مین جو اوسکے پاس پہونچینگے اونکے حال کے موافق حکم کریگی۔

فمن كان ذا فهم يشاهد ما قلناه	پس جو کوئی کہ سمجھ والا ہو تو وہ میری باتونکا مشاہدہ کرلیوے
وان لم يكن فهم فياخذه عنا	اور جسکو سمجھ نہوے تو وہ مجھسے اوسکو لیوے۔
وما ثم الا ما ذكرناه فاعتمد	اور یہان سوا اسکے دوسری چیز نہین ہی جسکو مین ذکر کرچکا ہون

علیہ وکن بالحال فیہ کما کنّا	تم اسپر اعتماد کرو اور تم بھی اسمین صاحب حال ہو جیسا کہ مین صاحب حال ہون ۔
فمنہ الینا ما نتلونا علیکم	اور یہ جسکو مین نے تمکو پڑھ سنایا حق تعالیٰ سے مجھپر وارد ہوا ہے ۔
ومنا الیکم ما وھبنا کم منّا	اور جو تمپر مجھ سے وارد ہوا ہی وہ مجھ سے تمپر ہبہ اور ہدیہ ہی ۔

اب باقی رہا لوہے کو نرم کرنا تو سخت دلون کو وعید اور جھڑکی ایسا نرم کرتی ہین جیسا آگ لوہے کو نرم کرتی ہے لیکن اون دلون کو نرم کرنا بہت مشکل ہی جو پتھر سے زیادہ سخت ہین کیونکہ پتھر کو آگ ٹکڑہ ٹکڑہ کردیتی ہی اور چونا بنا دیتی ہے لیکن اوسکو نرم نہین کرتی ہے اور حق تعالیٰ نے حضرت داؤد کے لیے لوہے کو اسواسطے نرم کیا تھا تاکہ اوس سے وہ خود اور زرہ وغیرہ بنا دین جو دشمن کے حربہ سے بچاتے ہین اور اسمین اللہ تعالیٰ کیطرف سے یہ تنبیہ تھی کہ ہر چیز اپنے ہی نفس سے اور اپنے ہی آڑ مین بچتی ہے ۔ کیونکہ زرہ کے ذریعہ سے آدمی نیزہ اور تلوار اور چھری اور پیکان وغیرہ لوہے کے ہتھیارون سے بچتا ہے پس تم لوہے سے لوہے ہی کے ذریعہ سے بچے اور اسی کو شریعت محمدی نے اس حدیث مین بیان کیا ہے ربّ انّی اعوذُ بِکَ منکَ اے میرے پروردگار مین تیرے ساتھ تجھ ہی سے پناہ مانگتا ہون ۔ اور لوہے کے نرم کرنے کی یہی حدیث جان ہی کیونکہ حق تعالیٰ منتقم اور رحیم دونون ہی ۔ توفیق دینے والا اللہ ہے ۔

اس کو بخاری نے اس حدیث [illegible] ۱۲ منہ

اٹھارہوین حکمت نفسیہ کے فص کلمہ یونسیہ مین ہی

جاننا چاہیے کہ خلقت انسانی تین چیزون سے کامل ومکمل مرکب ہی اور وہ تین چیزین روح اور جسم اور نفس ہین اور اللہ نے اوسکے معنوی صورت کو اپنی صورت پر بنایا ہے پس کوئی شخص اوسکے نظام اور جمعیت کو کھول نہین سکتا ہے مگر وہی ذات پاک جس نے اوسکو پیدا کیا ہے اور وہ یا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے بے واسطہ ہوگا یا اوسکے حکم سے فرشتہ کے ذریعہ سے ہوگا ۔ اور جو کوئی اس نظام الٰہی کو بغیر کسی امر شرعی کے درہم و برہم کرنا چاہے تو اوس نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور اس مین اللہ کی حد سے تجاوز کرگیا اور جس چیز کے آباد کرنے کا اللہ نے اوسکو حکم کیا ہے تو یہ اوس کے خراب

کرنے مین کوشش کرتا ہے اور بارادہ گنہگار بنتا ہے۔

اور جاننا چاہیئے کہ اللہ کے بندون پر شفقت کرنا غیرت فی اللہ سے زیادہ رعایت کے قابل ہے نقل ہے کہ جب حضرت داؤد نے بیت المقدس کو بنانا چاہا (یعنے غیرت فی اللہ مین قتل سے) تو چند بار اوسکو بنایا اور جب اوس سے وہ فارغ ہوتے تو وہ گرجاتا حضرت داؤد نے اللہ تعالیٰ سے اسکی شکایت کی تب اللہ تعالیٰ نے اونکے پاس وحی بھیجی کہ میرا یہ گھر خون بہانے والون کے ہاتھ سے نہین قائم رہ سکتا ہے۔ حضرت داؤد بولے کہ اے پروردگار کیا یہ خونریزی تیری راہ مین نہ تھی؟ اللہ نے فرمایا کہ ہان میری ہی راہ مین تھی لیکن کیا وہ میرے بندے نہ تھے؟ حضرت داؤد بولے کہ اے پروردگار اب تو اس گھر کو اوس شخص سے بنوا جو میری ہی نسل سے ہو۔ اللہ نے اونکے پاس وحی بھیجی کہ تمھارا بیٹا سلیمان اسکو بنائیگا۔ اس حکایت سے غرض یہ ہے کہ خلقت انسانی کی رعایت کرنا بہت ضرور ہے اور اوسکا قائم کرنا اوسکے گرانے سے بہتر ہے۔ کیا تم نہین دیکھتے کہ اللہ نے دین کے مخالفون پر جزیہ اور صلح فرض کیا۔ تاکہ وہ لوگ باقی رہین۔ اور فرمایا کہ وان جنحوا للسلم فاجنح لہا وتوکل علی اللہ اگر وہ لوگ صلح کی رغبت کرین تو تم بھی صلح کی رغبت کرو اور اللہ پر توکل کرو۔

کیا تم نہین دیکھتے کہ قصاص کے بارہ مین مالک خون کو دیت لینا اور معاف کرنا کسطرح شروع اور جائز ہوا اور جب مالک خون ان دونون سے انکار کرے تو اوسوقت مین قاتل کو قتل کرنا صحیح ہے۔ اور اگر خون کے مالک بہت لوگ ہین اور انمین سے ایک شخص دیت یا معاف کرنے پر راضی ہے اور باقی لوگ قتل پر آمادہ ہین تو معاف کرنے والے کے راے کی رعایت ہوگی اور اوسکی راے کو قتل کی راے والون پر ترجیح دینگے۔ اور قاتل قصاصاً مارا جائیگا۔ کیا تم رسول اللہ کو نہین دیکھتے کہ آپنے نسعہ یعنے تلوار والے کے بارہ مین کیا فرمایا کہ اگر یہ اوسکو قتل کریگا تو یہ بھی اوسی کا ایسا ہوگا۔ کیا تم خدا کے کلام کو نہین دیکھتے فرماتا ہے کہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا برائی کا بدلہ بھی اوسیکے ایسا برا ہے قصاص کو اللہ نے اوسیکا ایسا برا ٹھہرادیا اور قصاص کا فعل مشروع ہونے کے ساتھ بھی برا ہے اور فرمایا کہ فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ اور جو کوئی کہ معاف کرے اور دیت پر صلح کرے تو معاف کرنے والے کا

اجر اللہ پر ہے کیونکہ وہ اللہ تعالی کی صورت پر ہے پھر جو کوئی کہ اوس سے نفاکرے
اور اوسکو نہ مارے تو اوسکا اجر دینی پر ہے جسکی صورت پردہ ہے کیونکہ حق تعالے
کو بندہ کا زیادہ حق ہے اسلیے بندہ کو اپنے لیے پیدا کیا ہے اور حق تعالی کا اسم ظاہر اسکے
وجود سے ظاہر ہوا پھر جو شخص کہ اوسکی رعایت کرتا ہے تو وہ حق تعالی کی رعایت کرتا ہے
اور انسان اپنے عین کے سبب سے مذموم نہین ہے بلکہ وہ اپنے فعل کے سبب سے
مذموم ہے اور اوسکا فعل اوسکا عین نہین ہے اور ہمارا کلام اوسکے عین مین ہے
اور اللہ کے سوا کسی دوسرے کا فعل ہی نہین ہے اور اسکے ساتھ ہی مذموم فعل
ہمیشہ مذموم ہے اور محمود فعل ہمیشہ محمود ہے اور کسی غرض کی جہت سے مذمت کرنا
اللہ کے نزدیک بالکل ہی مذموم ہے پس اصل مین وہی چیز مذموم ہے جسکی شارع نے
مذمت کی ہے اور شارع کی مذمت کسی حکمت کے سبب سے ہوتی ہے جسکو اللہ جانتا
ہے یا وہ جانتا ہے جسکو اللہ نے اوسکا علم دیا ہے جیسے کہ قصاص مصلحت سے مشروع
ہوا ہے کہ یہ نوع انسانی باقی رہے اور کوئی شخص اسبارہ مین اللہ کی حد سے تجاوز
نکرے اور اللہ نے فرمایا کہ ولکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب اے مغز سخن
کو پہونچنے والے تمہارے لیے قصاص مین زندگی ہے۔ اور یہ اولوا الالباب وہی لوگ
ہین جو ناموس الٓہیہ اور حکمت ربانیہ کے اسرار پر واقف ہین اور جب تمنے جان لیا کہ
حق تعالی نے اس خلقت اور اسکے قائم کرنے کی رعایت کی ہے تو تمکو اوس کی
رعایت بہت ضرور ہے کیونکہ تمھاری سعادت اوسی مین ہے کیونکہ جب تک انسان
زندہ ہے تو اوسکو اوس صفت کمال کے حاصل کرنے کی امید ہے جسکو اللہ نے
اوسکے لیے پیدا کیا ہے اور جو شخص کہ اوسکے گرانے اور برباد کرنے مین کوشش کرتا ہو
تو وہ اپنے اوس صفت کمال کے روکنے مین کوشش کرتا ہے جو اوسکے لیے مخلوق ہی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب فرمایا ہے کہ الا انبئکم بما ھو خیر
لکم و افضل من ان تلقوا عدوکم تضربوا رقابھم و یضربوا رقابکم ذکر اللہ
کیا تمکو مین ایسی چیز نہ بتلاؤن کہ وہ تمکو اس سے بہتر اور خوشتر ہے کہ تم دشمنون سے
ملو اور تم اونکی گردن مارو اور وہ تمہاری گردن مارین۔ وہ اللہ تعالی کی یاد ہے
اور یہ اس لیے ہے کہ اس خلقت انسانی کی قدر وہی جانتا ہے جو اللہ تعالے کا

ذکر زبان اور جوارح اور روح اور کل قویٰ سے کرتا ہو اور اسیکو ذکر مطلوب کہتے ہین
کیونکہ اسوقت اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے کا ہمنشین ہوتا ہے اور اوسکا ہمنشین
ذکر کرنے والے کے مشاہدہ مین ہے اور جب ذکر کرنے والا حق تعالیٰ کو مشاہدہ نکرے
جو اوسکا ندیم اور ہمنشین ہے تو وہ ذاکر نہین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بندے کے
تمام عضو مین ساری ہے اور حق تعالیٰ اوسکا ہمنشین نہین ہے جو اللہ تعالیٰ کو صرف
زبان سے یاد کرتا ہو کیونکہ اسوقت مین وہ صرف زبان کا ہمنشین ہوتا ہے اور زبان
اسوقت اوسکو اوس جہت اور بصر سے دیکھتی ہے جس جہت اور بصر سے
انسان اوسکو نہین دیکھتا ہے تم غافلین کی یاد مین اس راز کو سمجھ جاو۔ پس غافل سے
جو جز کہ یاد مین ہے وہ بلاشک حاضر ہے اور مذکور اوسکا ہمنشین ہے اور وہ جز
اوس کا مشاہد ہے اور غافل کا جو جز کہ غفلت مین ہے پس وہ غفلت کی جہت
سے اوسکی یاد مین نہین ہے اور نہ حق تعالیٰ اوس جز غافل کا ہمنشین اور ندیم ہے
پس انسان حقائق مختلفہ کی جہت سے کثیر ہے اور وہ احدی العین نہین ہے اور
حق تعالیٰ احدی العین ہے اور اسماے الٰہی سے وہ کثیر ہے جیسے کہ انسان اجزا
سے کثیر ہے اور ایک جز کے یاد سے دوسرے اجزا کی یاد ضروری نہین ہے
پس حق تعالیٰ اوسکے جز ذاکر کا ہمنشین ہے اور دوسرے جز اوسکی یاد سے
غفلت کے صفت مین موصوف ہین پس ضروری ہے کہ انسان مین ایک ایسا
جز ہے جس سے وہ حق تعالیٰ کی یاد کرتا ہے اور حق تعالیٰ اوس جز کا ہمنشین ہے
اور باقی اجزا اوسی جز ذاکر کے عنایت مین محفوظ ہین اور حق تعالیٰ موت کے
مسمی سے اس خلقت انسانی کا ہدم نہین کرتا ہے کیونکہ موت بالکلیہ معدوم کرنے کو
نہین کہتے ہین بلکہ موت جدا کرنے کو کہتے ہین کہ روح کو بدن سے علیحدہ کر لیا پھر
حق تعالیٰ اوس روح انسانی کو اپنی طرف لے لیتا ہے اور اوسکی روح کو اپنی طرف
لینے کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ اوسکو کمال تک پہنچا دیتا ہے اور اللہ نے فرمایا
کہ وَ اِلَیۡہِ یُرۡجَعُ الۡاَمۡرُ کُلُّہٗ۔ اوسی کی طرف ہر چیز عود کرتی ہے۔ پھر جب حق تعالیٰ
اوسکو اپنی طرف لے لیتا ہے تو اوسکے لیے اس مرکب کے سوا دوسرا مرکب بناتا ہے
اور یہ دوسرا مرکب اعتدال کے پائے جانے سے اوس دار کے جنس سے ہوتا ہے

جسکی طرف اس نے اس عالم سے نقل کیا ہے اور وہ دار ملک دار البقار ہے - پھر وہ
کبھی نہین مریگا یعنے اوس اخروی بدن کے اجزا کبھی متفرق نہو نگے - اور دوزخ والون
کی نعیم اوسی دوزخ مین ہوگی کیونکہ صورت آتشی کو بعد تمام ہونے زمانہ عذاب کے سرد
ہواور اون لوگون کو بچانا ضرور ہے جو اوسمین مین اور اوسکا بردو سلام ہونا ہی اونکے
لیے نعیم ہے پس دوزخ والون کے حقوق نعیم کے پورا کرنے کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ
کے نعیم کے ایسی ہوگی جب وہ آگ مین پھینکے گئے تھے - کیونکہ حضرت خلیل اللہ کو
فقط صورت آتش کے دیکھنے سے عذاب ہوا اور اونکے علم مین آگ کے عادی فعل
سے اونپر عقاب ہوا کیونکہ اونکے ذہن مین یہ بات مقرر تھی کہ اس صورت آگ سے
جب کوئی حیوان وغیرہ قریب ہوتا ہے تو یہ اوسکو رنج اور الم اور ایذا دیتی ہے اور
اوسکو جلا دیتی ہے اور آپ کو یہ خبر نہ تھی کہ میرے حق مین اس آگ سے اللہ کی کیا
مراد ہے پھر اس رنج و الم پانے کے بعد آپ نے اوسکو اپنے حق مین اس صورت
آتشی لونی کے ساتھ بردا و سلام پایا اور وہ لوگون کی نظرون مین آگ ہی تھی -
پس ایک ہی شئے دیکھنے والون کی نظرون مین نوع بنوع دکھلائی دیتی ہے اور تجلی
الٰہی کی بھی یہی مثال ہے اب اگر چاہو تو کہو کہ اس صورت مین بھی حق تعالی نے تجلی
کی ہے یا اگر چاہو تو کہو کہ عالم جو حق تعالے مین ثابت ہے وہ بھی نظرون مین حق تعالی
کے تجلی کے مانند نوع بنوع دکھلائی دیتا ہے پس وہ دیکھنے والون کی نظرون مین
اوسکے مزاج کے موافق قسم بقسم محسوس ہوتا ہے یا خود دیکھنے والا رنگ برنگ
ہوتا ہے تاکہ اسمین اوسکی تجلی بھی رنگ برنگ کی ہو اور حقائق مین یہ سب صورتین
جاری ہین - اور جب کوئی میت یا مقتول مرتا یا قتل کیا جاتا اور وہ اللہ کی طرف رجوع
نہ ہوتا تو حق تعالی اوسکے لیے موت کا ارادہ نکرتا اور نہ وہ اوسکے لیے قتل کو مشروع کرتا
پس سب اوسکے ہاتھ مین ہے - اور حق تعالی کے حق مین کوئی شئے فائق نہین ہے
پھر اللہ نے قتل کو مشروع کیا اور موت کا حکم دیا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اوسکا بندہ
کبھی اوس سے فوت نہین ہوتا ہے - اور وہ اوسکی طرف رجوع ہوتا ہے چنانچہ
اس آیت سے ثابت ہے وَاِلَيۡهِ يُرۡجَعُ الۡاَمۡرُ كُلُّهٗ - ہر چیز اوسکی طرف پلٹتی ہے
یعنی اوسمین تصرف واقع ہوتا ہے اور حق تعالی ہی اوسکا متصرف ہے پس حقتعالی سے

کوئی ایسی چیز ظاہر نہین ہوئی جو اوسکا عین نہو بلکہ حق تعالی کی ہویت اوس شئے کا عین ہے اور آیت وَ الیہ یرجع الامر کلہ مین کشف حقیقی اسی معنی کو تبلاتا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ ہی کی طرف ہر چیز عود کرتی ہے۔

اونیسوین حکمت غیبیہ کے فص کلمہ ایوبیہ مین ہے

جاننا چاہیئے کہ سر حیاۃ پانی مین سریان کر گیا اسیواسطے وہ عناصر اور ارکان عالم کا اصل ہے اور اسیواسطے اللہ نے پانی سے ہر چیز کو زندہ بنایا۔ اور عالم مین جتنی چیزین ہین وہ سب زندہ ہین کیونکہ جتنی چیزین ہین وہ سب اللہ کی حمد کی تسبیح کرتی ہین لیکن تم اونکی تسبیح کو بغیر کشف الٰہی کے نہین سمجھ سکتے ہو اور جو زندہ ہوگا وہی تسبیح کریگا پس ہر چیز زندہ ہے۔ اور ہر چیز کی اصل پانی سے ہے کیا تم نہین دیکھتے کہ اللہ کا عرش پانی پر کیسے تھا کیونکہ وہ عرش پانی ہی سے بنا پھر وہ پانی کے اوپر ظاہر ہوا پس پانی ہی عرش کے نیچے سے حفاظت کرتا ہے جیسے کہ انسان کو اللہ نے بندہ پیدا کیا لیکن وہ اپنے خدا پر غرور ونخوت کر کے استعلا چاہا پس حق تعالی اس بندۂ جاہل کے وہمی استعلا کی نظر سے اوسکے تحت سے اوسکا محافظ ہے اور یہ تحتیت اس حدیث مین مذکور ہے لو دلیتم بحبل لہبط علی اللہ اگر تم رسی سے ڈول لٹکاؤ تو وہ اللہ پر گریگا۔ پس رسول اللہ نے اسمین اوسکی طرف تحت کی نسبت کا اشارہ کیا۔ جیسا کہ اللہ نے اپنی طرف فوق کی نسبت اس آیت مین بیان کی ہے یَخَافُونَ رَبَّھُمْ مِنْ فَوْقِھِمْ وھو القاھر فوق عبادہٖ وہ لوگ اپنے خدا سے اپنے اوپر سے ڈرتے ہین اور وہی اپنے بندون کے اوپر قہر کرنے والا ہے پس حق تعالی کے لیے فوق اور تحت دونون ہوے اور اسیواسطے شش جہات انسان ہی کی نسبت سے ظاہر ہوے کیونکہ وہ رحمٰن کی صورت پر ہے اور کھلانے والا بھی اللہ ہی ہے۔ چنانچہ ایک فریق کے بارہ مین فرماتا ہے کہ ولو انھم اقاموا التوراۃ والانجیل۔ اور اگر وہ لوگ توراۃ اور انجیل کو قائم رکھتے۔ پھر ان دونون سے بھی زیادہ تنکیر اور تعمیم فرمائی۔ اور کہا کہ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْھِمْ من ربھم اور اون حکمون کو قائم رکھتے جو اللہ سے اونپر اوترے تھے۔ پس ما انزل الیھم من ربھم مین کل احکام داخل ہوگئے خواہ وہ رسول کی زبان پر ہون یا خود اونپر بطور الہام کے

آئے ہوں لاکلوا من فوقہم تو وہ لوگ اپنے اوپر سے غذاء روحی کو کھاتے۔ پس فوق سے وہی کھلانے والا ہے جسکی طرف فوقیت منسوب ہے ہاں من تحت ارجلہم اور اپنے پیرون کے نیچے سے وہ غذاء روحی کھاتے۔ اور تحت سے بھی وہی کھلانے والا ہے جسکی طرف تحتیت اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے منسوب ہے ہاں اور اگر عرش پانی پر نہوتا تو اوسکے وجود کی حفاظت نہین ہوتی کیونکہ زندہ کا وجود حیات سے باقی رہتا ہے کیا تم زندہ کو نہین دیکھتے کہ جب وہ عرفی موت سے مرتا ہے تو اوسکے نظام بدن کے اجزا کھل جاتے ہین اور ڈھیلے ہوجاتے ہین اور اوس نظم خاص سے اوسکے قواے معدوم ہوجاتے ہین۔ اللہ تعالی نے حضرت ایوب کے بارہ مین فرمایا کہ ارکض برجلک ہذا مغتسل بارد وشراب تم زمین مین اپنا پیر مارو یہ ٹھنڈا نہانے اور پینے کا پانی ہے۔ کیونکہ آپ پر رنج اور الم کی حرارت بہت زائد تھی پھر اللہ نے آپ کو پانی کی خنکی سے تسکین بخشی۔ اور اسیواسطے علم طب کی بنا اسپر ہے کہ جب مزاج حد اعتدال سے بڑھگیا ہو تو وہ کم کیا جاتا ہے اور جب وہ حد اعتدال سے کم ہوگیا ہو تو وہ بڑھایا جاتا ہے اور اس سے اعتدال کا حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے اور اسکا کوئی طریقہ نہین ہے مگر طبیب ان دونون صورتون سے مزاج کو اعتدال کے قریب کردیتا ہے اور جو مین نے یہ کہا کہ اوسکا کوئی طریقہ نہین ہے تو اوسکا یہ سبب ہے کہ عارف حقائق اور شہود سے مشاہدہ کرتا ہے کہ ہر نفس اور سانس مین ہمیشہ نئی تکوین اشیا کی ہوتی رہتی ہے اور ضرور ہے کہ یہ تکوین جاریہ کسی طریقہ سے ہوگی اور اوس طریقہ کا طبیعت مین انحراف نام ہے اور مرکبات اور رمائیات مین اوسکو تعفین بولتے ہین اور حق تعالی کے بارہ مین اوسکو ارادہ کہتے ہین۔ اور وہ مراد خاص کی طرف میل کرنا ہوتا ہے اور دوسری طرف میل نہین ہوتا ہے اور اعتدال چاہتا ہے کہ سب چیزون مین مساوات ہو اور یہ واقع نہین ہوتا ہے کیونکہ دو چیزون مین بغیر ترجیح کسی جانب کے مساوات محال ہے پس اسیواسطے مینے اعتدال کو منع کیا ہے اور اخبار الٰہی نبوی مین حق تعالی کا رضا اور غضب اور صفات متقابلہ اور متضادہ سے موصوف ہونا آیا ہے اور غضب چاہتا ہے کہ شخص مرضی عنہ یعنے اوس شخص سے جس سے

اللہ راضی ہے صفت رضا کو اللہ سے زائل کرے اور اعتدال چاہتا ہے کہ رضا
اور غضب دونون درجہ مین برابر ہون اور جب غضب کرنے والا یعنی حق تعالے
مغضوب علیہ پر غضب مین ہو اور وہ اوس سے راضی بھی ہو تو مغضوب علیہ کے حق مین
وہ دو حکمون سے ایک ہی کے ساتھ موصوف ہوگا۔ اور یہی مراد خاص کی طرف
میل ہے اور جب حق تعالی کسی سے راضی ہوا اور وہ اوس سے اوسوقت غضب
مین بھی ہو تو دو حکمون سے ایک ہی کے ساتھ اوسکے حق مین وہ موصوف ہوگا
اور یہی خاص مراد کی طرف میل ہے اور یہ بیٹے اون لوگون کی نظر سے کہا ہے
جو دیکھتے ہین کہ حق تعالی دوزخ والون کے حق مین ہمیشہ غضب ہی مین رہیگا اور
اونکے زعم مین حق تعالی کبھی اون سے راضی نہوگا پس مقصود صحیح ہوا اور اگر
ویسا ہی ہو جیسا مین نے کہا ہے کہ دوزخ والون کا مآل کار اون سے رنج والم
کے اوٹھا دینے کی طرف ہے اگرچہ وہ لوگ اوسمین ہمیشہ رہین۔ پس وہی رضا ہے
اور رنج والم کے زائل ہونے سے غضب بھی زائل ہوگیا۔ کیونکہ اگر تم سمجھو تو غضب
الٰہی عین رنج والم ہے اور اون دونون کا عین ایکسان ہی ہے اور جیسا تو کہ
جو شخص کہ غضب اور غصہ کرتا ہے تو وہ خود بھی اذیت اور رنج پاتا ہے پس وہ
اپنے رنج اور الم کے سبب سے مغضوب علیہ کے انتقام مین سعی اور کوشش
نہ کریگا۔ تاکہ غضب کرنے والے کو اوس سے راحت ملے پھر وہ درد والم بھی اٹھ
جاتا ہے جو مغضوب علیہ پر ہوتا ہے اور جب تم حق تعالی کو عالم سے بالکل علیحدہ
کر لو تو وہ ان صفتون سے اس طور پر بالکلیہ پاک ہے اور اس سے اوسکی شان
نہایت ہی اعلی اور ارفع ہے۔ اور جب حق تعالے خود عالم کی ہویت ہے تو یہ
کل احکام اوسمین اوسی سے ظاہر ہین۔ اور اس آیت کی حقیقت اور کشف
دونون سے یہی معنی ہین۔ والیہ یرجع الامر کلہ اور اوسیکی طرف ہر چیز کا
مرجع ہے فاعبدہ وتوکل علی اللہ۔ حجاب اور نقاب مین تو اوسیکی
عبادت کر اور اوسی پر توکل کر۔ پس ممکن نہین ہے کہ کوئی چیز اس عالم سے زیادہ
بدیع اور عجیب ہو۔ کیونکہ یہ رحمن کی صورت پر ہے۔ اور اوسکا موجد اللہ تعالے
ہے یعنی حق تعالے کا وجود عالم کے ظہور سے ظاہر ہے جیسے کہ انسان کا وجود

اوسکی طبعی صورت سے ظاہر ہے اور ہم لوگ اوسیکی ظاہری صورت ہین۔
اور حق تعالیٰ کی ہویت اس مُدبِّرہ کی روح ہے پس تدبیر کا فعل اوسی مین واقع
ہوتا ہے جیسے کہ یہ فعل تدبیر سے واقع ہوتا ہے پس باعتبار معنے کے وہی اول
ہے اور باعتبار صورت کے وہی آخر ہے۔ اور احکامون اور حالون کے تغیر اور تبدل
سے وہی ظاہر ہے اور تدبیر سے وہی باطن ہے۔ وھو بکل شیٔ علیم۔ فھو علی
کل شیٔ شھید۔ اور وہی ہر چیز کا جاننے والا ہے اور وہی ہر چیز کا مشاہد ہے
اور وہ چیزون کو بالمشاہدہ جانتا ہے اور غور و فکر سے ادراک نہین کرتا ہے اور اوسکا
علم معلومات کو شہود عیانی کے مشاہدہ سے محیط ہے اور اوسکا علم شہودی ہے
اور قوت فکری سے حاصل نہین ہے۔ اسی طرح سے ذوقی علوم فکر سے نہین حاصل
ہوتے ہین اور وہی صحیح علم ہے اور جو علم کہ اسکے سوا ہین پس وہ محض گمان کی
باتین اور تخمینہ ہین۔ پھر ایوب علیہ السلام کو وہ پانی اوس پیاس کے بجھ جانے سے
شراب سائغ ہوا اور پیاس اونکو رنج اور عذاب سے تھی جسکے بارہ مین اللہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ اور شیطان یعنے حقائق کے بُعد نے
اونکو رنج و عذاب پہنچایا تھا۔ کہ وہ حقائق کو اوسکے اصلی طور پر ادراک نکر سکتے تھے
اور اسکے ادراک سے محل قرب مین ہوتے۔ کیونکہ ہر مشہود قبہ آنکھ سے قریب ہوتا ہے
اگرچہ وہ مسافت سے دور ہو۔ کیونکہ بصر مشہود سے اپنے شہود کے جہت سے
متصل ہوتی ہے اور اگر یہ نہوتا تو یہ اوسکا مشاہدہ نکرتا یا مشہود بصر سے شہود کے
وقت متصل ہوتا ہے۔ بہرحال جس طرح سے ہو مشہود شخص مبصر اور اوسکے بصر کے
بین بین ہوتی ہے اور یہ نہایت ہی قرب ہے اور اسیواسطے ایوب علیہ السلام نے
اس قرب کو لفظ مَسّ سے کنایہ فرمایا ہے جسکے معنی چھو جانے کے ہین۔ اور قرب مس کے
ساتھ ہی اوسکو شیطان یعنے بعد کی طرف منسوب فرمایا۔ اور کہا کہ جو چیز کہ مجھسے
بعید ہے تو وہ میری اوس حکمت کے راہ سے قریب ہے جو مجھ مین ہے اور تم جانتے
ہو کہ قرب اور بُعد یہ دونون اضافی امور ہین پس یہ دونون محض دو نسبت
ہین اور خارج مین ان دونون کا عین موجود نہین ہے اور شئے قریب اور بعید مین
قرب اور بُعد کے احکام ثابت ہین۔ اور جاننا چاہیئے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے

سر اور راز کو اللہ نے ہم لوگون کے لیے عبرت بنایا ہے اور جب اللہ تعالی نے اونکی حکایت کو اس امت سے اسکی شرافت کے سبب سے بیان کیا تو اوسکو اللہ نے اس امت محمدیہ کے لیے کتاب مسطور بنایا تاکہ اوسکو یہ امت پڑھے۔ اور جانے کہ اونہین کیا بات تھی پھر یہ بھی اونکے درجہ کو پہچانے۔ پھر اللہ نے حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کی ہم لوگون سے تعریف فرمائی حالانکہ وہ اپنی رفع تکلیف کے لیے دعا فرماتے تھے تو اس سے ہمنے جانا کہ جب بندہ اپنے رنج ومحن کے دفع ہونے کے لیے دعا کرتا ہے تو اس سے اوسکے صبر مین کوئی قباحت نہین لازم آتی ہے۔ اور اللہ نے فرمایا کہ وہ صابر تھے اور اچھے بندے تھے۔ اور فرمایا کہ انہ اواب وہ اپنے حالات کو اللہ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اور اسباب کی طرف التفات نہ کرتے تھے اور حق تعالی اسوقت کوئی سبب ہی کے معرفت سے فعل کرتا ہے مگر بندہ اوس فعل کو حق تعالی کی طرف مستند کرتا ہے۔ کیونکہ کسی چیز کے زائل کرنے کے اسباب بہت ہوتے ہین مگر سبب کا ایک ہی عین معین ہوتا ہے پس بندہ کا اوس واحد معین کی طرف رجوع ہونا جو بذریعہ اسباب کے اوس الم کو دور کرتا ہے اس سے کہین بہتر ہے کہ وہ کسی خاص سبب کی طرف رجوع ہو کیونکہ اکثر وہ سبب بندہ کے حال مین علم الہی کے موافق نہین ہوتا ہے پھر یہ بندہ کہتا ہے کہ اللہ نے میری دعا کو قبول نہین کیا حالانکہ اسنے خدا سے دعا ہی نہین کی بلکہ اوسنے ایک سبب خاص سے دعا کی تھی جو محض مجبور اور بے اختیار ہے۔ اور زمانہ اور وقت اوس سبب خاص کا مقتضی نہین تھا۔

اور حضرت ایوب علیہ السلام اس حکمت کو جانتے تھے کیونکہ وہ نبی تھے۔ اور جب اس طائفہ کے نزدیک صبر کے یہ معنی ہین کہ شکایت سے نفس کو روکے اسی واسطے اس طائفہ کی نظر اس بارہ مین محجوب ہے کہ جب کوئی شکایت کرے تو اوسکے شکایت قضا پر راضی ہونے مین خلاف صبر ہے اور صبر مین یہ بڑا نقصان پیدا کرتا ہے۔ حالانکہ اس طرح نہین ہے اور نہ وہ ہمارے نزدیک صبر کی تعریف ہے بلکہ صبر وہ ہے کہ غیر اللہ کی طرف شکایت کرنے سے نفس کو روکے۔ اور اللہ کی طرف اور اوسکی شکایت کرنے سے صبر باقی رہتا ہے اور اللہ تعالی یا اوسکے غیر کی طرف شکایت کرنے سے قضا پر راضی رہنے مین کوئی قباحت نہین لازم آتی ہے۔ بلکہ امر مقتضی کی رضا مین قباحت

لازم آتی ہے اور ہم لوگ امر مقتضی کے راضی ہونے پر شرع سے مخاطب نہیں ہیں اور
حضرت ایوبؑ کے بارہ میں ضر یعنی رنج و الم اور رنج و حرمان امر مقتضی تھا اور یہ امر مقتضی
عین قضا نہیں ہے اور حضرت ایوب علیہ السلام نے جانا کہ اپنی رفع تکلیف کے لیے
حق تعالیٰ کے دربار سے نفس کو روکنا قہر الٰہی کی مقاومت کرنا ہے اور یہ انسان کی بڑی
جہالت ہے کہ حق تعالیٰ اوسکو ایذا دینے والے مرض میں مبتلا کرے اور یہ حق تعالیٰ سے
اوس الم کے دور ہونے کے لیے دعا نہ کرے۔ بلکہ محققین کے نزدیک اسکو لائق ہے
کہ خدا کی بارگاہ عالی میں گریہ وزاری کرے اور اپنے نفس سے اوس مرض کے دور
ہونے کے لیے حق تعالیٰ سے بلجاجت سوال کرے کیونکہ عارف صاحب کشف کے
نزدیک اسکا ازالہ حق تعالیٰ ہی کی جناب عالی سے ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
اپنے نفس کو اذیت دیے جانے سے موصوف فرمایا ہے اور کہا کہ ان الذین یوذون
اللہ ورسولہ جو لوگ کہ اللہ اور اسکے رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ اور اس سے بڑی کیا
اذیت ہوگی کہ حق تعالیٰ نے تمکو تمھاری غفلت کے وقت یا مقام الٰہی کے اقتضا سے
جسکو تم نہیں جانتے ہو اس بلا میں مبتلا کیا تاکہ تم استغاثہ کے ساتھ اوس طرف
رجوع ہو۔ اور وہ تمسے بلا کو دفع کرے اور اسوقت تمسے افتقار اور احتیاج جو تمھاری
حقیقت ہے ثابت ہو۔ پھر حق تعالیٰ سے اذیت تمھارے سوال سے دور ہو جو تم
اپنی رفع تکلیف کے لیے کرتے ہو۔ کیونکہ تم اوسکی صورت ظاہری ہو چنانچہ ایک
عارف باللہ جب بھوک کی تاب اوٹھا نہ سکے تو وہ رونے لگے تب ایک شخص نے
جسکو اس فن سے کچھ مذاق نہ تھا اونپر عتاب کیا عارف نے جواب دیا کہ مجکو اللہ نے
رونے ہی کے لیے بھوکا کیا ہے۔

اہل بلا کہتے ہیں کہ مجکو اللہ نے اس مصیبت میں اسیواسطے مبتلا کیا ہے تاکہ میں اوس سے
اپنی رفع مصیبت کے لیے سوال کروں۔ اور اوس سے میرے صابر ہونے میں کوئی
نقصان نہیں لازم آتا ہے۔

اس سے معنے جانا کہ صبر غیر اللہ کے استغاثہ سے زبان روکنے کو کہتے ہیں اور غیر اللہ
سے میری مراد حق تعالیٰ کے مختلف جہات سے ایک خاص جہت ہے اور حق تعالیٰ
نے اوس جہت خاص کو اور جہتوں سے معین فرمایا ہے اور اوسی جہت خاص کا

نام جہت ہویت ہے پس وہ اپنے رفع تکلیف کے لیے حق تعالیٰ سے اوسی جہت خاص کے نفس الامر مین تفصیل ہین۔ پس عارف باللہ ہویت حق سے اپنی رفع تکلیف کے لیے سوال کرنے سے اس امر سے محجوب نہین رہتا ہے کہ یہ سب اسباب جہت خاص سے اوسیکے عین ہین۔ اور اس طریقہ کو وہی لوگ اختیار کرتے ہین جو اللہ کے بندون مین سے اہل ادب ہین اور اسرار الٰہی کے امین ہین۔ اور جو لوگ کہ اللہ کے امین ہون اونکو سوائے خدا کے دوسرا کوئی نہین پہچانتا ہے۔ اور اونمین سے بھی ہر ایک دوسرے کو پہچانتا ہے۔ مین نے تمکو نصیحت کردی تم اسپر عمل کرو۔ اور حق تعالیٰ سے سوال کرو۔

بیسوین حکمت جلالیہ کی فص کلمۂ یحیویہ مین ہے

اسما مین یہ حکمت اوّلی ہے کیونکہ اللہ نے انکا یحییٰ نام رکھا تاکہ حضرت زکریا علیہ السلام کا تذکرہ ان سے زندہ رہے اور ان سے پیشتر کسیکو اللہ نے انکا ہمنام نہین کیا ہے۔ اور اللہ نے انمین صفت اور اسم دونون کو جمع کیا وہ صفت گذشتہ لوگون مین تھی کہ جس کسی نے کوئی اولاد چھوڑی تھی تو اون سے اونکا تذکرہ زندہ تھا اور حیات ہی کے لفظ سے اونکا نام بھی رکھا اسیواسطے اونکا یحییٰ نام ہوا۔ پھر آپ کا نام یحییٰ علم ذوقی کے مانند ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام کا تذکرہ حضرت شیثؑ سے زندہ ہوا۔ اور نوحؑ کا تذکرہ سام سے زندہ ہوا اور ایسے ہی کل انبیاء علیہم السلام ہین۔ لیکن حضرت یحییٰؑ سے پیشتر اللہ نے کسی مین صفت احیا کو اسم علم اور اون کے صفت مین جمع نہین کیا تھا۔ اور یہ عنایت اللہ تعالیٰ کی صرف زکریا علیہ السلام کے لیے تھی۔ اور جب انہون نے دعا فرمائی تو کہا کہ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا تو اپنی طرف سے کوئی ولی مجھکو بخش۔ پس انھون نے حق تعالیٰ کو اپنے ولد پر مقدم کیا جیسے کہ آسیہ عورت فرعون نے ہمسایہ کے تذکرہ کو گھر پر مقدم کیا اور کہا کہ رَبِّ ابْنِ لِي عِندَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ اے میرے پروردگار اپنے پاس تو میرے لیے جنت مین ایک گھر بنا۔ پس اسیواسطے اللہ نے حضرت یحییٰؑ کا اکرام کیا اور اونکی حاجت پوری کی اور اپنی صفت خاص سے اونکے صاحبزادہ کا نام رکھا تاکہ اونکا نام حضرت زکریا کے مطلوب کا یادگار رہے جسکو انھون نے

خدا سے مانگا تھا کیونکہ اونہون نے اللہ کے تذکرہ کے باقی رکھنے کو اپنے تذکرہ کے باقی رکھنے پر اپنے اولاد اور احفاد مین اختیار کیا تھا۔ کیونکہ لڑکا اپنے باپ کا راز مخفی ہوتا ہے۔ اور اونہون نے کہا تھا کہ یَرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ آلِ یَعْقُوْبَ۔ اور وہ میرا وارث ہو اور آل یعقوب کا وارث ہو۔ اور یہان اون لوگون کے حق مین سوا سے ذکر الٰہی اور دعوت خلق کے کوئی دوسری وراثت نہ تھی۔ پھر جب اونہون نے اللہ تعالیٰ کو مقدم کیا تھا تو اللہ نے اونکو بشارت دی کہ اوس لڑکے پر جسدن وہ پیدا ہوا اور جسدن وہ رحلت کرے اور جسدن وہ زندہ اوٹھایا جاوے میرا سلام ہو۔ تاکہ وہ طبیعی حجاب اور انانیت سے بچے۔ اور اللہ اس بشارت مین صفت حیات کو لایا کیونکہ وہ اوسکا نام ہے اور قیامت کے دن مین اونکی سلامتی کو اللہ نے زکریا علیہ السلام سے بتلا دیا اور اون کو خبر دیدی کہ میرا اوس روز اوپر سلام ہے اور اللہ کا کلام بالکل سچا ہے پس اونکی قدر و منزلت قیامت کے روز یقینی ہے اور اللہ کا اوپر سلام کہنا وحدت اور عبدیت مین نہایت کامل درجہ ہے اور تاویلون کو بالکل رفع کردیتا ہے۔ اگرچہ عیسےٰ روح اللہ نے بھی اپنی زبان سے فرمایا ہے کہ وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا اور مجھپر سلام ہے جسدن مین پیدا ہوا اور جسدن مین مرونگا اور جسدن مین زندہ اوٹھایا جاؤنگا۔ اور یہ بھی وحدت اور عبدیت مین نہایت کامل درجہ ہے لیکن اس سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سلام بڑھا ہوا ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام سے خلاف عادت یہی فعل واقع ہوا کہ اونہون نے بچپن کے زمانہ مین کلام کیا اور اونکی عقل مین اوسیوقت متانت آئی اور اللہ نے اوس زمانہ مین انکو کمال کیا جس زمانہ مین اللہ نے اونکو نطق بخشا لیکن کلام کی متانت سے جس حالت مین وہ ہو یہ نہین لازم آتا ہے کہ جو بات اوسنے کہی ہے وہ بھی آیندہ صحیح ہو بخلاف یحییٰ کے ایسے مشہود لہ کے۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے خود اونپر سلام فرمایا ہے اور اس اعتبار سے اس سلام کی قدر و منزلت زیادہ ہے۔ کیونکہ اس عنایت الٰہی مین جو یحییٰ کے ساتھ ہے کسی قسم کا شک اور التباس واقع نہین ہے بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے سلام کے جو اپنے نفس پر فرمایا ہے کیونکہ اوسمین شبہ ہوتا ہے اگرچہ قرینہ دلالت کرتا ہے کہ آپ اللہ کے مقرب بندے تھے اور اپنے اوس وقت کے کلام

مین وہ بچے تھے ۔ اور گہوارہ مین آپ نے اپنی عفیفہ اور پاکدامن ماں کی برات پر گواہی دی پس عیسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کے دو گواہون سے ایک گواہ خود ہوئے اور دوسرا گواہ حضرت مریمؑ کے فرمانے سے سوکھے خرما کے درخت کا جنبش کرنا ہے پھر اوس درخت نے بغیر ازدواج اپنے جنس کے نر کے تازے تازے خرمے گرادیے جیسے کہ مریم علیہا السلام نے بغیر مرد اور ازدواج اور جماع اپنے جنس کے مذکر کے جو معتاد اور معروف ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنین۔

اور اگر کوئی نبی کہے کہ میرا معجزہ یا میری نشانی یہ ہے کہ یہ دیوار کلام کرے پھر دیوار نے اوسکے کہنے سے کلام کیا۔ اور اوسنے اپنے کلام مین اوس نبی کو جھٹلایا اور کہا کہ تو اللہ کا بھیجا ہوا نہین ہے ۔ پس اسوقت مین معجزہ صحیح ہوگا اور اوس سے اوسکا نبی ہونا ثابت ہوگا اور دیوار کی بات پر التفات نہوگا اور اوسکی بات سے اوس کے دعوی کی تکذیب نہوگی پھر جب یہ احتمال عیسیٰؑ کے کلام مین صحیح ہوا جو گہوارہ مین اونکی ماں کے اشارہ سے ہوا تھا تو اسوجہ سے اللہ کا سلام حضرت یحییٰ پر اس سے زیادہ منزلت رکھتا ہے ۔

اور حضرت عیسیٰؑ کی فضیلت بڑی دلیل ہے کہ آپ نے پہلی ہی بار یہ فرمایا کہ انی عبد اللہ مین خدا کا بندہ ہون کیونکہ لوگون نے آپ کو ابن اللہ یعنے خدا کا بیٹا کہا ہے ۔ اور دوسرے گروہ کے نزدیک جو آپ کے نبی ہونے کے قائل ہون مجرد نطق سے بغیر عبدیت کے تصریح کے ثابت ہے کہ وہ خدا کے بندہ ہین ۔ اور یہ احتمالات جو آپکے اوسوقت کے کلام مین باقی تھے تو اون سب کی تصدیق زمانہ مستقبل مین ہوگی جسکی آپ نے گہوارہ مین خبر دی تھی تم میرے اشارات کو تحقیق کرلو اور ذہن مین انکو جگہ دو

اکیسوین حکمت مالکیہ کی فص کلمہ زکریاوی مین ہے

جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت وجود اور حکم مین ہر شے پر وسیع ہے کیونکہ غضب کا وجود بھی اللہ کی رحمت ہی سے ہوتا ہے پس حق تعالیٰ کی رحمت اوسکی غضب پر سابق ہوئی اور جب کہ ہر عین کے لیے وجود ہوا جسکا وہ اللہ سے طالب ہے تو اسیواسطے اللہ کی رحمت بھی ہر عین پر عام ہوئی ۔ کیونکہ اللہ نے جس رحمت سے کہ اونپر وجود

علمی مین رحم فرمایا ہی تو وسی رحمت سے وہ وجود عیانی کے قابل اور راغب ہوئی اسیواسطے مین نے کہا ہے کہ اللہ کی رحمت ہر شے پر وجود اور حکم مین وسیع ہی اور اسمائے الٰہی اشیاء سے متکثرہ ہین لیکن ان سب کا مرجع ایک ہی عین کی طرف ہوتا ہے پس پہلی رحمت جو اللہ کی وسیع ہوئی ہے تو وہ اوس مین رحمت کا وجود ہے جو رحمت کا موجد ہی۔ پھر پہلی شے جسپر رحمت وسیع ہوئی ہو وہ نفس رحمت ذاتی ہے پھر اوسکا وجود ہے جسکا اشارہ کیا گیا ہے۔ پھر ہر موجود علمی کا وجود عینی ہی جو دنیا اور آخرت عرض اور جوہر بسیط اور مرکب مین غیر متناہی پائے جاتے ہین۔

اور اضافہ مین رحمت کے ہر شے پر اللہ تعالی کی کوئی غرض نہین ہے اور نہ طبیعت کے کسی امر مناسب اور موافق کا پایا جانا مطلوب ہے بلکہ موافق اور غیر موافق ہر شے پر اللہ تعالے کی رحمت وجودی وسیع ہے (اگر کوئی شبہہ کرے کہ رحمت کا عین خارج مین موجود نہین ہے بلکہ اوسکا عین معدوم ہے تو پھر معدوم کا اثر موجود پر کیونکر ہو سکتا ہے تو اسیواسطے شیخ نے یہ کہا کہ) اور مین فتح مکیہ مین ذکر کر چکا ہون کہ اثر ہمیشہ معدوم ہی کا ہوتا ہے موجود کا نہین ہوتا ہے اور اگر موجود مین اثر ہے تو وہ بھی معدوم کے حکم سے ہے (یہان معدوم سے مطلق معدوم مراد نہین ہے بلکہ معدوم فی الخارج اور موجود فی الباطن مراد ہے) اور یہ نہایت عجیب و غریب علم ہے اور مسئلہ نادر ہے۔ اور اسکی تحقیق کو وہم والے لوگ سمجھ سکتے ہین کیونکہ اون لوگون کے نزدیک معدوم کا موجود پر ذوقی امر ہے اور جن لوگون مین کہ وہم کچھ بھی نہین اثر کرتا ہے وہ اس مسئلہ کی تحقیق سے بہت دور ہین۔

فرحمۃ اللہ فی الاکوان ساریۃ
وفی الذوات وفی الاعیان جاریۃ

اللہ تعالی کی رحمت موجودات مین ساری اور طاری ہے
اور ذوات اور اعیان مین وہ جاری ہے

مکانۃ الرحمۃ المثلی اذا علمت
من الشہود مع الافکار عالیۃ

جب اس رحمت بہترین کی منزلت تمکو مشاہدہ سے معلوم ہو
تو دیکھو گے کہ نظر و فکر کے ادراک سے یہ نہایت عالی ہے

پھر جبکسی کو رحمت نے یاد کیا تو وہ سعید ہوا اور موجودات مین کوئی ایسی چیز نہین ہے جسکو رحمت نے یاد نہ کیا ہو اور رحمت کا چیزون کو یاد کرنا یہی ہے کہ وہ اوسکو موجود کر دے پس موجود ہے وہ مرحوم ہے اور تو اسے ولی اُن چیزون مین جسکو تو بلا

اور مصیبت والون سے دیکھتا ہے میری باتون کے ادراک سے محجوب ہو اور آخرت
کے رنج والم سے جسپر تو ایمان لایا ہے محجوب اور مذبذب ہو اور یہ رنج والم قیامت
مین اپنے مستحقین سے کبھی کم نہوگا (کیونکہ یہی اونکے کمال کا ذریعہ ہے)۔
اب پہلے تمکو جاننا چاہیئے کہ رحمت ایجاد مین عام ہے پھر حق تعالیٰ نے رنج والم پر
رحمت کرنے سے رنج والم کو موجود کیا۔ اور رحمت کے اثر دو طرح سے ہوتے ہین۔
ایک اثر بالذات ہے اور وہ رحمت کا ہر موجود علمی کو موجود عینی کرنا ہے اور رحمت
اسوقت مین غرض یا عدم غرض اور موافق یا غیر موافق کسیکی طرف نظر نہین کرتی ہے
کیونکہ رحمت ہر موجود کی عین مین قبل اوسکے عین کے وجود کے نظر رکھتی تھی بلکہ
ثبوت علمی مین بھی اوسکو دیکھتی تھی اور اسیواسطے اوس نے حق تعالیٰ کو جو اعتقادون
کی جہت سے مخلوق ہے اعیان ثابتہ مین عین ثابت دیکھا پس اوس نے حق پر جو
اعتقاد مین مخلوق ہے نفس رحمت ذاتی سے رحم کیا اور اوسکو وجود عینی بخشا۔ اور
اسیواسطے مین نے کہا ہے کہ جبکہ خود رحمت ذاتیہ کا تعلق مرحومین کے ایجاد کے ساتھ
ہوا تو اس کے بعد اول سے جو مرحوم ہے وہ خود حق تعالیٰ ہے جو اعتقادون مین مخلوق ہے
اور رحمت کا دوسرا اثر سوال سے ہوتا ہے اور محجوب مین حق تعالیٰ سے سوال کرتے
ہین کہ وہ اون لوگون پر اون چیزون سے رحم فرماوے جو اونکے عقیدون مین ہین اور
کشف والے سوال کرتے ہین کہ حق تعالیٰ خود صفت رحمت کو ان مین قائم کرے اسیواسطے
یہ لوگ اسم اللہ سے حق تعالیٰ سے سوال کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اے اللہ اے
رحمٰن ہمپر رحم فرما۔ پھر حق تعالیٰ اپنی صفت رحمت کو قائم کرکے اونپر رحم فرماتا ہے
پس رحمت ہی کا حکم ہوتا ہے کیونکہ حکم اصل مین اوس معنی کا ہوتا ہے جو محل مین
قائم ہے پس وہی معنی نفس الامر مین حاکم ہے پس اللہ تعالیٰ اپنے بندگان مقبولین
اور معززین پر نفس رحمت سے رحم فرماتا ہے اور جب نفس رحمت اون مین قائم
ہوئی تو وہ لوگ اوسکے حکم کو بذوق و وجدان پاتے ہین۔ پھر جسکو رحمت رحیمیہ
نے یاد کیا تو وہی مرحوم ہوا اور رحیم اور راحم یہی دونون اسکے اسم فاعل ہین۔
اور حکم بھی صفت مخلوقیت سے موصوف نہین ہے کیونکہ حکم وہ امر ہے جو بذاتہ
معانی معقولہ فی الذہن سے واجب ہوتے ہین۔ اور حالات نہ موجود ہین اور نہ معدوم

یعنی اونکا عین وجود خارجی مین نہین ہے کیونکہ وہ محض نسبتی امور ہین اور نہ باعتبار
حکم کے وہ معدوم ہین۔ کیونکہ وہ ذات جسمین علم قائم ہوتا ہے اوسکا عالم نام رکھا جاتا ہے
اور معتزلیون کے نزدیک یہی حال اور حالت ہے۔ پس عالم وہ ذات ہے جو صفت
علم سے موصوف ہے اور یہ حال نہ عین ذات ہے اور نہ عین علم ہے اور یہان
صرف علم ہے اور وہ ذات جسمین صفت علم کی قائم ہے اور اوسکا عالم ہونا اس
امر معقول فی الذہن کے ساتھ اوسکے موصوف ہونے سے اوس ذات کی حالت
ہے۔ پس علم کی نسبت اوس ذات مین حادث ہوئی۔ اور یہ عالم کا مسمی ہوا اور رحمت
اصل مین رحم کرنے والے کی ایک نسبت ہے اور یہی نسبت باعث حکم ہے پس رحمت
ہی رحم کرنے والی ہوئی۔ اور جس نے کہ رحمت کو مرحوم مین موجود کیا ہے تو وہ اوسواسطے
اوسکو موجود کیا ہے تاکہ وہ اوسپر اوسکے ذریعہ سے رحم کرے اور حق تعالی نے اوسکو
اسیواسطے بنایا ہے تاکہ جسمین وہ صفت رحمت کی قائم ہو اوسکے ذریعہ سے وہ اوسپر
راحم بنے اور حق سبحانہ تعالی محل حوادث نہین ہے پس اوسکی ذات ایجاد رحمت
کی محل نہین ہے اور وہ راحم بھی ہے اور راحم کو راحم اوسیوقت کہین گے جب صفت
رحمت کی اوسمین قائم ہوگی۔ پس ثابت ہوگیا کہ حق تعالی ہی عین رحمت ہے اور
جو کوئی کہ اسکے مزہ سے واقف نہین ہے یا اوسکا اوسمین قدم مستقیم نہین ہے تو
وہ کبھی نہین کہہ سکتا ہے کہ حق تعالی عین رحمت ہے یا وہ عین صفت ہے اسیواسطے
اشاعرہ نے کہا ہے کہ حق تعالی نہ عین صفت ہے اور نہ وہ صفت کا غیر ہے پس اونکے
نزدیک صفات اللہ تعالی کے نہ عین ہین نہ غیر ہین۔ کیونکہ کوئی اوسکی نفی
بھی نہین کرسکتا ہے اور نہ اوسکو حق تعالی کی عین بنا سکتا ہے۔ تب اونہون نے
اس عبارت کی طرف رجوع کیا اور کہا کہ صفات نہ اوسکے عین ہین اور نہ اوسکے غیر
ہین اور یہ نہایت ہی عمدہ عبارت ہے اور جو عبارت کہ اسکے سوا ہین تو وہ نفس الامر مین
اس سے بھی بہت بہتر ہین۔ اور مشکل اعتراضون کو دور کرنے والے ہین اور وہ یہ
ہے کہ ذات بذاتہ ناقص ہے اور صفات سے بنفسہ وہ کامل اور مکمل ہے
اور اس قول مین اعیان صفات کے وجود اور قیام کی ذات موصوف سے نفی ہے
بلکہ یہ محض اضافی نسبتین ہین جو درمیان اونکے موصوف اور اون کے اعیان

معقول فی الذہن کے مفہوم ہوتے ہین - اور اگرچہ رحمت اپنے تمام افراد کو جامع ہے لیکن
بہ نسبت ہر اسم الٰہی کے وہ مختلف ہے اسیواسطے حق سبحانہ وتعالیٰ سے اوسکے ہر اسم الٰہی کے ساتھ
رحمت کے سوال کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ اونپر رحمت فرماتا ہے - اور اس مطلب مین یہ آیت کنایہ
ہے وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا تو رحمت اور علم سے ہر شے پر وسیع ہے - پھر اس رحمت
کی بہت سی شاخین - اور اسماے الٰہی کے تعدد سے رحمت بھی ہوتی ہے پس یہ رحمت اسم الٰہی
خاص کی نسبت سے ان سائلین کے قول مین عام نہین ہوتی ہے جو کہتے ہین کہ رَبِّ ارْحَمْ
اے پروردگار تو رحم فرما - یا اللہ وغیرہ اسماے جامع سے سوال کرین یہانتک کہ منتقم سے
دعا کرین کہ یا منتقم ارحمنی اے انتقام لینے والے تو مجھپر رحم فرما - کیونکہ انکے دو مدلول
ہین - ایک مدلول ذات ہے جو اون اسما کا مسمیٰ ہے اور دوسرا مدلول اونکے مختلف
معانی ہین جنپر وہ اپنی حقیقتون سے دلالت کرتے ہین - پھر دعا کرنے والا اون اسمون سے
اس حیثیت سے دعا کرتا ہے کہ وہ اسم اوس ذات مسمیٰ پر دلالت کرے اور دوسرے
حیثیت سے وہ اوس سے دعا نہین کرتا ہے کہ تمام مختلف معنون پر وہ اپنے اپنے
حقایق سے دلالت کرین - اور اون خصوصیات سے وہ دعا نہین کرتے ہین جنکو اوس
اسم کے مدلول دیتے ہین اور اون خصوصیات سے وہ دوسرے اسم سے فصل اور انتیاز
پاتے ہین - اور جبس سے کہ ایک اسم دوسرے سے تمیز پاتا ہے وہی سائل کے نزدیک
ذات پر دلالت کرتا ہے - اور نفس ذات کے دلالت مین ایک اسم دوسرے سے
متمیز نہین ہے - کیونکہ ذات ہی قبلۂ حاجات ہے، اور ہر اسم اپنے غیر سے بالذات متمیز
ہے کیونکہ جس حقیقت پر کسی لفظ سے اصطلاح باندھ دیتے ہین تو اوس لفظ کی حقیقت
دوسرے لفظ کی حقیقت سے بالذات متمیز ہوتی ہے اگرچہ ہر اسم عین واحد ذات مسمیٰ
پر دلالت کرتا ہے لیکن اسمین خلاف نہین ہے کہ ہر اسم کا علیحدہ حکم ہے جو دوسرے
کو نہین ہے پس دعا کرنے والے کو چاہیے کہ اپنی دعا مین اوس حکم کی بھی رعایت کرے
جسپر لفظ بالخاصہ دلالت کرتا ہے جیسے ذات مسمیٰ پر اوس لفظ کی دلالت کی یہ رعایت
کرتا ہے - اور اسی واسطے ابو القاسم ابن قسی نے اسماے الٰہیہ کے بارہ مین کہا ہے کہ علیحدہ
علیحدہ ہر اسم کا وہی مسمیٰ ہے جو تمام اسماے الٰہیہ مجموعہ کا مسمیٰ ہے اور جس اسم کو تم چاہو مقدم
کر دو اور موصوف بتاؤ پھر اوسکے بعد کل اسما کو اوسکی صفت مین لاؤ - اور اسکی وجہ یہ ہے

کہ کل اسما ایک ہی عین پر دلالت کرتے ہین اگرچہ اوسکے اسما بہت ہین۔ اور اون اسماکی حقیقتین بھی مختلف ہین۔ پھر رحمت کے بھیجنے کے دو طریقہ ہین۔ ایک طریقہ وجوب کا ہی جو اس آیت سے اکتب کی لفظ سے مستفاد ہے فَسَاَکْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ مین رحمت کو اون لوگون کے لیے لکھونگا جو تقوی کرتے ہین اور زکوٰۃ دیتے ہین۔ اور اون وعدون سے مستفاد ہے جنکو اللہ نے صفات علمیہ اور عملی اور تکلیف کے مقابلہ مین بیان فرمایا ہے اور اون وعدون سے اللہ نے اونکو مقید کیا ہے اور دوسرا امتنان الٰہی کا طریقہ ہے جس سے اللہ کی رحمت بندون پر پہونچتی ہے اور اوس مین عمل کی شرط نہین ہے اور یہی رحمت اس قول مین مذکور ہے وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ۔ اور میری رحمت ہر شے پر وسیع ہے اور اسی رحمت سے رسول اللہ کو مخاطب فرمایا ہے کہ لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ تاکہ اللہ تمھارے پہلے پچھلے گناہون کو بخشدے۔ اور اسی سے اللہ نے بعض بندون کو فرمایا کہ اِعْمَلْ مَا شِئْتَ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ جو چاہو کرو مین نے تمھارے گناہ بخشدیے ہین اب تم اسکو معلوم کرو۔

بائیسوین حکمت انیاسیہ کی فص کلمہ الیاسیہ مین ہے

الیاس حضرت ادریس ہی علیہ السّلام ہین جو حضرت نوح سے پیشتر نبی تھے پھر اللہ نے اونکو مکان عالی پر اوٹھا لیا پس وہ قلب الافلاک یعنی فلک الشمس مین رہتے تھے پھر اللہ نے دوبارہ شہر بعلبک کی طرف انکو مبعوث فرمایا۔ اور بعل بت کا نام تھا اور بک اوس شہر کا بادشاہ تھا۔ اور یہ بت جسکا بعل نام تھا یہ خاص بادشاہ ہی کا دیوتا تھا اور حضرت الیاس علیہ السلام جو اصل مین حضرت ادریس علیہ السلام تھے اونکو ظاہر ہوا کہ لبنان کا پہاڑ پھٹ گیا اور اوس سے ایک آتشی گھوڑا معہ تمام آتشی ساز و سامان کے نکلا اور جب آپ اوس پر سوار ہوے تو آپ سے ہواے نفسانی ساقط ہوگئی اور آپ عقل محض بغیر ہوا و ہوس کے ہوگئے اور آپ کو اغراض نفسانی سے کوئی تعلق باقی نہ رہا اور لبنان کا ماخذ لبانۃ ہے جسکے معنی حاجت کے ہین۔ اور حق تعالیٰ مقام عقلی مین فقط منزہ ہی

اسی واسطے حضرت الیاس علیہ السلام کو اللہ کی نصف معرفت حاصل ہوئی۔ کیونکہ جب
عقل عالم کو نظر فکری کی جہت سے نہین لیتی ہے اور بنفسہ بغیر آمیزش وہم کے مجرد
ہوجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی اوسکو نصف معرفت فقط تنزیہ سے حاصل ہوتی ہے
اور تشبیہ کی معرفت اوسکو نہین حاصل ہوتی ہے - اور جب حق تعالیٰ تجلی سے اوسکو
معرفت بخشتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت اوسکو پوری حاصل ہوتی ہے پھر وہ ایک
مقام مین اوسکی تنزیہ کرتا ہے اور دوسرے مقام مین اوسکی وہ تشبیہ کرتا ہے
اور طبیعی اور عنصری صورتون مین وہ وجود سے حق تعالیٰ کے سریان سب مین دیکھتا
ہے اور کوئی ایسی صورت نہین باقی رہتی ہے جسکے عین کو وہ حق تعالیٰ کی عین نہ دیکھتا
ہو اور یہی تمام وکمال معرفت ہے اور اسکے لیے شرایع یعنی اللہ سے نبیون پر اوتری ہین اور
اون سے ہم لوگون تک آئین۔ اور اوہام اس معرفت کو صورت خیالی سے بہت مستحکم
اور قوی کر دیتے ہین۔ اور اسی واسطے اس خلقت انسانی مین وہم کی سلطنت عقل پر
بڑھی ہوئی ہے کیونکہ عاقل اگرچہ مرتبہ عقل کے کمال کو پہونچ جاوے لیکن وہم کی حکومت
سے وہ کبھی خالی نہین ہوتا ہے اور جن چیزون کو عقل ادراک کرتی ہے اوسکو وہم صورت
مین بتلاتا ہے پس اس کامل صورت انسانی مین وہم بہت بڑا سلطان ہے اور اس کی
سلطنت بہت قوی ہے اور جو شرایع یعنی کہ اوتری ہین وہ سب اسی واسطے آئی ہین اور
عارف تشبیہ وتنزیہ دونون کرتا ہے اور وہ وہم سے تنزیہ مین تشبیہ کرتا ہے اور عقل
سے تشبیہ مین تنزیہ کرتا ہے پس عقل اور وہم تنزیہ اور تشبیہ سے مربوط ہین۔ اور
ممکن نہین ہے کہ تنزیہ تشبیہ سے خالی ہو یا تشبیہ بغیر تنزیہ کے ہو۔ اللہ نے فرمایا کہ لیس
کمثلہ شئی اوسکی ایسی کوئی چیز نہین ہے پس اسمین اللہ نے اپنی تشبیہ اور تنزیہ
دونون کو بیان فرمادیا۔ وھو السمیع البصیر اور وہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔
اسمین اللہ نے اپنی تشبیہ فرمائی ہے اور جو آیتین کہ تنزیہ کے باب مین اوتری ہین
اون سب مین یہ نہایت عظمت والی آیت ہے اور اسکے ساتھ بھی کاف کے سبب
سے تشبیہ بھی خالی نہین ہے اور حق تعالیٰ ہی اپنے نفس کا خوب جاننے والا ہے

اور اوس نے اپنے نفس کی اونہین چیزون سے تعبیر فرمائی ہے جسکو مین ذکر کر چکا ہون پھر
اللہ نے فرمایا سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ - تمھارا مالک جو مالک عزت
ہے اون سب چیزون سے پاک ہے جس سے وہ لوگ اوسکی توصیف کرتے ہین اور وہ لوگ
اونھین چیزون سے اوسکی توصیف کرتے ہین جو اونکو اونکی عقل بتا دیتی ہے پھر اللہ نے
لوگون کی تنزیہ سے خود اپنے نفس کی تنزیہ فرمائی ہے کیونکہ اون لوگون نے حق تعالیٰ
کو اوس تنزیہ سے محدود کر دیا تھا اور اسکا سبب یہ ہے کہ اونکی عقلین ایسی باتون کے
ادراک سے قاصر ہین پھر جتنی شریعتین کہ آئی ہین وہ سب وہم کے حکم پر بھی ہین پھر
حق تعالیٰ کو وہ کسی صفت سے خالی نہین کرتی ہے جسمین کہ حق تعالیٰ ظاہر ہوتا ہے
اور شریعتون نے بھی ایسی کہا ہے اور ایسی آئی ہین - پھر اُمتون نے اوسی پر عمل بھی
کیا اور جب حق تعالیٰ نے اون اُمتون کو تجلی بخشی تو وہ رسل علیہم السلام کے درجہ مین وراثت
کے سبب سے پہونچے اور وہ بھی اونھین کلمات کے ناطق ہوے جسکے کہ انبیا علیہم السلام
ناطق تھے - وہ یہ ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ اللہ خوب جانتا ہے
کہ اوسکی رسالت کہان رکھی جاے اور اللہ اعلم دو توجیہین ہین ایک توجیہ یہ
ہے کہ رسل اللہ جو اس سے پہلے ہے وہ مبتدا ہے اور اللہ اعلم موصوف
صفت ملکر اوسکی خبر ہے تو اسکے معنی یہ ہوے کہ جو رسول اللہ کے ہین وہی اللہ بڑے
جاننے والے کے مظاہر ہین اور دوسری توجیہ یہ ہے کہ اللہ مبتدا ہے اور اعلم
حیث یجعل رسالتہ اوسکی خبر ہے اور یہ دو توجیہین اسمین فی الحقیقت صحیح ہین -
اور اسی واسطے مین نے کہا ہے کہ تنزیہ مین تشبیہ چاہیے اور تشبیہ مین تنزیہ چاہیے
اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ تشبیہ تنزیہ سے کبھی خالی نہین ہے اور تنزیہ بغیر تشبیہ
کے نہین ہے تو اب مجھکو چاہیے کہ متقد اور معتقد دونون کی آنکھون پر پردہ چھوڑون
اور ان دونون کی نظرون پر ایک حجاب حائل کردون - اگرچہ وہ دونون بھی تجلیات
حق کے ایک ایک صورتین ہین - کیونکہ مجھکو پردہ رکھنے کا حکم ہے تاکہ صورتون
کی استعداد کا تفاوت ظاہر ہو - کیونکہ جب کسی نے کسی ایک صورت مین تجلی کی
ہے تو وہ اوسی صورت کے استعداد کے حکم سے ہے - اور جو کچھ کہ اوسکو اوس
صورت کی حقیقت یا اوسکے لوازم ذاتیہ دیتے ہین تو وہ سب اوسی تجلی کرنیوالیکی

طرف منسوب ہین - اور یہ بہت ضرور ہی جیسے کہ کوئی شخص حق تعالی کو خواب مین دیکھے اور اوسکا انکار نکرے کیونکہ بلاشک حق تعالی اوس صورت مرئی کا عین ہی پس اسی خواب مین حق تعالی کو اوس صورت مرتبہ کے کل لوازمات اور اوس کے حقایق جس مین حق تعالی نے خواب مین اوسپر تجلی فرمائی ہے بالتبع ضرور ہین - پھر اسکے بعد وہ خواب کی تعبیر کرتا ہے اور اس صورت مرئیہ سے ایک ایسے امر کی طرف تجاوز کرتا ہے جو عقلاً تنزیہ کی مقتضی ہوتی ہے پھر تعبیر کرنے والا اگر صاحب کشف اور صاحب ایمان ہے تو وہ فقط تشبیہ کے طرف نہین جاتا ہے بلکہ وہ اوسکو تنزیہ کا بھی حق دیتا ہے اور اوسکو اوس چیز کا بھی حق دیتا ہے جس مین وہ ظاہر ہوا ہے پس اللہ اعلم مین اللہ اوس حقیقت سے مراد ہے جو انبیا علیہم السلام کی صورتون مین ظاہر ہوئی ہے اور یہ اشارہ سمجھنے والون کے لیے ہے -

اور اس کلمہ حکمت کی مراد یہ ہی کہ امر وجود دو قسمون پر منقسم ہے ایک موثر ہے جس سے اثر کا فعل واقع ہوتا ہے اور دوسرا موثر فیہ ہی جو اثر کے فعل سے منفعل ہوتا ہے اور یہ دونون قسمین اعتباری ہین اصلی نہین ہین اور ہر جہت سے اور ہر حال پر اور ہر حضرات مین اللہ ہی موثر ہی اور ہر جہت سے اور ہر حال پر اور ہر حضرات مین عالم ہی موثر فیہ ہی جو اثر سے متفعل ہوتا ہے پھر جو واردات کہ وارد ہوتے ہین پس انھین سے کمالات اپنی اصل سے لاحق ہونگے جو حق تعالی ہے کیونکہ وہ اونکا مناسب ہے اور نقصانات بندہ کی طرف لاحق ہونگے کیونکہ یہی اوس کے مناسب ہین اور اسکا سبب یہ ہے کہ جو افعال کہ ہمیشہ وارد ہوتے ہین تو اونکو ضرور ہے کہ وہ اپنی اصل سے متفرع ہون - اور محبت الہی بذریعہ نوافل کے بندون سے ظاہر ہوتی ہے - پھر یہ محبت درمیان موثر حق تعالی۱۲ اور موثر فیہ کے اثر ہوتا ہے اور اس محبت سے حق تعالی بندہ کا سمع اور بصر اور کل قوی ہوتا ہے اور اگر تم مومن ہو تو اس اثر کا انکار نکر سکوگے کیونکہ یہ شرعاً ثابت ہے اور جنکو عقل سلیم ہے تو وہ یا تجلی الہی والے ہونگے جو طبعی ظاہر ہین اوسکو مشاہدہ کرتے ہین پس وہ میری باتون کو خوب پہچانینگے - یا مومن مسلمان ہونگے پس یہ بھی اسپر ایمان لائینگے کیونکہ یہ حدیث صحیح مین آگیا ہے اور ضرور ہے کہ سلطان وہم عاقل بحث کرنے والے پر اوس تجلی مین حکم کرے جو حق تعالی نے اوسکو اس صورت مین بخشا ہے کیونکہ یہ عاقل اوس صورت تجلی کو حق تعالی کی صورت جانتا ہے اور اوسپر ایمان لاتا ہی

[illegible]

اور جو صاحب عقل کہ ایمان نہین لائے ہین تو وہم پر وہم ہی سے حکم کرتے ہین اور وہ اپنی
نظری فکری سے خیال کرتا ہے کہ یہ صورت جو اللہ نے اوسکو خواب مین بذریعہ تجلی
بخشی ہے اللہ پر محال ہے اور اس حکم مین وہم کبھی اوس سے علیحدہ نہین ہوتی ہے
اور اسکو اپنے نفس کی غفلت سے خبر نہین ہے اور اسی واسطے اللہ نے فرمایا ہے
کہ ادعونی استجب لکم تم مجھسے دعا کرو مین اوسکو قبول کرونگا - اور یہ بھی فرمایا
ہے کہ اذا سالک عبادی عنی فانی قریب اور جب میرے بندے میرے
بارہ مین تمسے پوچھین تو تم اونکو کہو کہ مین قریب ہون - اور یہ بھی فرمایا ہے - اُجیب دعوۃ
الدع اذا دعان فلیستجیبو لی جب دعا کرنے والا مجھسے دعا کرتا ہے تو اوسکے دعا
قبول کرتا ہون - کیونکہ حق تعالی مجیب اوسی وقت ہوگا جب کوئی دعا کرنے والا اوس
سے دعا کرے اور اگرچہ داعی عین مجیب ہے تو صورتون کے اختلاف مین کبھی خلاف
نہین ہے پس بیشک وہ دونون دو صورتین ہین اور یہ کل مختلف صورتین مثل اعضا
زید کے ہین اور معلوم ہے کہ زید حقیقت واحد شخص متشخص ہے اور اوس کے ہاتھ پاؤن
اوس کے ہاتھ کی صورت بعینہ اوسکے پاؤن کی صورت نہین ہے اور اوس کے ہاتھ
اور اوس کے سر اور آنکھ اور اوسکے بھنوئین نہین ہین اور زید کثیر اور واحد دونون ہی
کثیر باعتبار صورتون کے ہے اور واحد باعتبار عین کے ہے اور جیسے کہ انسان باعتبار عین
کے واحد ہی ہے اور اسمین بھی شک نہین ہے کہ زید بعینہ عمرو یا جعفر یا خالد نہین ہے
اور اس عین انسان کے تشخصات غیر متناہی ہین - جو اس وجود شخصی مین منحصر نہین ہوتے
ہین انسان اگرچہ باعتبار عین کے ایک ہے لیکن باعتبار صورتون اور تشخصات کے
بہت ہے اور اگر تم مومن ہو تو تم یقیناً جانوگے کہ حق تعالی خود بنفس نفیس مختلف صورتون
مین قیامت کے روز تجلی فرماویگا اور اوس صورت مین ایک فریق اوسکو پہچانینگے پھر وہ
دوسری صورت بدلیگا تب وہ لوگ اوسکو پہچانینگے اور وہ حق تعالی ہی ہے جو مختلف صورتون
مین تجلی فرماتا ہے اور ان دونون صورتون مین کوئی اوسکا غیر نہین ہے اور یہ تمکو معلوم ہے
کہ یہ صورتین بعینہ وہ دوسری صورتین نہین ہین پس حق تعالی کا عین واحد قائم مقام آئینہ کے
کہ اوسمین مختلف صورتین دکھلائی دیتی ہین پھر جب کسی نے اس حقیقت آئینہ مین اپنی اعتقادی
صورت کو دیکھا جسکی وہ حق تعالی کے ساتھ عقیدت رکھتا تھا - تو وہ اوس کو اوس

پہچانیگا اور اوسمین اقرار کریگا۔ اور جب اوس حقیقت مین غیر کے اعتقادی صورت کو دیکھیگا
تو نہ پہچانیگا۔ جیسے کوئی شخص آئینہ مین اپنی صورت اور غیر کی صورت دونونکو دیکھتا ہے پس
آئینہ کی عین دونون مین ایک ہی ہے اور دیکھنے والے کی نظر مین صورتین بہت ہین اور حالانکہ
نفس آئینہ مین اونمین سے کوئی ایک صورت نہین ہے۔ اور آئینہ کا صورتون مین ایک اعتبار
سے اثر ہے اور ایک اعتبار سے اثر نہین ہے۔ اثر ہونے کا اعتبار یہ ہے کہ آئینہ صورت
کی شکل کو چھوٹے اور بڑے ہونے اور طول اور عرض مین بدل دیتا ہے پس مقدار صورت
مین آئینہ کا اثر ہوا اور اس اثر کا مرجع آئینہ ہی کی طرف ہوتا ہے اور یہ تغیرات آئینہ ہی سے
واقع ہوے ہین اور اسکا سبب یہ ہوا کہ خود نفس آئینہ کی مقدار مین باہم اختلاف ہوا۔ پس
تم اس مثال مین مختلف صورتون سے آئینہ واحد کو دیکھو اور مجموعی صورتون کو نہ دیکھو اور یہ
تمھاری نظر حق تعالیٰ مین باعتبار اوسکی ذات ہونیکی ہے۔ اور وہ باعتبار ذات کے عالم
والون سے غنی اور بے پروا ہے اور جب تم اوس ذات کو باعتبار اسماے الٰہیہ کے دیکھو تو
اوسوقت مین وہ مثل مختلف صورتون کے دکھلائی دیگا جیسا آئینہ مین ظاہر ہوتا ہے۔
اور جس اسم الٰہی مین تم اپنے نفس کو یا کسی دوسرے دیکھنے والے کے نفس کو دیکھو تو اوس
اسم کی حقیقت دیکھنے والے ہی کے اعتبار سے اوسمین ظاہر ہوگی اور اگر تم سمجھو تو شان الٰہی
کی تجلیات کی مثل آئینہ ہے اور تم ہراسان نہو اور قدم بڑھانے مین نہ ڈرو کیونکہ اللہ تعالیٰ
شجاعت اور بہادری کو دوست رکھتا ہے اگرچہ وہ ایک سانپ کے قتل سے کیون نہو۔ اور
یہ سانپ تمھارا ہی نفس ہے اور سانپ بنفسہ اپنی صورت اور حقیقت دونون سے سانپ
کہلاتا ہے اور اوسکی صورت حسی کے فساد سے نفس شے کا فنا نہین لازم آتا ہے اور نہ کبھی
نفس شے پر قتل واقع ہوتا ہے بلکہ وہ اوسکی صورت پر واقع ہوتا ہے کیونکہ یہ اوسکی
حد اور تعریف ہے وہ اوسکو عالم عقل مین محفوظ رکھتی ہے اور عالم خیال سے کبھی وہ
زائل نہین ہوتا ہے اور جب یہ امر اس طرح سے ہے تو اللہ کی طرف سے ذات اشیا
پر امان اور عزت ہے کیونکہ تم اوسکی حقیقت اور حد کو ضرر نہین کرسکتے ہو اور اس عزت
سے زیادہ عزت کیا ہوگی۔ اور تم وہم سے خیال کرتے ہو کہ جسکو تم نے مار ڈالا حالانکہ
خدا نے اوسے مارا ہے اور وہم اور عقل دونون سے اوسکی صورت عالم مثال
مین بحدہ اور بحقیقتہ موجود ہے اور اللہ سے اوسکی [illegible]

یہ دلیل ہے کہ اللہ نے رسول اللہ کی شان مین فرمایا ہے کہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ
رمی اور جب تمنے کنکریان پھینکی تو تمنے نہین پھینکا بلکہ اللہ نے اوسے پھینکا اور آنکھ نے
اسمین صورت محمدی ہی کو دیکھا جسکے طرف باعتبار حس کے رمی کے فعل کو منسوب کیا اور
پہلے اللہ نے اس صورت محمدیہ سے رمی کے فعل کی نفی فرمائی پھر اذ رمیت کی لفظ سے
صورت محمدیہ کے لیے اوسکو بالواسطہ ثابت کیا پھر لکن حرف استدراک سے اس مطلب سے
عود کیا اور کہا کہ اللہ ہی صورت محمدی مین رامی تھا۔ اور اسپر ایمان لانا ضرور ہوا اب اس موثر
کو تم دیکھو دکہ فعل کے ظاہر کرنے کو وہ مظاہر مین کیسے نزول فرماتا ہے، کہ حق تعالی اپنے صورت
محمدیہ مین نزول فرمایا اور خود حق تعالی نے اپنے بندون کو اوس سے خبر دی۔ اور اسکو ہم
لوگون مین سے کسی نے نہین کیا ہے بلکہ خود حق تعالی نے اپنے نفس سے اسکو فرمایا اور
حق تعالی کی خبر بہت سچی ہے اور اوسپر ایمان لانا واجب ہے خواہ تم اوسکے کہنے کے
راز کو سمجھو یا نہ سمجھو۔ اور تم یا عالم محقق ہوگے جو تحقیق سے ایمان لایا ہے یا مسلمان مومن
ہوگے جو تقلید سے ایمان لایا ہے اور وہ چیز جو نظر عقلی کے ضعف پر دلالت کرتی ہے
یہ ہے کہ عقل نظر فکری سے حکم کرتی ہے کہ علت کبھی اوسکا معلول نہین ہوسکتا ہے جسکے لیے
یہ علت ہے (یعنے علت اپنے معلول کا معلول نہین ہوتا ہے) یہ عقل کا حکم ہے اسمین
کسی قسم کا خفا نہین ہے اور علم تجلی الٰہی مین یہ ہے کہ علت اوسکا معلول ہوتا ہے جسکے لیے
یہ علت ہے اور جسکو کہ عقل حکم دیتی ہے تو وہ باعتبار مجرد نظر کے بغیر حکم مکاشفہ کے صحیح
ہے اور عقل کی غایت ادراک اس مسئلہ مین یہ ہے کہ جب وہ کسی امر کو دلیل نظری کے خلاف
دیکھتی ہے اور ثابت ہونے کے بعد وہ مان لیتی ہے کہ اس کثیر مین وہی حق تعالی عین
واحد ہے تو وہ حکم کرتی ہے کہ جس وقت مین وہ عین کسی ایک صورت مین کسی
معلول کی علت ہے تو اوس وقت علت ہونے کے وقت مین وہ اپنے
معلول کا معلول نہین ہوسکتا ہے۔ بلکہ صورتون مین اوس عین کے انتقال سے
حکم بھی منتقل ہوگا پس اس وقت مین وہ اپنے معلول کا معلول ہوگا۔ اور اوسیکا
معلول اوسکا علت ہوگا اور یہ عقل کی غایت ادراک سے ہے جبکہ مکاشفہ سے امر وجود
کو یہ اصلی طور پر دیکھے اور اپنی نظر فکری پر قائم نرہے۔ اور جب امر الٰہی کی علت کے ہونے
مین عقل کا اس درجہ پر حال ہے تو پھر اس تنگنائی کے سوائے دوسرے محل مین نظر عقلی کی

وسعت پر تمھارا کیا گمان ہے پس رسل علیہم السلام سے کوئی شخص زیادہ عقل والا نہیں ہے
کیونکہ وہ معانی غیبیہ کو جناب الٰہی سے خبر کی صورت مین لائے پھر جسکو عقل نے ثابت کیا ہے
اوسکو اونھون نے بھی ثابت کیا ہے اور جسمین کہ عقل مستقل کام نہین کر سکتی ہے اوسمین
اونھون نے اپنے ادراک و وجدان سے بڑھایا بھی ہے اور عقل اوسکو کیمر محال نہین
جانتی ہے بلکہ تجلی الٰہی مین وہ خود اوسکا اقرار کرتی ہے اور جب تجلی سے وہ خالی ہوتی ہے
تو اپنے مشاہدات مین متحیر رہتی ہے اور اگر وہ شخص خدا کا بندہ ہوتا ہے تو اوسکی عقل
اودھر رجوع ہو جاتی ہے اور اگر وہ عقل کا بندہ ہوتا ہے تو وہ حق کو تاویلون سے عقل
کے حکم کی طرف رجوع کرتا ہے اور یہ جبھی تک ہوتا ہے جبتک کہ وہ اس نشأت دنیاوی مین
نشأت اخروی سے محجوب ہے اور جب اوس سے حجاب اوٹھ جاتے ہین تو وہ اس نشأت
دنیاوی ہی مین نشأت اخروی کو مشاہدہ کرتا ہے کیونکہ عارف باللہ یہان ایسے ظاہر ہین کہ
گویا وہ نشأت دنیوی مین ہین کیونکہ اونپر دنیا کے احکام جاری ہین اور اللہ نے باطن مین اونکو
نشأت اخروی کی طرف پھیر دیا ہے اور یہ ضرور ہے پس وہ لوگ صورت سے نہین پہچانے
جاتے ہین اور جنکی چشم بصیرت کو اللہ نے کھول دیا ہے وہی اونکو ادراک کرتے ہین اور
ہر عارف باللہ تجلی الٰہی کی جہت سے نشأت اُخروی پر اپنی دنیا مین محشور ہے اور اپنی
قبر بدن سے اوسکا حشر و نشر بھی ہوتا ہے پھر وہ عنایت الٰہی سے جو بعض بندون پر مبذول
ہے اوسمین اوس چیز کو دیکھتا ہے جسکو اور لوگ نہین دیکھتے ہین اور اوس چیز کو مشاہدہ
کرتا ہے جسکو دوسرے لوگ مشاہدہ نہین کرتے ہین اور جو کوئی اس حکمت الیاسی اور یسی
پر اطلاع چاہتا ہو تو اوسکو چاہیے کہ مرتبہ عقل سے اپنے کو وہ بالکلیہ ساقط کر دے اور
مرتبہ نفس و شہوت مین تنزل کرے اور حیوان مطلق بنجاوے تاکہ یہ بھی ان چیزون
کو کشف سے دیکھے جنکو سوائے انس و جن کے سب حیوان دیکھتے ہین اور اوسپر اونکا
کشف ہوتا ہے اوسوقت وہ جان سکتا ہے کہ مقام حیوانیت مین وہ پورا متحقق ہو گیا
ہے اور اللہ نے حضرت ادریس کو دو نشأتون پیدا کیا۔ پہلی نشأت مین وہ نوح علیہ السلام
سے پیشتر نبی تھے پھر آسمان پر اوٹھا لیے گئے پھر اسکے بعد یہ رسول ہو کر اوترے
پس اللہ نے اونکو منزلت سماوی و عرشی مین جمع کیا اور مقام حیوانیت مین محقق

له اور اسوقت تجلیات کے ادراک میں عقل الٰہی نے جھگڑا نہین کرتی ہی بلکہ شیخ علیہ الرحمۃ نے اپنی تصانیف مین لکھا ہی کہ جب کوئی قطب

ہونے کی دو علامتین ہین۔ پہلی علامت یہی کشف ہے یعنی وہ مُردون کو قبر مین عذاب پاتے ہوے اور راحت پاتے ہوے دیکھے اور مردہ کو زندہ اور خاموش کو کلام کرتے ہوے اور بیٹھے کو چلتے ہوے دیکھے۔ اور دوسری علامت یہ ہے کہ وہ اپنے کو گونگا پاوے اور وہ بھی اس طرح ہو کہ جن چیزونکو وہ دیکھتا ہے اگر زبان سے کہنا چاہے تو نہ کہہ سکے اور اسوقت وہ مرتبہ حیوانیت مین پورے طور سے متحقق ہو جاویگا۔ اور میرا ایک شاگرد تھا اوسکو یہ کشف حاصل ہوا تھا لیکن گونگے پنے نے اوسکی پوری محافظت نہ کی اسواسطے وہ حیوانیت مین متحقق نہوا اور جب اللہ نے مجھکو یہ مرتبہ بخشا تھا تو مین حیوانیت مین بالکلیہ متحقق ہو گیا تھا اور مین دیکھتا تھا لیکن جب مین اپنے مشاہدون کو بیان کرنا چاہتا تو بیان نہ کر سکتا تھا اور اوسوقت مجھ مین اور اون لوگون مین کچھ فرق نہ تھا جو کلام نہین کر سکتے ہین پھر جب وہ اسمین ٹھیک ہوتا ہے تو مادۂ غیر طبعی مین وہ عقل مجرد کی طرف منتقل ہو جاتا ہے پھر وہ اون امور کو مشاہدہ کرتا ہے جو صورت طبعیہ مین ظاہر ہوتے ہین اور اسوقت وہ علم ذوقی سے جانتا ہے کہ اوسکی صورت طبعی مین یہ حکم کہان سے ظاہر ہوتے ہین اور اب اگر اوسکو مکاشفہ ہو جاوے کہ طبیعت مین نفس رحمانی ہے تو اوسکو اجر کثیر ملیگا اور اگر اوسی حالت خرس اور گونگے پنے پر رہا تو اسقدر معرفت عقل پر حکومت کرنے کو اوسکو کافی ہے اور اسوقت اس آیت کے معنی کو وہ ذوق صحیح سے جانیگا وہ آیت یہ ہے فلم تقتلوھم ولکنّ اللہ قتلھم تم نے اون لوگون کو نہین مارا بلکہ اللہ نے اون لوگون کو مارا اور نہ اون لوگون کو صرف آہنی آلات نے مارا ہے اور نہ صرف ضرب کرنے والے نے ہلاک کیا ہے اور نہ تنہا اس صورت کے خالق نے اون کو قتل کیا ہی اور اوسوقت مین وہ کل چیزون کو اوسکے اصول سے مشاہدہ کرتا ہے بلکہ فعل قتل سب سے پورا ہوا پھر وہ ظہور فرقی کا عین اللہ کو دیکھتا ہی۔ بلکہ فرقی کو بہ عین ربانی دیکھتا ہی اور عرفان مین صاف اسقدر کافی ہی۔

تیئیسوین (۲۳) حکمت احسانیہ کی فص کلمہ لقمانیہ مین ہی

اذا شاء الاله یرید رزقا ۔ له فالکون اجمعه غذاء ۶	جب حق تعالی اپنے لیے رزق کا ارادہ کرتا ہے تو تمام ہستی اوسکی غذا ہے۔

وان شاء الا له یرید رزقا	اور جب حق تعالی ہم لوگون کے لیے رزق کا ارادہ فرماتا ہے
لنا فهو الغذاء کما یشاء	توجیسا وہ چاہتا ہے وہی ہم لوگون کی غذا ہے ۔
مشیته الا دلة فقولوا	اوسکی مشیت مین اوسکا ارادہ ہے تم کہو کہ حق تعالی نے مشیت
بہا قد شاءها فهی المشاء	سے اوسکو چاہا ہے اور وہ اوسکی چاہی ہوئی چیز ہے
یرید زیادة ویرید نقصا	زیادتی اور کمی دونون کا ارادہ کرتا ہے ۔
ولیس مشاءة الا المشاء	اور جسکو اوسنے چاہا ہے وہی اوسکی چاہی ہوئی چیز ہے ۔
فهذا الفرق بینهما فحقق	یہی اون دونون مین فرق ہے تم اون دونون مین فرق کرو ۔
ومن وجه فعینهما سواء	اور ایک جہت سے اون دونون کا عین متحد اور برابر ہے ۔

اللہ نے فرمایا کہ ولقد آتینا لقمن الحکمۃ مین نے لقمان کو حکمت دی ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا اور جسکو حکمت دی گئی تو اوسکو خیر کثیر دی گئی پس حضرت لقمانؑ نص قرآن اور اللہ تعالی کی شہادت سے مالک خیر کثیر کے ہوے اور کبھی حکمت ملفوظ بہ ہوتی ہے اور کبھی مسکوت عنہ ہوتی ہے وہ حکمت جسکا لفظون سے اظہار ہوتا ہے وہ اسطرح ہے جیسے لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو کہا یا بنی انہا ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السموات او فی الارض یات بہا اللہ اے میرے بیٹے اگر وہ دانہ رائی کے برابر بھی صخرہ مین یا آسمانون مین یا زمین مین ہو تو اللہ اوس کو لاویگا اور یہی منطوق بہا حکمت ہے جو بنطق وتلفظ ثابت ہے اور وہ حکمت یہ ہی کہ لقمانؑ نے اوسکا لانے والا عین اللہ ہی کو بنایا اور اللہ پاک نے اپنی کتاب مین اوسکو بحالہ قائم رکھا اور اسکے کہنے والے کی تردید نہ کی اور دوسری حکمت مسکوت عنہ ہے جس سے خاموشی ہے اور وہ حکمت بقرینہ حال معلوم ہوتی ہے اور وہ مسکوت عنہ اس اعتبار سے ہے کہ لقمان نے اسمین موصی الیہ کو ذکر نہ کیا یعنی اوس شخص سے آپ نے سکوت فرمایا جسکو وہ حکمت دیجاتی ہے اور اپنے صاحبزادے سے یہ نفرمایا کہ یاتہا اللہ الیک تمھارے پاس اللہ اوسکو لاویگا اور یہ نفرمایا کہ الا غیرک دوسرے کی طرف اللہ اوسکو لاویگا پس آپ نے لانے کے فعل کو باعتبار شخاص کے عام رکھا اور وہ چیز کہ جو لائی جاتی ہے آسمانون مین فرمایا اگر وہ اوس مین ہو اور زمین مین فرمایا اگر اوسمین ہو تا کہ اہل نظر اس آیت مین نظر کرے وہو اللہ فی السموات

وفی الارض اور وہی اللہ آسمانون اور زمینون مین ہے پس لقمان علیہ السلام نے انکو اپنے کلام اور سکوت دونون مین تنبیہ فرمادی کہ حق تعالی ہی ہر معلوم کا عین ہے اور معلوم سب نکرون سے زیادہ نکرہ ہے کیونکہ وہ شے سے عام ہے پھر آپ نے حکمت کا تتمہ بیان کیا اور اوسکو پورا کردیا تاکہ نشائت لقمانی اس حکمت ومعرفت مین پوری ہو جاوے اور فرمایا کہ ان اللہ لطیف اللہ بہت لطافت والا صاحب لطف وکرم ہے وہ اپنی لطافت اور لطف سے ہر چیز کا عین ہے اور اوسمین وہی لفظ بولا جاتا ہی جو اوسپر اصطلاح قوم اور توافق عوام دلالت کرتا ہے اور اس طرح کہا جاتا ہے کہ یہ آسمان ہے اور زمین ہے اور پتھر ہے اور درخت ہے اور حیوان ہے اور فرشتہ ہے اور رزق ہے اور طعام ہے حالانکہ ہر شے مین عین یک ہی ہے جیسے کہ اشاعرہ کہتے ہین کہ تمام عالم جوہر مین ایک دوسرے کا مماثل ہے پس وہی حق تعالی جوہر واحد ہے اور یہ بعینہ ہم لوگون کا کلام ہے کہ عین ایک ہی ہے پھر اشاعرہ فرماتے ہین کہ عالم اعراض سے مختلف ہے اور یہی ہم لوگون کا کلام ہے کہ وہ عین واحد صورتون اور نسبتون سے مختلف اور کثیر ہے تاکہ ایک دوسرے سے تمیز ہو اور اسی اعتبار سے بولتے ہین کہ یہ شے بعینہ وہ شے باعتبار صورتون کے نہین ہی یا باعتبار عرض کے نہین ہے یا باعتبار مزاج کے نہین ہے جس طرح جو چاہو کہو۔ اور یہ شے بعینہ وہ شے باعتبار جوہر کے ہے اور اسی سبب سے ہر صورت یا مزاج کی حد مین عین جوہر کو لیتے ہین۔ پھر ہم کہتے ہین کہ وہ حق تعالی کے سوا نہین ہے اور متکلم گمان کرتا ہے کہ جوہر کا مسمی اگرچہ حق ہے لیکن یہ وہ عین حق نہین ہے جسکو اہل کشف اور تجلی مطلق کہتے ہین یہ حکمت اوسکے لطیف ہونے کی تھی۔ پھر لقمان نے اللہ کی تعریف کی اور فرمایا کہ خبیر یعنے امتحان اور آزمایش کرکے جاننے والا ہے اور اسی کے طرف اس آیت مین اشارہ ہے کہ ولنبلونکم حتی نعلم المجاهدین اور مین تمھارا امتحان کرونگا تاکہ مین مجاہدین کو جان لون۔ اور اسی کو ذوقی علم کہتے ہین پس آمین حق تعالی نے اپنے نفس مستفید اور علم حاصل کرنے والا بنایا حالانکہ وہ ہر چیز کو اوسکی اصلی حالت پر جانتا ہے اور مین اوسکا انکار نہین کرسکتا ہون جبکہ حق تعالی نے نص صریح مین اپنے بارہ مین فرمایا ہی اور حق تعالی نے ذوقی علم اور علم مطلق مین فرق بتایا ہے۔ اور حق تعالی کا یہ قول حتی نعلم علم ذوقی قواؤن سے مقید ہے اور اللہ تعالی نے اپنے نفس سے خبر دی

اگروہ بندون کے قواؤن کا عین ہی اور وہ اوس حدیث مین ہے جسمین فقط حق تعالی نے فرمایا ہی
کہ کنت سمعہ وبصرہ ولسانہ ورجلہ ویدہ یعنی اوسکا سامعہ اور باصرہ اور زبان
اور ہاتھ اور پیر ہوتا ہون اور سامعہ بھی بندون کی قوتون سے ایک قوت ہے اور باصرہ
بھی بندہ کی ایک قوت ہے اور زبان بندہ کا ایک عضو ہے اور ایسے ہی ہاتھ پاؤن
بھی اوسکے عضو ہین اور حق تعالی کی تعریف صرف انھین قواؤن پر منحصر نہین ہے
اس لیے اعضا کو ذکر کیا ہے بلکہ بندہ سواے ان اعضا اور قوتون کے دوسری چیز
نہین ہے اور عبد کے مسمی کا جو عین ہے وہی حق ہے اور عین عبد باعتبار عبدیت کے
مولا نہین ہے کیونکہ نسبتین ایک دوسرے سے بذاتہ متمیز ہین اور منسوب الیہ یعنے
حق تعالی متمیز نہین ہے کیونکہ تمام نسبتون مین حق تعالی کے سواے دوسرا
نہین ہے پس حق تعالی عین واحد ہے اور اوس مین نسبتین اور اضافات
اور اسما اور صفات بہت ہین ۔ اور حضرت لقمان علیہ السلام کے تمام وکمال
حکمت یہ تھی کہ اونھون نے اپنے صاحبزادے کے تعلیم کے لیے اس آیت مین ان
دو اسمون لطیف اور خبیر کو بیان کیا جن دونون سے اللہ نے اپنا نام
رکھا ہے اور اگر ان دونون کو لفظ کون سے وہ بیان فرماتے جس کے معنی
وجود کے ہین اور یون فرماتے کہ کان اللہ لطیفاً خبیراً تو یہ حکمت نہایت ہی اتم اور اکمل
اور بہت ہی بلیغ ہوتی لیکن اللہ نے لقمان علیہ السلام کے قول کو جیسا اونھون نے
کہا تھا ویسے ہی اونھین کے مطلب کے موافق حکایت فرمایا اور وسپر کچھ نہین بڑھایا اگرچہ
یہ قول کان اللہ لطیف خبیرا آیت مین اللہ کا قول معلوم ہوتا ہے لیکن جب اللہ نے
جانا کہ اگر لقمان علیہ السلام اس حکمت مین پورا کلام کرتے تو ضرور اسکو بطور تتمہ کے بیان
کرتے اسیواسطے اللہ نے اسکو بڑھایا اور یہ قول انہا ان تک مثقال حبہ من خردل
اوس ذی جان کے لیے ہے جسکے یہ غذا ہے اور وہ سواے اوس چھوٹی چیونٹی
کی دوسری چیز نہین ہے جو اس آیت مین ذرہ کی لفظ سے مذکور ہے
فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ یعنی جو کوئی
ایک ذرہ کے برابر نیکی کرتا ہے تو وہ اوسکو دیکھیگا اور جو کوئی ایک ذرہ کے برابر
برائی کرتا ہے تو وہ بھی اوسکو دیکھیگا پس وہ شے غذا کرنے والی بہت چھوٹی ہے

اور روانہ رائی اوسکی غذا بھی تھوڑی ہے اور اگر کوئی چیز اس سے بھی تھوڑی اور حقیر ہوتی
تو اللہ اوسکو بیان فرماتا چنانچہ قرآن مین اللہ فرماتا ہے ان اللہ لا یستحیی ان یضرب
مثلا ما بعوضۃ اللہ تعالیٰ مچھر کی ایسی حقیر چیز کے مثل مارنے سے شرماتا نہین ہے۔
پھر جب اللہ نے جانا کہ یہان بعض چیزین مچھر سے بھی زیادہ چھوٹی اور حقیر ہین تو اسی واسطے
اللہ نے فرمایا کہ فما فوقہا پھر جو چیز کہ اوس سے زیادہ چھوٹی اور حقیر ہو اور یہ بھی اللہ ہی کا
قول ہے اور جو سورۂ اذا زلزلت الارض مین ہے وہ بھی اوسی کا قول ہے تم اسکو معلوم
کرو اور ہم جانتے ہین کہ اللہ نے ذرہ یعنے چیونٹی پر اسواسطے کفایت کی کہ یہان کوئی دوسری
چیز اس سے زیادہ چھوٹی نہین ہے اور اللہ نے یہان چیونٹی کو مبالغہ کی راہ سے
ذکر کیا ہے واللہ اعلم خدا کو علم ہے۔ اور ابن کی لفظ مین پیار اور شفقت کے سبب
سے تصغیر ہے اور اسی واسطے لقمان نے اپنے بیٹے کو اون باتون کی وصیت کی ہے
کہ عمل کرنے سے سعادت دارین حاصل ہو اور آپ نے وصیت مین شرک سے منع
فرمایا ہے کہ ان لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم اللہ کے ساتھ کسیکو شریک
نہ کرو کیونکہ شرک بہت بھاری ظلم ہے اور مظلوم ذات احدیت ہے جسکی شرکت تقسیم
کرتا ہے اور اس سے وہ اوسکا وصف کرتا ہے حالانکہ عین واحد ہی اور وہ حق تعالیٰ
کے ساتھ اوسکے عین کو شریک کرتا ہے اور یہ حد درجہ کی جہالت ہے اور اسکا سبب
یہ ہی کہ جب کوئی شخص کسی چیز کو اچھی طرح نہین جانتا ہے اور حقیقت سے واقف
ہوتا ہے تو جب عین واحد مین اوسکے نزدیک صورتین مختلف ہونگی اور وہ عین واحد
مین صورتون کے اختلاف سے واقف نہین ہے تو وہ اوسی مقام احدیت مین ایک
صورت کو دوسری شریک بنائیگا اور عین واحد کو ہر صورتون کے لیے جز قرار دیگا
اور شریک مین معلوم ہے کہ جو امر کہ ایک سے خاص ہے وہ عین دوسری شئے
میں ہے جس مین وہ اوس سے مشارک ہے اور اوس مین شرکت کا فعل واقع
ہوتا ہے کیونکہ وہ شئے دوسرے کے لیے بھی ہے اور یہان نفس الامر مین
شریک ہے کیونکہ انمین سے ہر ایک اپنے حصہ پر ہین جو انمین کہا گیا ہے
کہ ان دونون مین ایک شئے مین مشارکت ہے اور اس شرکت کا سبب شرکت مشاعی
ہی جو منقسم نہین ہے اور ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہے اور اگرچہ ان دونون مین

مشاعت اور شرکت ہے لیکن ایک کا تصرف اور اختیار مشاعت اور اشتراک کو دور کرتا ہے قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن تم اے محمد کہو کہ اللہ کو پکارو یا رحمن کو پکارو ۔ اور یہی آیت اس مسئلہ احسان کی جان ہے ۔

چوبیسوین حکمت امامیہ کی فص کلمہ ہارونیہ مین ہی

جاننا چاہیے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کا وجود حضرت رحموت سے ہے کیونکہ اللہ فرماتا ہی کہ ووھبنا لہ من رحمتنا اخاہ ھارون نبیا اور ہمین نے اپنے رحمت سے موسیٰ کے لیے اونکے بھائی ہارون کے لیے نبوت بخشی اسواسطے اونکی نبوت حضرت رحموت سے ہوئی اور حضرت ہارون موسیٰ سے سن مین بڑے تھے اور حضرت موسیٰ ہارون سے نبوت مین بڑے تھے اور جب حضرت ہارون کی نبوت بارگاہ رحموت سے تھی تو اسی واسطے موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی سے فرمایا کہ یا ابن ام اے میری مان کے بیٹے حضرت موسیٰ نے اونکو مان کی جہت سے پکارا اور باپ کی جہت سے نہین پکارا کیونکہ رحمت ہمیشہ مان کی طرف سے حکماً زیادہ ہوتی ہی بہ نسبت باپ کی طرف کی اور وہ رحمت مان مین نہوتی تو بچے کی تربیت پر اور اوسکی شب و روز کی مباشرت پر وہ صبر نہین کرسکتی۔ پھر حضرت ہارون نے موسیٰ سے فرمایا کہ لاتاخذ بلحیتی ولا براسی ولا تشمت بی الاعداء تم میری داڑھی نہ پکڑو اور میرا سر نہ تھامو اور دشمنون کو میرے سبب سے خوش نکرو پس یہ سب کے انفاس ہین اور شفقت کے الفاظ ہین اور اوسکا سبب یہ ہے کہ حضرت ہارون نے اون ارواحون پر صبر نکیا جو حضرت موسیٰ اوسکو اپنے دونون ہاتھون سے ان مین ڈالتے تھے اور اسبارہ مین اونکی نظر ثابت نرہی اور اگر وہ اوسمین ثابت نظر رہتے ہین تو وہ اسمین رحمت و ہدایت کو پاتے ۔ اور ہدی اوس امر کا بیان جو واقع ہوا ہے جو حضرت موسیٰ کو غصہ دلایا تھا اور حضرت ہارون نے اوس سے اپنی برات بیان کی اور وہ رحمت حضرت موسیٰ کی اپنے بھائی پر تھی پس حضرت موسیٰ اپنے بھائی کی ریش قوم کے سامنے اسی شفقت و رحمت سے پکڑتے تھے حالانکہ حضرت ہارون اون سے بڑے تھے اور سن مین زیادہ تھے ۔ پس یہ موسیٰ کی شفقت اپنے بھائی پر تھی کیونکہ ہارون کی نبوت اللہ کی رحمت سے تھی پس جو فعل کہ اسنے

صادر ہونگے وہ اسی رحمت کے قبیل سے ہونگے پھر حضرت ہارونؑ نے موسیٰ علیہ السلام سے
فرمایا کہ انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل مین ڈرا کہ تم نے بنی اسرائیل
مین تفرقہ ڈالا اور اونکے تفرقہ کا سبب مجھکو بتاؤ کیونکہ گائے کے بچے کی عبادت نے اونمین
تفرقہ ڈالا تھا اور بعض اون مین ایسے لوگ تھے کہ جو اوسکو محض سامری کے کی تقلید اور
پیروی پر پوجتے تھے اور بعض اوسکی عبادت سے موسیٰؑ کے لوٹنے تک توقف کیے
تھے تاکہ وہ لوگ اون سے اوسکے عبادت کے بارہ مین پوچھین اور حضرت ہارونؑ اونکے
تفرقہ اور تغایر کو اپنی طرف منسوب کرنے سے ڈرے اور حضرت موسیٰؑ اس امر مین
ہارون سے زیادہ عالم تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اصحاب عجل نے اصل مین گائے
کی عبادت نہین کی ہے اور آپ جانتے تھے کہ اللہ کا قضا و قدر ہو گیا ہے
کہ سوائے اوسکے اور دوسرے کی عبادت نہ کی جاے اور جس چیز کا اللہ حکم
کر چکا ہے وہ ضرور ہی واقع ہوگا پس حضرت موسیٰؑ نے اپنے بھائی پر اسی
واسطے عتاب کیا کہ یہ امر اون سے انکار سے واقع ہوا اور اونکے قلب مین اوسکی
وسعت نہو سکی۔ کیونکہ عارف وہ ہے جو حق تعالیٰ کو ہر شئے مین دیکھے بلکہ وہ حق تعالیٰ
کو ہر چیز کا عین دیکھے اور اگرچہ حضرت موسیٰؑ سن مین اونسے چھوٹے تھے لیکن
یہ اونکی تربیت کرتے تھے اور اسی واسطے جب ہارون علیہ السلام نے اون سے
جو کچھ کہا اسکو کہہ چکے تو حضرت موسیٰ سامری کی طرف رجوع ہوئے اور سامری
سے آپ نے فرمایا کہ فما خطبک یا سامریؔ یعنی اے سامری اب تیرا کیا حال ہے
یعنی اس مخصوص صورت عجل مین وسیع نعمت سے تیرے عدول کرنے کا کیا
سبب ہے اور اس مقید صورت مین اوسکو بنانے سے تیرا کیا حال ہے اور جب
تونے اس صورت کو اون کے آرائش کی چیزون اور قوم کے زیورون سے بنایا تو
تونے اون کے دلون سے اون کے بہا مال کو چھین لیا کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام
بنی اسرائیل سے فرماتے ہین کہ اے بنی اسرائیل ہر انسان کا قلب اوسکے مال کے
حیثیت مین ہے تو تم لوگ اپنے مال و متاع کو آسمانون مین رکھو۔ تمھارے قلوب
آسمانون مین رفعت و تمکین پائینگے۔ اور مال کا مال اسی واسطے نام ہوا کہ قلب
کو بالذات اوسکی عبادت کا میلان ہوتا ہے اور دلون مین بہت بڑا مقصود

یہی ہی کیونکہ اسمین مال کی طرف افتقار اور حاجت پائی جاتی ہے اور صورت کو بقا
نہین ہے اور اگر حضرت موسیٰ پر غیرت غلبہ نہ کرتی اور آپ اوسکے جلانے مین جلدی
نہ کرتے تو بھی اوسکی صورت چلی جاتی کیونکہ صورت کا جانا ضروری امر ہے پھر حضرت
موسیٰ نے اوسکو جلایا اور اوسکی خاک کو دریا مین اوڑایا اور سامری سے فرمایا
کہ دیکھ تو اپنے خدا کو دیکھ اور آپ نے اوسکو خدا کہنے سے اوسکے تعظیم و تکریم کی تنبیہ
فرمائی کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ بھی مظاہر الٰہی سے ایک مظہر ہے اور آپ نے
فرمایا کہ لاحرقنہ کیونکہ انسان کی حیوانیت کو حیوان کی حیوانیت مین تصرف اور تحکم ہے
اسی واسطے اللہ نے حیوان کو انسان کا مسخر بنایا اور علی الخصوص ایسی چیز لیکن
جسکا اصل حیوان نہین ہے پس عجل مصنوعی انسان کا زیادہ مسخر ہوگا کیونکہ
وہ حیوان نہین ہے تاکہ اوسکو تسخیر اور تابعیت سے انکار صحیح ہو بلکہ وہ
ایسے کے حکم مین ہے جس مین بغیر انکار کے تصرف ہوتا ہے اور حیوان
کو ارادہ اور غرض ہوتا ہے تو اس لیے اوس سے بعض تصرفات مین انکار
واقع ہوتا ہے ۔ اور جب حیوان مین انکار ظاہر کرنے کی قوت ہوتی
ہے تو اوس فعل سے سرتابی ظاہر ہوتی ہے جسکو اوس سے انسان
چاہتا ہے اور جب اوس مین یہ قوت نہو یا حیوان کی غرض انسان کی
غرض کے موافق ہو تو حیوان اوسکا مطیع و منقاد ہوتا ہے اور جو انسان اوس سے
چاہتا ہے اوسکو وہ بجا لاتا ہے جیسے کوئی انسان اپنا ہمجنس اوسکے امر کی اطاعت
کرتا ہے جس سے اللہ نے اوسکو رفعت و منزلت دی ہے اور یہ اطاعت مال کے
لیے کرتا ہے جسکی یہ اوس سے امید کرتا ہے اور بعض حالات مین اوسکو اجرت
کے لفظ سے تعبیر کرتے ہین ۔ اور اللہ نے فرمایا کہ ورفع بعضکم فوق بعض
درجات لیتخذ بعضکم بعضا سخریا اور اللہ نے تم مین سے ایک کو دوسرے
پر درجہ مین رفعت و منزلت دی ہے تاکہ تم مین سے ایک دوسرے کو اپنا مسخر
بناوے اور اوسکا مثل اوسکی حیوانیت سے اوسکا مسخر ہوتا ہے اور اوس کے
انسانیت سے اوسکا مسخر نہین ہوتا ہے کیونکہ دو مثل دو ضد ہین پس جو کوئی مال و
جاہ سے رفیع المنزلت اور عالی مرتبت ہوتا ہے تو وہ اپنے انسانیت کی جہت سے

تسخیر کرتا ہے اور مسخر ہونے والا حیوانیت کی جہت سے اوسکا مسخر ہوتا ہے کیونکہ اوس کی تسخیر کے سبب یا اجرت ہوگی یا خوف وطمع ہوگا اور وہ جہت انسانیت سے اوسکا مسخر نہین ہوتا ہے کیونکہ کوئی شخص اپنے ہم مرتبہ اور ہم مثل کا مسخر نہین ہوتا ہی کیا تم چارپائے اور بہایم مین بغض وعداوت نہین دیکھتے ہو کیونکہ وہ سب ہم مثل ہین اور دو مثل دو ضد ہین۔ اسی سبب سے اللہ نے فرمایا کہ ۱۲ رفع بعضکم فوق بعض درجات اللہ نے بعض کو بعض پر درجون مین رفعت دی۔ اور مسخر ہونے والا درجہ مین اوسکے برابر نہین ہے۔ پس تسخیر درجون ہی کے سبب سے واقع ہوئی۔ اور تسخیر کی دو قسم ہین ایک تسخیر کسی غرض ومطلب کے سبب سے ہوتی ہے جو مسخر اسم فاعل سے متعلق ہوتی ہے اور وہ اپنے تسخیر مین اس شخص مسخر پر قہر وغضب کرتا ہے جیسے آقا اور مالک نوکر اور غلام کو تسخیر کرتے ہین حالانکہ وہ انسانیت مین اوسکے مثل ہین اور جیسے کہ سلطان اور بادشاہ رعایا کو اپنا مسخر کرتے ہین اگرچہ وہ انسان ہونے مین اوس کے مثل ہین لیکن وہ درجہ کے سبب سے اونکو مسخر کرتا ہے اور دوسری تسخیر حال سے ہوتی ہے جیسے رعایا بادشاہ کو مسخر کرتے ہین جو اون کے امور مین مستعد رہتا ہے اور اون سے اون کے مضرتون کو دور کرتا ہے اور اونکی حفاظت کرتا ہے اور دشمنون کے جنگ وجدال سے اون کو بچاتا ہے اور اون کے جان ومال کی حفاظت کرتا ہے اور یہ سب رعایا کی طرف سے تسخیر بالحال ہے اور اوس سے وہ بادشاہ کو اپنا مسخر کرلیتے ہین۔ اور اصل مین اس تسخیر کا نام تسخیر مرتب ہے پس یہ مرتبہ ہی بادشاہ پر اوسکے لیے حکم کرتا ہے اور بعض لوگ اس امر کو جانتے ہین اوس سے وہ سمجھے ہین کہ بادشاہ اپنے مرتبہ سے رعایا کی تسخیر مین ہے اور اس سے وہ اون لوگون کی قدر ومنزلت سمجھتے۔ اور اس سمجھنے سے اللہ تعالی اونکو اسپر وہ اجر دیتا ہے جو اس امر الہی کے پورے طور پر جاننے والون کو اجرت دیتا ہے۔ اور ایسے لوگون کا اجر اللہ پر واقع ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالی ہمیشہ اپنے بندون کے رفع حوایج مین ہے پس تمام عالم اوسکو حال سے تسخیر کر رہا ہے لیکن یہ ممکن نہین ہے کہ اوسپر مسخر صیغہ اسم مفعول کا اطلاق ہوسکے اللہ نے فرمایا کہ کل یوم ھو فی شان ہر روز وہ ایک شان مین ہے۔ اور حضرت ہارون کی

فعلی قوت کے نہ روکنے اور اصحاب عجل مین اثر نہ کرنے کی بھی حکمت تھی اور حضرت ہارون کی قوت عجل پر ایسی مسلط نہوئی جیسے کہ حضرت موسیٰ کی قوت اوسپر مسلط ہوی اور وہ حکمت یہ تھی کہ اللہ ہی وجود مین ظاہر ہی اور اللہ تعالی کی ہر صورت مین عبادت کی جاسے اور یہ ہر صورت اسکے بعد زائل ہوجاتی ہے لیکن جب وہ زائل ہوجاتی ہی تو اپنے عبادت کرنے والون سے الوہیت کا لباس چھین لیتی ہی اسیواسطے کوئی نوع ایسا باقی نہین رہا ہی جسکی عبادت نہوئی ہو خواہ وہ عبادت خدائی کے عقیدت پر ہو یا تسخیر کے طور پر ہوئی ہو اور عقل والے کے نزدیک یہ ضرور ہی اور عالم مین جن چیزون کی عبادت کی گئی ہی تو رفعت کا جامہ پہننے کے بعد عابد نے اوسکی عبادت کی ہی اور عابد کے قلب مین اوسکے مدارج اور منازل ظاہر ہونے کے بعد اوسکی عبادت ہوئی ہی اسیواسطے حق تعالی اپنا نام ہم لوگون سے رفیع الدرجات بیان فرماتا ہی اور رفیع الدرجہ واحد کا صیغہ نہ فرمایا پس عین واحد مین بیشمار درجے ہین اور اوسکا قضا و قدر ہوچکا ہی کہ مختلف اور غیر متناہی درجون مین سوا اوسکے کسی دوسرے کی عبادت نکی جاوے ۔ اور ہر درجے نے علحدہ علحدہ اپنا مظہر بنایا ہی اور اوسی مظہر مین اوس درجہ کی عبادت ہوتی ہی اور بہت بڑا اور عالی مظہر جسمین اوسکی ہوتی ہے ہوا و ہوس ہے چنانچہ اللہ نے فرمایا ہے اَفَرَاَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوَاهُ کیا تمنے اوسکو دیکھا جسنے اپنے ہوا و ہوس کو اپنا خدا بنایا ہو پس بڑا معبود یہی ہے کیونکہ ہر شئے کی اسی کے ذریعے سے عبادت ہوتی ہے اور ہوا و ہوس کی بذاتہ عبادت ہوتی ہے ۔ اور مین اسی مین کہتا ہون ۔

وحق الهوی ان الهوی سبب الهوی
ولولا الهوی فی القلب ما عبد الهوی

ہوا و ہوس کے حق کی قسم ہی کہ ہوا ہی ہوا و ہوس کے سبب ہے اور اگر قلب مین ہوا نہوتی تو ہوا کی عبادت نہوتی ۔

کیا تم نہین دیکھتے کہ اللہ تعالی کا علم اشیا کے ساتھ اون لوگون مین کیسے کامل و مکمل ہے جو اپنے ہوا و ہوس کی عبادت کرتے ہین اور اوسکو اپنا خدا بناتے ہین پھر اللہ نے فرمایا کہ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلۡمٍ اور اللہ نے اوسکو علم سے حیرت مین ڈالا کیونکہ ضلال حیرت ہی ہے ۔ اور اسکا سبب یہ ہے کہ جب عابد دیکھتا ہے کہ اوس نے اپنی ہی ہوا و ہوس کی عبادت

کی ہے اور اوسیکے حکمون کا مطیع و منقاد ہوا ہے اور اوسکی عبادت کے حکمون مین اوسیکا
عابد ہے جیسے اور اشخاص ہین تو اوسکو تعجب ہوتا ہے اور حیرت مین پڑتا ہے۔ یہانتک
کہ اللہ کی عبادت بھی ہوا سے ہوتی ہے کیونکہ اگر اوس جناب پاک مین اوسکی ہوا نہو
یعنے کسی چیز کی محبت نہو تو اللہ کی عبادت نہ کرے اور نہ اوسکو اور چیزون پر
اختیار کرے اور اسی طرح ہر لوگ جو عالم کے کسی ایک صورت کی عبادت کرتے
ہین اور اوسکو اپنا الہ بناتے ہین تو ہوا ہی سے اوسکو خدا بناتے ہین پس عابد ہمیشہ
اپنے ہوا کے زیر حکومت رہتا ہے پھر جب یہ معبودون کو دیکھتا ہے کہ وہ عابدون
کے عقیدہ مین نوع بنوع ہین تو وہ حیران ہو جاتا ہے اور جو کوئی کسی ایک امر کی
عبادت کرتا ہے تو وہ اوسکے سوا دوسری چیز کی عبادت کرنے والے کو کافر بناتا ہے
اور جسکو تھوڑی بھی عقل و شعور ہے تو وہ نفس ہوا کے اتحاد سے حیرت مین پڑجاتا
ہے بلکہ ہوا کی احدیت سے اوسکو حیرت ہوتی ہے کیونکہ ہر ہر عابد مین ایک ہی
عین ہے۔ فَاَضَلَّہُ اللّٰہُ علیٰ علم۔ یعنے اللہ نے اوسکو علم و شعور پر متحیر کر دیا کیونکہ
ہر عابد نے اپنی ہی ہوا کی عبادت کی ہے اور ہوا ہی نے اوس سے عبادت کرائی
ہے خواہ وہ امر شروع کے موافق ہو جیسے چار عورتون سے نکاح کرنا ہے یا
وہ امر شروع کے موافق نہو جیسے غیر کی مملوکہ سے ہواے نفسانی کو متعلق کرتا ہے
بتقاضا ہیں
اور عارف کامل وہی ہے جو ہر معبود کو حق تعالیٰ کا مظہر جانے اور سمجھے کہ حق تعالیٰ ہی
کی عبادت انمین ہوتی ہے اور اسی سبب سے لوگون نے ہر مظہر الٰہی کا نام الہ اونکے
خاص نام کے ساتھ رکھا ہے اور وہ خاص نام یہ ہین پتھر یا درخت یا حیوان یا انسان
یا ستارہ یہ نام اونکے تشخصات کے اعتبار سے ہین۔ اور الوہیت حق تعالیٰ کا
مرتبہ ہے اور اس معبود خاص کا عابد خیال کرتا ہے کہ یہ اوس کے معبود مشخصہ
کی شان ہے یا یہ میرے معبود مقیدہ کا مرتبہ ہے اور اصل مین وہ حق تعالیٰ کا
مظہر ہے کیونکہ یہ عابد خاص جو اس معبود مختص پر جما ہوا ہے اسی خاص معبود مین
منظر کرتا ہے اور اسی سبب سے بعض لوگون نے کہا جو جہالت کے الفاظ کو پہچان
گئے تھے وَمَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اور مین اون لوگون کی اس
جہت سے عبادت کرتا ہون کہ وہ مجھکو اللہ تعالیٰ سے بہت قریب کر دیوین

اور اوس سے ملاوین بلکہ اسی سبب سے اون لوگون نے کہا کہ اَجَعَلَ الالٰهة الٰهاً واحداً
ان هذا لشی عجاب ۔ کیا اوس نے بہت سے خداؤن کو جو مظاہر ہین اللہ واحد بنا دیا
یہ نہایت تعجب کی بات ہی اس سے اون لوگون نے الہ واحد سے انکار نہین کیا بلکہ تعجب
ظاہر کیا ہے کیونکہ وہ صورتون کے کثرت پر قائم تھے اور الوہیت کو اون صورتون
کی طرف منسوب کرتے تھے پھر انکے پاس رسول آئے اور اونکو الہ واحد کی طرف بلایا اور
معلوم ہی لیکن بصر سے وہ مشاہد نہین ہے اور اوسپر اونھین لوگون کی شہادت تھی
کیونکہ وہ لوگ اپنے دلون مین اوسکو ایک ثابت کر چکے تھے اور اوسکے واحد ہونے کی
عقیدہ کو اونھون نے اپنے اس قول مین بیان کیا کہ وما نعبدهم الا لیقربونا الی اللہ
زلفیٰ ہم لوگ اونکی اسی غرض سے عبادت کرتے ہین کہ وہ سب ہمکو خدا سے بہت نزدیک
کردین کیونکہ وہ سب جانتے تھے کہ یہ صورت پتھر ہے اور اسی واسطے اللہ نے اس قول
سے اونپر حجت قائم کی کہ قل سموهم تم کہو (اے محمد) کہ اونکا نام لو اور اگر وہ لوگ
اونکا نام لیتے تو وہی نام لیتے جسکو وہ جانتے تھے اور جو اونکا اصلی نام تھا اور جو
عارف باللہ ہین اور اس امر جلیل کو پورے طور سے جانتے ہین تو وہ اوس سے
انکار کی صورت ظاہر کرتے ہین کیونکہ صورت مشخصہ کی عبادت ہوئی ہے کیونکہ جو اونکے
علم وفضل کا مرتبہ ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ وہ لوگ وقت کے محکوم رہین اور رسول اللہ
کے فرمان کے تابع رہین جسکے سبب سے وہ دولت ایمان سے مشرف ہوئے ہین اور
رسول ہی کے حکم کو وہ کفار پر قائم رکھین اور اسی حکم کے سبب سے وقت کے بندے
ان الموسومون کا نام ہوا اور یہ لوگ جانتے ہین کہ انکی عبادت کرنے والون نے ان صورتون
کے عین معین کی عبادت نہین کی ہے بلکہ اون لوگون نے ان صورتون مین سلطان
تجلی کے حکم سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے اور اس تجلی کو لوگون نے اونھین
صورتون سے پہچانا ہے اور منکر جسکو حق تعالیٰ کا علم تجلیات مین نہین ہے وہ اوس
سے جاہل ہے اور عارف مکمل جو نبی اور رسول اور اونکے ورثا ہین اونکا علم وعرفان
اوس سے مستور ہے اور ان لوگون کا علم وعرفان یہ ہے کہ وہ لوگ ان صورتون
سے اجتناب اور کنارہ کشی کرتے ہین کیونکہ رسول وقت نے ان سے کنارہ کشی اختیار
کی ہے کیونکہ وہ لوگ اونکی متابعت محبت سے اللہ کی محبت کی طمع رکھتے ہین جو

اس آیت سے ثابت ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ تم (لے محمد)
کہو کہ اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو میری متابعت کرو اللہ تمکو دوست رکھیگا پس رسول اللہ
نے ایسے خدا کی طرف دعوت کی جسکی طرف سب محتاج ہین اور مجملاً وہ معلوم ہی لیکن اوسکی
ذات حس بصر سے مشاہد نہین ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک
الابصار ابصار اوسکو ادراک نہین کرتی ہے بلکہ وہ بصر کو ادراک کرتا ہے کیونکہ وہ لطیف
ہی اور اشیا کے اعیان مین وہ ساری ہے اور ابصار اوسکو ادراک نہین کرتی ہے جیسے کہ
ابصار اپنے روح مدبر بدن اور صورت ظاہری کی تدبیر اور تصرف کرنے والے کو نہین
دیکھتی ہی وھو اللطیف الخبیر اور وہ بصر کے ادراک سے لطیف اور پاکیزہ اور سینہ کی باتون
پر خبر رکھنے والا ہے اور خبیر کا ماخذ خبرت اور اختیار ہے اور خبرت ذوق ہے اور ذوق
تجلی ہے اور تجلی صورتون ہی مین ہوتی ہے پس صورتون کا ہونا بھی ضرور ہے
اور حق تعالیٰ کا اون مین تجلی کرنا بھی ضرور ہے پس ضرور چاہیے کہ جو شخص کہ اوسکو دیکھتا
ہے عبادت کرے اور یہ اوسوقت ہے جب تم میری اوپر کی باتین سمجھ چکے ہو ہدیٰ
اللہ قصد السبیل اور صراط مستقیم پر لانا اللہ کا کام ہے۔

پچیسوین حکمت علوی کی فص کلمہ موسوی مین ہے

بنی اسرائیل کے لڑکون کے قتل ہونے کی حکمت موسیٰ ہی کے لیے تھی تاکہ اون سب
کی حیوۃ موسیٰ کی طرف مدد کرنے کو عود کرے جو موسیٰ کے سبب مارے گئے تھے
کیونکہ وہ اس گمان پر قتل کیے گئے تھے کہ وہ موسیٰ ہین اور یہان اس گمان مین غلطی
نہ تھی پس ضرور ہے کہ اون لوگون کی حیات موسیٰ پر عود کرے۔ اور یہ وہ حیات تھی
جو فطرت پر ظاہر ہوئی تھی اور اغراض نفسانی نے اوسکو میلا نہ کیا تھا۔ بلکہ وہ لوگ فطرت
قالوا بلی پر ویسے ہی قائم تھے پس موسیٰ علیہ السلام اون مقتولون کی مجموعی حیات تھی
جو اوسکے زعم پر قتل کیے گئے تھے پس جو استعداد کہ اون مقتولین کی روحون کو حاصل
تھی وہ سب موسیٰ علیہ السلام مین حاصل ہوی۔ اور یہ فعل صرف اللہ کی طرف سے
موسیٰ علیہ السلام کے ساتھہ مختص تھا۔ ان سے پیشتر یہ بات کسی اور کو نہین
حاصل ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام کی بہت حکمتین ہین اور مین انشاء اللہ اون سے

تھوڑا اسی باب مین بیان کرونگا جسقدر کے اظہار کا امر الٰہی میرے خاطر مین ورود کریگا
پس اسباب مین اول بار جو مجھپر مکاشفہ مین بالمشافہ خطاب ہوا ہے وہ یہی ہے اور
موسی علیہ السلام اون ارواح کثیرہ کے مجموع پیدا ہوے اور وہ سب قواے
فعال ہوکر جمع ہوے کیونکہ چھوٹا بچا بڑے آدمی مین فعل کرتا ہے کیا تم لڑکون کو نہین
دیکھتے کہ اونکے فعل کا بڑون مین بالخاصہ اثر ہوتا ہے اور بڑا آدمی بچے کی محبت سے
اپنی ریاست کی شان سے باہر کام کرتا ہے اور بچا اوسکو ریاست اور منزلت سے
اپنی طرف اوتار لیتا ہے پھر اوس سے وہ بڑا آدمی کھیلتا ہے اور اوسکو لیکر وہ ناچنے
لگتا ہے پھر اوسی کے ایسی باتین کرنے لگتا ہے اور اپنے کو اوسکے نزدیک اوسکے عقل کا
ظاہر کرتا ہے پس وہ بچے کی تسخیر مین ہے لیکن اوسکو خبر نہین ہے کہ یہ میری تسخیر کر رہا ہے
پھر وہ بچا بڑے آدمی کو اپنی تربیت اور حفاظت مین مشغول کر لیتا ہے تاکہ وہ تنگدل
نہو پس یہ سب بچون کا اثر اور فعل بڑون مین ہے اور یہ سب اوس کی قدر و منزلت کے
سبب سے ہے اسلیے لڑکے کو خدا اسکے ساتھ یہ نیا نیا زمانہ ہے کیونکہ اوسکی تکوین نئی
ہے اور بڑون کو بہت بعد ہو گیا ہے پس جو شخص کہ اللہ سے بہت قریب ہوگا وہ
اوسکو مسخر کر لیگا جو اللہ سے بہت دور ہے اور اونکی خاصیتین اللہ کے مقرب فرشتون
کی ایسی ہوتی ہین کہ وہ دور والون کو اپنا مسخر کر لیتے ہین اور جب پانی برستا تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بہ نفس نفیس باہر نکل آتے اور اپنا سر مبارک بارش مین
کھول دیتے تاکہ سر مبارک پہ پانی پہونچے اور فرماتے کہ حق تعالی سے اسکو نیا نیا زمانہ ہے
اب تم اس بلند پایہ نبی کی معرفت اور خدا شناسی پر بغور نظر کرو کہ آپ کا علم و معرفت
کس درجہ مین جلیل القدر اور بلند و اعلی کتنا پاک و صاف ہے اور دیکھو کہ بارش نے
حق تعالی کی قربت کے سبب سے افضل بشر اور سید آدم کو اپنا مسخر کر لیا۔
اور یہ بارش مثل جبریل فرشتے کے تھی جو آپ پہ وحی لاتے تھے پھر اوس نے
رسول اللہ کو بزبان حال خود بلا لیا اور آپ خود بہ نفس نفیس بارش مین باہر نکل
آتے تاکہ آپ اوس سے اسرار و معارف و خیر و برکت جو کچھ کہ وہ حق تعالی کے پاس سے
لایا ہو لیوین۔ اور اگر رسول اللہ کو اوس بارش کے ذریعہ سے کوئی فائدہ حاصل
نہوتا تو آپ بہ نفس نفیس بارش مین کبھی نہین باہر نکلتے۔ پس یہ رسالت پانی ہی سے

ذریعہ سے تھی جس سے اللہ نے ہر شے کو زندہ کیا ہے - اب سمجھو - اور تابوت مین
حضرت موسیٰ کو ڈالنے اور دریا مین اوسکو پھینکنے کی یہ حکمت تھی کہ تابوت آپ کا
ناسوت تھا اور دریا آپ کے علم و معارف تھے جو بواسطہ اس جسم کے حاصل ہوے
تھے اور قوت نظری و فکری اور قواے حسی اور خیالی نے اونکو دیا تھا اور انہین سے
کوئی شے اور نہ انکا کوئی مثل اس نفس انسانی کو بغیر اس جسم عنصری کے وجود کے
حاصل کرسکتا ہے پھر جب آپ کا نفس اس جسم مین آیا اور اسمین تصرف اور تدبیر کرنیکا
اوسکو حکم ہوا تو اللہ نے آپ کے نفس کے لیے ان قوتون کو آلہ بنایا اور اس تابوت کی
تدبیر مین جسمین اللہ تعالیٰ کی سکینہ ہے آپ کے نفس سے اللہ تعالیٰ کی مرادون کے
حاصل ہونے مین وہ قوتین وسیلہ اور ذریعہ ہین - پھر حضرت موسیٰ کو معہ تابوت
کے دریا مین پھینکدیا تاکہ وہ قوتون کے ذریعہ سے علوم کے مختلف شاخون کو حاصل کرین
اور اللہ نے اوس سے اونکو بتلادیا کہ اگرچہ روح انکی مدبر اور متصرف ہے اور
وہی اس سلطنت جسم کی بادشاہ ہے یا وہی روح انکے واسطے محافظ فرشتہ ہے مگر بغیر
اس تابوت کے وہ تدبیر نہین کرسکتی ہے اور اس ناسوت مین جسکو اشارات آلہی
اور حکمت ربانی مین تابوت کے لفظ سے تعبیر کرتے ہین قوتون کو اوسکے ساتھ کیا جو انہین
موجود ہین - اور حق تعالیٰ بھی عالم کی ایسی تدبیر و تصرف کرتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ بھی عالم
کے بغیر عالم یا اوسکی صورت کی تدبیر نہین کرتا ہے اور جیسے کہ بدن مین مدبر اور اور
متصرف روح ہے ویسی جسم عالم کا حق تعالیٰ روح ہے اور جیسے کہ روح اپنے بدن مین
بذریعہ قوتون کے تدبیر اور تصرف کرتی ہے ویسی حق تعالیٰ اپنے جسم عالم مین بذریعہ
اپنے اسما اور صفات کی تدبیر اور تصرف کرتا ہے پس حق تعالیٰ کو عالم سے ویسی نسبت
ہی جیسے روح کو بدن سے اور عالم کو حق تعالیٰ سے وہی نسبت ہے جو بدن کو روح سے
ہی پس حق تعالیٰ عالم کی تدبیر بغیر عالم کے نہین کرسکتا ہے - جیسے کہ ولد کا وجود والدین پر
موقوف ہے اور مسببات کا وجود اونکے اسباب پر اور مشروطات کا ہونا اونکے
شروط پر اور معلولات کا ظہور اونکی علتون پر اور مدلولات اظہار اونکی دلیلون پر
اور محققات اسم مفعول کا اونکی حقیقتون پر وجود اور ظہور موقوف ہے اور یہ سب
عالم مین داخل ہین اور ایک چیز کا وجود دوسرے پر موقوف ہونا

یہی حق تعالی عالم مین تدبیر ہے اور صورت عالم سے حق کے اسماے حسنی اور صفات
ذاتی مراد ہین جنسے حق تعالی کا نام رکھا گیا ہے اور اون سے وہ موصوف ہوا ہے پس جو
اسم کہ ہملوگون تک پہنچا ہے اور حق تعالی نے اوس سے اپنا نام رکھا ہی تو اوس اسم کی حقیقت
اور اوسکی روح عالم مین موجود ہے پس حق تعالی عالم کی تدبیر صورت عالم کے بھی نہین کرسکتا
ہی اور اسیواسطے اللہ نے حضرت آدم کے بارہ مین فرمایا جو عالم کے سرنامہ اور نمونہ ہین اور
حضرت الٰہی کے کل صفات کے جامع ہین اور اوسکی ذات اور صفات اور افعال کے مظہر
ہین کہ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ یعنی اللہ نے حضرت آدم کو اپنی صورت پر بنایا
اور اللہ تعالی کی صورت سواے حضرت الٰہی یعنے اسما وصفات کی دوسری چیز نہین ہے
پھر اللہ نے انسان کامل مین کل اسماے الٰہی کو موجود کیا اور وہ اسما اور اوسکی ذاتی نسبتین ہین
اور اسمین اون حقائق کو موجود کیا جو اللہ تعالی سے اس عالم کبیر اور مفصل مین ظاہر اور اوسکو عالم
کبیر کے لیے روح و روان بنایا اور اعلی اور اسفل کو کمال صورت کے سبب سے اوسکا
مسخر بنایا اور جس طرح کل اشیاے عالم اللہ کی تسبیح اور تحمید کرتے ہین ویسی ہی جتنی چیزین کہ عالم مین
ہین وہ سب اس انسان کامل کے مسخر ہین اور انسان کی خود کمال صورت اون چیزون
کو اسکی مسخر کردیتی ہے اور اوسکی حقیقت خود اوسکو مقتضی ہے بلکہ اللہ نے فرمایا بھی ہے
کہ وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا منہ اور اللہ نے اپنی طرف سے
تمھاری مسخر اون سب چیزون کو کردیا ہے جو زمینون اور آسمانون مین ہین پس جتنی چیزین
کہ عالم مین ہین وہ سب انسان کامل کے زیر تسخیر ہین اور جو اوسکو جانتا ہے اور وہی جانتا ہی
اور وہ جاننے والا انسان کامل ہے اور جو اوسکو نہین جانتا ہے وہی نادان ہے
اور وہی انسان صورت حیوان سیرت ہے - اور حضرت موسی کو تابوت مین ڈالنا اور
پھر تابوت کو دریا مین پھینکنا بہ سبب ظاہر ہین اونکے ہلاک ہونے کی صورتین تھین اور
باطن مین اونکے لیے قتل سے نجات کی صورت تھی - پھر حضرت موسی دریا مین پھینکے
جانے سے زندہ ہوے جیسے کہ نفوس جہل کی موت سے علم کی مدد سے زندہ ہوتے
ہین - چنانچہ خود اللہ تعالی فرماتا ہے کہ او من کان میتا جو جہل کی موت سے مردہ
تھا فاحییناہ پھر ہمنے علم سے اوسکو زندہ کیا وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس
اور ہمنے اوسکے لیے نور بنایا اوسی سے وہ لوگون مین چلتا پھرتا ہے اور وہ نور ہدایت ہے

کمن مثلہ فی الظلمات اوس شخص کے ایسی مثال ہے جو تاریکی مین ہو اور یہ
تاریکی ضلالت ہے لیس بخارج منھا اوس سے وہ نکل نہین سکتا ہے یعنے کبھی وہ
ہدایت نہین پا سکتا ہے پس امر آلہی کو قی نفسہ کوئی غایت نہین ہے جہان وہ ٹھہر سکے
پس ہدایت یہی ہے کہ انسان حیرت کی راہ پالیوے تاکہ وہ جان لے کہ یہ امر کل حیرت
ہی حیرت ہے۔ اور حیرت مین رنج و قلق اور حرکت ہوتی ہے اور جب سکون نہین ہے
تو موت بھی نہین ہے۔ اور جب وجود نہین ہے تو عدم بھی نہین ہے اور ایسی ہی پانی مین
ہی جس سے زمین کی زندگی ہے اور اس زمین بدن کی حرکت اس آیت سے ثابت ہی
فاھتزت اور جب اوسپر علم کا پانی گرتا ہے وہ جنبش اور اہتزاز مین آتی ہے اور قطرات
علم سے اوسکا حاملہ ہونا اس سے نکلتا ہے کہ وربت پھر وہ زمین اوس پانی سے بڑہتی ہے
اور پھولتی ہے پھر اوسکی ولادت اس سے ثابت ہے۔ وانبتت من کل زوج بھیج
اور وہ ہر قسم کے خوش جوڑون کو اوگاتی ہے یعنے پھر وہ زمین اپنے مشابہ چیزون کو
پیدا کرتی ہے یعنے اون چیزون کو پیدا کرتی ہے جو طبیعت مین اوسکے مثل ہوتی ہے
پس زمین بدن کو زوجیت یعنی جوڑا ہونا اوسی چیز سے حاصل ہوا جو کہ اوس سے
پیدا ہوئی اور اوس سے ظاہر ہوئی۔ ایسی حق تعالی کے وجود مین اوسکے مخلوقات
سے اوسکو کثرت ہوئی اور ایسی حق تعالی کے اسما مین اون چیزون سے تعدد ظاہر ہوا
جو علم مین ظاہر ہین اور یہ عالم اپنے پیدا کیے جانے سے اسما آلہیہ کے حقائق کا طالب
ہوا اور باری تعالی کے فلان فلان مختلف نام اوس سے پیدا ہوے پھر عالم کو اور
اوسکے خلائق کو کثرت کی احدیت ثابت ہوئی یعنی اوسکا عین واحد ہے اور اسما اور صفات
سے وہ کثیر ہے۔ اور باعتبار ذات کے وہ احدی العین ہے جیسے کہ جوہر ہیولی ہے
کہ باعتبار ذات کے وہ احدی العین ہے اور باعتبار اون صورتون کے جو اسمین
ظاہر ہین وہ کثیر ہین اور اون صورتون کا وہ ہیولی بذاتہ حامل ہے۔ یہی مثال
حق تعالی کے اون تجلی کے صورتون کے ساتھ ہے جو اوس سے ظاہر ہوئی ہین۔
پس حق تعالی اس احدیت معقول کے ساتھ عالم کی صورتون کا مظہر اور مجلی ہوا۔
تم اس تعلیم کی طرف نظر کرو کہ کیا خوب ہے اور حق تعالی اپنے بندون سے جسکو
چاہتا ہے اسکی اطلاع دیتا ہے اور جب فرعون کے متعلقین نے دریا مین درخت کے

پاس تابوت مین اونکو پایا تو اسیواسطے فرعون نے اونکا موسیٰ نام رکھا۔ کیونکہ قبطی زبان
مین مو پانی کو کہتے ہین اور سا درخت کو بولتے ویسیہی نام رکھا جس طرح اونکو
پایا تھا کیونکہ تابوت دریا مین درخت کے پاس ٹھہر گیا تھا پھر فرعون نے آپ کو قتل
کرنا چاہا تب اوسکی عورت نے اوس سے اونکے بارہ مین سفارش کی تو اوسمین وہ صرف
نطق الٰہی سے بولنے والی تھی۔ اور اللہ نے آسیہ عورت فرعون کو کمال کے لیے پیدا کیا تھا چنانچہ
رسول اللہ نے اوسکے بارہ مین اور حضرت مریم کے بارہ مین فضل وکمال کی شہادت
دی ہے جو مردونکے لیے ہے پھر اوس نے فرعون سے موسیٰ کے بارہ مین کہا کہ یہ
میری اور تمھاری دونون کی آنکھون کی ٹھنڈک ہے اوسکے آنکھون کی آپ سے
ٹھنڈک ہونے کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ وہ آپ کے سبب سے اوس کمال کو پہنچی جو اوسکو
حاصل ہوا اور فرعون کے قرۃ العین آپ اوسوقت ہوے جب اللہ نے ڈوبتے
وقت فرعون کو ایمان سے مشرف فرمایا پھر اللہ نے فرعون کو دنیا سے پاک صاف کیا
جسمین کسی قسم کی برائی نرہی۔ کیونکہ اوسکی روح ایمان لانے کے وقت قبض ہوی اورکسی
گناہ کے کرنیسے پیشتر اوسکی روح نے پرواز کیا اور اسلام کفر کے زمانہ کے گناہ کو بالکل محو کردیتا ہی
اور اللہ نے اوسکو اپنے اہل عنایت پر عالم مین رحمت کا ایک نشانی بنایا ہی تاکہ کوئی شخص اللہ کی
رحمت سے ناامید نہوے کیونکہ اللہ نے فرمایا کہ انہ لاییاس من روح اللہ الا القوم الکافرون
اللہ کی رحمت سے قوم کفار ہی ناامید ہوتے ہین پس اگر فرعون اوس قوم سے ہوتا جو اللہ کی رحمت
سے ناامید ہوتے ہین تو وہ کبھی ایمان لانے کی طرف قدم نہ بڑہاتا پس موسیٰ فرعون کے
لیے ویسیہی ہوے جیسا کہ فرعون کی عورت نے موسیٰ کے بارہ مین اوس سے کہا تھا
کہ انہ قرۃ عین لی ولک عسیٰ ان ینفعنا۔ یہ میرا اور تمھارا دونون کا قرۃ العین
ہی قریب ہے کہ یہ ہم دونون کو نفع دیگا۔ اور پھر ایسی واقع ہوا کہ اللہ نے اون سے
دونون کو نفع دیا اگرچہ وہ دونون یہ نہین جانتے تھے کہ یہی وہی نبی ہے جسکے ہاتھون پر
فرعون کا ملک ہلاک ہوگا اور اوسکی قوم اور اولاد ان سے ماری جائیگی اور جب اللہ نے
موسیٰ کو فرعون سے بچایا تو اونکی مان کا دل غم اور الم سے خالی ہوگیا۔ جو اونکو پہلے پہنچا تھا
پھر اللہ نے اونپر دوسری دودہ پلانے والیون اور اناون کو حرام کیا یہانتک
کہ اونھون نے اپنی مان کے سینہ کو قبول کیا اور اوس طرف وہ مائل ہوے پھر اونکی

مان اونکو دودہ پلایا کین تاکہ اللہ تعالیٰ موسیٰ سے اونکی مان کو پوری خوشی عنایت فرماوے اور یہی مثال علم شرایع کی ہے چنانچہ اللہ نے فرمایا کہ (لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا) اور ہین نے تم مین سے ہر ایک کے لیے طریقہ اور مذہب بنایا) اور جب منھاجا کو دو کلمہ سے مجملہ سمجھین اور اسپر وقف ہونے سے ہمزہ کا تلفظ ظاہر نکرین تو اوسکے یہ معنی ہوسکے کہ اوسی طریقہ سے یہ آیا ہے۔ پس اس قول مین اوس اصل کے طرف اشارہ ہے جس اصل سے یہ آیا ہے اور وہی اوسکی غذا ہے جیسے کہ درخت کی شاخون کی غذا ہمیشہ اوسکی جڑ سے ہوتی ہے اور جو کہ ایک شریعت مین حرام ہی وہ دوسری شریعت مین حلال ہی اور پھر اس قول کا جو مین نے کہا کہ وہ دوسری شریعت مین حلال ہے یہ مطلب ہے کہ بظاہر یہ اوسکی صورت مین ہے اور حلال ہے ورنہ نفس الامر مین یہ عین وہ شے نہین ہے جو گذر گئی۔ کیونکہ امر وجود مین ہمیشہ تجدد امثال ہے اور ایک صورت کا مکرر وجود نہین ہوتا ہے اور مین نے ایک شریعت مین کسی چیز کے حرام ہونے اور دوسرے مین اوسکے حلال ہونے سے ایسے امر کی تنبیہہ کی ہے اور حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بارہ مین اسی معنی کو تحریم مراضع کے لفظ سے کنایہ فرمایا ہے (یعنے مین نے اونپر دوسری دودہ پلانے والیون کو حرام کیا یعنے اور پہلی شریعتون کو مین نے اونپر حرام کیا اور نئی شریعت اونکو دی) اور شریعت کو مرضعہ سے اسواسطے تشبیہہ دی کہ جیسے مرضعہ بچہ کو دودہ پلاتی ہے ویسی شریعت علم اور معارف بتلاتی ہے اور علم اور دودہ مین جو مناسبت ہے وہ رسول اللہ کی تعبیر خواب مین مکرر گذر چکی ہے (اور لڑکے کی مان اصل مین وہ ہے جو اوسکو دودہ پلاوے اور جو اوسکو جنتی ہے وہ اوسکی اصل مان نہین ہے کیونکہ جو مان اوسکو جنتی ہے وہ اوسکی بطور امانت کے حامل ہے جو بچہ کی اسین تکوین ہوتی ہے اور وہ اوسکے حیض کے خون کی غذا کرتا ہے جو زمانہ حمل مین اوسکا جریان بند ہو جاتا ہے اور اس غذا مین اوسکی مان کا ارادہ نہین ہوتا ہے تاکہ بچہ پر اوسکا احسان اور امتنان صحیح ہو کیونکہ وہ ایسی چیز کو غذا کرتا ہے کہ اگر اوسکی وہ غذا نکرتا اور وہ خون اوس سے نہ نکلتا تو عورت مرجاتی یا بیمار ہو جاتی۔ بلکہ بچہ کا اوسکی مان پر احسان ہے کہ اوس نے اوس خون کو غذا کیا اور بڑی بھاری مضرت سے مان کو بہ نفس خود بچایا۔ اور اگر وہ خون اوسمین رک جاتا اور

نہ نکلتا اور بچہ اوسکی غذا نہ کرتا تو نہایت ہی سخت مصیبت وہ اوٹھاتے اور دودھ پلانے
والی اس طرح نہین ہے بلکہ اس نے اپنے دودھ پلانے سے بچہ کو زندہ رکھنے اور بچانیکا
ارادہ کیا ہے پھر اللہ تعالی نے موسیٰ علیہ السلام کی مان کو اونکی رضاعت بھی بخشی تاکہ کسی
دوسری عورت کو سوا اے اونکے ولادت کے مان کی موسی علیہ السلام پر فضیلت نہو۔
اور اونکی پرورش سے اونکی مان کی آنکھین بھی ٹھنڈی ہون اور وہ اپنی گود مین بیٹے کے
نشو ونما کو مشاہدہ کرین اور اونکو کسی طرح کا غم نہو اور اونکو اللہ نے تابوت کے غم سے
بھی نجات بخشی پھر حضرت موسیٰ نے اوس علم آلہی سے جو اللہ نے انکو بخشا طبیعت کے
ظلمتون اور تاریکیون کو طے کیا۔ اگرچہ آپ بالکلیہ طبیعت سے نکلے نہ تھے اور اللہ نے
انکو خوب آزمایا اور بہت امتحان لیا اور اکثر مقامون مین جانچا تاکہ آپ کی طبیعت کو اللہ تعالی
کی بلاؤن پر صبر کرنے کی عادت ہوجاوے اور آپ کے دل مین صبر قرار پکڑے لیس
پہلے بار اللہ نے جو آپ کو آزمایا ہے وہ آپ کے ہاتھ سے قبطی کا قتل کیا جانا تھا یعنے اللہ
نے آپ کو اسکا الہام کیا اور آپ کے لطیفہ سر مین اسکی آپ کو توفیق دی اگرچہ آپ کو اس کا
علم نہو الیکن آپ اپنے دل مین اوسکے قتل ہونے کے غم سے کچھ مغموم نہوے اور اوسکے
ساتھ بھی آپ اسپر واقف نہوے اور آپ اس بارہ مین امر آلہی آنے کے منتظر رہے
تاکہ آپ کو یقین ہو کہ یہ مجھسے نہین ہلاک ہوا ہے بلکہ وہ اللہ سے میرے ہاتھ پر ہلاک ہوا ہے
کیونکہ نبیون کا دل کبائر سے معصوم اور پاک ہوتا ہے اور اونکو اوس چیز کے بغیر اوسکی
خبر دے جانے کے وقوف نہین ہوتی ہے اور اسیواسطے حضرت خضر علیہ السلام نے
اونکو لڑکے کے قتل کو دکھلایا تب حضرت موسیٰ نے حضرت خضر کے اس قتل کو برا جانا
اور اونھون نے اپنے ہاتھ سے قبطی کے قتل کیے جانے کو نہین یاد کیا۔ پھر حضرت خضر
نے اون سے فرمایا کہ ما فعلتہ عن امری مین نے اسکو اپنے حکم سے نہین کیا ہے
اس سے اونھون نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے مرتبہ پر متنبہ فرمایا کہ قبل خبر دیے جانے
یا حکم ہونے کے یہ کسی فعل کو نہین کرتے ہین کیونکہ نفس الامر مین یہ لوگ معصوم ہوتے
ہین اور انکی کوئی حرکت بھی بے حکم نہین ہوتی ہے اگرچہ اونکو اوس امر پر فی الحال
وقوف نہ حاصل ہو۔ اور ایسے ہی اونکو خضر علیہ السلام نے کشتی پھاڑ کر دکھلایا کہ اس قتل کا
ظاہر ہلاک تھا اور اوسکا باطن غاصب کے ہاتھ سے نجات اور بچنا تھا اور

حضرت خضر کا یہ فعل اونکے تابوت کے مقابلہ مین مطابق تھا جو دریا مین بہا دیا گیا تھا کیونکہ اسکے بھی ظاہر صورت مین ہلاک اور باطن مین نجات تھی اور اس فعل کو اونکی مان نے غاصب فرعون کے ڈر سے کیا تھا۔ کہ ایسا نہو کہ وہ ظلماً میرے بچہ کو ذبح کر ڈالے اور مین اپنے دونون آنکھون سے اس فعل کو دیکھتی رہون۔ لیکن اونکی مان نے بھی وحی سے یعنے الہام الٰہی سے اونکو تابوت مین رکھکر دریا مین ڈال دیا تھا اور اونکے مان کو خود اس الہام کی خبر نہ تھی۔ پھر اونھون نے اپنے دل مین ایسا معلوم کیا کہ مین ہی اس بچے کو دودھ پلاؤنگی۔ اور جب یہ اون پر ڈرین تو اونکو دریا مین ڈال دیا۔ کیونکہ ضرب المثل ہے۔ عین لا تری قلبٌ لا یفجع۔ جب آنکھ دیکھتی نہین ہے تو دل اوسپر ویسا گریہ وزاری بھی نہین کرتا ہے۔ ہر کہ از نظر دور از دل دور۔ اسی کے قریب قریب ہے۔ پھر اونکو بالمشاہدہ آنکھون سے دیکھنے کا جو ڈر تھا وہ نہ رہا اور نہ اونکو بالمشافہہ روبرو کی مصیبتون کا غم رہا اور اونکا گمان غالب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ پھر اس بچے کو میرے پاس صحیح وسالم لائیگا۔ اور جب اللہ کے ساتھ انکا نیک گمان تھا تو اس گمان غالب اور امید قوی پر یہ زندگی بسر کرتے رہین اور امید خوف اور یاس کا مقابل ہے اور جب انکے دل مین لڑکے کو دریا مین پھینکنے کا الہام ہوا تو اونھون نے کہا کہ شاید یہ وہی رسول ہے جسکے ہاتھ سے فرعون اور قوم قبط ہلاک ہونگے پھر وہ زندگی بسر کرتے رہین اور اس وہم پر اور اپنے گمان غالب پر وہ خوش تھین۔ اور انکا یہ گمان اللہ کے نزدیک اصل مین یقینی تھا۔ ایسے ہی موسے علیہ السلام قبطی کو مار کر ظاہر مین خوفناک بھاگے اور اصل مین نجات اور ذریعہ اونکے کمال کا تھا۔ کیونکہ حرکت ہمیشہ محبت کی نظر سے ہوتی ہے اگرچہ وہ آدمی جسکی نظر اس حکمت مین ہوتی ہے دوسرے اسباب سے وہ اوس سے محجوب ہوتا ہے کیونکہ بظاہر خوف یا غضب اوس کے سبب پڑتے ہین۔ اور اصل مین یہ اسباب اوسکے محرک نہین ہین اوسکا سبب یہ ہے کہ در اصل عالم نے اوس عدم سے وجود کی طرف حرکت کیا ہے جس مین وہ پہلے ساکن تھا اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ وجود وسکون سے حرکت کرنے کو کہتے ہین پس وہ حرکت جو عالم کا وجود ہے تو یہ محبت کی

حرکت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر ہم لوگون کو اس قول سے
تنبیہہ فرمایا ہے کہ کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف مین گنجینہ نہان تھا
پھر مین نے اپنے ظاہر ہونے کو دوست رکھا پس کاشکے یہ محبت نہ ہوتی تو
عالم کا وجود عیانی نہوتا۔ پس عالم کی حرکت عدم سے وجود کی طرف بعینہ
اوس کے موجد کی محبت کی حرکت ہے کیونکہ عالم بھی اپنے نفس کو وجود مین مشاہدہ
کرنے کو دوست رکھتا ہے جیسے کہ اوس نے اپنے نفس کو ثبوت مین مشاہدہ
کیا ہے پس ہر حال مین عالم کی حرکت عدم ثبوتی سے وجود عیانی کیطرف حق تعالی
اور اوس کی جانب سے محبت کی حرکت ہے کیونکہ کمال بذاتہ محبوب شئے
ہے اور اللہ تعالے کو اپنی ذات کا علم باعتبار اوس کے غنا و ذاتی کے
عالم والون سے حاصل ہے لیکن مرتبہ علم کا تکملہ حادث علم سے ہوتا ہے
جو ان اعیان عالم سے حاصل ہوتے ہین۔ جب یہ موجود ہون پھر
علم کے کمال کی صورت حادث اور قدیم دونون علمون سے ظاہر ہوتی ہے
اور مرتبہ علم کا تکملہ دونون طریقون سے ہوتا ہے۔ اور اسی طرح
سے۔ مراتب وجود کا بھی تکملہ ہوتا ہے کیونکہ حق تعالی کا وجود ازلی اور
غیر ازلی دونون ہے اور وہی حادث ہے اور وجود ازلی حق تعالی
کا وجود ہے اور غیر ازلی حق تعالی کا وجود صورت عالم کے
سامنے ہے جو علم الٰہی مین ثابت تھا اور اسی کا حدوث نام ہے کیونکہ اسوقت
مین عالم کے بعض نے بعض کو ظاہر کیا اور حق تعالی خود عالم کی صورت مین
ظاہر ہوا پس اب وجود کامل ہوگیا۔ اور عالم کی حرکت کمال کے واسطے
محبت کی راہ سے ہے۔ کیا تم نہین دیکھتے کہ جب حق تعالے اعیان عالم کے
نہ ظاہر ہونے سے اور اون کے کمالات کے اعیان خارجی مین مشہود نہ ہونے
سے کرب وقلق پاتا تھا تو اوس نے اسمائے الٰہیہ سے کیسے تنفس لیا پس حق تعالی
کو بھی راحت محبوب ہوئی اور وہ راحت اوسکو عالم شہادت مین اشیاء کے
وجود صوری اعلی اور اسفل سے حاصل ہوئی۔ پس ثابت ہوا کہ حرکت ہمیشہ
محبت کی نظر سے ہوتی ہے اور موجودات مین جتنی حرکتین ہین وہ سب

جنبی اور منسوب بہ محبت ہین۔ اور عالمون سے جو حقائق کا عالم ہے وہ اوسکو
جانتا ہے اور اون سے جو احکام کے عالم ہین تو وہ سبب قربت کے ساتھ
محجوب ہین۔ کیونکہ یہ اسباب قریبہ اونپر حاکم ہین اور اونکے نفسون پر انکا غلبہ
ہے اور جب موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے قبطی مارا گیا تو موسے علیہ السّلام
ہمیشہ پر خوف رہتے اور خوف ہی کو دیکھا کرتے اور اس خوف مین مارے
جانے سے نجات کی محبت متضمن تھی پھر جب آپ بہت ڈرے تو بھاگ گئے
اور اصل مین یہ ہے کہ جب آپ کو فرعون سے اور اوس کے فعل سے بچنے
کی بہت محبت ہوئی تو آپ چلے گئے۔ پھر آپ نے حضرت شعیبؑ سے ملنے
کے وقت اسی قریب سبب کو بیان فرمایا جسکو ہمیشہ آپ دیکھا کرتے تھے اور
یہ سبب قریب حب نجات کے لیے مثل صورت جسمیہ انسان کے ہے اور
حب نجات اسمین ایسی متضمن ہے جیسے کہ جسد مین روح مدبر بدن متضمن ہے
اور انبیاء علیہم السلام کو ظاہری زبان بھی ہوتی ہے جس سے وہ عموماً حجاب
والون سے کلام کرتے ہین اور اونکا اعتماد کرنا سننے والے اور جاننے والے
کی سمجھ پر ہوتا ہے تو اسی واسطے انبیا علیہم السلام ہمیشہ کلام مین عوام کا اعتبار
کرتے ہین کیونکہ وہ لوگ اہل فہم کے مرتبہ کو جانتے ہین چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اس مرتبہ کو عطیات کے بارہ مین تنبیہ فرمائی ہے اور فرمایا
انی لاعطی الرجل وغیرہ احب الیّ منہ مخافۃ ان یکبہ اللہ
فی النار مین یہ چیز کسی شخص کو دیتا ہون اور اوسکے سوا دوسرا مجھکو
اوس سے زیادہ محبوب ہے لیکن اوسکو اس خوف سے وہ چیز دیتا ہون کہ اللہ
اوسکو دوزخ مین سرنگون نکرے۔ پس رسول اللہ نے بھی اس حدیث مین
اوس ضعیف العقل اور ضعیف النظر کو اعتبار کیا جس پر طمع اور زنگ دل غالب
ہے ایسی اون علمون کی مثال ہے جسکو انبیاء علیہم السلام نے پایا ہے اور جن
علوم کو انبیاء علیہم السلام نے پایا ہے تو اوسپر اوس کے اصلی مفہوم سے
ایک خفیف سا پردہ ہوتا ہے تاکہ ہر شخص اوس پردہ پر ٹھہر جاوے خواہ اوسکو
غرض ہو یا غرض نہو اور وہ کہتا ہے کہ کیا خوب پردہ ہے اور اوسکو

نہایت ہی عمدہ درجہ مین دیکھتا ہے اور باریک سمجھ والے جو غواصی کرکے حکمتون کے
موتیون کو نکالتے ہین کہتے ہین کہ اس عطیہ پر بادشاہ سے خلعت فاخرہ کا پردہ کیون
ڈالا گیا۔ پھر وہ لوگ خلعت فاخرہ مین نظر کرتے ہین اور دیکھتے ہین کہ اسپر کس قسم کے
کپڑے کا پردہ ہے پھر اس سے وہ لوگ اوس چیز کی قدر و منزلت پہچان لیتے ہین
جس پر خلعت کا پردہ ڈالا گیا ہے پھر اس سے وہ ایسے علم پر واقف ہوتا ہے جو
اوسکے سوا ے دوسرے کو نہین ہے جسکو ایسے خلعت فاخرہ کی قدر و منزلت
نہین ہے اور نہ اوسکو اوس چیز کے تمیز کا علم ہے۔ اور جب انبیا اور رسل
علیہ السلام اور اونکے ورثہ نے جانا کہ عالم مین خاص کر اون کی اُمت مین ایسے
لوگ ہونگے جو اس درجہ مین ہونگے۔ تو وہ لوگ قصداً ظاہری زبان سے
ایسے کلمات بولے جس سے خاص اور عام مین اشتراک ہے اور خاص لوگ اوس
سے سوا ے اوس کے کہ عام لوگ سمجھتے ہین اور لوگ وہ بھی سمجھین تاکہ
اوس پر خاص کا نام پورا پورا صادق آوے جس سے وہ عامی سے ممتاز رہے ہے
اسی واسطے ان علوم کے پہچاننے والون نے اسیقدر ظاہری زبان پر کفایت
کی ہے۔
اور اس آیت ففردت منکم لما خفتکم۔ کی یہی حکمت ہے اس کے معنے یہ ہین
کہ جب مین تمسے ڈرا تو مین تمسے بھاگا اور یہ نفرمایا کہ مین عافیت اور سلامت کی
محبت مین بھاگا۔ پھر حضرت موسیٰؑ شہر مدین مین آئے وہان اونھون نے دو لڑکیون کو
پایا اور آپ نے ان دونون کو بے مزدوری پلایا پھر آپ سایہ الٰہی کی طرف لوٹے اور فرمایا کہ
رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر۔ اے میرے پروردگار مین اوس چیز کا محتاج اور فقیر
ہون جو تونے مجھپر اوتارا ہے پس حضرت موسیٰؑ نے عین اپنے پانی پلانے کے فعل کو
عین وہ چیز قرار دیا جو اللہ نے اونپر اوتارا ہے اور اپنے نفس کو اوس چیز مین جو اللہ
کے پاس ہے حق تعالیٰ کی طرف فقر سے موصوف فرمایا۔ اور جب خضر علیہ السلام
نے بے مزد کے دیوار کھڑی کی اور موسیٰ علیہ السلام نے اسکو دیکھا تو بھولکر
نے حضرت خضر پر عتاب فرمایا اور کہا کہ ولو شئت لاتخذت علیہ اجرا
اگر آپ چاہتے تو اسکی اجرت لیتے۔ اس مین خضر نے موسیٰ علیہ السلام

گویا دلایا کہ تمنے بھی بلا اجرت لینے کے پانی پلایا تھا اسکے سوا اور بہت حالات ہین جنکو
خضر علیہ السلام نے موسی علیہ السلام کو یاد نہین دلایا۔ اسی واسطے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تمنا کی کہ کاشکے موسیٰ چپ رہتے اور حضرت خضرؑ کے فعل پر وہ اعتراض
نکرتے تو اللہ تعالیٰ ہم لوگون سے اون دونون کے قصہ کو بیان فرماتا اور ہم اوسے
جانتے کہ کن کن فعلون کے کرنے کی موسی علیہ السلام کو اللہ نے توفیق دی اور اون کو
اوس سے بیخبر ہوئی ۔ کیونکہ اگر موسی علیہ السلام اون فعلون کو واقفیت کرتے تو خضرؑ
پیراون کے فعلون سے انکار نہ کرتے جنکی شواہد خود حضرت موسی علیہ السلام کے
پاس اللہ نے دیدیا تھا۔ اور اللہ نے آپ کو پاک اور عادل بنایا تھا اسکے ساتھ بھی
حضرت موسیٰؑ کی نظر اونکے تزکیہ خاطر پر نہ پڑی اور خضرؑ نے اونکے ساتھ لینے مین جو
شرط کی تھی اوس سے بھی آپ کو غفلت ہوئی اور یہ ہلوگون پر رحمت ہے تاکہ جب
ہم لوگ اللہ کے حکم کو فراموش کر جاوین تو وہ ہم لوگون سے اوسپر مواخذہ نکرے
جیسے حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ کے سہو پر مواخذہ نکیا۔ اور اگر موسی علیہ السلام
ان اسرار کے عالم ہوتے تو حضرت خضرؑ کبھی اون سے نہ فرماتے کہ مالم تحط بہ خبرا
یعنے مین وہ باتین جانتا ہون جسکی تمکو خبر نہین ہے اور وہ ذوق سے تمکو حاصل نہین
ہین۔ جیسے کہ تمکو بھی بہت ایسی چیزین معلوم ہین جنکو مین نہین جانتا ہون پس حضرت
خضرؑ نے اسمین خوب انصاف فرمایا اور تیسرے بار کے سہو سے حضرت موسی کے
فراق کی حکمت یہ ہے کہ رسولؐ کے بارہ مین اللہ نے فرمایا کہ ما اتیکم الرسول
فخذوہ وما نہیکم عنہ فانتہوا یعنی جو کچھ تمکو رسول دیوے تو اوسکو تم لے لو اور جس چیز سے
تمکو وہ روکے تو تم اوس سے باز رہو۔ پھر اللہ والے علما جو رسولؐ اور رسالت کی قدر و منزلت
جانتے ہین وہ اس قول پر توقف کرتے ہین۔ اور حضرت خضرؑ جان چکے تھے کہ موسی علیہ السلام
اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہین اور منتظر تھے کہ ان سے کیا واقع ہوتا ہے یعنے ان سے کیا فعل صادر
ہوتا ہے تاکہ وہ جیسا کہ چاہیے رسول کے ساتھ ادب کو پورا کرین پھر حضرت موسیٰؑ نے
خضرؑ سے فرمایا کہ ان سالتک بعدھا فلا تصاحبنی ۔ اگر مین اسکے بعد تم سے
پوچھون تو تم مجھکو ساتھ نہ رکھو۔ اسمین آپ نے اپنے کو اونکی صحبت سے منع فرمایا پھر جب
آپ سے تیسرے بار اعتراض واقع ہوا تو حضرت خضرؑ نے کہا کہ ھذا فراق بینی و بینک

له یہ حدیث متفق علیہ ہے اور صحاح مین موجود ہے ۱۲ منہ

یہی ہم مین اور تم مین فراق ہی اور حضرت موسیٰ نے اسوقت یہ نفرمایا کہ ایسا نکرو یا اونکے
صحبت کے پھر طالب نہ ہوے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام اوس مرتبہ کو جانتے تھے جسمین وہ
تھے اور اوسی مرتبہ نے انکی زبان سے کہلا دیا کہ مین اگر پھر ایسا کرون تو تم مجھکو صحبت
مین نہ رکھو۔ اسیواسطے حضرت موسیٰؑ چپکے ہو رہے اور دونون مین مفارقت ہوئی۔
تم ان دونون بزرگون کے کمال علم کو دیکھو اور اونکے ادب الٰہی کے حق کے پورا کرنے
پر غور کرو اور حضرت خضرؑ کے انصاف کو دیکھو کہ اونھون نے موسیٰؑ کے سامنے اقرار کرلیا
کہ مین اوس علم پر ہون جسکو اللہ نے مجھے بتلایا ہے اور تم اوسے نہین جانتے ہو۔ اور
تم بھی اوس علم پر ہو جسے اللہ نے تمکو بتلایا ہے اور اوسے مین نہین جانتا ہون پس
حضرت خضرؑ کا حضرت موسیٰؑ کو اسکی اطلاع دینا گویا اونکے اوس زخم کی دوا ہوئی جو و
کیف تصبر علی ما لم تحط بہ خبرا کے کہنے سے حضرت موسیٰؑ کے دل پر زخم لگا تھا۔
اسکے معنی یہ ہین کہ جس چیز کی تمکو خبر نہین ہے تم اوسپر کیونکر صبر کروگے۔ حالانکہ حضرت
خضرؑ حضرت موسیٰؑ کی رسالت کے عالی پایہ سے واقف تھے۔ اور وہ پایہ حضرت خضرؑ
کو حاصل نہ تھا۔ اور یہ مرتبہ امت محمدیہ مین ظاہر ہوا۔ اور وہ درخت خرما کے کاٹے جانے
کی حدیث مین ہے۔ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ انتم اعلم
بامور دنیاکم۔ تم لوگ دنیا کے کامون مین مجھسے زیادہ جاننے والے ہو۔ اور
اس مین شک نہین ہی کہ کسی چیز کا جاننا اوسکے نہ جاننے سے بہتر ہے اسی واسطے
اللہ نے اپنی مدح مین فرمایا ہی کہ انہ بکل شیٔ علیم۔ وہ سب چیزون کا جاننے والا
ہے۔ پس رسول اللہؐ نے صحابہ کرام سے اسمین اقرار کیا کہ تم لوگ دنیا کی مصلحتین
مجھسے زائد سمجھتے ہو کیونکہ آپ کو دنیا کے کا تجربہ نہ تھا اور دنیا کے علوم ذوق اور تجربہ
سے متعلق ہین۔ اور آنحضرت کو اسکے جاننے کی فراغت نہ تھی بلکہ آپ کا شغل بہت
بڑے بڑے کامون اور علمون مین تھا۔ اور مین نے تمکو بہت ہی بڑے ادب کی تنبیہ کی
ہی اگر تمھارا نفس اسپر عامل ہو تو تم نفع پاؤگے۔ حضرت موسیٰ فرماتے ہین کہ فوھب
لی ربی حکما پھر میرے مالک نے مجھکو حکومت بخشی آپ کی مراد اس سے خلافت ہے
وجعلنی من المرسلین۔ اور مجھکو رسولون سے ایک رسول بنایا۔ اسکا مراد اس سے
رسالت ہی اور ہر رسول کا خلیفہ ہونا ضرور نہین ہے کیونکہ خلیفہ

مالک بر طرفی اور بحالی کا ہوتا ہی اور رسول ایسا نہین ہوتا ہے کیونکہ اسپر صرف رسالت
کا پہنچا دینا ہے۔ اور اگر وہ رسالت پر قتال کرے اور تلوار سے اوسکی تائید کرے تو
وہ بیشک خلیفہ اور رسول دونون ہے اور جیسے کہ ہر نبی رسول نہین ہے ویسے ہی
ہر رسول خلیفہ نہین ہے یعنے اوسکو ملک اور حکومت دونون نہین دی گئی ہے۔ اور
فرعون کی ماہیت الٰہیہ سے سوال کرنے کی یہ حکمت تھی کہ وہ دیکھے کہ خدا کی رسالت
کے دعوی پر کیا جواب دیتے ہین اور وہ رسولون کے علم الٰہی کے مرتبہ سے واقف
تھا اور اسکو اوس نے نادانی سے نہین پوچھا تھا۔ بلکہ اس لیے دریافت کیا تھا کہ اونکے
جواب سے اونکے دعوی کی تصدیق پر وہ استدلال کرے اور اوس نے حاضرین کے
سبب سے سوال مین ابہام رکہا تھا۔ تاکہ حضرت موسیٰؑ اون سے اسطور سے
حق تعالی کی طرف تعریف یا تحدید فرمادین جسے وہ لوگ نہ سمجھین اور فرعون خود اوسکو
اپنے دل مین سمجھ گیا تھا۔ کیونکہ اوس نے سوال ہی اس موقع کا کیا تھا۔ پھر جب حضرت
موسیٰؑ نے اوسکو عالمانہ صحیح جواب دیا۔ تب فرعون نے اپنی عزت اور منزلت باقی رکہنے
کے لیے ظاہر کیا کہ موسیٰؑ نے جواب مطابق سوال کے نہین دیا تاکہ حاضرین کو ظاہر ہو کہ
فرعون موسیٰؑ سے زیادہ عالم ہے اور ظاہر مین یہ جواب سوال کے مطابق نہ تھا اور فرعون
اسکو پہلے ہی جان چکا تھا کہ وہ یہی جواب دینگے۔ تو فرعون نے اپنے اعیان مملکت
اور ارکین سلطنت سے کہا کہ ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون یہ جو اپنے زعم
پر تمہارے پاس رسول بھیجا گیا ہے اوس سے میرے سوال کا علم مخفی اور پوشیدہ
ہے کیونکہ حق تعالی کی حقیقت کا علم کبھی تصور مین نہین آتا ہے اور سوال صحیح ہی
کیونکہ ماہیت سے سوال عین مطلوب کی حقیقت سے سوال ہے اور ضرور ہے کہ
وہ فی نفسہ کسی حقیقت پر ہو جو غیر مین نپائی جائے۔ اور جن لوگون نے کہ حد کو جنس
اور فصل سے مرکب بنایا ہے تو وہ اون ماہیتون مین ہے جنمین اشتراک واقع ہوتا ہی
اور جسکے لیے کہ جنس نہین ہے تو اوسکو ضرور نہین کہ وہ فی نفسہ کسی حقیقت پر
نہو جو غیر مین نپائی جاوے پس اہل حق اور اہل علم اور عقل سلیم سب کے نزدیک
یہ سوال صحیح ہے اور اسکا جواب وہی ہوگا جسکو موسیٰؑ نے جواب
مین کہا ہے کیونکہ بسیط کی تعریف ہمیشہ اوس کے لوازمات سے ہوتی ہی

اور یہان جواب مین ایک راز ہی کیونکہ حضرت موسیٰ نے حق تعالی کے حد ذاتی کے مسائل
اوسکی ربوبیت کے فعل سے جواب دیا ہے اور اونھون نے حق تعالی کی اضافت کو جو
صور عالم کے مظاہر کی طرف ہے یا اوس چیز کی طرف ہے جسمین خود عالم کی صورتین
ظاہر ہین اوسکا عین حد ذاتی قرار دیا ہے - گویا حضرت موسیٰ نے فرعون کو اوسکے
سوال وما رب العالمین کے جواب مین کہا کہ رب العالمین وہ ہی جسمین بالاے آسمان
سے زیر زمین تک عالم کی صورتین ظاہر ہین - یا رب العالمین وہ ہی جو عالم کی صورتون مین
خود ظاہر ہے ان کنتم موقنین - اگر تم اہل ایمان اور ایقان ہو - اور جب فرعون نے اپنے
ارکین سے کہا کہ یہ مجنون ہے اور مجنون کے وہی معنی ہین جسکو مین ابھی بیان کرچکا ہون
تو موسیٰ نے زیادہ بیان کرنا چاہا تاکہ فرعون کو علم الٰہی مین آپ کی وسعت علم معلوم ہو کیونکہ
موسیٰ جانتے تھے کہ فرعون کو یہ امر معلوم ہے تب آپ نے فرمایا کہ رب المشرق والمغرب
وما بینہما اور رب العالمین وہ ہے جو مشرق اور مغرب اور اون دونون کے
درمیان کی چیزون کا رب ہے اسمین آپ نے ایسی چیز کو بیان فرمایا جو ظاہر ہوتا ہی
اور چھپتا ہے اور اسکے مقابلہ مین اللہ تعالی نے فرمایا کہ وھو الظاھر والباطن وھو بکل
شئ علیم ؕ اور حق تعالی ہی ظاہر اور باطن دونون ہے اور وہی ہر چیز کا جاننے والا
ہے ان کنتم تعقلون - اگر تم لوگ صاحب تقیید ہو کیونکہ عقل کے معنی تقیید ہی کے
ہین - پس پہلا جواب ایقان والون کا جواب تھا - اور وہ لوگ صاحب کشف و وجدان
ہین - اور مین نے تمکو اوس چیز کو بتلایا ہے جسے تم اپنے شہود اور وجدان مین یقین کرچکے
ہو - اور اگر تم لوگ اس قسم سے نہین ہو تو مین دوسرے طور سے تمھارے سوال کا جواب
دیچکا ہون ان کنتم تعقلون اگر تم لوگ پابند عقل اور اہل تقیید ہو اور اگر تمنے حق تعالی کو آئینہ
محصور کردیا جسمین تمھاری عقل نے تمھین دلیل بتلائی ہے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے دونون جہت کشف اور عقل سے اوسکو جواب دیا تاکہ فرعون کو آپکی فضیلت
اور سچائی معلوم ہو اور حضرت موسیٰ نے جانا کہ فرعون کو معلوم ہے اور اگر نہین معلوم
ہے تو اوسکو میرے جواب سے معلوم ہوگا کیونکہ جب فرعون نے ماہیت سے سوال
کیا تو موسیٰ نے جانا کہ اوس کا سوال متقدمین کی اصطلاح پر نہین ہے کیونکہ صرف ما سے
اجزا والی چیزون سے سوال کرتے ہین اور وہ لوگ اوس چیز کی ماہیت کے سوال کو

جائز ہی نہین رکھتے ہین جسکی تحدید جنس اور فصل سے نہوتی ہو پھر جب حضرت موسی علیہ السلام
نے جانا کہ فرعون نے اونکی اصطلاح سے سوال نہین کیا ہے آپ نے جواب دیا اور اگر
یہ جانتے کہ اس نے اونکی اصطلاح سے سوال کیا ہے تو آپ فرعون کے سوال مین
خطا نکالتے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے امر مسئول عنہ کو عین عالم قرار دیا تو فرعون
نے ان لفظون سے خطاب کیا اور قوم کو اصل مطلب سے خبر نہین فرعون نے کہا کہ
لئن اتخذت الٰہا غیری لاجعلنک من المسجونین - اگر تم میرے سوا کسی خدا کو اختیار
کروگے تو مین تمکو زندانیون مین رکھونگا - اور سجن مین جو سین ہے وہ حروف زوائد
سے ہے پس سین کے گرا دینے کے بعد مادہ مجنونین کا باقی رہتا ہے جسکے معنے چھپانے
کے ہین یعنے مین تمکو چھپا لونگا کیونکہ تمنے ایسا جواب دیا ہے جس سے ہمارے ہی قول
کی تائید ہوتی ہے (فرعون کی تائید جواب سے اس طرح ہوتی ہے کہ حضرت موسیٰ ع
نے عالم کو عین حق قرار دیا اور عالم مین وہ بھی ہے تو اوسکو بھی وہ دعوی صحیح ہے
کیونکہ انسان عالم کا نسخہ ہے پس وہ کہتا ہے کہ مین اس اعتبار سے عالم کا عین ہوا)
اور اگر تم اے موسیٰ مجھ سے کہو کہ تمنے مجھکو زندان کی وعید سے کیون ڈرایا اور اپنے
سے علیحدہ کیون مانا حالانکہ ہم سب کا عین ایک ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ مرتبہ نے
عین مین فرق و امتیاز کیا ہی اور عین بنفسہ تفرقہ اور انقسام نہین ہے لیکن اے موسیٰ ع
اب میرا مرتبہ تم مین بالفعل حکم کر رہا ہے اور باعتبار عین کے مین تم ہون اور تم مین
ہو یعنے میرا اور تمھارا دونون کا عین ایک ہے اور باعتبار رتبہ کے مین تمھارا غیر ہون
اور تم میرے غیر ہو اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے اسبات کو سمجھا تو
اونھون نے اوسکا حق پورا کیا - اور اوس سے فرمایا کہ تم اسپر قادر نہین ہوا اور
جو مرتبہ کہ فرعون کو حاصل تھا وہ خود بخود فرعون سے شہادت دے رہا تھا کہ تم اوسپر قادر
ہوا اور تمھارا اثر اوسمین ظاہر ہو سکتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ فرعون کے مرتبہ مین تھا
اور ایسی صورت مین اوسکا ظہور تھا جسکو اوس مرتبہ پر حکم اور اثر تھا جسمین موسیٰ ع
علیہ السلام اوس مجلس مین ظاہر تھے پھر حضرت موسیٰ ع نے اوس سے فرمایا اور اپنی
آپ اون چیزون کو ظاہر کرتے ہین جو فرعون کو اوپر ظلم و تعدی کرنے سے روکے
(ولو جئتک بشیء مبین - کیا اگر مین تیرے پاس کوئی صاف دلیل لاؤن تو بھی پھر

فرعون کو اونسے سوا اس کہنے کے اور کچھ بن نہ پڑا کہ فأت بها ان كنت من الصدقين۔
اگر تم سچے ہو تو اوسکو لاؤ تاکہ فرعون اپنے قوم کے ضعیف عقل والون مین بے انصاف
نہ ظاہر ہو کہ وہ لوگ فرعون مین شک کرتے۔ اور یہ وہ گروہ تھا جنکو فرعون نے بہت
ہی خفیف کیا تھا۔ پھر وہ لوگ اسکے مطیع ہو گئے کیونکہ وہ فاسق تھے یعنے وہ لوگ اوس
حجت و برہان سے خارج تھے جو صحیح عقلون سے حاصل ہوتی ہے اور اوس سے فرعون
کے اوس دعوی کا انکار ہو سکتا تھا جسکو وہ زبان سے کہتا تھا اور اوسکا بطلان عقل
مین ظاہر تھا کیونکہ عقل کی بھی ایک حد معین ہوتی ہے اور جب اہل کشف اور اہل یقین
اوس سے تجاوز کرتے ہین تو عقل وہان ٹھہر جاتی ہے اور اسی سبب سے حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے جواب مین ایسی شے بیان فرمائی جسکو اہل ایمان و اتقان قبول کرین
اور خاصکر عقل والے اوسکو فوراً قبول کرلین۔ فالقى عصاه پھر حضرت موسی نے اپنا
عصا پھینکدیا اور وہ عصا فرعون کے عصیان اور نافرمانی کی صورت تھی جو اوس نے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اونکی دعوت کے قبول سے اپنے انکار مین کیا تھا
فاذا هي ثعبان مبين۔ پس یکبیک وہ صاف بڑا سا اژدہا تھا۔ یعنے وہ عصیان یا
عصا سانپ کی صورت مین ظاہر ہوا اور معصیت جو برائی تھی وہ انقلاب ماہیت ہو کر طاعت
بنگئی یعنے نیکی ہو گئی چنانچہ اللہ نے فرمایا ہے يبدل الله سيأتهم حسنات اللہ تعالیٰ اونکی
برائیون کو نیکی سے بدل دیگا یعنے حکم نیکی کا اوسمین ظاہر ہوگا پس یہان جوہر واحد مین
حکم عین معین اور ممیز ظاہر ہوا یعنے حکم جو عرض تھا وہ جوہر کی صورت مین ظاہر ہو کر دوسرون
سے امتیاز پایا اور وہ باعتبار عصیان کے عصا ہے اور باعتبار طاعت رحمٰن کے سانپ
اور اژدہے کی صورت مین ظاہر ہے اور وہ اپنے مثل اور سانپون کو سانپ ہونے
کی وجہ سے نگل گیا اور دوسرے عصا ساحرون کی آنکھون مین عصا ہونیکی جہت سے
رسی ہو گئے اور موسیٰ علیہ السلام کی حجت فرعون کی حجتون پر عصا اور سانپ اور رسی
کی صورتون مین ظاہر ہوئی اور موسی علیہ السلام کی حجت ایسی نہین تھی جسکو حبل کہتے
ہین کیونکہ حبل چھوٹے ٹیلے کو کہتے ہین یعنے اون ساحرون کی مقدار حضرت موسیٰ کی
قدر و منزلت کے مقابلہ مین ایسی تھی جیسے چھوٹے ٹیلون کی مقدار بہت بلند پہاڑ کے
مقابلہ مین ہوتی ہے اور جب ساحرون نے اسکو دیکھا تو وہ لوگ موسیٰ کے

علم کے مرتبہ کو جان گئے اور جو چیز کہ موسیٰؑ سے دیکھی گئی وہ بشر کے مقدرمین نہ تھی - اور اگر
بشر کے مقدرمین ہو تو انہین لوگون کو ہوگی جنکو علم تحقیق مین وہم اور خیال سے تمیز حاصل
ہی پھر وہ لوگ رب العالمین یعنے موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لائے جسکی طرف موسیٰ
اور ہارونؑ دونون نے دعوت کی تھی کیونکہ یہ لوگ جانتے تھے کہ قوم کو معلوم ہے کہ موسیٰؑ
نے فرعون کی طرف قوم کو نہین بلایا ہے اور جب فرعون حکومت کے منصب پر تھا اور
صاحب وقت اور خلیفہ تیغ تھا اگرچہ وہ[۱] ناموس عرفی مین اوس خلافت کے سبب سے
اوس نے کہا کہ انا ربکم الاعلی مین تمھارا بڑا رب ہون اگرچہ سب کسی نسبت خاص
سے رب ہین لیکن مین اون سب سے بڑا ہون کیونکہ ظاہر مین مجھکو تمپر حکومت دی گئی
ہی اور جب ساحرون نے اوسکے کلام کو سچ جان لیا تو اونھون نے اوسکا انکار نہین بلکہ
اونھون نے اوسکا اقرار کیا - اسیواسطے ساحرون نے فرعون سے کہا کہ انما تقضی ھذہ
الحیوۃ الدنیا فاقض ما انت قاض تم فقط اس دنیا کی زندگی مین حکم کرتے ہو پس
تم جو چاہو حکم کرو - کیونکہ تمھاری دولت اور سلطنت ہے اس اعتبار سے فرعون کا قول
انا ربکم الاعلی صحیح ہوا اگرچہ باعتبار احدیت کے وہ حق تعالیٰ کا عین تھا لیکن صورت
فرعون کی تھی اور ہاتھون اور پیرون کا کاٹا جانا اور صورت باطل فانی مین حق تعالیٰ کے مین تمھارا بڑا رب ہون ۱۲
تعین کو طلب کرنا یہ سب اون مراتب کے حاصل کرنے کا طریقہ تھا جو بغیر اس فعل کے
حاصل نہین ہوتا کیونکہ اعیان ثابتہ اونکو مقتضی ہے پس اعیان ثابتہ وجود عینی مین اوسی
صورت پر ظاہر ہوتے ہین جس صورت پر وہ اپنے ثبوت عین مین تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ لا تبدیل لکلمات اللہ اللہ تعالیٰ کے کلمون کو تغیر و تبدل نہین
ہی اور اللہ تعالیٰ کے کلمے یہی موجودات عینیہ ہین اونکے سوا دوسری چیز نہین ہے -
پس باعتبار ثبوت کے اونکے طرف قدم منسوب ہے اور باعتبار وجود کے اونکی طرف
حدوث منسوب ہے اور باعتبار وجود اور ظہور کے اونکی طرف حدوث منسوب ہے
جیسے تم بولتے ہو کہ آج میرے یہان ایک انسان یا ایک ضعیف شخص ظاہر ہوا تو اس سے
یہ لازم نہین آتا ہے کہ اوسکے لیے وہ وجود ہو چکا اس حدوث کے پیشتر اوسکو حاصل تھا
اور اسیواسطے اللہ نے اپنے عزیز کتاب مین فرمایا ہے کہ ما یاتیھم من ذکر من ربھم
محدث الا استمعوہ وھم یلعبون اللہ تعالیٰ سے اونکو کوئی حادث کلام نہین آتا ہے

[۱] یعنی رسول اکرمؐ کی طرف اشارہ ہے اطیعوا اللہ اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم ۱۲ مترجم

بلکہ وہی آتا ہی جسکو وہ سُن چکے ہین اور وہ لوگ اوس سے کھیل کرتے ہین وما یاتیھم من ذکر الرحمن محدث الا کانوا عنہ معرضین اور رحمن سے اونکو کوئی حادث ذکر نہین آتا ہی لیکن وہ لوگ اوس سے اعراض اور گردن کشی کرتے ہین۔ اور رحمن ہمیشہ رحمت کرتا ہے اور جو کوئی اوسکی رحمت سے روگردانی کرتا ہے تو وہ عذاب کی طرف رخ کرتا ہے اور رحمت نکرنا بھی عذاب ہے۔

اور یہ آیت فلم یک ینفعھم ایمانھم لما راوا باسنا سنة اللہ التی قد خلت فی عبادہ الا قوم یونسؑ اسپر دلالت نہین کرتی ہے کہ یہ ایمان اونکو آخرت مین بھی نفع ندیگا کیونکہ یہ استثنا قوم یونسؑ سے ہے دکیونکہ ایمان لانے سے عذاب دنیاوی اونپر سے اوٹھالیا گیا تھا چنانچہ قرآن مین بھی ایسے ہی وارد ہی لما امنوا کشفنا عنھم عذاب الخزی فی الحیوة الدنیا جب وہ ایمان لائے تو ذلت و خواری کے عذاب کو ہمنے دنیا ہی مین اونسے اوٹھادیا تھا اور حق تعالی کی مراد اس آیت سے یہ ہے کہ ایمان اون سے دنیا مین عذاب اور گرفتاری کو اوٹھا نہین سکتا ہے اور اسی سبب سے فرعون ایمان پائے جانے کے ساتھ بھی دنیا مین ماخوذ ہوا یہ اوس صورت پر ہے جب فرعون نے اوسوقت مین اپنی ہلاکت کا یقین کرلیا ہو اور حال کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکو اپنی ہلاکت کا یقین نہ تھا کیونکہ اوس نے مومنون کو خشک راستہ مین چلتے دیکھا تھا جو موسیٰؑ کے عصا مارنے کی وجہ سے دریا مین ظاہر ہوا تھا پس جب فرعون ایمان لایا تھا اوسوقت اوسکو اپنے ہلاک ہونے پر یقین تھا بخلاف محتضر کے جو موت کے روبرو ہوتا ہے تاکہ ایمان کے قبول نہ ہونے مین وہ محتضر کے حکم مین لاحق کیا جائے۔ اور فرعون نجات کے یقین پر اوسپر ایمان لایا جسپر بنی اسرائیل ایمان لائے تھے پھر جیسا اوس نے یقین کیا تھا ایسے ہی وجود مین آیا لیکن اوسکی مراد کے موافق نہوا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ دنیا مین نجات حاصل ہو۔ پھر اللہ نے عذاب اخروی سے اوسکی روح کو نجات دے اور اوسکے بدنکو دنیا مین نجات دی چنانچہ اللہ نے فرمایا کہ فالیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک آیة آج مین تمکو تمھارے بدن سے نجات دونگا تاکہ تو متاخرین کے لیے آیت اور میری نشانی ہو کیونکہ اگر وہ اپنی صورت سے غائب ہوتا تو اوسکی قوم سمجھتی کہ وہ نظرون سے چھپ گیا ہے اور اس آیت کے معنی یہ ہین وَمَن حَقَّتْ عَلَيْهِ كلمة العذاب الخ

کہ وہ کبھی ایمان نہین لاویگا اگرچہ اوسکے پاس ہر آیت اور نشانی آجاوین - حتی یروا العذاب الالیم یہانتک کہ وہ عذاب کو دیکھ لین یعنے موت طبعی کے وقت وہ عذاب اخروی کے ذائقہ کو چکھ لین پس فرعون اس قسم سے نکل گیا جسکے بارہ مین قرآن آگیا ہے اب مین اسکے بعد کہتا ہون کہ اسمین اللہ کی طرف انجام ہے اور اوسکی طرف یہ معاملہ مفوض ہے کیونکہ عام خلائق کے دلون مین اوسکی شقاوت مرتکز ہے حالانکہ اوسکی شقاوت مین کوئی نص صحیح نہین ہے جو اونکی سند ہوسکے اور آگے کے باب مین دوسرا حکم ہی یا اوسکا محل نہین ہے اور جاننا چاہیے کہ اللہ کوئی روح کو بغیر اوسکے مومن ہونیکے قبض نہین کرتا ہے یعنے جب اخبار آلہیہ کی وہ تصدیق کرتا ہے تو اوسکی جان نکلتی ہے اور میرا مطلب یہان محتضرین سے ہے جو موت کے روبرو کھڑی ہوتی ہین اور اونکا وقت اخیر ہوتا ہے اور موت ناگہانی کی تعریف یہ ہے کہ اندر کی سانس نکلے اور باہر کی سانس اندر نہ جاوے پس اسکو موت ناگہانی کہتے ہین اور یہ محتضر نہین ہے بلکہ اسکے سوا دوسری چیز ہے اور ایسے ہی غفلت کا قتل ہے جیسے کوئی شخص پیچھے سے آکر گردن مار دے اور اوسکو خبر نہو یہ بھی محتضر مین داخل ہے پھر اسکی روح ایمان اور کفر پر قبض ہوتی ہے جس حالت پر وہ پیشتر تھی اور اسیواسطے رسول اللہ نے فرمایا کہ یحشر علی مامات علیہ کما انہ یقبض علی ماکان علیہ جس حالت پر وہ مرا ہے اوسی پر اوسکا حشر ہوگا جیسے اوسکی روح اوسی حالت پر قبض ہوتی ہے جس حالت پر وہ پہلے ہوتا ہے اور محتضر ہمیشہ صاحب شہود ہوتا ہے پھر وہ اون چیزون پر ایمان لاتا ہے جسکو وہان دیکھتا ہے اسلیے وہ مومن ہوتا ہے پھر جس حالت پر یہ ہوتا ہے اوسی پر اوسکی روح قبض ہوتی ہے کیونکہ کان حرف وجودی ہے پس اسکے ساتھ زمانہ نہین سمجھا جاتا ہے - اور نہ اوسکے ساتھ زمانہ گذرتا ہے لیکن قرینہ حال سے زمانہ مفہوم ہوتا ہے اور کافر محتضر مین جو موت کے سامنے ہے اور کافر مقتول مین جو غفلت سے مارا گیا ہو یا اوس میت مین جو ناگہانی سے مارا گیا ہی بہت بڑا فرق ہے چنانچہ مین اسکو ناگہانی موت کی تعریف مین بیان کرچکا ہون - اور تجلی اور صورت نار ہی مین کلام کرنے کی یہ حکمت تھی کہ آگ ہی موسی علیہ السلام کی حاجت تھی لیں حق تعالی ... ونہین کے مطلوب مین تجلی فرمایا تاکہ حضرت موسی اوس طرف آوین

اور اوسکو قبول کرین اور اوس سے وہ روگردانی نکرین کیونکہ اگر حق تعالی انکے مطلوب کی غیر صورت مین تجلی فرماتا تو مطلوب خاص پر بہت کے جمع ہونیکی وجہ سے آپ اوس سے روگردانی فرماتے اور جب وہ اوس سے اعراض کرتے تو اس اعراض کا حکم بھی اونپر عود کرتا اور حق تعالی بھی اوسے اعراض کرتا اور حضرت موسیٰ مقرب تھے یعنے حق کے برگزیدہ اور مقبول بندہ تھے اور اونکے مقرب ہونیکی دلیل یہ ہے کہ حق تعالی نے اونکے لیے اونھین کے مطلوب مین تجلی فرمائی اور حضرت موسی کو اسکی خبر نہ تھی

کنار موسی برا ئہا عین حاجتہ	جیسے موسیٰ علیہ السلام کی آگ کہ وہ اونکی عین حاجت تھی۔
وھو لالہ ولکن لیس یدرایہ	اور وہ آلہ تھا لیکن حضرت موسیٰ اوسکو نہ جانتے تھے ۔

چھبیسوین حکمت صمدیہ کی فص کلمہ خالدیہ مین ہے

خالد ابن سنان کی حکمت یہ ہے کہ اونھون نے نبوت برزخی کا دعوی کیا تھا اور یہ دعوی بھی کیا تھا کہ بعد مرنے کے مین وہان کے حالات سے خبر دونگا اور فرمایا تھا کہ بعد مرنے کے میری قبر کھودی جاوے اور مجھسے وہان کے حالات پوچھے جاوین مین خبر دونگا کہ برزخ مین بھی ایسی حکم ہے جیسے کہ اس حیات دنیا مین ہے پھر اوس سے معلوم ہوگا کہ جس حالات کی انبیاء علیہم السلام نے اس حیات دنیا مین خبر دی ہے کہ بعد مرنیکے ایسا ہوگا وہ سب سچ اور صحیح ہین اور حضرت خالد علیہ السلام کی اس سے غرض یہ تھی کہ تمام عالم انبیاء علیہم السلام کی خبرون پر ایمان لاوین اور اونکے باتون کی تصدیق کرین تاکہ وہ تمام عالم کے لیے رحمت ہون اور انکی یہ نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب نبوت سے مشرف ہوئی اور حضرت خالد جان چکے تھے کہ اللہ نے مجھکو رحمۃ للعالمین بھیجا ہے اور یہ رسول نہ تھے اسواسطے انھون نے چاہا کہ اس رحمت سے رسالت محمدیہ مین بھی انکو بڑا حصہ ملے اور اونکو اوسکی تبلیغ کا حکم نہ تھا اسیواسطے اونھون نے چاہا کہ برزخ مین اوس تبلیغ سے اونکو بہرہ کامل حاصل ہو تاکہ معلوم ہو کہ برزخ مین احوال خلائق سے انکے علم کی کسقدر قوت تھی لیکن اونکی قوم نے اونکو ضایع کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہین فرمایا کہ اونکی قوم ضایع ہوئی بلکہ آپ نے یہ فرمایا کہ اونھون نے اپنے

بنی ضایع کیا یعنے اپنے بنی کی وصیت کو ضایع کیا کیونکہ انھون نے اونکو اونکے مقصد پر نہ پہنچایا۔ اب کیا اللہ اونکو اونکی تمنا کی اجر دیگا یا نہین؟ اسمین شک اور اختلاف نہین ہے کہ اونکو اونکی تمنا کا اجر ہے بلکہ شک اور اختلاف اسمین ہے کہ اونکے مطلوب کا اجر باوجود معدوم ہونے اونکی تمنا کے وقوع کے اجر سے وجود مین مساوی ہوگا یا نہوگا شریعت غرا مین اوسکے مساوی ہونیکی تائید اکثر مقامات مین پائی گئی ہے جیسے کہ کوئی شخص

ــلـه حضرت خالدؓ کا ذکر اکثر صوفیہ نے یون لکھا ہے کہ وہ اپنی قوم کے ساتھ عدن کے ملکون مین رہا کرتے تھے ایکبار کسی غار سے بہت شدید آگ نکلی یہانتک کہ کھیتون اور مویشیون کو اوس سے گزند پہونچا پھر انکی قوم انکے پاس آئی اور پناہ کی طالب ہوئی جب حضرت خالدؓ نکلے اور اپنے عصا سے اوس آگ کو ہٹایا تو وہ جس غار سے نکلی تھی اوسمین واپس چلی گئی پھر حضرت خالدؓ نے اپنی اولاد اور قوم سے فرمایا کہ مین اس غار مین آگ بجھانیکو جاتاہون۔ تم لوگ تین دن کے بعد مجھکو پکارو اور اگر اس تین دن کے اندر پکاروگے تو مین نکل کر مرجاؤنگا اور اگر تین دن صبر کروگے تو مین صحیح وسالم تمسے ملونگا۔ جب وہ اوسمین داخل ہوئے تو اونکی قوم نے دو دن کامل صبر کیا تیسرے روز شیطان نے انکو ورغلایا اور تین دن پورا صبر نہ کرسکے اور اونہون نے خیال کیا کہ وہ وہان ہلاک ہوگئے ہونگے پھر وہ لوگ چیخے اور چلائے تب حضرت خالدؓ غار سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ تمنے مجھکو بھی ضایع کیا اور میرے قول اور وصیت کو بھی ضایع کیا اور اونکو اپنے مرنے سے خبر دی اور یہ بھی فرمایا کہ مجھکو بعد مرنیکے قبر مین رکھنا اور چالیس روز تک انتظار کرنا کیونکہ چالیس دنکے بعد بکریون کا ایک گلہ آئیگا اور اوسکے آگے ایک گدہا ہوگا جسکی دم کٹی ہوی ہوگی جب وہ میری قبر کے مقابل آجائے اور کھڑا ہوجائے تو میری قبر کو کھودنا اوسوقت مین کھڑا ہوجاؤنگا اور برزخ اور قبر کے حال سے دیکھ بھال کر تمکو خبر دونگا پھر وہ چالیس روز تک منتظر رہے اور بکریون کا گلہ بھی آیا اور اوسکے آگے ایک گدہا بھی تھا جسکی دم کٹی ہوی تھی اور جب وہ قبر کے مقابل آکر کھڑا ہوگیا تو اونکی قوم نے قبر کو کھودنا چاہا لیکن اولاد نے غیرت اور عار سے اونکو قبر کھودنے سے روکدیا تاکہ یہ نہ کہا جائے کہ یہ لوگ قبر کھودے ہوئے شخص کی اولاد ہین۔ پس جاہلانہ حمیت نے اونکو روکا اور جہالت سے اونھون نے وصیت کو ضایع کیا اور جب رسولؐ مبعوث ہوئے اور آپ کے پاس اونکی صاحبزادی آئین تو آپ نے فرمایا کہ مرحبا یا ابنة نبي اضاعه قومه اوس بنی کی بیٹی پر مرحبا ہو جسکو اوسکی قوم نے ضایع کیا ہے ۱۲ مولوی محمد برکت اللہ لکھنوی فرنگی محلی سلمہ القوی۔

نماز کے لیے جماعت مین آتا ہو اور اوس سے جماعت فوت ہوگئی ہو تو اوسکو اوسکے برابر اجر ہے
جو جماعت مین حاضر ہوا ہو اور جیسے کوئی شخص اپنے فقر اور احتیاج پر تمنا کرتا ہو کہ اگر اللہ
مجکو مال دیوے تو مین ایسا خیر کا کام کرون جیسے کہ صاحب ثروت اور مالدار لوگ خیر خیرات
کرتے ہین پس اسکو بھی ویسا ہی اجر ہے جیسا کہ اونکو اجر ہے لیکن اسکو اونکا ایسا اجر باعتبار
نیت کے ہے یا باعتبار عمل کے ہے سبھون نے اتفاق کیا ہے کہ عمل اور نیت دونون مین ہے
کیونکہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ کسی دوسرے نے یہ تصریح کی ہے کہ اون دونون مین سے
ایک کا اجر ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اون دونون مین مساوات نہین ہے کیونکہ اسی اجر کے لیے خالد بن
سنان نے تبلیغ چاہی تاکہ اونکو دونون امرون مین جمع کا مقام حاصل ہو اور انکو دونون اجر ملے واللہ اعلم

ستائیسوین حکمت فردیہ کی فص کلمۂ محمدیہ مین ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکمت فردیہ اسواسطے ہے کہ آپ اس نوع انسانی
مین موجود ہیئے فرد کامل ہین اور اسی لیے امر وجود کا آپ سے آغاز ہوا اور آپ ہی پر
انجام ہوا اور آپ نبی اوسوقت تھے جب آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے پھر آپ ہی
خلقت عنصری مین خاتم النبیین ہوئے اور افراد سہ گانہ کا پہلا اور جو افراد کہ اس سے

سلہ ولادت آنحضرت کی باتفاق علما و اہل سیر بعد طلوع صبح صادق کے آفتاب نکلنے سے قبل واقع ہوئی
ہی سال اور مہینہ کے تعین مین اختلاف ہے عامۂ اہل سیر و تواریخ کا قول ہے کہ جس سال مین واقعہ اصحاب فیل کا
ہوا ہے اوسی سال آپ پیدا ہوئے بعد ۵۵ یا چالیس دن کے بعض کہتے ہین کہ جسدن آپ کی ولادت ہوئی وہی
دن اصحاب فیل کے واقعے کا ہے بعضونکے نزدیک اس واقعہ کے تیس برس بعد آپکی ولادت ہے بعضونکے نزدیک
چالیس سال کے بعد آپ پیدا ہوئے اکثر کے نزدیک چوتھا قول (یعنے چالیس برس بعد واقعۂ اصحاب
فیل کے آپ کی ولادت ہے) صحیح ہے اور جمہور علما کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت ۱۲ ربیع الاول کی بارہوین تاریخ
دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے بعضون کے نزدیک دوسرے روز بعضون کے نزدیک آٹھوین کو آپکی ولادت ہے
یہ بھی قول ہے کہ زمانہ نوشیروان مین آپکی ولادت ہوئی جامع الاصول مین ہے کہ آٹھ سو تیرہ سال بعد وفات سکندر
رومی کے آپ کی ولادت ہے حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ چھ سو برس بعد ولادت حضرت عیسی علیہ السلام کی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تولد ہوئے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مولوی محمد حافظ برکت اللہ فرنگی محلی سلمہ اللقوی

پہلے پر ظاہر ہوئے ہین وہ سب آپ ہی سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار
پر پہلی دلیل ہوئی کیونکہ آپ جوامع الکلم کر دیے گئے ہین اور یہ اسماء آدم کے مسمیات ہین پس
آپ دلیل سے تین حدون کے ہوتے ہین بہت مشابہ ہوئے اور دلیل اپنے لیے خود ہی دلیل
ہی اور جب آپ کی حقیقت بسبب تثلیث نشات کے فردیت اولی کو دی گئی ہے اسی واسطے
آپ نے محبت کے بارہ مین فرمایا جو وجود کا اصل ہے کہ حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلٰثٌ
یعنی مجھکو تمہاری دنیا سے تین چیزین محبوب ہین (جسمین خود تثلیث ہے پھر عورتون کو اور
خوشبو کو اور نماز مین اپنی آنکھ کی ٹھنڈک کو ذکر فرمایا اور عورتون کے ذکر کو مقدم فرمایا اور
نماز کو پیچھے کیا کیونکہ عورت اپنے ظہور عین کی اصل مین مرد کی جزو ہے اور انسان کو اپنے
نفس کا پہچاننا خدا کے پہچاننے پر مقدم ہے کیونکہ اوسکو خدا کا پہچاننا اپنے نفس کے
پہچاننے کا نتیجہ ہے اسی واسطے آنحضرت نے فرمایا کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ
یعنے جس نے اپنے نفس کو پہچانا اوس نے اپنے خدا کو پہچان لیا اب اگر تم چاہو تو اس
حدیث سے خدا کے پہچاننے کو ممنوع اور اوسکی رسائی سے اپنے کو عاجز کہہ سکتے ہو
کیونکہ منع اور عجز اس حدیث مین جاری ہے اور اگر چاہو تو اس حدیث سے معرفت کا
ثبوت دیکھتے ہو پس پہلی صورت یہ ہے کہ تم جانو کہ اپنے نفس کو تم نہین پہچانتے ہو
اس لیے تم خدا کو بھی نہین پہچان سکتے ہو اور دوسری صورت یہ بہت صاف دلیل ہوی
کیونکہ عالم کا ہر جزو اپنے اصل پر جو اوسکا خدا ہے دلیل ہے سمجھو۔ اور جب آپ کو
عورتین محبوب ہوئین تو آپ نے اونکے طرف شفقت فرمائی یہ اوس قسم کی شفقت ہے
جو کل کو جزو کی طرف ہوتی ہے اور اس سے آپ نے اوس نفس لا مربات کو کھولدیا جو
خدا کی طرف سے اس خلقیت عنصری انسانی مین ہے اور وہ اس آیت نَفَخْتُ فِيهِ مِن
رُّوحِي مین مذکور ہے یعنے آدم مین مینے اپنی روح پھونکی ہے۔ پھر اللہ نے اوسکی ملاقات
کے لیے اپنے نفس کو شدت شوق سے موصوف کیا ہے اور مشتاقون کے لیے فرمایا
کہ اے داؤد مین اونکا نہایت مشتاق ہون یعنے اون لوگونکا جو میرے شایق ہین اور یہ
ایک خاص ملاقات ہے اور آنحضرت صلعم نے دجال کی حدیث مین فرمایا ہے کہ تم
مین سے کوئی شخص خدا کو بغیر مرنے کے کبھی نہ دیکھے گا پس ضرور ہے کہ یہ شوق اوسکو
ہو جسکی یہ صفت ہے اور اللہ تعالی کا شوق اون مقربین کے لیے باوجود دیکھ

اونکو دیکھتا ہے اسواسطے ہے کہ وہ لوگ اوسکو دیکھین۔ لیکن مقام دنیاوی اوس لقاے
خاص سے مانع ہے اور اللہ تعالی کا اونکو دیکھنا حتی نعلم کی آیت سے مشابہ ہی باوجودیکہ
وہ عالم ہی لیس وہ اس صفت خاص کا مشتاق ہے جسکا وجود بغیر موت کے نہین ہوتا ہے
اوس صفت سے اونکا شوق خدا کے ساتھ تر و تازہ ہوجاوے چنانچہ اللہ تعالی نے
تردد کی حدیث مین فرمایا ہے اور وہ بھی اسی باب سے ہے کہ ما ترددت فی شی انا
فاعلہ ترددی فی قبض نسمۃ عبدی المومن یکرہ الموت وانا اکرہ مسائتہ فلابد
من لقائی فبشرہ باللقاء یعنے مین کسی چیز مین تردد نہین کرتا ہون جسکو مین کرنا چاہتا
ہون جیسا کہ مین پس وپیش کرتا ہون اپنے بندہ مومن کی جان لینے مین اور وہ موت کو
برا جانتا ہے اور مین اوسکے ناخوش کرنے کو برا جانتا ہون اور مجھسے ملنا اوسکو ضرور ہے
پس اوسکو میری ملاقات کی بشارت دو اور خدا نے یہ نفرمایا کہ ولا بد لہ من الموت
یعنے اوسکو مرنا ضرور ہے تاکہ وہ موت کے ذکر سے غمناک نہو اور جب خدا سے ملنا
بغیر مرنے کے ممکن نہ تھا چنانچہ رسول اللہ نے فرمایا کہ کوئی شخص تم مین سے خدا کو بغیر مرنے
کے نہ دیکھیگا تو اسیواسطے اللہ تعالی نے کہا کہ اوسکو مجھسے ملنا ضرور ہے اور اسی نسبت
کے پائے جانے سے خدا اونکا مشتاق ہوا۔

یحن الحبیب الی رویتی		وانی الیہ اشد حنینا
وتھفو النفوس ویابی القضا		فاشکوا لانین ویشکوا انینا

دوست میرے دیکھنے کو آہ وزاری کرتا ہے اور مین اوسکے لیے بہت آہ وزاری کرنے
والا ہون + نفوس مشتاق ہین لیکن تقدیر الہی مانع ہے۔ مین آہ ونالہ کی شکایت
کرتا ہون اور وہ آہ ونالہ کی شکایت کرتا ہے + اور جب اللہ نے ظاہر کیا کہ اوس نے
آدم مین اپنی روح پھونکی ہے تو وہ اپنے ہی نفس کا مشتاق ہوا کیا تم نہین دیکھتے کہ اللہ
نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا ہے کیونکہ وہ اوسکی روح سے ہے اور جب خلقت انسانی
اربعہ عناصر سے ہے جنکا نام اوسکے بدن مین اخلاط اربعہ ہی تو اللہ تعالی کے نفخ سے
اوسمین اشتعال پیدا ہوا کیونکہ اوسکے بدن مین رطوبت تھی اسی واسطے روح
انسانی اوسکی خلقت کے سبب سے آگ ہوئی اور اسی سبب سے اللہ نے موسیٰؑ
سے آگ ہی کی صورت مین کلام کیا۔ اور موسیٰؑ کی حاجت آگ ہی مین کی اور اگر اوسکی

خلقت طبعی ہوتی تو اوسکی روح بصورت نور ہوتی اور اوس روح کی کنایت بلفظ نفخ اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ روح نفس رحمانی ہے کیونکہ اسی نفس سے جو نفخ ہے اوسکا عین وجود خارجی مین ظاہر ہوا اور منفوخ فیہ یعنے بدن کی استعداد سے وہ شتعال آگ ہوئی اور نور نہوئی کیونکہ بدن انسانی عنصری ہے اور طبعی نوری نہین ہے اور نفس حق اوس جوہر مین چھپا جس سے انسان انسان ہوا پھر اللہ نے حضرت آدمؑ کے لیے اونھین سے ایک شخص کو اونھین کی صورت پر نکالا اور اوسکا نام عورت رکھا جب وہ اوسکی صورت پر ظاہر ہوئی تو حضرت آدمؑ نے اوسکی طرف ایسی شفقت کی کہ جیسے کوئی شے اپنے نفس کی طرف شفقت کرتی ہے اور اوس عورت نے بھی حضرت آدمؑ کیطرف ایسی رغبت کی جیسے کوئی چیز اپنی اصل کی طرف رغبت کرتی ہے اسیواسطے عورتین آپکو محبوب ہوئین۔ کیونکہ اللہ نے اوسے محبوب رکھا جسکو اپنی صورت پر بنایا اور اوسکے لیے فرشتے نورین سے سجدہ کرایا حالانکہ اونکی عزت اور تمکنت اور طبعی علوشان اون سے بڑھی ہوئی تھی اور اسی جگہ سے بندہ اور رب مین مناسبت واقع ہوئی اور بہت بڑی باعث مناسبت صورت ہے اور یہ مناسبت اعلیٰ اور اکمل ہی کیونکہ وہ زوج ہی یعنے حضرت آدم صورت مین وجود حق کا زوج ہوا۔ جیسے کہ عورت اپنے وجود سے آدمؑ کی زوج ہوئی اور ویسے اسی مناسبت سے حضرت آدم کو حق کا زوج بنایا اب تین فردیت ظاہر ہوئین حق تعالیٰ اور مرد اور عورت۔ پھر انسان نے اپنے حق تعالیٰ کی طرف ایسی رغبت کی جو فرع کو اصل کی طرف ہوتی ہی جیسے عورت مرد کی طرف بالطبع رغبت کرتی ہے اسیواسطے اللہ نے عورتون کو آپ کا محبوب بنایا جیسے اللہ تعالیٰ کو وہ محبوب ہے جو اوسکی صورت پر ہی پس یہ حُب مرد کا اوسکے لیے جو اوس سے پیدا ہوئی ہی دراصل اوس ذات کے لیے ہی جس سے حضرت آدمؑ یعنے مرد پیدا ہوا ہے اور وہ حق تعالیٰ ہے اسی لیے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ حُبّب الیّ یعنے مجھکو محبوب ہین اور یہ نہین فرمایا کہ احببت من نفسہ یعنے مین اپنی طبیعت سے دوست رکھتا ہون۔ کیونکہ آپ کی محبت کا تعلق صرف حق تعالیٰ سے ہے جسکی صورت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین یہانتک کہ آپ کو عورتون کی محبت مین وہی تعلق ملحوظ تھا کیونکہ آپ نے خدا کو محبوب رکھنے کے سبب سے عورتون کو محبوب رکھا تاکہ تخلق الٰہی سے متخلق ہوجاوین اور جب

مرد نے عورت کو محبوب رکھا تو وصال کا طالب ہوا جو محبت کا غایت اور انجام ہے
پھر اس خلقت عنصری مین غایت وصال نکاح سے زیادہ کسی مین نہین ہے اور اس لیے
شہوت تمام اجزاے انسان مین پھیلتی ہے اور اسی سبب سے اوس سے نہانے کا حکم ہوا
پس طہارت بھی عام ہوی جیسے شہوت کے وقت اسمین فنا رعام ہوا کیونکہ اللہ تعالی اپنے
بندون پر اسباب سے غیرت کرتا ہے کہ وہ اوسکے غیر سے لذت اوٹھاوین اسیواسطے
اوسکو غسل سے پاک کیا تا کہ بندہ حق کی طرف اوسی ذات مین ساتھ نظر کے پلٹے جسمین وہ
فنا ہوا تھا کیونکہ اس مشاہدہ اور نظر کا پلٹنا ضرور ہے اور جب بندہ نے حق تعالی کو
عورت مین مشاہدہ کیا تو یہ اوسکا شہود منفعل مین ہے اور جب حق تعالی کو بندہ نے اپنے
نفس مین اس حیثیت سے مشاہدہ کیا کہ عورت اوسی سے ظاہر ہوی ہے تو یہ شہود اوسکا فاعل
مین ہوا اور جب اپنے نفس مین حق تعالی کو اس طور سے مشاہدہ کرے کہ عورت کی صورت
جو اس سے پیدا ہوی ہے اوسکے ذہن مین حاضر نہو تو یہ شہود اوسکا حق تعالی کے
منفعل مین بلا واسطہ کے ہے لیکن حق تعالی کا شہود عورت مین اتم اور اکمل ہے کیونکہ
اسوقت مین حق تعالی کو فاعل اور منفعل دونون اعتبارون سے مشاہدہ کرتا ہے اور
وہ اس سے بہتر ہے کہ اپنے نفس مین حق تعالی کا مشاہدہ بغیر خیال کرنے صورت عورت
کے کرے کیونکہ اسوقت وہ علی الخصوص منفعل ہی ہوتا ہے اور اسی لیے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتون کو محبوب رکھا کیونکہ انمین حق تعالی کا مشاہدہ پورے طور
سے ہوتا ہے اور مادون سے خالی کرکے کبھی اللہ تعالی کا مشاہدہ نہین ہو سکتا ہے کیونکہ
وہ عالم والون سے بذاتہ غنی اور بے پروا ہے اور جب اس صورت پر مشاہدہ ممتنع ہوا
اور بغیر مادہ کے شہود ممکن نہوا تو عورتون مین حق تعالی کا مشاہدہ اور مادون سے
اکمل اور افضل ہوا اور وصال کا بڑا طریقہ نکاح ہے اور یہ توجہ الٰہی کی نظیر ہے اوسپر
مخلوق پر جسکو اپنی صورت پر بنایا ہے تا کہ اوسکو اپنا خلیفہ کرے اور اوسمین اپنی صورت کو
بلکہ اپنے نفس کو معاینہ کرے پھر اوس محل کو تسویہ اور تعدیل کرکے اوسمین اپنی روح
پھونکی جو اوسکا نفس ہے لیکن ظاہر اوس تسویہ اور تعدیل کا خلق ہے اور باطن
حق ہے اور اسی سبب سے حق تعالی نے باطن کو اس صورت جسمانی کا مدبر بنایا ہے
کیونکہ وہ مظاہر مین آسمان سے زمین تک وجود کے امر کی تدبیر کرتا ہے اور آسمان سے

بلندی اور زمین سے پستی مراد ہے اور وہی اسفل السافلین ہے کیونکہ سب ارکان سے نیچے ہے اور عالم انسانی مین عورت ہی اسفل السافلین ہے اور اونکو رسول اللہ نے لفظ نساء سے ذکر کیا جو جمع ہے اور اوسکا واحد اوسکی لفظ سے نہین ہے اور اسی لیے آپ نے فرمایا کہ حبب الی من دنیاکم ثلث النساء یعنے مجکو تمھاری دنیا سے تین چیزین محبوب ہین ۔ پہلے نساء ہین اور مراءۃ نفرمایا کیونکہ آپ نے وجود مین مرد سے اونکے تاخر کی رعایت فرمائی ہے کیونکہ نساءت کے معنے پیچھے ہونے کے ہین چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے انما النسئ زیادۃ فی الکفر یعنے حرام کے مہینون کو پیچھے کرنا کفر کا بڑھانا ہے والبیع بلنسۃ یعنے بیچنا ساتھ تاخیر کے ۔ یہ سب تاخیر کے معنے کے اقوال ہین اسیواسطے آپ نے لفظ نساء کا ذکر فرمایا اور انکو اونکے مرتبہ کے لحاظ سے محبوب رکھا ہے کیونکہ سے محل انفعال ہین اور عورتون کو مردون سے وہ نسبت ہے جو طبیعت کلیہ کو حق تعالی سے ہے اور اسمین اللہ تعالی نے توجہ ارادی اور امر الہی سے عالمون کی صورتون کو ظاہر کیا اور اسی توجہ ارادی اور امر الہی کو عالم عنصری مین نکاح کہتے ہین اور عالم ارواح نورانی مین اونکو ہمت بولتے ہین اور معانی مین نتیجہ دینے کے لیے اونکو ترتیب مقدمات سے تعبیر کرتے ہین اور یہ سب ہر ایک صورتون مین فردیت اولی کا نکاح ہے پس جسنے عورتون کو اس حد اور علم سے محبوب رکھا ہے تو وہ حب الہی ہے اور جس نے اونکو علی الخصوص شہوت طبیعیہ کے رو سے محبوب رکھا ہے تو اوسکو اس شہوت نے اصل علم سے ناقص رکھا ہے اور اوسکے نزدیک وہ صورتین بلا روح کے ہین اگرچہ وہ صورتین اصل مین روح والی ہین لیکن اوسکو نظر نہین آتی ہین جو عورتون اور شرعی باندیون کے پاس صرف لذت حاصل کرنے کو جاتے ہین اور وہ نہین جانتے کہ یہہ لذت لینے والا کون ہے اور کس سے لذت لے رہا ہے اور یہ خود اپنے ہی نفس سے اوس چیز سے ناواقف ہے جس سے غیر بیخبر ہے اور یہ جہالت اور بیخبری اوسوقت تک ہے جب تک کہ وہ خود اپنی زبان سے نہ بتلائے کہ وہ کون ہے تاکہ اوسکو معلوم ہو جاوے چنانچہ کسی نے کہا ہے صح عند الناس انی عاشق غیر ان لم یعرفوا عشقی لمن یعنے لوگون کے نزدیک یہ خبر صحیح ہے کہ مین عاشق ہون مگر لوگ یہ نہین جانتے ہین کہ میرا عشق کسکے ساتھ ہے ۔ اسی طرح یہ مرد بھی لذت کو چاہتا ہے

پس اوسنے اوس محل کو دوست رکھا جس مین وہ لذت ہے اور محل عورت ہے لیکن روح مسئلہ اوس سے بھی غائب ہے اور اگر یہ روح مسئلہ کو معلوم کرے تو جان لیگا کہ یہ کس سے لذت لے رہا ہے اور لذت لینے والا کون ہے اور کامل ہوجائیگا۔

اور جیسے کہ عورت مرد سے درجہ مین کم ہے منصوص قرآنی کلام اللہ مین ہے للرجال علیھن درجۃ یعنے مردون کو عورتون پر درجہ ہے ویسی انسان جو اللہ کی صورت پر بنا ہوا ہی بنانے والے سے جسنے اوسکو اپنی صورت پر بنایا ہے درجہ مین کم ہے یہ درجہ کی تنزلی باوجود اوسکے ہمصورت ہونیکے ہے پس یہ درجہ جسکے سبب سے حق تعالی انسان سے متمیز ہے اوسکے ساتھ اللہ تعالی عالم والون سے بے پروا ہے اور اوسکے ساتھ اللہ تعالی فاعل اول ہے کیونکہ صورت فاعل ثانی ہے اور اعیان خارجیہ مراتب ہی کے سبب سے ایک دوسرے سے متمیز ہین اور کل عرفان والے ہر حق والے کو اوسکا حق دیتے ہین اسیواسطے عورتون کی محبت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تحبب الٰہی سے تھی اور اللہ تعالی نے ہر چیز کو اوسکی مخلوقیت کا حصہ دیا ہے اور وہ حب عین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق تھا پس اللہ تعالی نے اونکو بغیر استحقاق کے نہ دیا بلکہ اوس استحقاق سے دیا جسکو اوسکا مسمی یعنی ذات مستحق مقتضی تھی۔ اور طبیعت درحقیقت نفس رحمانی کے سوا کوئی دوسری چیز نہین ہے کیونکہ اوسی نفس رحمانی مین اعلی اور اسفل عالم کی صورت پھونکی گئی ہے کیونکہ وہ نفخ عالم ہیولانی عالم اجسام مین علی الخصوص ساری ہے اور وہ سریان جو واسطے وجود ارواح نورانی اور اعراض کے ہے وہ اور سریان ہی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث مین تانیث کو تذکیر پر غلبہ دیا ہی کیونکہ آپ نے لفظ نساء کا ذکر مین اہتمام فرمایا ہے اسی لیے آپ نے ثلٰث فرمایا اور ثلثۃ سے نفرمایا جو واسطے شمار کرنے تذکیر کے آتا ہے کیونکہ اسمین طیب یعنی خوشبو کا بھی ذکر ہے اور وہ مذکر ہے اور عرب کی عادت یہ ہے کہ تذکیر کو تانیث پر غلبہ دیتے ہین پس الفواطم وزید خرجوا بصیغہ جمع مذکر غائب بولتے ہین اور بصیغہ جمع مونث غائب الفواطم وزید خرجن نہین بولتے ہین اور اسمین تذکیر کو اگرچہ ایک ہی ہو تانیث پر غلبہ دیتے ہین اگرچہ تانیث جمع ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود عربی ہین پس آپ نے اوس معنی کی رعایت کی ہے جس سے محبت الٰہی مقصود ہے اور آپ نے

کبھی ایسین اپنے حب کو اختیار نفرمایا ہین اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ باتین
بتائین جسکو آنحضرت نہ جانتے تھے اور اللہ تعالی کا فضل عظیم آپ پر ہے اسلیے آپ نے
تانیث کو تذکیر پر لفظ ثلث مین جو بغیر یا سے ہونے کے ہے غلبہ دیا پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم علم حقایق کے کیسے اچھے عالم تھے اور حقوق مین آپ نے کیا خوب رعایت
فرمائی ہے پھر آپ نے اس حدیث کو ختم بھی تانیث پر مثل اول کے کیا ہے اور اون دونون
کے درمیان مین تذکیر کو درج فرمایا یعنے نسا سے شروع فرمایا اور نماز پر ختم کیا اور یہ دونون
تانیث ہین اور طیب یعنے خوشبو کو درمیان مین رکھا جیسے خود آنحضرت اپنے وجود باجود مین ہین۔
کیونکہ مرد یعنے آدم درمیان اوس ذات کے ہے جس سے وہ خود ظاہر ہوا ہے اور درمیان
اوس عورت کے ہے جو اوس سے ظاہر ہوئی ہے پس وہ درمیان دو موںثون موںث
لفظی اور موںث حقیقی کے ہے اسی طرح نسا تانیث حقیقی اور صلوۃ تانیث لفظی ہے اور طیب
ان دونون کے درمیان مین مذکر ہے جیسے آدم درمیان دو ذاتون کے ہے ایک ذات
وہ ہے جس سے خود آدم وجود مین آئے اور دوسری ذات حوا ہے جو آدم سے وجود مین
آئی اور صفت اور قدرت دونون کو موںث کہہ سکتے ہو پس تم جس مذہب پر چاہو رہو کیونکہ ہمیشہ
تم تانیث ہی کو مقدم پاؤ گے حتی کہ اصحاب معقول مذہب پر بھی تانیث تقدم ہے کیونکہ
وہ لوگ حق تعالی کو وجود عالم کے لیے علت قرار دیتے ہین اور لفظ علت
خود موںث ہے۔

اور طیب یعنے خوشبو کی حکمت سنو۔ آنحضرت صلعم نے طیب کو نسا کے بعد ذکر فرمایا
کیونکہ نسا مین تکوین عالم کی بو تھی چنانچہ ضرب المثل مین بولتے ہین کہ اطیب الطیب
اعناق الحبیب یعنے سب سے بڑی خوشبو دوست سے ہمگلو ہونا ہے اور جب
رسول اللہ صلعم پیدا ہوے اور عبد پیدا کیے گئے تو کبھی آپ نے سرداری کی طرف گردن بلند
نہ فرمائی اور مالک کے سامنے منفعل ہو کر کھڑے رہے یہان تک کہ اللہ تعالی اونسے
مکونات عالم کو وجود مین لایا اور اللہ نے آپ کو عالم انفاس جو روائح طیبہ ہین فاعلیت
اور تاثیر کا رتبہ بخشا۔ اسی لیے آپ کو طیب یعنے خوشبو محبوب ہوئی اور اسی سبب سے
آپ نے طیب کو نسا کے بعد رکھا۔ اور آنحضرت نے اون درجون کی رعایت
فرمائی ہے جو اس آیت مین ہے رفیع الدرجات ذو العرش یعنے درجونکا بڑھانیوالا

صاحب عرش ہے کیونکہ وہ اپنے اسم رحمن سے عرش پر مستوی ہے اور اون لوگون
جنکو عرش محتوی ہے کوئی ایسا شخص نہین ہے جسکو رحمت آلہی پہونچتی ہو اور وہ اس
آیت مین ہے والعرش وسع کل شئی یعنے عرش ہر شئے پر وسیع ہے اور اوسپر رحمن
مستوی ہے پس اسم رحمن ہی کی حقیقت سے تمام عالم مین رحمت آلہی ساری اور
طاری ہے چنانچہ مین اس مسئلہ کو دوسری جگہ اس کتاب مین اور فتوحات مکی مین بیان
کرچکا ہون - اور اسی اہتمام نکاحی مین جو حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کے برات مین
واقع ہے اللہ نے فرمایا کہ الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات والطیبات للطیبین
والطیبون للطیبات اولئک مبرؤن مما یقولون یعنے بُری عورتین
بُرے مردون کے لیے اور بُرے مرد بری عورتون کے لیے ہین اور اچھی عورتین اچھے
مردون کے لیے اور اچھے مرد اچھی عورتونکے لیے ہین - یہ سب اونکے افترا اور بہتانون
سے مبرّا ہین - پس اللہ نے اونکے روایح اور بو کو بھی اچھا فرمایا کیونکہ گفتار ہی نفس ہے
اور وہ خود بو ہے پس نفس ہی اچھا اور برا صادر ہوتا ہے جیساکہ وہ صورت نطق
اور گفتار مین ظاہر ہوتا ہے پس وہ باعتبار نسبت الہی کے بالکل ہی طیب اور پاکیزہ
ہے پس کل اقوال بھی طیب ہونگے اور باعتبار مدح اور ذم کے وہ خبیث اور
دونون صفتون سے موصوف ہوتا ہے اسیواسطے آنحضرت نے لہسن کی
بوٗ ائی مین فرمایا کہ یہ ایک درخت ہے اوسکی بو کو مین برا جانتا ہون کیونکہ کسی شئے کا
عین برا نہین ہوتا ہے بلکہ جو اوس سے ظاہر ہوا ہے وہ برا ہوتا ہے اور اوسکی
کراہت کی چند صورتین ہین یا عرفاً ہوگی یا مزاج کے ناموافق ہونے سے ہوگی
یا کسی غرض یا کمال مطلوب کے نقصان یا شرعی سبب سے ہوگی اور سوا سے
مذکور صورتون کے اور کوئی سبب کراہت کا نہین ہو سکتا ہے اور جب ہر چیز اچھی
اور بُری مین منقسم ہوئی جیسا مین اسکو ثابت کرچکا ہون تو رسول اللہ کو اچھی اور
پاکیزہ چیزین محبوب ہوئین اور بُری اور خبیث چیزین ناپسند ہوئین اور اسی لیے آپ نے
فرشتون کے بارہ مین فرمایا کہ وہ بدبو سے ایذا و رنج پاتے ہین کیونکہ اس خلقت
انسانی مین خود عفونت ہے جیسے کہ گبرولا گلاب کے بو سے نفرت کرتا ہے اور اوس
سے وہ مضرت پاتا ہے حالانکہ اوسکی خوشبو اچھی ہوتی ہے پس گلاب کی بو گبرولا کے

نزدیک خوشبودار نہوی پس جس شخص کا مزاج اسکا ایسا ظاہر اور باطن دونون مین ہوگا
تو وہ حق بات کے سننے سے مضرت پاویگا اور باطل اور جھوٹ سے خوش ہوگا اور
اون لوگون کو جو باطل پر ایمان لائے اور اللہ سے کفران کیا خسارت اور تاوان سے اللہ نے
موصوف کیا ہے اور فرمایا کہ اولئک ہم الخاسرون الذین خسروا انفسہم یعنے
وہی خسارہ پانیوالے لوگ ہین جنھون نے اپنے کو تاوان مین ڈالا ہے کیونکہ جو لوگ کہ اچھے
کو برے سے ادراک نہین کرتے ہین تو اونکو کچھ بھی ادراک نہین ہے بس رسول اللہ ؐ کو
ہر چیز سے طیب اور اچھائی ہے پسند آئی اور آنحضرت ؐ کے دربار مین سواے پاکیزگی
اور طیب کے دوسری چیز ہی نہین ہے اور کیا ممکن ہے کہ عالم مین ایسا مزاج ہو جو
ہر چیز سے طیب ہی کو پاتا ہو اور خبیث یعنے برے کو نجانتا ہو؟ مین کہتا ہون کہ یہ
نہین ہوسکتا ہے کیونکہ مین اسکو اوس اصل ہی مین نہین پاتا ہون جس سے عالم
ظاہر ہوا ہے اور وہ اصل حق تعالی ہے اور مین اوسکو پاتا ہون کہ ایک چیز کو برا اور
دوسری چیز کو اچھا جانتا ہے اور طیب وہی ہے جسکو وہ اچھا جانتا ہے اور عالم حق تعالی
کی صورت پر ہے اور انسان دونون کی صورتون پر ہے اور یہان کوئی ایسا مزاج نہین
ہوسکتا ہے جو ہر چیز سے ایک ہی چیز طیب یا خبیث کو ادراک کرتا ہو بلکہ یہان
ایسا مزاج ہے جو خبیث سے طیب کو ادراک کرتا ہے باوجودیکہ وہ جانتا ہے کہ یہ
بالذوق خبیث ہے اور بغیر ذوق کے طیب ہے پس اوسکو طیب کے ادراک نے
اوسکے خبث کے ادراک سے غافل کر رکھا ہے اور یہ کبھی ہوتا ہے اور عالم سے یعنے
ہستی سے خبث کا بالکلیہ اوٹھ جانا صحیح نہین ہے اور اللہ تعالی کی رحمت خبیث
وطیب دونون مین ہے اور خبیث چیز اپنے نفس کے نزدیک طیب ہے اور طیب
اوسکے نزدیک خبیث ہے پس عالم مین کوئی ایسی طیب اور پاکیزہ چیز نہین ہے
جو کسی اعتبار سے کسی مزاج کے حق مین خبیث اور بری نہو اور ایسے ہی اوسکا اولٹا ہی
اور تیسری چیز جس سے فردیت کامل ہوئی ہے وہ نماز ہے آنحضرت ؐ نے فرمایا کہ میرے
آنکھونکی ٹھنڈک نماز مین بنائی گئی ہے کیونکہ نماز حق تعالی کا مشاہدہ ہے اور یہ نماز
اللہ تعالی اور بندہ کے درمیان مناجات اور سرگوشی ہے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا
کہ فاذکرونی اذکرکم یعنے تم مجھے یاد کرو اور مین تمھین یاد کرون اور یہ نماز اللہ تعالی

اور بندہ کے درمیان دو نصفون پربٹی ہوئی عبادت ہے ایک نصف خاص اللہ تعالی
کے لیے ہے اور دوسرا نصف خاص بندون کے لیے ہے چنانچہ حدیث صحیح مین وارد
ہے اللہ تعالی نے فرمایا کہ قسمت الصلوۃ بینی وبین عبدی نصفین فنصفہا لی و نصفہا
بعبدی ولعبدی ماسال یعنے نماز میری اور بندے کے درمیان نصفا نصف مقسوم
ہے نصف میرے لیے اور نصف میرے بندہ کے لیے ہے اور میرے بندہ کے لیے وہ
سب کچھ ہے جو اوس نے مانگا ہے۔ جب بندہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ
میرے بندہ نے مجکو یاد کیا اور جب بندہ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے
کہ بندہ نے میری حمد کی اور جب الرحمن الرحیم کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ بندہ نے میری ثنا کی
اور جب بندہ مالک یوم الدین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ بندہ نے میری تمجید کی اور
اپنے کل امور کو میری طرف تفویض کر دیا پس یہ خاص خدا ہی کے لیے ہے پھر جب ایاک
نعبد وایاک نستعین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے اور بندہ دونون کے درمیان ہے اور
سوال کے چیزین بندہ کے لیے ہے پس اسی آیہ مین اشتراک واقع ہوا ہے پھر جب بندہ
کہتا ہے اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم و الضالین
تو خدا فرماتا ہے کہ یہ سب میرے بندہ کے لیے ہے اور میرے بندہ کے لیے اوسکے سوال کی ہوئی
چیزین ہین پس یہ خاص بندے کے لیے ہے جیسے پہلے خاص خدا کے لیے ہے اور
اسی سے پڑھنا الحمد للہ رب العالمین یعنی سورۂ فاتحہ کا نماز مین واجب معلوم ہوتا ہے اور
جس نے اسکو نہ پڑہا تو اوسنے اوس نماز کو نہ پڑھا جو اللہ اور بندہ کے درمیان
مقسوم ہے اور جب نماز مناجات اور سرگوشی ہے تو وہ ذکر ہے اور جسنے خدا کا ذکر کیا
تو وہ خدا کے ساتھ ہمنشین ہوا اور خدا اوسکے ساتھ ہمنشین ہو کیونکہ حدیث صحیح مین خبر
الہی سے ثابت ہے کہ مین اوسکا ہمنشین ہون جو مجھے یاد کرتا ہے اور جو اپنے مذکور سے
ہمنشین ہوا اور آنکھ والا ہے تو وہ اپنے ہمنشین کو دیکھ لیتا ہے پس رویت اور
مشاہدہ بھی ہے اور اگر وہ آنکھ والا نہین ہے تو اوسکو نہین دیکھتا ہے پس نماز
پڑھنے والا اپنا رتبہ یہان جان سکتا ہے کہ کیا وہ حق تعالی کو اس نماز مین رویت عیانی
سے مشاہدہ کرتا ہے یا نہین - اور اگر وہ اوسکو نہین دیکھتا ہے تو اوسکو ایمان سے اوسکی
عبادت کرنا چاہیے گویا وہ اوسکو دیکھتا ہے اور اپنے قبلہ مین مناجات اور نماز

کے وقت اوسکو خیال کرے اور اوسکی طرف کان لگادے کہ حق تعالی سے ادسپر کیا وارد
ہوتا ہے اور جب وہ اپنے عالم خاص یعنے عالم انسانی اور اون فرشتون کا امام ہی
جو اوسکے ساتھ نماز پڑھتے ہین تو اوسکو نماز مین رسول کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اور
اسمین شک نہین ہے کہ ہر نماز پڑھنے والا امام ہے کیونکہ جب کوئی اکیلا نماز
پڑھتا ہے تو فرشتے اوسکے پیچھے نماز پڑھتے ہین چنانچہ ایسی حدیث مین وارد ہوا
ہے۔ پس نماز مین یہ رسول کا مرتبہ حاصل ہوتا ہی اللہ تعالی کی نیابت ہے اور جب
بندہ سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہے تو وہ اپنے نفس کو اور اپنے پیچھے والون کو خبر دیتا ہے
کہ اللہ نے نماز پڑھنے والے کے کلمات کو سن لیا پھر فرشتے اور مقتدی کہتے ہین کہ ربنا
لک الحمد۔ اور نماز کی افضلیت کی بڑی دلیل ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندہ ہی کی زبان سے
فرماتا ہے سمع اللہ لمن حمدہ یعنے اللہ نے اپنے حمد کرنے والے کی حمد کو
سن لیا۔ اور نماز کے علو شان کو غور کرو اور دیکھو کہ نماز کی وجہ سے کیا مرتبہ پڑھنے
والے کو حاصل ہوتا ہے۔ پس جسنے کہ نماز مین رویت کے درجہ کو حاصل نہ کیا تو وہ
نماز کے غایت کو نہ پہنچا اور نہ اوسکو نماز مین آنکھ کی ٹھنڈک حاصل ہوئی۔ کیونکہ اوس نے
خدا کو دیکھا ہی نہین جس سے وہ مناجات اور بات کرتا ہے اور نہ اوس نے اون
باتون کو سنا جو حق تعالی سے نماز مین اوسپر وارد ہوتے ہین اس لیے نہ وہ نماز
پڑھنے والا ہوا اور نہ القی السمع و ھو شہید مین وہ داخل ہوا یعنے نہ اون سی
حاضر ہو کر حق کی طرف کان لگانے۔ اور یہان کوئی ایسی عبادت سوائے نماز کے نہین
ہے کہ وقت عبادت تک اوسمین تصرف کرنا منع ہو اور اسکے سب رکنون مین اللہ
تعالی کا ذکر سب سے بڑا ہے کیونکہ نماز جن چیزون پر مبنی ہے وہ گفتار اور کردار یعنی
اقوال اور افعال ہین اور ہمنے فتح مکی مین مرد کامل کی نماز کی صفت کو ذکر کیا ہے کہ
وہ کیسی ہونی چاہیے اور اللہ فرماتا ہے کہ نماز زنا اور کل برائیون سے روکتی ہے کیونکہ
نماز پڑھنے والے کو حکم ہے کہ جب تک کہ نماز مین اللہ تعالی کا ذکر جو سب سے بڑا ہے
یعنے وہ ذکر جو خدا سے بندہ کے لیے ہوتا ہے اور یہ اوسوقت ہوتا ہے کہ جب
اللہ اوسکے سوال کو قبول فرماتا ہے اور حق تعالی کی ثنا ذکر سے افضل ہے جسکو بندہ
نماز مین کرتا ہے کیونکہ شان کبریائی اللہ ہی کو زیبا ہے اور اسیواسطے خداوند تعالی سے

ارشاد ہوا کہ واللہ یعلم علی ما تصنعون یعنے اللہ تعالیٰ اوسکو جانتا ہے جو تم کرتے ہو
اور فرمایا کہ اوالقی السمع وھو شھید یعنے وہ حاضر ہوکر کان لگایا پس کان لگانا اس لیے
ہوتا ہی کہ اللہ تعالیٰ سے نماز مین اسکی کیا یاد ہوتی ہی اور اسی واسطے جبکہ وجود حرکت معقولہ
سے ہوئی اور عالم عدم اضافی سے وجود خارجی مین منتقل ہوا تو نماز بھی تمام اقسام حرکت
کو شامل ہوئی اور اوس حرکت کے تین قسم ہین اولاً حرکت مستقیمہ اور یہ مصلی کے قیام کے
وقت ہوتی ہے اور دوسری حرکت افقیہ اور یہ مصلی کے رکوع کے وقت ہوتی ہے اور
تیسری حرکت منکوسہ اور یہ مصلی کے سجدہ کے وقت ہوتی ہے اور انسان کو حرکت مستقیمہ
اور حیوان کو حرکت افقیہ ہے اور نباتات کو حرکت منکوسہ ہے اور جمادات کو بذاتہ حرکت
محسوس نہین ہوتی ہے اور جب پتھر حرکت کرتا ہے تو غیر کے سبب سے حرکت کرتا ہے
اور آنحضرتؐ نے اس قول وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ مین جعل کو اپنی طرف نہ
منسوب کیا کیونکہ حق تعالیٰ کی تجلی مصلی پر اللہ کے طرف سے ہے نہ کہ مصلی کی طرف سے
ہی اور اگر اللہ تعالیٰ اس صفت کو اپنی طرف سے بزبان رسول اللہؐ نہ ذکر فرماتا تو آپکو نماز کا
حکم بغیر اوسکی تجلی کے اوپر ہوتا اور جب یہ تجلی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطریق امتنان کے
ہوئی تو مشاہدہ بھی بطریق امتنان کے ہوا اسیواسطے آپ نے فرمایا کہ جعلت قرۃ
عینی فی الصلوٰۃ یعنے میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز مین بنائی گئی ہے اور یہ آنکھ کی ٹھنڈک
صرف محبوب کی مشاہدہ سے ہوتی ہے کیونکہ اسی سے محب کی آنکھ مین خنکی آتی ہے
اور اگر استقرار سے لیوین تو یہ معنے ہونگے کہ اوسی کے دیکھنے کے وقت عاشق کی
آنکھ قرار پکڑتی ہے اور اوسکے ساتھ کسی دوسری چیز کی طرف نظر نہین کرتا ہے
اور محب اوسکو شے اور غیر شے دونون مین دیکھکر قرار اور مسرت پاتا ہے اور اسیواسطے
اور طرف التفات کرنے سے نماز مین نہی آئی ہے کیونکہ التفات مین شیطان بندہ
کی نماز کو اوچک لیتا ہے اور یہ التفات اوسکو محبوب کے مشاہدہ سے محروم رکھتا ہی
بلکہ اگر حق تعالیٰ اس التفات کرنے والے کا محبوب ہوتا تو اپنے نماز مین غیر قبلہ
کی طرف اپنے رخ سے یہ التفات نہ کرتا ۔ اور ہر انسان اپنے ذاتی حالات
کو جانتا ہے کہ آیا وہ اس خاص عبادت مین اس درجہ پر ہے یا نہین ۔ کیونکہ
اللہ فرماتا ہی کہ الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ یعنے انسان

اپنے نفس پر دانا و بینا ہے اگرچہ وہ ہزارہا عذر پیش کرے پس وہ اپنے نفس کے کذب
اور صدق کو خوب پہچانتا ہے کیونکہ کوئی چیز اپنی حالت سے ناواقف نہین ہوتی ہے
اسلیے کہ اپنی حالت ہر ایک کو ذوقی اور وجدانی ہے - اور ہمارے صلوۃ کی ایک
اور دوسری قسم ہے کیونکہ اللہ نے ہم لوگون کو فرمایا کہ ہم سب اوسکے لیے صلوۃ مین
مشغول ہون اور اوس نے خبر دی کہ وہ ہم لوگون پر صلوۃ کے بھیجنے مین مشغول ہے
پس صلوۃ ہم سے اور اوس سے دونون سے ہوئی - اور جب وہ بھی مصلی ہوا تو وہ
اپنے اسم آخر سے صلوۃ کرتا ہے اسیواسطے حق تعالی بندہ کے وجود سے
متاخر ہوتا ہے اور وہ حق تعالی عین وہی حق ہے جسکو بندہ اپنے قبلہ مین نظر فکری
یا اپنی تقلید سے پیدا کرتا ہے - اور تقلیدی خدا سے اعتقادی آلہ مراد ہے اور یہ
محل کے استعداد سے جسمین وہ قائم ہے نوع بنوع ہوتا رہتا ہے چنانچہ جب حضرت
جنید سے معرفت باللہ اور عارف کے بارہ مین سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ لون
الماء لون انائہ یعنے پانی کا رنگ اپنے ظرف کے رنگ پر ہوتا ہے اور یہ جواب
نادر الوقوع ہے کیونکہ اونھون نے اسباب کے اصلی واقعہ سے خبر دی پس یہ خدا
جو ہمارے عقاید کی صورتون پر ہے وہی ہے جو ہمپر صلوۃ بھیجتا ہے اور جب ہم لوگ
صلوۃ کر چکے تو ہم لوگون کے لیے اسم آخر ثابت ہوا اور ہم سب اوسمین متحقق ہو گئے
چنانچہ مین اسکو اس اسم کے مسمی کے حالات مین ذکر کر چکا ہون - اور ہم لوگ باعتبار
اپنے حالات کے حق تعالی سے قریب ہوتے ہین اور وہ ہمپر اوسی صورت مین متجلی
ہوتا ہے جس صورت پر ہم اوسکو لاتے ہین اور اس آیت کل قد علم صلوتہ وتسبیحہ
کے معنی یہ ہین کہ ہر ایک نے اوسکی صلوۃ اور تسبیح کو جان لیا ہے پس ہر چیز اپنے
پروردگار حلیم اور غفور کی جو عقوبت کرنے مین جلدی نہین کرتا ہے - اور گناہون
کو چھپاتا ہے تسبیح کر رہی ہے اور ہم لوگ تمام عالم کی تسبیح کو علی التفصیل جدا جدا
کر کے نہین سمجھتے ہین اور یہان ایک ایسا مرتبہ ہے جسمین عبد تسبیح کرنے والے کی طرف
اوس مرتبہ مین ضمیر پھرتی ہے اور وہ مرتبہ اس آیت مین ہے وان من شیء الا یسبح
بحمدہ ای بحمد ذلک الشیء - یعنے کوئی ایسی شے نہین ہے جو اوسکی یعنے اوس شے
کی تسبیح نہ کرتی ہو پس بحمدہ کی ضمیر شئے کی طرف اوسی ثنا کے ساتھ عود کرتی ہے جسمیں

وہ ہوتی ہے چنانچہ مین آلہ معتقد مین کہہ چکا ہون کہ یہ اوس آلہ کی ثنا کرتا ہے جو اوسکے اعتقاد مین ہی اور اوسیکے ساتھ اسنے اپنے نفس کو مربوط کیا ہے اور جو کچھ کہ اسکا عمل ہے وہ اوسیکی طرف رجوع کرتا ہے پس اسنے اپنے ہی نفس کی ثنا کی کیونکہ یہ صنعت کی مدح ہے پس بلا شک یہ صانع ہی کی مدح کرتا ہی کیونکہ صنعت کی حسن یا غیر حسن دونون اوسیکے صانع کی طرف رجوع ہوتے ہین اور اعتقادی آلہ اوس آلہ مین نظر کرنے والے کا مصنوع ہی کیونکہ وہ اوسی ناظر کی صنعت ہی پس بندہ کی ثنا اپنے معتقد پر عین اپنے نفس کی ثنا ہے اور اسی لیے یہ غیر کے اعتقادی آلہ کی مذمت کرتا ہے اور اگر انصاف کرے تو اوسکو غیر کے آلہ معتقد کی مذمت صحیح نہین ہے لیکن اس معبود خاص کا عابد بیشک اسبارہ مین جاہل ہے کیونکہ یہ غیر پر اللہ تعالی کے اعتقاد مین اعتراض کرتا ہے اور اگر یہ جنید کے مقولہ لون الماء لون انائہٖ کو جان لے تو ہر اعتقاد والے کے اعتقادی آلہون کو تسلیم کرے اور اللہ تعالی کو ہر صورتون مین پہچانے اور کل اعتقاد والون کو اللہ تعالی کا علم ظنی ہے یقینی نہین ہے اسی لیے اللہ تعالی نے حضرت رسول اللہ کے زبان پر فرمایا انا عند ظن عبدی بی یعنے مین اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہون جو میرے ساتھ رکھتا ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ مین اوسی صورت پر ظاہر ہوتا ہون جو بندہ کے اعتقاد مین ہے اور اگر تو اوسکو مطلق رکھے اور یہ وہی آلہ ہی جسکو اوسکے بندہ کے قلب نے سما لیا ہے اور آلہ مطلق کو کوئی شے سما نہین سکتی ہے کیونکہ وہ اشیا کا عین ہے اور عین اوسکا نفس ہے اور شے مین یہ نہین بولتے ہین کہ وہ اپنے نفس مین سما سکتی ہے یا اوسمین نہین سما سکتی ہے۔ غور کرو۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔ اور اللہ تعالی اولیا اکمل کے زبان سے حق حق کہتا ہے اور سالکین کو وہی راہ بتلاتا ہے۔

تمت

الحمد للہ کہ نہایت خوبی اور عمدگی کے ساتھ یہ کتاب مستحکم یعنے ترجمہ فصوص الحکم مطبع مجتبائی مین خاکسار محمد عبد اللہ تاجر کتب کے اہتمام سے ماہ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ ہجری مین طبع ہوکر ہدیۂ ناظرین ہوئی۔

اشتہار

الحمد للہ والمنہ کہ یہ کتاب
لاجواب فوائد صوفیہ مین محکم یعنی ترجمہ
فصوص الحکم جسکی زبان بے محاورہ تھی مین نے
بصرف زر کثیر بعض بعض مقامات پر حواشی مفیدہ
جناب مولوی حافظ محمد برکت اللہ صاحب رضا لکھنوی
فرنگی محلی سلمہ اللہ القوی سے لکھوا کر درج کرائے اور
زبان بھی درست کرائی گئی ہے واقعی یہ ہی کہ اب یہ کتاب
قابل دید ہی لہذا تاجران با وقار و مالکان مطابع دیار و
امصار کو اطلاع دیجاتی ہی کہ ہرگز اسکے طبع کا خیال دلمین
نہ لائین بلکہ جسقدر نسخے درکار ہون مشتہر سے طلب
فرمائین اسکا حق تحشی و ترمیم میرے نام محفوظ ہی

المشتہر

محمد عبد اللہ تاجر کتب
لکھنؤ چوک و مالک مطبع
مجتبائی

فہرست کتب طبیہ مولفہ جناب حکیم محمد عبد الحکیم صاحب لکھنوی

تحفۃ النفیس

ترجمہ مجربات شیخ الرئیس
مجرب اور نادر نسخون کا مجموعہ عجیب و غریب الکتاب تعیش کا آئینہ بلکہ جملہ طرق علاج و عشرت کا ہادی در بہا جسکے مطالعہ کا شائقین کو بیحد اشتیاق تھا ہر چیز پسند اسکی ہر دیبا کے نظارہ کا مشتاق تھا چھپکے تیار ہے جلد منگائیے اور اسکے مضامین گونا گون جو نسخہ ہای مفید و مجرب سی لطف و فائدہ اٹھائیے اگر منگانے مین دیر فرمائیگا تو ضرور ہے کہ طبع ثانی کے انتظار کی تکلیف اوٹھائیگا قیمت - عہ

خزینۃ العلاج

جسمین ہر مرض کے متعدد نسخے تحریر ہین جو حکمائے نامدار کے مجرب اور آزمودہ ہین و رہر حیثیت کا آدمی علاج کرسکتا ہے اور صفت یہ کہ اختصار قلیل و ہر مرض کو بے کم ہین نسخے تحریر کئے گئے جلد اول قیمت عہ جلد دوم عہ

معین العلاج

مولفہ جناب حکیم محمد عبد الحکیم صاحب ابن جناب حکیم محمد کاظم علی صاحب مرحوم لکھنوی جسمین ہر خلط اور ہر مرض کی مخصوص دواؤن کی و اجب الحفظ فہرست مندرج ہے طلبا کے نہایت کار آمد ہے - ۸ر

تریاق باہ -	۶ر
قرابادین حاذق	۶ر
طب لقمانی	۵ر
ایضاً حصہ دوم -	۱ر
قانون عشرت -	۱ر
اکسیر القلوب ترجمہ مفرح القلوب -	۱عہ
زہر دا خفر -	۷ر
رسالہ علاج افیل -	۸ر
علامات الامراض	
تحفۃ الاطبا -	۰ر
ترجمہ قرابادین شفائی	۶ر
قرابادین ذکائی -	۱۲ر
بحر محیط کامل -	۱عہ
مجمع البحرین یونانی اور ڈاکٹری مین	۱ے
طب احسانی -	۳ر
طب اکبر اردو	۱عا
ترجمہ زاد غریب	۶ر
مخزن سلیمانی -	للعہ
ترجمہ قانون شیخ الرئیس کامل ۵ جلد	۵عہ

تدبیر العلاج حصہ اول

یونانی اور جدید کہ دونون کے کلیات اور مفردات اور معالجات و مرکبات کا نادر مجموعہ ہے اور تمام اعضا کے امراض میں ہر عضو کی تشریح مفصل لکھی گئی ہے فن طب میں ضروری کتاب ہے قیمت - عہ

تدبیر العلاج حصہ دوم

یہ کتاب چونکہ بسط سے لکھی گئی ہے لہذا دو جلد مین ہے جلد اول امراض اس تک سر جلد دوم مین تا ناخن پا ہر مرض کا علاج ہے قیمت حصہ دوم عہ

تریاق اعظم

آسمین جناب حکیم مرزا محمد علی صاحب اور جناب حکیم میر محمد علی صاحب مرتعش اور جناب حکیم علی حسین صاحب اور جناب حکیم کاظم علی صاحب برد اللہ مضجعہم کے مجربات مندرج ہین جو طلبا کے لیے نہایت عمدہ دستور العمل اور لائق دید کتاب ہے قیمت عہ

تریاق اعظم حصہ دوم

جناب حکیم سید جان صاحب مولانی کے مطب کے عمدہ نسخونکا مجموعہ ہے جسے محمد اعظم صاحب نے جمع کیا قابل دید ہے قیمت ۸ر

بستان المفردات

اسم معروف	فارسی	عربی	ہندی
آبنوس	آبنوس	آبنوس	آبنوس

ماہیت	طبیعت
ایک بہت بڑا درخت ہے جسکے پھل مثل انگور کے قدر شیرین اور کچھ اور بیج پھل صنوبر کے اور بیج مثل تخم خیار کے ہوتے ہین بہت مشہور ہے	شیخ نے دوسرے درجہ مین گرم و خشک لکھا ہے اور انطاکی نے اوائل سوم مین گرم اور آخر دوم مین خشک بیان کیا ہے اور قول راجح شیخ الرئیس کا ہے

رنگ و بو	رنگ سیاہ اور جلانے سے اچھی بو دیتا ہے اور بغیر جلائے بو نہین ہوتی ہے
ذائقہ	پھیکا مائل بہ تلخی کچھ تیزی لیے ہوئے ہوتا ہے
مضر	معدے کیلئے مضر لکھا ہے
مصلح	ببول کا گوند اور شہد وغیرہ اسکے وزن سے کچھ کم ہے
بدل	چوب کنار یعنی لکڑی بیری ہموزن اس کے
نسبت ستارہ	نیر اعظم یعنی شمس سے اسکا تعلق ہے اور اسکی ساعت مین زیادہ اثر کرتا ہے
نفع خاص	آنکھ کے اکثر امراض کیلیے اسکا سرمہ نہایت مفید و مجرب ہے
قدر شربت کامل	دو درم سے تین درم تک یعنی ساڑھے ماشے سے ساڑھے دس ماشے تک
قدر شربت ناقص	ایک درم سے ڈیڑھ درم تک یعنی تین ماشے سے پانچ ماشے تک

افعال و خواص مع طریق استعمال و عمدگی و حوالہ کتاب

ملطف جالی مدر بول سنگ مثانہ کا مفتت ریاح کا محلل سدۂ طحال کا دافع ہے اگر اسے بارتنگ سبز کے پانی مین حل کرکے پیشانی پر لگائین اور ناک مین ڈالین نکسیر کو بند کرتا ہے اسکا سرمہ رتوندھی کا دافع اور باریک پیسا ہوا آنکھ مین لگانا اسکی سفیدی اور دمعہ خارش چشم اور سبل کیلیے مفید اور آنکھ کا محافظ ہے لیکن لگاتا ادویۂ تازہ خون سے خون بند کرتا ہے روغن گل اور انڈے کی سفیدی کے ساتھ عضو سوختہ پہ اسکا ضماد کرنا مسکن سوزش اور مفید ہے شراب مین جوش کرکے گنٹھیا پر لگانا فائدہ کرتا ہے جوش خون کا دافع اور پرانے زخمون کا مجفف اور خارش تر کو مفید ہے اسکے خشک پھولونکا سفوف حبس اسہال و سیلان رحم اور ودی و مذی و منی الخ

مختصر فہرست کتبخانه تجارتی مطبع مجتبائی لکھنؤ

اس مطبع کے کارخانه مین ہر قسم کی کتابین موجود ہین اس مختصر فہرست مین صرف چند کتابین لکھی جاتی ہین فہرست کلان مین ہر قسم کی کتابین درج ہین جو ٹکٹ بھیجنے سے روانه کیجاتی ہے تاجرون کو نرخ تاجرانه مال ملتا ہے ۔ تعمیل فرمایش بعجلت ہوتی ہے

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
قرآن شریف مترجم		ہرمز نامه متعلقه		ششم	۶ار	فسانه آزاد کامل		[illegible] معروف	۲
مترجم و بغیر ترجمه		نوشیروان نامه جلد		تورج نامه جلد اول		ہزار داستان الف لیلیٰ		[illegible]	
حمائل شریف و		دوم جدید التطبع	لعه	دفتر ہفتم داستان		ترجمه اردو الف لیله		[illegible]	
تفاسیر موجود ہین		بیان شاہنامه متعلقه		امیر حمزه	سے	بالتصویر جدید		طلسم الفت	۱۲
داستان امیر حمزه		نوشیروان نامه		تورج نامه جلد دوم		[illegible] مقفیٰ مین مطابق		گلشن وقار	۱
جدید مطبوعه مطبع		جلد دوم	۶ار	لعل نامه جلد اول	۶ار	مطبع مجتبائی لکھنؤ		دیوان وقار	۱
مجتبائی کا طرز سلاست		کوچک باختر	۶ار	دفتر ہشتم		جنگ نامه حضرت علی		گلزار داغ	
و فصاحت کا نمونه		بالا باختر	۶ار	ایضاً جلد دوم		جنگنامه محمد حنیف		آفتاب داغ	۱۲
زبان مین نہایت		ایرج نامه جلد اول	۶ار	طلسم فتنه نور افشان		نظم		مہتاب داغ	
خوبی سے چھپی ہے		جلد دوم	۶ار	جلد اول [illegible]		سیر کہسار کامل		یادگار داغ	
اسکی خوبی معلوم		طلسم ہوشربا جلد اول		وغیره کی ملاحظه پر		جام سرشار		رساله حصول شطرنج	
[illegible]		جلد دوم		موقوف ہے		قصه ممتاز		ہدایت الاطبا	۱
یه کتاب اکثر مطابع		" سوم		" جلد دوم		فسانه [illegible] عشق		ضابطه دیوانی	
مین چھپی لیکن		" چہارم		" جلد سوم		میدان الرمل		ضابطه فوجداری	
بد انتظامی کی وجه سے		" جلد پنجم کا		گلگشت ہر سه جلد		شمس الرمل		ایکٹ [illegible]	
نہایت سقیم رہی		حصه اول		کے لیے		اکسیر اعظم نجوم		[illegible] ہند	
و غلطی راقم نے		جلد پنجم حصه دوم		طلسم ہفت پیکر		کشاف النجوم		قانون معاہده	
بہت کوشش سے		جلد ششم		مصنفه منشی تصدق حسین		نغمه [illegible] معروف		قانون شہادت	۱۲
درست کرائی ہے	عه	جلد ہفتم		صاحب [illegible] جلد ۱		قوت روح		ایکٹ [illegible]	۱۲
ترجمه داستان		بقیه طلسم ہوشربا		" جلد دوم		نغمه عشاق کامل		انتقال جائداد	
امیر حمزه		جلد اول مصنفه		" جلد سوم		نغمه بلبل [illegible]		تیر عشق	۱
		منشی احمد حسین صاحب		طلسم خیال سکندری		ترانه [illegible]		میلا [illegible]	
نوشیروان نامه		متخلص به قمر		مصنفه قمر جلد ۱		نغمه بلبل		اسرار [illegible]	
جلد اول	۶ار	" حصه دوم	۶ار	" جلد دوم		بہار گلشن [illegible]		سرور القلوب	۱
جلد دوم	۶ار	صندلی نامه دفتر		" جلد سوم		" حصه دوم		مجذوب القلوب	۱

جو صاحب کتابین چھپوانا چاہین اُنکا معامله بذریعه تحریر کے ہو سکتا ہے اشیاے ساخت لکھنؤ [illegible] فرو [illegible]
کاغذ [illegible] بذریعه [illegible] روانه کیجاتی ہین صاحب فرمایش اپنا نام معه [illegible] و ضلع صاف لکھین ۔

مطبع مجتبائی مین باہتمام محمد عبد الله [illegible] چھپی